صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

17 ۔ دسمبر 1975ء

(13 ۔ ذوالحج 1395ھ)

جلد 16 ۔ شمارہ 21

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی

پنجاب

مندرجات

(بدھ ۔ 17 دسمبر 1975ء)

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اُردو ترجمہ	1637
ارکان اسمبلی کا حلف	1638
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1638
غیرنشان زدہ سوالات	1659
اراکین اسمبلی کی رخصت	1661
تحاریک التوائے کار—	
دفعہ 144 کے تحت صوبہ پنجاب میں گڑ اور شکر بنانے پر پابندی	1664

قیمت 1 روپیہ

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس

بدھ ۔ 17 دسمبر 1975ء

(چہار شنبہ ۔ 13 ذوالحج 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے تین بجے بعد از دوپہر منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ○
اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا
عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ○

پارہ ۲۰ سورہ ۲۸ رکوع ۹ آیات ۵۱ تا ۵۵

اور ہم پے در پے ان لوگوں کے پاس ہدایت کی باتیں بھیجتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، اور جب (قرآن) ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم (اس پر ایمان لے آئے) بلاشبہ وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور ہم تو اس کے پہلے سے فرماں بردار ہیں ۔

ان لوگوں کو دوگنا بدلا دیا جائے گا کیونکہ وہ صبر کر رہے ہیں ۔ اور بھلائی کے ذریعہ برائی کو دور کرتے ہیں، اور جب کبھی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال ۔ تم کو سلام ۔ ہم حاسدوں کے خواستگار نہیں ۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر ۔ اب مسٹر عمر حیات سیال حلف وفاداری اٹھائیں گے ۔

رسم حلف وفاداری

مسٹر عمر حیات سیال

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

صوبہ میں بلدیاتی اداروں کے زیر انتظام انڈسٹریل ہوم/سینٹروں کی تعداد

*5416 ۔ **مسٹر ملک شاہ محمد محسن** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب میں ایسے کتنے انڈسٹریل ہوم/سنٹر میں جنہیں بلدیاتی ادارے چلا رہے ہیں اور ان سنٹروں میں کل کتنی لڑکیاں سلائی کڑھائی کا ہنر سیکھ رہی ہیں ۔

(ب) ایک انڈسٹریل ہوم/سنٹر کھولنے پر زیادہ سے زیادہ اور کم از کم کتنی لاگت آتی ہے ۔

(ج) 74 - 1973ء کے دوران آج تک پنجاب میں کل کتنے انڈسٹریل ہوم کھولے گئے اور آئندہ مالی سال میں کتنے کھولنے کا پروگرام ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت صرف بارہ بلدیاتی ادارے 51 انڈسٹریل ہوم چلا رہے ہیں ۔ ان سنٹروں میں تقریباً (1166) لڑکیاں سلائی کڑھائی کا ہنر سیکھ رہی ہیں ۔ ان بلدیاتی اداروں کی لسٹ لف ہذا ہے ۔

(ب) ایک نیا انڈسٹریل ہوم کھولنے پر زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار روپے اور کم از کم چھ ہزار روپے لاگت آتی ہے ۔

(ج) اس وقت تک 51 انڈسٹریل ہوم چل رہے ہیں ۔ آئندہ کوئی انڈسٹریل

ہوم کھولنے کی تجویز فی الحال زیر غور نہیں ہے بلدیاتی ادارے جو انڈسٹریل ہوم چلا رہے ہیں ۔

نمبر شمار	نام بلدیاتی ادارے جو انڈسٹریل ہوم چلا رہے ہیں	تعداد انڈسٹریل ہوم	تعداد لڑکیوں کی جو کام سیکھ رہی ہیں
1	میونسپل کمیٹی مری	1	70 ۔ (50 گرمیوں میں اور 20 سردیوں میں)
2	میونسپل کمیٹی راولپنڈی	1	70 لڑکیاں
3	میونسپل کمیٹی ملتان	4	204 لڑکیاں
4	میونسپل کمیٹی عارف والا	1	30 لڑکیاں
5	میونسپل کمیٹی اوکاڑہ	3	45 لڑکیاں
6	میونسپل کمیٹی بہاولنگر	1	62 لڑکیاں
7	میونسپل کمیٹی ہارون آباد	1	47 لڑکیاں
8	میونسپل کمیٹی بہاولپور	1	28 لڑکیاں
9	میونسپل کمیٹی چشتیاں	1	47 لڑکیاں
10	لاہور میونسپل کارپوریشن	35	500 لڑکیاں
11	ڈسٹرکٹ کونسل لاہور	1	32 لڑکیاں
12	ٹاؤن کمیٹی للیانی	1	31 لڑکیاں
	ٹوٹل	51	1166 لڑکیاں

ملک شاہ محمد محسن ۔ جناب والا ۔ سوال کے جز (ب) کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے ایک لیا انڈسٹری ہوم کھولنے پر زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار روپے اور کم از کم چھ ہزار روپے لاگت آتی ہے تو یہ چھ ہزار سے لے کر پندرہ ہزار تک کا جو تفاوت ہے اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ انہوں نے کیا پوچھا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ جواب کے جو جز (ب) میں آپ نے فرمایا ہے کہ زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار روپے اور کم از کم چھ ہزار روپے کی جو لاگت ہے اس تفاوت کی بنیاد کیا ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میرے خیال میں یہ انڈسٹریل ہوم کی وسعت پر ہوگا ۔ اگر وہ زیادہ وسعت پذیر ہوگا تو اس پر زیادہ خرچ آئے گا ۔ اگر اس میں کم لڑکیاں ہوں گی تو کم انتظام ہوگا اور اس پر کم روپیہ لگے گا ۔

ملک شاہ محمد محسن ۔ جناب والا ۔ جواب کے جز (ج) میں بلدیاتی اداروں کے نام دیے گئے ہیں اور ان کے آگے انڈسٹریل ہوم کی تعداد دی گئی ہے ۔ تو اس کے مطابق نمبر دس پر لاہور میونسپل کارپوریشن کو انڈسٹریل ہوم 35 دیے گئے ہیں اور ڈسٹرکٹ کونسل لاہور کو ایک انڈسٹریل ہوم دیا گیا ہے ۔ جب کہ ڈسٹرکٹ لاہور تین تحصیلوں پر مشتمل ہے اور میرا خیال ہے کہ جہاں تک تعلیم کی سہولیات کا تعلق ہے دیہاتی ایریا میں کم ہیں اور ان کے لیے انڈسٹریل ہوم کا ہونا نہایت ضروری تھا ۔ تو بجائے اس کے کہ آپ دیہاتی ایریا کو زیادہ انڈسٹریل ہوم دیتے آپ نے شہر کو 35 انڈسٹریل ہوم دیے ہیں اور دیہاتی ایریا کو جو کہ تین تحصیلوں پر مشتمل ہے صرف ایک انڈسٹریل ہوم دیا گیا ہے اس تفاوت کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے افسوس ہے کہ لسٹ میں واقعی ایک انڈسٹریل ہوم لکھا گیا ہے مگر میں ملک شاہ محمد محسن صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کروں گا کہ یہ ذمہ داری لاہور ڈسٹرکٹ کے ممبران کی ہے ۔ یہ ان کا فرض تھا کہ وہ حکومت پر زور دیتے تاکہ انڈسٹریل ہوم زیادہ سے زیادہ کھولے جا سکتے ہیں ۔ میرے خیال میں یہ آپ کا تساہل ہے کہ آپ نے اس سمت کوئی کوشش نہیں کی ۔

چونگی ملازمین کو زائد ڈیوٹی دینے پر اوور ٹائم کی ادائیگی

*5437 ۔ **مسٹر ملک شاہ محمد محسن** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ کئی میونسپل کمیٹیاں جو پہلے تو چونگی ملازمین کو 8 گھنٹہ سے زائد ڈیوٹی دینے پر اوور ٹائم دیتی تھیں اب انہوں نے ایک اور شفٹ کا اضافہ کر کے مزید ملازم رکھ لیے ہیں ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ان میونسپل کمیٹیوں کے نام بتائے جائیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔ ایسی میونسپل کمیٹیوں کی فہرست لف ہذا ہے ۔

فہرست ہائے میونسپل کمیٹیاں جو پہلے اپنے چونگی ملازمین کو 8 گھنٹے سے زائد ڈیوٹی دینے پر اوور ٹائم دیتی تھیں اور اب انہوں نے ایک اوور شفٹ کا اضافہ کرکے مزید ملازمین رکھ لیے ہیں ۔

نمبر شمار	نام بلدیاتی ادارے
1	میونسپل کمیٹی ڈسکہ
2	میونسپل کمیٹی لائلپور
3	میونسپل کمیٹی سرگودھا
4	میونسپل کمیٹی شیخوپورہ
5	میونسپل کمیٹی ننکانہ صاحب
6	میونسپل کمیٹی جہلم
7	میونسپل کمیٹی چکوال
8	میونسپل کمیٹی گکھڑ
9	میونسپل کمیٹی ساہیوال
10	میونسپل کمیٹی چیچہ وطنی
11	میونسپل کمیٹی عارف والا
12	ٹاؤن کمیٹی رینالہ خورد
13	میونسپل کمیٹی گجرات
14	میونسپل کمیٹی لالہ موسیٰ
15	لاہور میونسپل کارپوریشن
16	میونسپل کمیٹی اٹک
17	ٹاؤن کمیٹی کھلیان
18	ٹاؤن کمیٹی چونیان
19	ٹاؤن کمیٹی لالیاں
20	ٹاؤن کمیٹی بھائی پھیرو
21	ٹاؤن کمیٹی رائے ونڈ
22	ٹاؤن کمیٹی کوٹ رادھا کشن

کارپوریشن جونیئر ماڈل سکول شالا مار ٹاؤن لاہور میں بچوں کی تعداد

*5963 ۔ **مسٹر ناصر علی خان بلوچ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کارپوریشن جونیئر ماڈل سکول شالا مار ٹاؤن لاہور میں کتنی کلاسیں ہیں اور ہر کلاس کے کتنے سیکشن ہیں اور ہر سیکشن میں بچوں کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی بیشتر جماعتیں ٹاٹوں پر بیٹھتی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو وہ جماعتیں کون کون سی ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کے طلباء سے بھاری فیسیں وصول کی جاتی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان بچوں کے لیے بینچوں کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) کارپوریشن جونیئر ماڈل سکول شالامار ٹاؤن لاہور میں پانچ کلاسیں ہیں ۔ اور ہر کلاس کے سیکشنوں کی تعداد اور بچوں کی تعداد درج ذیل ہے ۔

جماعت	سیکشن کی تعداد	تعداد طلباء و طالبات			
		اے ۔	بی ۔	سی ۔	میزان
اول	3	85	85	80	250
دوم	3	80	80	80	240
سوم	2	89	85	—	174
چہارم	2	72	70		142
پنجم	2	55	35		90
					896

(ب) جی نہیں ۔

(ج) فیس وصول نہیں کی جاتی ۔ البتہ بچوں کے لیے سال رواں میں مزید 15 بنچ ڈیسک مہیا کر دیے گئے ہیں ۔

کارپوریشن جونیئر ماڈل سکول شالامار ٹاؤن لاہور کی عمارت میں کمروں کی کمی

***5964 ۔ مسٹر ناصر علی خان بلوچ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کارپوریشن جونیئر ماڈل سکول شالامار ٹاؤن لاہور کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی بیشتر جماعتیں کمروں کی کمی کی وجہ سے باہر میدان میں بیٹھتی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ایسی کون کون سی کلاسیں ہیں اور کیا حکومت مذکورہ سکول میں فوری طور پر توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) مذکورہ سکول کی عمارت 9 کمروں اور برآمدہ پر مشتمل ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ جماعت اول کے دو سیکشن برآمدہ میں بیٹھے ہیں ۔ سال رواں کے دوران مذکورہ سکول میں تین کمروں کا اضافہ کر دیا جائے گا ۔

رحمان پورہ لاہور کی سڑکوں کی تعمیر

***6146 ۔ مسٹر چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 74 - 1973ء میں رحمان پورہ لاہور کی جن سڑکوں کی تعمیر کے احکام بلدیہ لاہور کی طرف سے دیے گئے تھے ان کے نام کیا ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سلطان احمد روڈ اور احمد منیر شہید روڈ رحمان پورہ لاہور کی تعمیر بھی ان میں شامل تھی اور کیا اس کا ٹھیکہ بھی ہو چکا ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک ابھی تک تعمیر نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں اور یہ سڑک کب تک تعمیر کر دی جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) 74 - 1973ء میں رحمان پورہ لاہور کی مندرجہ ذیل سڑکوں کی ری سرفیسنگ(Re-surfacing) کے احکام جاری ہوئے تھے ۔

نمبر 1 ۔ سڑک E&F بلاک نمبر 2 ۔ سڑک بخاری مارکیٹ وحدت روڈ
نمبر 3 ۔ سڑک A بلاک نمبر 4 ۔ سڑک F بلاک
نمبر 5 ۔ سڑک C&D بلاک نمبر 4 ۔ سڑک G بلاک
نمبر 7 ۔ B بلاک نمبر 8 ۔ سڑک D بلاک
نمبر 9 ۔ سڑک رحمان پورہ کوارٹرز تا وحدت روڈ

(ب) جی نہیں ۔

(ج) احمد منیر شہید روڈ کا کام مکمل ہو چکا ہے ۔ اور سلطان احمد روڈ کی تکمیل اگلے ٹارلنگ سیزن میں ہو جائے گی ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

بلدیہ ملتان میں توسیع کا منصوبہ

***6232 ۔ سید ناظم حسین شاہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ ملتان میں توسیع کرنے کا منصوبہ پچھلے کئی سالوں سے حکومت کے زیر غور ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس منصوبہ پر کب تک عمل درآمد ہوگا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جی ہاں ۔ بلدیہ ملتان میں توسیع کا آخری نوٹیفیکیشن 12 نومبر 1975ء کو جاری کیا جائے گا ۔

ملتان میں لاری اڈوں کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا منصوبہ

*6233 ۔ **سید ناظم حسین شاہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل کمیٹی ملتان نے لاری اڈوں کو شہر سے باہر منتقل کے لیے 74-1973 میں ایک منصوبہ تیار کیا تھا اور سال 74-1973 کے بجٹ میں رقم بھی مختص کی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلدیہ ملتان نے ساٹھ ایکڑ اراضی اڈے کی تعمیر کے لیے حاصل کر لی ہے نیز بس سٹینڈ کی تعمیر کے لیے بلدیہ ملتان نے آٹھ لاکھ روپے کی ادائیگی بھی حکومت کو کر دی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اڈے کی تعمیر کا کام مکمل ہو جائے گا اور کب تک اڈا اس میں جاری ہو جائے گا ۔

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) میونسپل کارپوریشن ملتان نے نئے اڈا کی تعمیر کے لیے 82 ایکڑ اراضی حاصل کر لی ہے ۔ جس کے لیے کارپوریشن نے مبلغ 9,43,000 روپے کی رقم لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کے پاس جمع کروا دی تھی ۔ اڈے پر تعمیر کا کام سال 1976ء کے آغاز میں شروع ہونے کی توقع ہے ۔ یہ کام تین سال میں مکمل ہوگا ۔

بلدیاتی اداروں کے ملازمین کے لیے طبی سہولت

*6354 ۔ **سید تابش الوری** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے ملازمین کی طرح بلدیاتی اداروں اور لوکل کونسلوں کے ملازمین کو بھی طبی اخراجات کی باز ادائیگی کی جاتی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے آرڈیننس نمبر 8 مجریہ 1972 کے تحت یہ سہولت تمام سرکاری و نیم سرکاری ملازمین

سے واپس لے کر ان کو سرکاری ہسپتالوں میں مفت علاج معالجہ کی اجازت دے دی تھی ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سہولت بلدیاتی اداروں کو بہم نہیں پہنچائی گئی ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بلدیاتی اداروں کو مفت طبی علاج کی سہولت نہ فراہم کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت ان کو یہ سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) جہاں تک بلدیاتی اداروں کے ملازمین کو طبی سہولت بہم پہنچانے کا تعلق ہے بیشتر بلدیاتی اداروں نے اپنے ملازمین کو طبی سہولت پہنچانے کے لیے دیہی ڈسپنریوں اور ہسپتالوں میں علاج و معالجہ کی مفت سہولت فراہم کی ہوئی ہے اور اس مقصد کے لیے بجٹ میں کافی رقم رکھی جاتی ہے ۔

(د) چند بلدیاتی اداروں نے اپنی مالی کمزوری کے پیش نظر یہ سہولت اپنے ملازمین کو فراہم نہیں کی ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ سوال کے آگے لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ جواب آپ کو پہنچ چکا ہے آپ کی میز پر موجود ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ یہ جواب محکمے سے کب موصول ہوا ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ جواب رولز کے مطابق ہیں ۔ یہ آج کی تاریخ میں آپ کو سپلائی کر دیے گئے ہیں ۔ تاخیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

پکی ٹھٹھی لاہور میں ناجائز تعمیرات کو گرانا

*6531 ۔ **مسٹر چوھدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلی نمبر 1 پکی ٹھٹھی لاہور کا بس سٹاپ کو جانے والا راستہ ایک بار اثر شخص نے ناجائز تعمیر کر کے بند کر دیا ہے جس سے اھلیان آبادی کو از حد پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اھالیان پکی ٹھٹھی نے 8-7-1974 کو ایک درخواست (بلدیہ کی رسید نمبر 166 کے تحت) ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن کو اس ناجائز تعمیر کو گرانے اور راستہ کھولنے کے بارے میں دی تھی لیکن ابھی تک اس پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ ناجائز تعمیر کو گرا کر گلی کا راستہ کھول کر اھالیان پکی ٹھٹھی کی مشکلات دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔مگر ضروری کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے ۔

(ج) مورخہ 26-8-75 کو ناجائز تجاویزات کو گرا دیا گیا ہے ۔

میلسی واٹر سپلائی سکیم کے لیے رقم کی تخصیص

*6585 ۔ **قاضی محمد اسماعیل جاوید** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع ملتان کی میلسی واٹر سپلائی سکیم کے تحت 1972-73 کے لیے کتنی اور 1973-74 کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی ۔

(ب) اس منصوبے کے تحت اب تک کتنے شہریوں کو پانی کے کنکشن دیے جا چکے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے تحت کام کی رفتار بڑی سست ہے۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ سکیم کو کب تک مکمل کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی)۔ (الف) 1972-73 میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی تھی۔ البتہ 1973-74 میں -/3,50,000 روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔

(ب) پانی کے کنکشن کا کام میونسپل کمیٹی کے سپرد ہے۔ اور اب تک ان پائپ لائنوں سے کافی کنکشن دیے جا چکے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ سکیم کے تحت کام کی رفتار سست ہے۔ جو رقم سال بسال مختص ہوتی رہی۔ اسی کے مطابق خرچ ہوتا رہا۔ امید ہے کہ مالی سال 1975-76 میں اس سکیم کا کام پائیہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

لائلپور میں ریلوے کراسنگ پر پل کی تعمیر

*6631۔ **چوہدری نور احمد**۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ لائلپور میں کچھ عرصہ سے ریلوے کراسنگ پر پل زیر تعمیر ہے اگر ایسا ہے تو اس کی تعمیر کب تک مکمل ہوگی؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی)۔ متذکرہ پل مکمل ہو چکا ہے۔

ضلع مظفر گڑھ میں پیپلز ورکس پروگرام پر صرف شدہ رقوم

*6650۔ **سید مہتاب احمد شاہ**۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع مظفر گڑھ میں 1937-74 میں پیپلز ورکس پروگرام پر تحصیل وار کیا رقم خرچ ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ عرصہ میں تحصیل لیہ میں تمام تحصیلوں کی نسبت تھوڑا روپیہ خرچ ہوا تھا اور وہاں پر بہت کم منصوبے بنائے گئے تھے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت پیپلز ورکس پروگرام میں تحصیل لیہ کو بھی شامل کرے گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) ضلع مظفر گڑھ میں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت سال 74-1973 کے دوران تحصیل وار اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے :۔

(1)	تحصیل لیہ	921752.15
(2)	تحصیل کوٹ ادو	151444.331
(3)	تحصیل علی پور	842212.50
	میزان :۔	3278296.09

(ب) صرف تحصیل کوٹ ادو میں تحصیل لیہ کی نسبت اخراجات زیادہ ہوئے ہیں ۔ تحصیل لیہ پیپلز ورکس پروگرام میں پہلے سے ہی شامل ہے ۔

جڑانوالہ میونسپل کالونی میں صحافیوں کو رہائشی پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*6703 ۔ **چوہدری عبدالغنی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ جناب ملک معراج خالد نے اپنے دور وزارت میں جڑانوالہ میونسپل کالونی میں دو صحافیوں جناب مولا بخش اور سید کرامت علی شاہ کو رہائشی پلاٹ دینے کا تحریری طور پر حکم دیا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو کیاان دو صحافیوں کو پلاٹ دے دیے گئے ہیں اگر ایسا نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جی ہاں ۔ لیکن دو صحافیوں کو پلاٹ نہیں دیے گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ حال ہی میں کمیٹی نے گورنمنٹ کالج جڑانوالہ کے قریب ایک نئی کالونی کچی آبادی کے مکینوں کے آباد کرنے کے لیے تعمیر کرانے کی منظوری حاصل کی ہے ۔ اور اس کالونی کی تعمیر کا کام جلد شروع کر دیا جائے گا اور اس سکیم میں ان دو صحافیوں کو پلاٹ دے دیے جائیں گے ۔

سرائے عالمگیر تا بیسہ بلانی سڑک کی تعمیر

*6760 ۔ **راجہ محمد افضل خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ سرائے عالمگیر تا بیسہ بلانی تک سڑک زیر تعمیر ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس سڑک کی تعمیر کب شروع ہوئی ۔ اس کا سنگ بنیاد کس نے رکھا ۔ یہ سڑک کل کتنے میل لمبی ہوگی اور اب تک کتنے میل لمبی سڑک مکمل ہو چکی ہے نیز زیر تعمیر سڑک کب تک مکمل ہو جائے گی اور اس پر کتنی رقم خرچ ہوگی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ سرائے عالمگیر تا بیسہ بولانی سڑک زیر تعمیر ہے ۔ اس سڑک کا سنگ بنیاد مورخہ 5 فروری 1973 کو جناب فضل الٰہی چوہدری سابق سپیکر قومی اسمبلی اور موجودہ صدر اسلامیہ جمہوریہ پاکستان نے رکھا تھا ۔ اس سڑک کی لمبائی 14 میل ہے ۔ اب تک 3 میل لمبائی پر سولنگ لگ چکا ہے ۔ اور ½6 میل لمبائی پر مٹی ڈالی جا چکی ہے ۔ اب تک مبلغ 1.4,19,3 روپے خرچ ہو چکے ہیں ۔ سال رواں میں بھی پبلز ورکس پروگرام فنڈ سے مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپے مختص کیے گئے ہیں ۔ توقع ہے کہ مالی سال رواں کے آخر تک کل ½4 میل سڑک پر سولنگ مکمل ہو جائے گا ۔ اور اسی طرح ½9 میل سولنگ باور ½7 میل مٹی کی بھرائی کا کام باقی رہ جائے گا ۔ موجودہ نرخوں کے مطابق قیہ سڑک کی تکمیل کے لیے مزید گیارہ لاکھ روپے درکار ہوں گے ۔ اس رقم کی فراہمی کا انحصار پبلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسل کے آئندہ مالی وسائل پر ہوگا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ دوبارہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہاں لکھا ہوا ہے کہ "جواب موصول نہیں ہوا" میں آپ سے احتجاج کرتا ہوں اس کا مقصد یہ ہوا کہ ہم اس ضمن میں کوئی ضمنی سوال نہ پوچھ سکیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ جوابات ایجنڈا کے ساتھ منسلک ہیں ۔ جوابات موصول ہو چکے ہیں ۔

چوھدری اسان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ آپ رولز کا سہارا نہ لیں ۔

وزیر تعلیم ۔ مجھے ان کا اعتراض قبول ہے آئندہ ایسا نہیں ہوگا جوابات قبل از وقت موصول ہو جایا کریں گے ۔ اور شکایت آئندہ نہ ہوگی ۔

نارووال بس سٹینڈ کی شہر سے باہر منتقلی

***6870** ۔ **صوفی نذر محمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نارووال بس سٹینڈ کے شہر کے اندر ہونے کی وجہ سے وہاں پر متعدد حادثات ہو چکے ۔

(ب) کیا بھی درست ہے کہ بس سٹینڈ کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا منصوبہ کافی عرصہ سے حکومت کے زیر غور ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا جواب اثبات میں میں ہے تو مذکورہ بس سٹینڈ کو اب تک شہر سے باہر منتقل نہ کرنے کی کیا وجہ ہے نیز یہ بھی بتایا جائے حکومت کب تک اس بس سٹینڈ کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ منصوبہ جنوری 1972ء سے حکومت کے زیر غور ہے ۔

(ج) مقامی مشندوں ادا کے لیے جگہ منتخب کرنے کے مسئلہ پر عدم اتفاق کے باعث یہ منصوبہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا ۔ تاہم مناسب جگہ کے انتخاب کے لیے اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔

کٹھالہ تا ملکوال (گجرات) سڑک کو بلیک ٹاپ کرنا

***7014** ۔ **چوھدری محمد حیات حیات گوندل** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کٹھالہ تا ملکوال ضلع گجرات سڑک کے

کچھ میل بلیک ٹاپ ہو چکے ہیں اور تقریباً 50 میل ٹکڑے پر مٹی کی بھرائی اور سولنگ بھی مکمل ہو چکی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سڑک کے بقایا حصہ کو بلیک ٹاپ کرنے کا ادارہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ ضلع کونسل بدستور اس سڑک کو بلیک ٹاپ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ حال ہی میں مبلغ سولہ لاکھ اٹھاون ہزار دو صد پچیس روپے (16,58,225) اس سڑک کو بلیک ٹاپ کرنے پر خرچ کئے گئے ہیں ۔ سڑک کا کل سات میل تین فرلانگ کا حصہ مکمل ہو چکا ہے اور مزید حصہ مکمل کرنے کے لیے سال رواں 76-1975 میں مزید سوا دو لاکھ روپیہ مختص کئے گئے ہیں ۔ رقم مہیا ہونے پر مزید ایک میل کا ٹکڑا مکمل کر دیا جائے گا ۔ سڑک کی پختگی کا کام مرحلہ وار ہوتا رہے گا ۔ اس لیے کوئی حتمی میعاد اس کے مکمل کرنے کے لیے مقرر نہیں کی جا سکتی ۔ چونکہ بلیک ٹاپ کا کام کثیر رقوم کی دستیابی پر منحصر ہے ۔

پھالیہ تا قادر آباد سڑک کی پختگی

***7015 ۔ چوھدری محمد حیات گوندل** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پھالیہ تا قادر آباد پولیس اسٹیشن ضلع گجرات سڑک کے پانچ میل پختہ ہو چکے ہیں اور تقریباً دو میل کے لیے سڑک کے کنارے بجری ۔ پتھر وغیرہ پڑے ہیں اور تقریباً چار پانچ میل سڑک پر سولنگ لگا ہوا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سولنگ شکستہ ہو رہا ہے ۔ اگر

ایسا ہے تو اس سڑک کو کب تک مکمل طور پر پختہ کیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ یہ بھی درست ہے مگر ضلعی کونسل گجرات بوساطت پیپلز ورکس پروگرام سے سڑک پختہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے سڑک کی کل لمبائی گیارہ میل ہے ۔ اب تک سڑک کا ساڑھے چھ میل کا ٹکڑا مکمل ہو چکا ہے ۔ مزید تین فرلانگ کا ٹکڑا مکمل کرنے کے لیے فنڈز مبلغ ساٹھ ہزار روپے درکار ہیں اگر یہ ٹکڑا مکمل ہو جائے تو یہ سڑک پائی وے کی پختہ سڑک سیدا وریام سے مل جائے گی ۔ اس طرح براستہ بھیرو وال سے قادر آباد تک ایک متبادل پکی سڑک مل جاتی ہے ۔ تو پھر مزید حصہ مکمل کرنے کی ضرورت نہ ہے ۔ فنڈز مہیا ہونے پر یہ ٹکڑا سڑک بھی مکمل کر دیا جائے گا ۔

سنگیت سینما لائلپور اور شاھد سٹیل مل سرگودھا روڈ لائلپور کے نقشہ جات کی منظوری

*7194 ۔ **سید طاہر احمد شاہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا سنگیت سینما لائلپور اور شاھد سٹیل مل سرگودھا روڈ لائلپور کے نقشہ جات کی منظوری اور عدم اعتراض کے سرٹیفکیٹ قبل از تعمیر حاصل کئے گئے تھے ۔ اگر نہیں تو مذکورہ تعمیرات کے مالکان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں اور کیا ان کے خلاف اب کسی کارروائی کا امکان ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا وہ کارروائی ہوگی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جی نہیں ۔ مالکان سنگیت سینما و شاھد سٹیل ملز کے خلاف مناسب کارروائی کی گئی ۔ اور باقاعدہ طور پر ٹولس زیر دفعہ (78) 2 میونسپل ایڈمنسٹریشن آرڈیننس مجریہ 1960ء جاری کئے گئے ۔ بعدازاں دونوں مالکان نے برائے سمجھوتہ ناجائز تعمیر شدہ حصہ عمارت کے لیے درخواست گزاری اور اس کے ساتھ عدم اعتراض کا سرٹیفکیٹ متعلقہ آفسران سے لے کر شامل کئے ۔ بعد ازاں علی الترتیب مبلغ -/5000، /500 روپے تاوان کے طور پر داخل کرنے کا حکم دیا گیا ۔ اور یہ رقوم داخل خزانہ ہوئیں ۔ علاوہ ازیں

مالکان سنگیت سینما کے خلاف سرکاری اراضی پر سینما احاطہ کے باہر ناجائز تعمیرات کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے ۔ استفائہ جات میونسپل مجسٹریٹ کی عدالت میں داخل کر دئے گئے ہیں ۔ کارروائی زیر سماعت ہے ۔

حویلی نصیر خان تا دھنوٹ سڑک کی تعمیر

*7223 ۔ **مسٹر نور محمد خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تین سال قبل تحصیل لودھراں میں حویلی نصیر خان تا دھنوٹ (تین میل ٹکڑے کی) سڑک کی تعمیر کی منظوری دی گئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر ابھی تک کام شروع نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کی تعمیر میں تاخیر کی وجوہ کیا ہیں اور مذکورہ سڑک کب تک مکمل جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ سڑک سالانہ ترقیاتی پروگرام 74-1973 میں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت منظور کی گئی تھی ۔

(ب) جی ہاں ۔ یہ کام ابھی تک شروع نہیں کیا گیا ۔

(ج) اس کام کو شروع نہ کرنے کی وجوہات یہ ہیں کہ حویلی نصیر خان سے دھنوٹ تک تین میل لمبی سڑک سالانہ ترقیاتی پروگرام 74-1973 میں منظور کی گئی تھی لیکن سیلاب کی وجہ سے سالانہ ترقیاتی پروگرام 74-1973 پر عمل درآمد کے لیے فنڈز مہیا نہ ہو سکے ۔ اس لیے 74-1973 کی کوئی سکیم شروع نہ کی جا سکی ۔ ڈسٹرکٹ ورکس کونسل ملتان کے منظور شدہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 75-1974 میں اس سڑک کو اولیت نہ دی گئی ۔ تاہم

جسرانی واہ سے حویلی نصیر خان تک تقریباً چار میل لمبی سڑک پر پیپلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسل ملتان نے اپنے سالانہ ترقیاتی پراگرام 76-1975 کے تحت سولنگ کا کام مکمل کرنے کی منظوری دی ہے ۔ دھنوٹ سے حویلی نصیر خان تک کا حصہ اس لئے منظور شدہ منصوبہ میں شامل ہے ۔

حجرہ تا منڈی ہیرا سنگھ سڑک کی خستہ حالی

*7224 ۔ سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سڑک حجرہ تا منڈی ہیرا سنگھ کی تعمیر کب مکمل ہوئی تھی نیز اس سڑک پر کتنا روپیہ خرچ ہوا تھا اور اس سڑک کی تکمیل کا سرٹیفکیٹ کس افسر نے دیا تھا ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی حالت نہایت ہی مختصر عرصہ میں ناگفتہ بہ ہو چکی ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کے اتنی جلدی خراب ہونے کی وجوہ کیا ہیں اور اگر اس میں محکمہ کے کسی افسر کی بددیانتی ثابت ہو تو کیا حکومت اس کے خلاف مناسب کارروائی کرنے کے لیے تیار ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) سڑک حجرہ تا منڈی ہیرا سنگھ کی کل لمبائی 16½ میل ہے جس میں سے پہلے دس میل کی تعمیر ڈسٹرکٹ کونسل ساہیوال نے 1969ء میں شروع کی تھی جو جون 1972ء میں مکمل ہوئی تھی اس پر ڈسٹرکٹ کونسل نے تقریباً 8,00,000 روپے خرچ کئے تھے ۔ بقایا 6½ میل کا ٹکڑا جس میں 3½ میل کا پختہ اور 3 میل سولنگ کا کام شامل ہے ۔ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت فروری 1972ء میں شروع ہوا اور اپریل 1973ء میں مکمل ہو گیا اس کی تعمیر پر 3,92,730/-

روپے خرچ ہوئے تھے ۔ یہ 6½ میل سڑک کا کام اسسٹنٹ انجنیئر پیپلز ورکس پروگرام کی نگرانی میں ہوا اور انہوں نے بھی اس کی تکمیل کی رپورٹ دی تھی ۔

(ب) جی ہاں ۔ یہ بھی درست ہے ۔

(ج) سڑک مذکورہ اگست 1972ء میں شدید بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے متاثر ہوئی تھی ۔ جس وجہ سے سڑک کی حالت خراب ہو گئی ہے ۔ پہلے دس میل کے ٹکڑے پر ڈسٹرکٹ کونسل نے پچھلے سال مبلغ -/1,00.000 روپے خرچ کئے تھے جب کہ سال رواں میں -/50,000 روپے کی لاگت سے مرمت کا کام جاری ہے بقایا 6½ میل کے ٹکڑے کی مرمت پر پیپلز ورکس پروگرام کے تحت سال رواں میں -/85,968 روپے خرچ کئے گئے ہیں اور مزید -/1,05,000 روپے کی گرانٹ ضلع کو موصول ہو چکی ہے جس سے سولنگ کو درست کر کے سڑک کو پختہ کرنے کے لیے کام کیا جائے گا ۔ اس سڑک کے خراب ہونے کی وجہ متعلقہ محکموں کے کسی افسر یا عملہ کی بد دیانتی نہیں ۔ بلکہ شدید بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے یہ سڑک خراب ہو گئی تھی ۔

سکھو چک تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ میں پانی کی فراہمی

*7713 ۔ **چوہدری مشتاق احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کچھ عرصہ قبل قصبہ سکھو چک تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ میں واٹر سپلائی کا ٹھیکہ دیا گیا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو ٹھیکہ کس تاریخ کو دیا گیا تھا اور اس ٹھیکے کے مکمل ہونے کی میعاد کیا تھی ۔

(ب) مذکورہ ٹھیکہ کا کام اب تک کتنا مکمل ہو چکا ہے اور کتنا ابھی تک بقایا ہے ۔ نیز اب تک اس سکیم کی تکمیل کے لیے کتنی رقم کی ادائیگی ہو چکی ہے اور لاگت کا تخمینہ کیا ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔
واٹر سپلائی سکیم سکھو چک کا ٹھیکہ مندرجہ ذیل ٹھیکیداروں کو دیا گیا ۔

نمبرشمار	کام کا نام	نام ٹھیکیدار	تاریخ ٹھیکہ	مکمل ہونے کی میعاد
1 ۔	بورنگ کرنا اور اس کو ٹیوب ویل میں تبدیل کرنا (ٹیوب ویل نمبر 1)	محمد سلیم چوھدری	25/4/1974	6 ماہ
2 ۔	پائپ لائن بچھانا	احمد سینٹری فٹنگ	29/11/1974	7 ماہ
3 ۔	تعمیر سٹاف کوارٹر و جنریٹنگ ہاؤس جنریٹنگ مشینری کا لگانا	راجہ مطلوب احمد	14/1/1975	9 ماہ
4 ۔	جگہ نمبر 2 پر بورنگ کرنا اور ٹیوب ویل میں تبدیل کرنا بمعہ مشینری مہیا کرنا اور لگانا ۔	ایس ۔ ایس انجینئر	27/6/1975	6 ماہ

(ب) سیریل نمبر 1، 2 اور 3 پر کام مکمل ہوچکا ہے سیریل نمبر 4 پر کام شروع ہے اور اس میں سے بورنگ کا کام شروع ہے ۔ مشینری مہیا کی جا چکی ہے ۔ تعمیر ٹینکی 20,000 گیلن حجم کے متعلق ٹنڈر منظور ہوچکے ہیں ۔

اس سکیم کی تکمیل کے لیے اب تک مبلغ -/5,41,560 روپے خرچ ہو چکے ہیں اور نظرثانی شدہ تخمینہ مبلغ /8,84,100 روپے ہے ۔ امسال کے A.D.P. میں اس سکیم کے ایک لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ جب کہ اس سکیم کی تکمیل کے لیے مزید 2 لاکھ روپے کی رقم درکار ہو گی ۔ جس کے لیے 77-1976 کے بجٹ میں یہ رقم رکھی جائے گی اور یہ منصوبہ آئندہ مالی سال میں تکمیل پذیر ہوگا ۔

صوبہ میں یتیم خانوں کی تعداد

*7818 ۔ محترمہ ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں حکومت کی جانب سے منظور شدہ یتیم خانوں کی کل تعداد کیا ہے ۔ ان میں کتنے یتامیٰ کی دیکھ بھال کی جاتی ہے ۔

(ب) کیا مذکورہ یتیم خانے حکومت سے کوئی زر اعانت وصول کر رہے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان کو ہر سال کل کتنا زرنقد دیا جاتا ہے اور کب سے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) صوبہ میں اس وقت 13 رضا کار ادارے 14 یتیم خانے چل رہے ہیں جو کہ ولنٹری سوشل ویلفیئر ایجنسیز (رجسٹریشن اینڈ کنٹرول) آرڈیننس 1961 کے تحت محکمہ سوشل ویلفیئر کے ساتھ رجسٹرڈ ہیں ۔ ان یتیم خانوں میں دیکھ بھال کئے جانے والے یتامیٰ کی کل تعداد 1967 ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ جن اداروں کو حکومت کی طرف سے گزشتہ چھ سال سے جو زر اعانت ملی ہے ان کے کوائف جدول نمبر 1 پر دیئے گئے ہیں ۔

جداول نمبر 1

سال	کل مالی اعانت	تعداد یتیم خانہ جات جنکی اعانت کی گئی
	روپے	
1969-70	118500	13
1970-71	,, 100000	13
1971-72	,, 73500	13
1972-73	,, 80250	14
1973-74	,, 68000	14
1974-74	,, 76000	14

نوقابل واہ ضلع ملتان میں واقع سول ڈسپنسری میں عملہ کی تعیناتی

*7839 ۔ **رانا رب نواز نون** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نوقابل واہ ضلع ملتان میں سول ڈسپنسری تعمیر ہو چکی ہے مگر اس میں ابھی تک عملہ تعینات نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ کے عوام حکومت اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ ورکس کونسل ملتان کو متعدد درخواستیں دیں کہ مذکورہ ڈسپنسری میں عملہ تعینات کیا جائے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ڈسپنسری میں کب تک عملہ متعین کیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) ضلع کونسل کی مالی حالت مخدوش ہونے سے نئی آسامیاں نوقابل واہ کے لیے منظور کرنی سردست ممکن نہیں ہیں۔ البتہ حکومت نے نیا سب ہیلتھ سنٹر یکم جنوری 1976ء میں جنیڈیر واہ میں منظور کیا ہے۔ جو کہ امید ہے۔ یکم جنوری سے کام کرنا شروع کر دے گا۔ جس کے بعد جنیڈیر واہ کی ڈسپنسری کو نوقابل واہ میں منتقل کرنے کی تجویز ڈسٹرکٹ ہیلتھ ورکس کونسل میں پیش کی جائے گی۔ منظور ہونے پر نوقابل واہ میں عملہ تعینات ہو سکے گا۔

غیر نشان زدہ سوالات

ہیلتھ ورکس پروگرام کے تحت ضلعی کونسل کے ممبران

127 ۔ **میاں منظور احمد موہل** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب کے تمام اضلاع میں ہیلتھ ورکس پروگرام کے تحت جو

ضلعی کونسلیں تشکیل دی گئی ہیں ان میں نامزد کردہ ممبران کے نام ولدیت ۔ سکونت اور تعلیمی قابلیت کیا ہیں ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ جملہ ممبران کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے ۔ اگر ایسا ہے تو وہ اس پارٹی کے کس عہدہ پر فائز ہیں ؟

(جواب موصول نہیں ہوا)

محکمہ سوشل ویلفیئر کے افسران کی سینیارٹی

128 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ سوشل ویلفیئر افسران کی سینیارٹی لسٹ تیار کر لی ہے اور اس کے بارے میں متنازعہ امور کا فیصلہ سروسز ٹریبیونل نے کر دیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسی سینیارٹی لسٹ تا حال شائع نہیں کی گئی اور اسے نظر انداز کرکے محکمے میں ترقیاں دی جا رہی ہیں ۔

(ج) سینیارٹی لسٹ مذکور کب تک شائع کر دی جائے گی ؟

(جواب موصول نہیں ہوا)

میڈیکل سوشل ویلفیئر افسران اور سوشل ویلفیئر افسران کی سینیارٹی

129 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سوشل ویلفیئر افسران میڈیکل سوشل ویلفیئر افسران سے قانوناً سینئر ہوتے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ نے میڈیکل سوشل ویلفیئر افسران کو سوشل ویلفیئر افسران سے سینئر کر دیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

(جواب موصول نہیں ہوا)

اراکین اسمبلی کی رخصت

مہر اختر عباس بہروالہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مہر اختر عباس بہروالہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیماری مورخہ 15-11-1975 سے لے کر 1-12-1975 تک اسمبلی اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا ۔ لہذا ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف موصول ہے :

As already requested, grant leave from 8th to 18th December.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد الفضل وٹو

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد افضل وٹو صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ مورخہ 10-12-1975 کو مجھے ایک ضروری کام کے سلسلے میں بہاولپور جانا پڑا ۔ جس

کی وجہ سے اس ایوان کی کارروائی میں شامل نہیں
ہو سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسماعیل ضیا

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسماعیل ضیا صاحب
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

جناب من ! میں 11 دسمبر 1975ء بوجہ علالت
اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا براہ کرم اس دن کی
رخصت منظور فرمائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر
صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں بوجہ طبیعت کی ناسازی مورخہ
4 دسمبر 1975ء تا 11 دسمبر 1975ء اسمبلی کی
کارروائی میں شامل نہ ہوسکا ۔ مہربانی فرما کر ان
ایام کی رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

راؤ مراتب علی خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راؤ مراتب علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

بوجہ بیماری اور چند ناگزیر ذاتی وجوہات کی بنا پر صوبائی اسمبلی کے رواں اجلاس میں شمولیت کرنے سے مجبوراً قاصر رہا ہوں ۔ لہٰذا یہ درخواست ہے کہ 15-11-1975 لغایت 13-12-1975 رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ تحریک استحقاق نمبر 51 ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ یہ تحریک استحقاق مجھے ابھی تین بجکر پچپن منٹ پر دی گئی ہے اور میں اس کے متعلق معلومات فراہم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اسے کل لے لوں گا ۔ ایک اور تحریک استحقاق مسٹر انور علی بٹ کی ہے ۔ یہ دونوں کل آئیں گی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر ۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا اگر میں اسے آج ہی پڑھ دوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ بھی کل ہی آ جائے گی اور دونوں اکٹھی ہو جائیں گی ۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ نمبر 164 ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ اس سے پہلے میری ایک اور تحریک التوائے کار نمبر 63 بھی ہے ، پہلے وہ لی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں تو دیکھیں گے کہ اس کی کیا پوزیشن ہے ۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہ پہلے آ چکی ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں جناب کے چیمبر میں گیا تھا اور یہ تحریک اس کے بعد دی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس لیے میں نے کہا ہے کہ آپ تشریف لائیں تو اس کو دیکھ لیں گے ۔

دفعہ 144 کے تحت صوبہ پنجاب میں گڑ اور شکر بنانے پر پابندی

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے دفعہ 144 کے تحت پورے صوبہ میں پنجاب میں گڑ اور شکر بنانے پر پابندی عاید کر دی ہے ۔ یہ پابندی 5 دسمبر 1975ء سے نافذ العمل ہو چکی ہے ۔ جس پابندی کی وجہ سے دیہاتی آبادی بنیادی ضرورت گڑ اور شکر سے محروم ہو گئی ہے ۔ دیہاتوں میں چینی پہلے بھی کم دی جا رہی ہے ۔ گڑ اور شکر پر پابندی پر عملدرآمد کرانے کے لیے پولیس پنجاب نے سختی کا پروگرام بنایا تھا اور گڑ بنانے کے بیلنے اور شکر بنانے والی دیسی مشینیں قبضہ میں لینی شروع کر دی تھیں ۔ اور کاشتکاران کو گرفتار کرنے کی مہم کا آغاز کیا ۔ 5 دسمبر سے 10 دسمبر 1975ء تک کاشتکاران کو پولیس تھانوں میں لے جاتی اور رشوت لے کر چھوڑ دیتی ۔ حکومت پنجاب کی اس ظالمانہ اور غیر منصفانہ پابندی کے خلاف گزشتہ ایک ہفتہ سے کاشتکار احتجاج کرتے رہے ۔ لیکن مورخہ 12 دسمبر 1975ء سے پورے پنجاب کے کاشتکاران نے حکومت کی

اس غیر منصفانہ پابندی کو توڑنے کا پروگرام بنایا ۔ جس پر عمل درآمد کرنے کے لیے کاشتکاران نے گڑ بنانے اور پولیس مقابلے کا تہیہ کر لیا ہے ۔ حکومت پنجاب کی اس کاشتکار کش پالیسی کی وجہ سے صورت حال انتہائی خطرناک ہو چکی ہے اور ہزاروں کاشتکار پورے پنجاب میں پریشانی اور سراسیمگی میں مبتلا ہیں اور عوام میں شدید غم و غصہ پیدا ہو چکا ہے ۔ اس پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے ۔

وزیر آبپاشی و برقیات ۔ جناب والا ۔ کوئی نئی پابندی نہیں لگائی گئی ہے ۔ بلکہ ہمیشہ سے جب چینی کا سیزن شروع ہوتا ہے تو اس کے دوران شوگر ملوں کے زون ایریا میں یہ پابندی لگا دی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ گنا ملوں کے پاس آئے اور زیادہ سے زیادہ چینی بنا کر ملک کی ضرورت کو پورا کیا جائے یہ کوئی نئی خاص پابندی نہیں ۔ ہمیشہ جس طریقے سے پابندی عائد کی جاتی ہے اسی طریقے سے یہ پابندی عاید ہے ۔ اگر کسی جگہ ضرورت سے زیادہ کوئی محکمے کے لوگ سختی کر رہے ہیں تو میرے فاضل دوست میرے نوٹس میں لے آئیں ، میں اس کے بارے میں سختی سے نوٹس لوں گا اور ان کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں نے ۔ "کین کنٹرول ایکٹ،، کے تحت ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ دفعہ 144 تحت پابندی لگنے کا مسئلہ ہے ۔ وہ تو 5 دسمبر سے پابندی عاید ہے ۔

On that basis the adjournment motion can't be entertained.

اصل میں آپ کا burdon یہ ہے کہ اس پابندی کی وجہ سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جائے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ شکر بنانے کی مشینیں ہزاروں کی تعداد میں قبضہ میں لی جا چکی ہیں اور اس وقت بھی لی جا رہی ہیں ۔

Mr. Speaker : I am actually reading on that account.

کہ current یا recent occurrence ہے یا نہیں ۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ دفعہ 144 کا ناجائز استعمال آپ کے نقطہ نظر سے التظامیہ نہیں کر سکتی ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میرا نقطہ نظر یہی ہے کہ دفعہ 144 کو انتظامیہ اور خاص طور پر پولیس ایک ایسے طریقے سے زمینداروں کے خلاف استعمال کر رہی ہے کہ جہاں گڑ اور شکر نہیں بنائے جا رہے وہاں بھی لوگوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے ۔ پولیس دیہاتوں میں جا رہی ہے اصل پابندی تو یہ ہے کہ وہ زون ایریا کے اندر بنا نہیں سکتے ۔ جو پابندی لگی ہوئی ہے ، وہ پانچ دسمبر سے نافذ ہے ۔ آپ فرما سکتے ہیں کہ یہ تحریک دیر سے آئی ہے ۔ لیکن اس کے بعد اس پر عمل درآمد اس طرح ہو کہ زمینداروں کے ساتھ زیادتی اور تشدد کیا جائے اور ان کو بلاجواز تنگ کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر ایسی کسی جگہ کوئی بات ہے تو وزیر موصوف کے نوٹس میں لائی جائے ۔

He will take immediate step and give immediate relief.

وزیر آبپاشی ۔ یہ تو میں نے کہا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے درخواست کروں گا کہ اخلاقی طریق کار کے مطابق اس تحریک کو اب ملتوی فرما دیں ۔ وہ verify کر لیں ۔ یہ سنگین مسئلہ ہے ۔ ڈی ۔ ایف ۔ سی صاحبان کو ہدایات دے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے علم میں کہیں اگر ایسا واقعہ ہے تو ان کے نوٹس میں لے آئیں ۔

He will take immediate action.

چوھدری امان اللہ لک ۔ میرے علم میں ہے تو میں نوٹس میں لایا ہوں ۔

I am issuing a statement on the floor of this House.

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر اس طرح وہ violation کریں گے تو اس کے خلاف ایکشن لیں گے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں پھر عرض کرتا ہوں جیسے جناب یقین دہانی فرما رہے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نہیں کر رہا ہوں انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے ۔ اگر آپ اس یقین دہانی سے مطمئن نہیں ہوتے تو اور بات ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جو صورت حال آپ نے پیدا کر دی ہے ، میں اسی سے ڈر رہا تھا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اسے ملتوی فرما دیں ۔ وہ verify کر لیں اور اس کے بعد بیان دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اس کی تصدیق کریں ؟ ایک ہی راستہ ان کے لیے رہ گیا ہے ۔ انہوں نے اس سے انکار نہیں کیا ۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے علم میں جو کچھ ہو مجھے بتائیے ۔

Probably he would extend it.

کہ اگر کسی اور فاضل ممبر کے علم میں ہے تو وہ مجھ تک اطلاع پہنچائیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میری گزارش یہ نہیں ۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ تردید کر دیں ۔ وہ ڈی ۔ ایف ۔ سی صاحبان سے verify کر لیں کہ جن زونوں میں یہ پابندی عائد ہے وہاں کیا صورت حال ہے ۔ کم از کم جو پالیسی maintain کر رہے ہیں ، اس سے وہ بہت حد تک ہمارے علم میں آ سکے گی ۔ ان کو ہدایات دے لیں ۔ کل یا پرسوں بیان دے دیں کہ میں نے چیک کر لیا ہے اور یہ صورت حالات ہے ۔ اس یقین دہانی سے کہ میرے کسی ممبر کے علم میں ہو تو وہ بتائیں ، یہ زیادہ موثر ہوگا ۔ یہ اس واقعہ ہے ۔ یہ پنجاب میں ہو رہا ہے کہ انتظامیہ ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے اس پر کافی کہہ لیا ہے ۔ پوری تقریر ہو گئی ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں نے واضح طور پر کہا ہے ۔ میرے دوست نے مخصوص طور پر کسی ضلع کا کام نہیں لیا ۔ یا تو یہ کہتے کہ فلاں ضلع میں یہ ہو رہا ہے ۔ سارے پنجاب میں تو ہم نے پابندی لگائی بھی نہیں ۔ جہاں شوگر ملیں ہیں وہاں ان کے زون ایریا پر پابندی ہے ۔ وہ بھی 80 فیصد گنا ملیں لیتی ہیں ۔ 20 فیصد پھر بھی ان کی ضرورت کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ جو گنا وہ دیتے ہیں ، اس پر بھی سو من گنے پر دس سیر چینی دی جاتی ہے ۔ دفعہ 44 کے تحت کسی جگہ گڑ یا شکر بنانے پر کوئی پابندی نہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کی اجازت سے گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ یہ درست ہے کہ جب گڑ اور شکر کے بھاؤ بازار میں زیادہ ہوں

تو خواہش زمینداروں کی یہ ہوتی ہے کہ ملوں کو گنا سپلائی کرنے کی بجائے خود چینی بنا کر فروخت کریں ۔ اس سے قبل بھی زون ایریا میں دفعہ 144 کا نفاذ ہوتا رہا ہے تاکہ ان سے گنا لے کر شوگر بنائی جا سکے ۔ صورت حالات یہ ہے کہ جب سے دفعہ 144 کا نفاذ کیا گیا ہے ۔ اس سے انتظامیہ نے یہ تاثر لیا ہے کہ یہ پابندی تمام ضلع میں لگائی گئی ہے خواہ وہ زون ایریا سے باہر ہو یا اندر ۔ اس دفعہ 144 کے نفاذ سے انتظامیہ کے افسر اور پولیس افسر ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور جو زمیندار زون ایریا میں نہیں ہیں ۔ ان کو بھی ناجائز تنگ کر رہے ہیں ۔ ان کو پکڑ رہے ہیں ۔ ان سے رشوت لے رہے ہیں ۔ اس کی clarification نہایت ضروری ہے کہ زون ایریا کے باہر 144 کا نفاذ نہیں ہے تاکہ انتظامیہ زون ایریا کے باہر زمینداروں کو ناجائز تنگ نہ کر سکے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جو پہلے ہی 20 فیصد زون ایریا کے اندر ان کے ذاتی استعمال کے لیے گنا فکس ہے ۔ زون ایریا کے اندر بھی ان سے اس حد تک assure کرایا جائے کہ وہ بیس فیصد تک ان کو پرائیویٹ طور پر بیلنے کی اجازت ہوگی ۔ اب صورت حال یہ ہے کہ کسی بھی جگہ بیلنے کی اجازت نہیں دی جاتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ بیس فیصد کو بیلنے کی اجازت ہے انہوں نے کہا ہے کہ بیس فیصد گنا چھوڑتے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ یہ ہوتا ہے اور یہ رولز میں ہے کہ جب یہ زون فکس ہوتے ہیں تو پہلے ہی یہ طے شدہ ہوتا ہے کہ 80 فیصد گنا ملیں لیں گی بیس فیصد نہیں لیا جاتا ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں نے اس فاضل ایوان کو اپنی طرف سے مطمئن کرنے کی پوری کوشش کی ہے اور کسی ایک ضلع کا نام میرے فاضل قائد حزب اختلاف لے دیں ۔ سارے صوبے کا کہہ دینا بہت آسان ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ قائد حزب اختلاف نے سارے صوبے کا نام نہیں لیا ۔

وزیر آبپاشی ۔ تحریک التوائے کار کے جو محرک ہیں انہوں نے سارے صوبے کا نام لیا ہے میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ وہ کسی ضلع یا اپنے ضلع کے متعلق ہی کہہ دیں تاکہ ہمیں اس بات کو

verify کرنے میں سہولت رہے آسانی رہے۔ کیونکہ تحریک التواء کے بعد حکومت کے پاس جو اطلاع آئی ہے اس کے مطابق اس قسم کی کوئی چیز ہمارے نوٹس میں نہیں ہے ۔ کوئی specific instance ہمارے سامنے لائیں ۔ اصل میں اس قسم کی کوئی چیز ہمارے نوٹس میں نہیں ہے کہ یہ کچھ ہو رہا ہے ۔ یہ کوئی specific instance بتائیں ہم اس کا تدارک کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ یہ میرے لیے مشکل نہیں تھا کہ میں کہہ دیتا کہ میرے ضلع میں یہ ہو رہا ہے ۔ میں صرف یہ استدعا کر رہا تھا کہ ایڈمنسٹریشن کو واضح ہدایات مل جانی چاہئیں کہ زون ایریا سے باہر دفعہ 144 کا نفاذ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دفعہ 144 کا نفاذ ہو رہا ہے وہ چاہتے ہیں کہ اس کے متعلق گورنمنٹ کی کوئی further clarification آ جائے کہ دفعہ 144 کا نفاذ اس سے زیادہ نہیں ہے ۔ you can do it.

وزیر آبپاشی ۔ اس کے لیے تو جناب والا ۔ میں نے عرض کی ہے کہ دفعہ 144 کے تحت ہم نے ان کو گڑ شکر بنانے پر ان ایریا سے باہر کہیں بھی پابندی نہیں لگائی ہوئی ۔ اگر ان کی تسلی further clarification سے ہو جاتی ہے تو یہ clarification ہم کر دیں گے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, the adjournment motion is accordingly disposed of.

چوہدری امان اللہ لک ۔ further verification تک اس کو ملتوی فرما دیں تو بہتر رہے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں 165 نمبر لے رہا ہوں ۔ مجھے امر کی سمجھ نہیں آ سکی بہرحال میں اسے پڑھ دیتا ہوں ۔

حکومت پنجاب کی طرف سے سرکاری کالجوں کے لیکچراروں کی ہڑتال پر ان کو ملازمت سے برخواست کرنے کا فیصلہ

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث

لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت کی اشاعت مورخہ 11 دسمبر 1975ء کی خبر کے مطابق پنجاب میں واقع سرکاری کالجوں کے اساتذہ نے اپنے مطالبات کے حق میں مورخہ 8 دسمبر 1975ء سے جو ہڑتال کی تھی حکومت پنجاب نے لیکچراروں کے مطالبات پر ہمدردانہ کرنے کے بجائے مورخہ 12 دسمبر 1975ء کو بے شمار لیکچراروں کو ملازمت سے سبکدوش کرنے کا فیصلہ کیا اور ان کی ایسوسی ایشن کے عہدیداروں کو پولیس سے تشدد کرانے کی دھمکی دی ہے جس سے پورے پنجاب کے عوام میں شدید غم و غصہ پیدا ہو چکا ہے ۔ چونکہ ہڑتال کی وجہ سے صوبہ کے کالجوں کا نظام تدریس معطل ہو گیا ہے اور ہزاروں طلباء کا تعلیمی مستقبل مخدوش ہو گیا ہے اس واقعہ پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے ۔

یہ کون سے کالج ہیں ؟

چوہدری امان اللہ لک ۔ سرکاری کالج ہیں ۔ 8 دسمبر سے سرکاری کالجوں میں ہڑتال تھی ۔ پورے پاکستان کے کالجوں میں ہڑتال تھی اور صوبہ پنجاب کے کالجوں میں بھی ہڑتال تھی ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب سپیکر ۔ میرا تو خیال تھا کہ تمام تحریک پائے التوائے کار ختم ہو چکی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں اس کا نوٹس تو 11 دسمبر کو آیا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں جواب دیتا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے فاضل رکن کے اس انداز پر کہ ذکر کر رہے ہیں ایک ایسی ہڑتال کا جس کا وجود ہی نہیں ہے ۔ جو ختم ہو چکی ہے سارے مسائل حل ہو چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کا تو یہ کہنا ہے کہ آپ نے ان کو سبکدوش کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ کوئی نہیں ۔ کسی کو بھی نہیں ۔ سب جا رہے ہیں ۔ سب سبق پڑھا رہے ہیں ۔ پتہ نہیں امان اللہ لک صاحب کو کہاں سے پتہ چلا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ جب ملک صاحب ایسا کرتے ہیں

تو مجھے اس سے خدشہ لاحق ہو جاتا ہے یہ ایک categorical statement دیں کہ ہڑتال ہوئی تھی اور فلاں تاریخ کو ختم ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کس طرح سٹیٹمنٹ دے دیں ۔ جہاں تک تو ہڑتال کرنے کا مسئلہ ہے وہ تو اس میں نہیں آ سکتا ۔ 8 دسمبر کو آپ کہتے ہیں کہ ہڑتال ہوئی ۔ 11 دسمبر کو آپ اس کا نوٹس مجھے دے رہے ہیں جو مسئلہ اس میں آ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ انہیں سبکدوش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ وہ بھی بیان دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہہ دیا ہے آپ نے سنا نہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ اساتذہ پڑھا رہے ہیں ۔ کسی کو سبکدوش نہیں کیا گیا نہ ہی کسی کو سبکدوش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ اس جوش کے ساتھ انہوں نے آج سٹیٹمنٹ نہیں دی جس جوش کے ساتھ وہ سٹیٹمنٹ دیا کرتے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ آپ کی تسلی کس طرح ہوگی ۔ میں وہ الفاظ کہہ دیتا ہوں ۔ فرمائیے ۔

Mr: Speaker : In view of the statement of the Minister that no decision has been taken to remove the lecturers, and no lecturer has been removed, this adjournment motion is not being admitted.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ میں شدید احتجاج کرتا ہوں جناب کے اس فیصلے کے خلاف ۔ میں عرض کر رہا ہوں آپ اس بیان سے سٹیٹمنٹ لیں ابھی انہوں نے سٹیٹمنٹ دی ہی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے دو مرتبہ کہا ہے اب میں کیا کر سکتا ہوں ۔ اگر آپ مطمئن نہیں ہیں ۔

I would invite the Hon'ble Member to come to my Chamber if there is any tea break today or after the adjournment of to-day's meeting of the Assembly to hear the Tape. If the Hon'ble Member has not heard the Hon,ble Minister' then how can I help him.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے اس کی مزید وضاحت چاہی تھی ۔

Mr. Speaker : I am satisfied with the statement of the Hon'ble Ministsr.

کہ نہ کسی کو remove کیا ہے نہ کسی کو remove کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے ۔

How can I further allow discussion on the adjournment motion inview of the statement of the Hon'ble Minister of Education. what is left there for me to deal with.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ جب انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ 8 تاریخ کو وہ ہڑتال ہوئی ہے تو آپ نے اس کو admit کر لیا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رولز کے مطابق نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ نے ان کو 12 دسمبر سے سبکدوش کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ اگر آپ نے دوسرے حصے کو لیا ہے تو میں نے اس کا واضح طریقے سے جواب دیا ہے ۔ نہ ہم نے کوئی نکالا ہے نہ کوئی نکلا ہے ۔ طالب علم پڑھ رہے ہیں اساتذہ پڑھا رہے ہیں ۔ پھر ان کی تسلی کے لیے میں نے یہ بھی عرض کی ہے کہ آپ جو چاہتے ہیں میں وہ جواب دے دوں تاکہ آپ خوش ہو جائیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں اس بات کی یقین دہانی چاہتا ہوں کہ نہ کوئی نکالنے کا فیصلہ ہوگا ۔

وزیر تعلیم ۔ آپ کے پاس کوئی آیا ہے یا کسی نے کہا ہو کہ مجھے نکالا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میرے پاس واقعات ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ کون سے واقعات آپ کے پاس ہیں ۔ ہوا میں واقعات ہیں ۔ آپ کسی دلیل سے بات کریں کہ فلاں لوگ آئے تھے ۔ یہ یہ ان کے نام ہیں ۔ فلاں کالج کے طالب علم فلاں کالج کے استاد تھے ۔ فلاں کالج میں انہوں نے ہڑتال کی ہے ۔ یہ چلے گئے ہیں تو کوئی بات بھی بنتی ہے ۔ اب ایسے ہی کہہ

دینا کہ جناب وہ چلے گئے ہیں یہ ہو گیا ہے وہ ہو گیا ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ جناب والا۔ گورنمنٹ باقاعدہ طور پر کام کر رہی ہے۔ لڑکے پڑھ رہے ہیں۔ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اساتذہ دلجمعی سے کام کر رہے ہیں۔ ان کو پیسے دیے ہیں ہم نے ان کی دلجوئی کی ہے۔ پیار کیا ہے۔ ان سے محبت کی ہے۔ خدا کے لیے اپنی نوجوان پود کو پڑھاؤ آپ کیوں ان کے راستے میں رخنے ڈال رہے ہیں اور ان کو کیوں تنگ کر رہے ہیں۔

Mr. Speaker : In view of the categorical statement of the Minister for Education it is not admitted.

کھاد کی بلیک میں فروخت

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ انجمن کاشتکاران پنجاب کے اجلاس منعقدہ مورخہ 11 دسمبر 1975 میں ہزاروں کاشتکاروں نے شدید غم و غصہ کا اظہار کیا اور انکشاف کیا کہ گزشتہ سال کاشتکاران کو حکومت کے قائم کردہ کھاد کے ڈپوؤں سے کھاد صحیح نرخ پر اے ڈی سی مہیا کرتی رہی ہے اور کاشتکاران اس طریقہ سے مطمئن تھے۔ لیکن گزشتہ ایک ہفتہ سے کھاد کی چور بازاری شروع ہوئی ہے۔ کاشتکاران کو اب کھاد کی 10 سے 20 روپے فی بوری زائد قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے کاشتکاران پنجاب نے اس کے خلاف شدید اضطراب و برافیختگی کا اظہار کیا ہے کہ حکومت پنجاب نے امسال پرائیویٹ ایجنسیاں سیاسی مفادات دینے کے لیے کھولی ہیں جو کھاد بلیک کر رہی ہیں۔ لیکن گزشتہ چند روز سے کھاد بالکل ناپید ہو گئی ہے۔ کاشتکاران پنجاب نے مظاہرہ کرنے کا پروگرام بھی بنایا ہے اس لیے اس واقعہ کو فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا۔ یہ درست ہے کہ کیمیائی کھاد کی تقسیم جو گزشتہ سال تک زرعی سہلائی کارپوریشن کے ذریعے سے ہوتی رہی ہے اس کے علاوہ میسرز داؤد ہرکولیس لمیٹڈ کیمیائی کھاد یوریا بنانے لگے اس کا پچیس فیصد حصہ ان کو پرائیویٹ طور پر ایجنٹ کے طور پر حکومت کی طرف سے بیچنے کی اجازت تھی۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلے بھی تھی ؟

وزیر آبپاشی ۔ پہلے بھی تھی ۔ صرف داؤد برکولیس کو تھی ۔ اب اس سال ہمارے دیہاتی بھائیوں کی سہولت کے پیش نظر حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کیونکہ پچھلے سال صرف گورنمنٹ کے 560 ڈہو تھے جن سے کھاد سپلائی ہوتی تھی ۔ تو اب اس چیز کے پیش نظر لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ان کے دروازے پر کھاد میسر ہو ۔ حکومت نے کچھ پرائیویٹ لوگوں کو ایجنسیاں دینے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اب ان کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی ہے ۔ یہ سارا فیصلہ کاشتکاروں کی سہولت کے لیے کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پرانے ڈہو ابھی قائم ہیں ؟

وزیر آبپاشی ۔ in additiona to that کیا گیا ہے ۔ وہ پرانے ڈہو بھی قائم ہیں ۔ جناب والا ۔ کارپوریشن کے عملہ کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ اگر بوریوں میں وزن کم ہو یا اسی قسم کی کوئی دوسری شکایات ہوں تو ان کا سختی سے نوٹس لیا جائے ۔ اگر میرے فاضل دوست کسی خاص علاقہ کا ذکر کریں تو میں نوٹس لوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ہزاروں لوگوں کی بات کر رہے ہیں آپ کہتے ہیں کہ کسی خاص علاقہ کی بات کریں ۔ ان کی تحریک سے تو محسوس ہوتا ہے جیسے پورے پنجاب میں بحران پیدا ہو گیا ہے ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ اس سلسلہ میں ، میں کوئی تبصرہ کرنا پسند نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ بتائیں حقیقت اس میں کیا ہے ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ ایسا نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر تو آپ نے جواب دینا ہے تو

The House would like to know the facts.

Then I will decide it myself اور اگر آپ نے جواب نہیں دینا ہے

Would you like the House to be taken into confidence

کہ اس قسم کی بلیک ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی ؟

If it is a solitary instance I would not entertain it as an adjournment motion. He can just bring that complainte before you. But if it is prevalent in the Province, that is why I have read it before you.

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ اگر آپ مجھے موقع دیں تو میں ایک چھوٹے سے instance سے وضاحت کر دینا چاہتا ہوں ۔ تحریک التوا جو میرے فاضل دوست نے دی ہے وہ اسی دن dispose of ہو گئی تھی ۔ وہ تحریک التوا نمبر 150 تھی ۔ اس میں گجرات کے علاقہ کا ذکر کیا گیا تھا کہ کھاد بالکل ناپید ہے ۔ اس طرح بحران ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس اثنا میں قیمت بڑھ گئی ہوگی ؟

وزیر زراعت ۔ جناب والا ۔ یہ دو دسمبر کے اعداد و شمار آپ کو بتا رہا ہوں ۔ 3 لاکھ 33 ہزار 146 کیمیائی کھاد کی بوریاں موجود تھیں ۔ جب کہ وہاں کہرام مچا تھا کہ کھاد ناپید ہے ۔

Mr. Speaker : That is not under discussion.

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پنجاب میں اتنی بوریاں اس وقت موجود ہیں ۔ The House would like to know. آپ بتا دیں کہ ایسی پوزیشن ہے یا نہیں ہے ۔ یا کچھ ڈپو ایسے ہیں جہاں کھاد موجود نہیں ہے ۔

Then I will keep it pending.

وزیر آبپاشی ۔ ٹھیک ہے جناب میں اس کی تفصیل کل بتا دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل آپ نے اگر جواب دینا ہے

Then the reply should be full and complete.

اگر تو آپ جواب دینا نہیں چاہتے ہیں

You want it to be discussed, I can put it for vote ...Then it will come up tomorrow.

وزیر آبپاشی ۔ نہیں جناب والا ۔ کل میں تفصیل سے جواب دے دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب کی ایک تحریک تھی ۔ وہ موجود نہیں ہیں ۔ تحریک التوا نمبر 167 چوہدری امان اللہ لک ۔

مرے کالج ۔ جناح کالج ۔ اسلامیہ کالج سیالکوٹ کے طلباء کا سیالکوٹ نیشنل سنٹر کے ریذیڈنٹ ڈائرکٹر کے خلاف احتجاج کرنے پر پولیس کی طرف سے اغوا

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ ہفتہ مرے کالج سیالکوٹ ۔ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ ۔ علامہ اقبال کالج سیالکوٹ کے طلباء نے سیالکوٹ نیشنل سنٹر کے ریذیڈنٹ ڈائریکٹر کے خلاف یہ احتجاج کیا اور حکومت سے بڑھتی ہوئی فحاشی اور منشیات کا سد باب کرنے کا مطالبہ کیا ۔ جس پر پولیس سیالکوٹ نے 50 طلباء کو اغواکر لیا جو لاپتہ ہیں ۔ روزنامہ نوائے وقت کی اشاعت لاہور مورخہ 12 دسمبر 1975ء کی خبر نے پورے پنجاب میں ایک شدید غم و غصہ پیدا کر دیا ہے کہ سیالکوٹ کے تینوں کالج پولیس کی تحویل میں ہیں اور مزید گرفتاریوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے ۔ اور طلباء کے والدین کو بے حد ذلیل کیا جا رہا ہے ۔ اور گم شدہ 50 طلباء نے عوام میں شدید سراسیمگی پیدا کر دی تھی ۔ اب یہ سلسلہ وسیع پیمانے پر جاری کر دیا ہے اور پولیس نے عوام پر بھی تشدد کرنا شروع کر دیا ہے ۔ اس خبر سے پورے پنجاب کے عوام میں شدید غم و غصہ پیدا ہو چکا ہے ۔ اس واقعہ پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک التواء پہلے بھی پیش کی گئی تھی اور dispose of کر دی گئی تھی ۔

Mr. Speaker : If this has already been disposed of then it cannot come up for discussion. I will be check up.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ ایوان میں کسی ممبر کی طرف سے پیش نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں نوٹس آیا تھا آپ کہہ رہے ہیں پیش ہی نہیں ہوئی ۔

It was not moved.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ تولس تو میری تحریک التواء کا تھا ان دونوں کی نوعیت میں بہت فرق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں substance ایک ہی ہے ۔

I will check it up.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب چیک کریں ۔

Mr. Speaker : He has raised an objection, so I will cehck it up.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب نماز کا وقت ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نماز تو پانچ بج کر سات منٹ پر ہی ہوتی ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ وضو بھی تو کرنا ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہم تو وضو کرکے بیٹھتے ہیں ۔ معلوم نہیں تھا کچھ لوگ بغیر وضو کے بھی ہاؤس میں آ جاتے ہیں ۔ اب میں اس میں کیا کر سکتا ہوں ۔

(قہقہہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون اشتمال اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1975ء

(مسودہ قانون نمبر 75 بابت 1975)

مسٹر سپیکر ۔ شیخ عزیز احمد ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی ویسٹ پاکستان کنسولیڈیشن آف ہولڈنگز آرڈیننس (امنڈمنٹ) بل 1975ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ دی ویسٹ پاکستان کنسولیڈیشن آف ہولڈنگز

آرڈیننس (امینڈمنٹ) بل 1975ء پیش کرنے کی
اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ اب سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان کنسولیڈیشن آف ہولڈنگز
آرڈیننس (امینڈمنٹ) بل 1975ء پیش کرنے کی
اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ عزیر احمد۔ جناب والا۔ میں دی ویسٹ پاکستان کنسولیڈیشن آف ہولڈ نگز آرڈیننس (امنڈمنٹ) بل 1975ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ دی ویسٹ پاکستان کنسولیڈیشن آف ہولڈ نگز آرڈیننس (امنڈمنٹ) بل 1975ء پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee. Report to come within 90 days.

قرار داد

(مفاد عامہ سے متعلق)

کھارے اور نمکین پانی کی جگہ پر نصب شدہ ٹیوب ویل کو میٹھے پانی کی جگہ پر نصب کرنا۔ نیز ان اکھاڑے ہوئے ٹیوب ویلوں کو انسداد سیم و تھور کے لیے کام میں لانا

مسٹر سپیکر۔ حصہ اول ختم ہو گیا ہے۔ اب حصہ دوم سے متعلق کارروائی شروع ہوتی ہے۔ ملک شاہ محمد محسن کی قرارداد زیر بحث تھی۔

ملک شاہ محمد محسن۔ جناب والا۔ اس پر بحث جاری تھی ترمیم آ گئی تھی۔

مسٹر سپیکر۔ ترمیم میں اس نہیں ہے ترمیم میرے خیال میں ہو گئی تھی ؟

You were speaking on your amendment and winding up the debate on the amendment. Malik Muhammad Azam.

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ ملک شاہ محمد محسن صاحب کی قرارداد کے دو پہلو ہیں ۔ ایک یہ کہ ٹیوب ویلوں کو اکھیڑنے کے بعد ان کو بہترین طریقہ پر استعمال میں لایا جائے اور دوسرا پہلو جو کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے کہ ان ٹیوب ویلوں سے سیم اور تھور کا سد باب کیا جائے ۔ جناب والا ۔ جب اس قرارداد کا مقصد یہ ہو کہ ان ٹیوب ویلوں کو بہترین ذریعہ سے استعمال میں لایا جائے تو اس کے لیے میں نے یہ ترمیم پیش کی تھی کہ تحصیل خوشاب اور تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں بھی ان ٹیوب ویلوں کو کام میں لایا جائے ۔ اس وقت کچھ معزز دوستوں نے اس لیے اس کی مخالفت کی تھی اور وہ مخالفت بھی میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے غلط فہمی کی بنا پر کی تھی ۔ کیونکہ انہوں نے اس ترمیم سے یہ مقصد اخذ کیا کہ شاید میں یہ چاہتا ہوں کہ تمام ٹیوب ویل خوشاب اور شاہ پور میں لگائے جائیں ۔ حالانکہ میں نے جو ترمیم پیش کی ہے اس میں یہی گزارش کی ہے کہ ان ٹیوب ویلوں کو تحصیل خوشاب اور شاہ پور میں نصب کیا جائے ۔ جناب والا ۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ٹیوب ویلوں کو کس کس علاقہ میں اور کہاں کہاں بہترین طریقہ پر نصب کیا جاتا ہے ۔ تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ بہترین علاقوں کی نشان دہی بھی اسی وقت اس ایوان میں کی جائے ۔ تو اس لیے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے تو میں اس سلسلہ میں گزارش کروں گا کہ میری اس ترمیم کو منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی فاضل لیڈر حزب اختلاف اور سینئر منسٹر سے بات ہوئی ہے ۔ ان کی رائے یہ ہے اور consensus یہ ہے کہ یہ مسئلہ بڑا اہم ہے اس کو آج finally dispose of نہ کیا جائے ۔

Senior Minister on that account wants to make a suggestion to the House.

کہ اب ہاؤس کو adjourn کر دیا جائے تاکہ اس پر مزید غور کیا جا سکے ۔

If any member has different opinion from this, he may so explain.

ملک سرفراز احمد ۔ جناب والا ۔ جس طرح سے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے یہ واقعی درست ہے کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور اس پر مزید غور کے لیے اس کو ملتوی کیا جائے ۔ لیکن میں تھوڑی سی وضاحت چاہوں گا کہ یہ ٹیوب ویل کن کن علاقوں سے نکالے جا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر - وہ آپ کو پتہ چل جائے گا ۔ آپ اس ریزولیشن کو پڑھ لیں ۔ اگلی sittings میں بحث کر لیں گے ۔ میرے خیال میں اب ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی جائے ۔

آوازیں - جی ہاں ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned till 9.00 A.M. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 18 دسمبر 1975ء بروز جمعرات 9 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

اسمبلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس

جمعرات ۔ 18 دسمبر 1975ء

(پنجشنبہ ۔ 13 ذوالحج 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰۗىِٕكَةَ حَاۗىِٕنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

پ ۲۴ ۔ س ۳۹ ۔ رکوع ۵ ۔ ایات ۷۳ تا ۷۵

اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں۔ ان کو گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کا داروغہ ان سے کہے گا کہ تم پر سلام "تم لوگ بہت اچھے رہے اب اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ"۔

وہ لوگ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دکھایا۔ اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم بہشت کے اندر جس مکان میں چاہیں رہیں تو (دیکھا) اچھے کام کرنے والوں کا بدلہ بھی کتنا خوب ہے۔

اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے ارد گرد گھیرا باندھے ہوئے ہیں اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہانوں کا مالک ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

مسٹر سپیکر ۔ کل سینئر منسٹر صاحب اور لیڈر آف دی اپوزیشن میں بات ہوئی تھی اور اتفاق رائے سے یہ طے پایا تھا کہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جائیں گے تاکہ امن عامہ کی صورت حال پر جو بحث ہوئی ہے اس پر زیادہ وقت صرف کیا جا سکے۔ اس طرح یہ فیصلہ بھی ہوا تھا کہ تحاریک التواء کار بھی آج نہیں لی جائیں گی ۔ لیکن تحاریک استحقاق آج پیش ہوں گی فاضل وزیر اگر مناسب سمجھیں تو سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں جملہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جملہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں ۔

ٹیوب ویل ورکشاپ سالدہ روڈ لاہور کے ملازمین کی مستقلی

*6144 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیوب ویل ورکشاپ سالدہ روڈ لاہور جو کہ ایک ہندو کی ملکیت تھی 1947 سے حکومت کے محکمہ انہار کے زیر انتظام چل رہی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ورکشاپ کا سارا عملہ بطور ورک چارجڈ ملازم ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ انہار اپنی ورکشاپ جو کہ شاہدرہ لاہور میں واقع ہے کا سارا عملہ مستقل ہے اور اس کو تمام محکمانہ مراعات حاصل ہیں ۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ٹیوب ویل ورکشاپ سالدہ روڈ لاہور کے ملازمین کو آج تک مستقل نہ

کرنے اوران کو محکمانہ مراعات نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں نیز انہیں کب تک مستقل کیا جائے گا ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) ٹیوب ویل ورکشاپ ساندہ روڈ لاہور کا 42 فیصد عملہ 1-7-72 سے اور بقایا 42 فیصد 1-7-73 سے ریگولر ہو چکا ہے چند ایک پوسٹیں بقایا ہیں جن کی منظوری گورنمنٹ سے مانگی جا چکی ہے اور منظوری آنے پر ان کو ریگولر کر دیا جائے گا ۔

(ج) ایریگیشن ورکشاپ ڈویژن مغلپورہ لاہور کے ورک چارجڈ عملہ کو باقاعدہ عملہ میں دو مواقع پر یعنی 1-7-72 سے 277 اور 1-7-73 سے 211 ورک مینوں کو باقاعدہ عملہ میں تبدیل کیا گیا ہے ۔

بمطابق ایڈیشنل فنانس سیکرٹری و چیئرمین سٹینڈنگ ریٹ کمیٹی پنجاب لاہور کو چٹھی نمبر S O(Rates)68/79-A-II مورخہ 21-3-73 کے پیرا نمبر 2 میں جو مراعات درج ہیں ان ورک مینوں کو بھی دی جاتی ہیں ۔

(د) ٹیوب ویل ورکشاپ ساندہ روڈ لاہور کے 266 ملازمین کو مستقل کیا جا چکا ہے اور باقی ماندہ 51 ملازمین کے بارے میں فنانس ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ جاری ہے اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کی منظوری ملتے ہی ان کو بھی مستقل کر دیا جائے گا اور محکمانہ مراعات دے دی جائیں گی ۔

نہری پانی کی تقسیم کے لیے حلقہ کمیٹیوں کا قیام

*6442 ۔ ملک شاہ محمد حسن ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے حال ہی میں صوبہ میں نہری پانی کی منصفانہ تقسیم کے لیے حلقہ کمیٹیاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کمیٹیاں کب کام شروع کریں گی نیز ان کمیٹیوں کے ممبران کس حیثیت کے حامل ہوں گے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) - (الف) راجباہوں کی ٹیل پر پانی کی کمی ہو جانے کی ایک وجہ نہری پانی کی چوری ہے - حکومت نے حال ہی میں اصولی طور پر فیصلہ کیا ہے کہ راجباہوں پر گاؤں یا چکوک موگہ (Outlet chak) کے معتبر نمائندوں پر مشتمل اریگیشن کمیٹیاں (Irrigation Commit-tees) بنائی جائیں جو کہ نہری پانی کی چوری کی رپورٹ کریں اور محکمہ آبپاشی کو ملزموں کی شناخت میں مدد دیں اس طرح وہ ملزمان کو کینال ایکٹ کی دفعات کے تحت تاوان اور سزا دلوانے میں اور پانی کی منصفانہ تقسیم میں معاون ثابت ہوں گی -

(ب) مذکورہ کمیٹیوں کے (رولز) قواعد و ضوابط تیار کیے جا رہے ہیں - رولز بننے کے بعد کمیٹیاں کام شروع کر سکیں گی - اریگیشن کمیٹیاں راجباہوں پر گاؤں یا چکوک موگہ (Outlet-Chak) کے معتبر نمائندوں پر مشتمل ہوں گی -

---

فصلوں کا بارشوں سے بچاؤ

*6451 - **ملک شاہ محمد محسن** - کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ موسمیات اور دیگر ذرائع کی پیشگوئی ہے کہ اس سال گذشتہ برس کی نسبت زیادہ بارش ہوگی -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں بہت سے قابل تعمیر بند ابھی تعمیر ہونے باقی ہیں - اگر ایسا ہے تو حکومت متوقع بارشوں کے پانی سے بچاؤ کے لیے کیا انتظام کر رہی ہے -

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے فنڈ کی کمی کے باعث قابل تعمیر بند نہیں بنائے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت نے وفاقی حکومت سے کوئی امداد طلب کی ہے ۔ جو قرضہ کی شکل میں نہ ہو ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) محکمہ موسمیات کی پیشگوئی کے مطابق اس سال بارش معمول سے زائد ہوگی ۔ گذشتہ سال بھی ایسی ہی پیشگوئی کی گئی تھی ۔

(ب) یہ درست نہیں ۔ بلکہ گذشتہ سیلاب سے متاثرہ بندوں کی مرمت ہو چکی ہے اس کے علاوہ اہم بندوں کو مزید مضبوط کیا جا چکا ہے ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ حکومت نے فنڈ کی کمی کے باعث قابل تعمیر بند نہیں بنائے ۔ گذشتہ سال کے دوران ملک میں موجود مشینری اور لیبر کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں لا کر سیلاب سے متاثرہ بندوں کی مرمت کا کام سر انجام دیا گیا باقی ماندہ بندوں کی مضبوطی اور نئے بندوں کی تعمیر پانچ سال منصوبہ کے مطابق کی جائے گی ۔ اس پروگرام کے حصول میں مالی وسائل کی کمی سد راہ نہیں ہوگی کیونکہ وفاقی حکومت نے سیلاب سے متعلقہ ضروری منصوبوں کی تکمیل کے لیے ہر طرح کی امداد کا وعدہ کیا ہے ۔

حلقہ کھرڑیانوالہ کے مالکان اراضی سے فیس اصلاح اراضی کی وصولی

*6702 ۔ **چوہدری عبدالغنی** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ کھرڑیانوالہ کے وہ چکوکہ جو سکارپ نمبر I میں واقع ہیں میں کافی ٹیوب ویل بوجہ ناقص پانی اکھاڑے جا چکے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکھاڑے گئے ٹیوب ویلوں پر واقع اراضی کے مالکان سے اصلاح اراضی کی فیس وصول کی جا رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ فیس کی وصولی کی کیا وجہ ہے اور حکومت فیس کی وصولی کو روکنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) حلقہ کھرڑیانوالہ کے تقریباً 23 چکوک جو سکارپ نمبر 1 میں واقع ہیں میں پچاس (50) ٹیوب ویل شاہکوٹ سکیم کے تحت 62-1961 میں نصب کیے گئے تھے ان میں سے بیالیس (42) ٹیوب ویلوں کو پانی کھاری ہونے کی وجہ سے بند کرنا پڑا ۔ 28 ٹیوب ویل 1966 سے 1969 کے عرصہ میں بند کیے گئے جب کہ 14 ٹیوب ویل 1972 اور 1973 کے دوران بند کیے گئے ہیں ۔

(ب) سکارپ نمبر 1 میں واقع تمام قابل کاشت (Culturable Commanded) اراضی پر متعلقہ مالکان اراضی سے ریکلیمیشن فیس (فیس اصلاح اراضی) وصول کی جا رہی ہے تاہم کھاری پانی کی وجہ سے بند کیے گئے ٹیوب ویلوں پر واقع اراضی کے مالکان سے ٹیوب ویل کا ابیانہ وصول نہیں کیا جائے گا ۔

(ج) حلقہ کھرڑیانوالہ کے ٹیوب ویل گذشتہ سالوں میں کام کرتے رہے ہیں اور اب بھی کچھ ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں ۔ نیز سکارپ نمبر 1 کے تحت کھرڑیانوالہ کے گرد و نواح میں لگائے گئے ٹیوب ویل بھی کام کر رہے ہیں ان ٹیوب ویلوں کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح کافی نیچی چلی گئی ہے جس سے علاقہ میں سیم ختم ہو گئی ہے اور کافی حد تک اراضی کی اصلاح بھی ہو گئی ہے اس کے پیش نظر حکومت فیس کی وصولی روکنے کا ارادہ نہیں رکھتی ۔ اصلاح اراضی کی فیس کل 19 روپے فی ایکڑ کے حساب سے آٹھ برابر ششماہی اقساط میں وصول کی جا رہی ہے ۔

صوبہ بھر میں ٹیوب ویلوں کی تعداد

*6847 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں کل کتنے ٹیوب ویل ڈیزل اور کتنے بجلی سے چلتے ہیں ۔ تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ۔

(ب) صوبہ بھر میں سال 73-1972 اور 74-1973 میں کتنے ٹیوب ویل نصب کیے گئے تھے نیز یہ بھی بتایا جائے کہ صوبہ میں سال 72-1971 تک کل کتنے ٹیوب ویل نصب تھے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) صوبہ میں 75912 ٹیوب ویل ڈیزل سے اور 41289 ٹیوب ویل بجلی سے چلتے ہیں ۔

(ب) صوبہ میں 9948 ٹیوب ویل سال 73-1972 اور 8768 ٹیوب ویل سال 74-1972 میں نصب کیے گئے ۔ صوبہ بھر میں سال 72-1971 تک کل 98485 ٹیوب ویل نصب تھے ۔

راجباہ کھرڑیانوالہ کے پٹواری کا تبادلہ

*6943 ۔ **چوہدری عبدالغنی** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل سکارپ نمبر 1 ڈسٹری بیوشن ایسٹ کے حلقہ چک نمبر 75 ۔ آر ۔ بی راجباہ کھرڑیانوالہ کے پٹواری کا تبادلہ دفتر ایکس ۔ ای ۔ این صاحب شیخوپورہ میں کیا گیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس حکم پر پٹواری مذکور نے عمل درآمد کیا ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) جی ہاں ۔ حلقہ چک نمبر 75 آر ۔ بی راجباہ کھرڑیانوالہ کے پٹواری کا تبادلہ کیا گیا تھا ۔

(ب) متعلقہ مہتمم کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ پٹواری کے تبادلہ کے حکم پر عمل درآمد ہو چکا ہے ۔

نہر کا سروے

*7025 ۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے جہلم سے جلالپور ضلع جہلم کے مقام پر ایک نہر نکالنے کی تجویز زیر عمل ہے اور اس کا سروے بھی ہو چکا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خوشاب ضلع سرگودھا کے علاقہ میں مذکورہ نہر کے لیے جو سروے کیا گیا ہے وہ درست نہیں ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عوام نے اس سلسلہ میں محکمہ کی توجہ بھی مبذول کرائی ہے ۔

(د) اگر جزوھائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ نہر کے لیے دوبارہ سروے کے معاملہ میں کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) درست ہے ۔

(ب) نہیں ۔

(ج) سیکرٹری انجمن ترقی تھل ضلع سرگودھا کی طرف سے بذریعہ وزیر آبپاشی اس قسم کی درخواست محکمہ کو موصول ہوئی تھی اور محکمہ نے سیکرٹری مذکورہ کو چٹھی نمبر 542 مورخہ

13-3-73 اطلاع کر دی کہ اس تمام رقبے کا سروے کیا جا رہا ہے جس کو نہر سے پانی مل سکتا ہے۔

(د) نہیں۔ چونکہ پہلا سروے درست ہے اس لیے حکومت دوبارہ سروے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

تحصیل خوشاب (سرگودھا) میں سیم و تھور کا تدارک

*7026۔ **ملک محمد اعظم**۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔

(الف) صوبہ میں یکم جنوری 1973ء تا 15 دسمبر 1974ء سیم و تھور سے متاثرہ کتنی اراضی کو دوبارہ قابل کاشت بنایا گیا۔

(ب) صوبہ میں سیم اور تھور کے تدارک کے لیے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک)۔ (الف) صوبہ میں یکم جنوری 1973ء تا 15 دسمبر 1974ء سیم و تھور سے متاثرہ 1,22,823 ایکڑ اراضی کو دوبارہ قابل کاشت بنایا گیا۔

(ب) حکومت ہر سال تقریباً 30 ہزار ایکڑ تھور زدہ اراضی کی اصلاح بذریعہ عارضی ریکلیمیشن سپلائی برائے کاشت چاول کرتی ہے۔ علاوہ ازیں صوبہ میں سیم اور تھور کے تدارک کے سلسلے میں واپڈا کو ایک جامع منصوبہ بنانے کے لیے ہدایت کی گئی ہے جس پر ابتدائی کام شروع کیا جا چکا ہے۔ حکومت نے صوبہ کے لیے Accelerated Programme کے تحت سیم و تھور کے انسداد کے لیے ایک پروگرام بھی مرتب کیا ہے جسے وفاقی حکومت کی ہدایت کے مطابق قومی سطح پر عملی جامع پہنایا جائے گا۔ اس پروگرام کے تحت صوبہ میں تمام نہری رقبہ جات کی اصلاح مقصود ہے۔ واپڈا نے ان رقبہ جات کے لیے سروے کرنے اور تفصیلی رپورٹیں تیار کرنے کے لیے کام شروع کر دیا ہے۔ گیارہ سکیموں کی پلاننگ کا کام جاری ہے۔

بنجر اور غیر آباد اراضی کو قابل کاشت بنانا

*7204 . **میاں خان چھ** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ .

(الف) کیا یہ درست ہے کہ "نکاسو" نالہ واقع تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان کی تعمیر سے قبل اس کے شمال میں واقع اراضی نہری پانی سے سیراب ہوتی تھی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ نالہ کی تعمیر کے بعد کتنی اراضی بنجر اور غیر آباد ہوئی ہے ۔ اس کی آبادی کے سلسلے میں حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان کی کچھ اراضی نکاسو کے شمال میں راجباہ کورنگا سے سیراب ہوتی تھی ۔ لیکن نکاسو کی تعمیر کے ساتھ ہی اس راجباہ کو نکاسو کے اوپر سے گزار کر مذکورہ شمال رقبہ کی آبپاشی کو بحال رکھا گیا اور براہ راست موگہ جات کی بجائے ایک نیا راجباہ موسومہ شیخوپورہ مائنر بنایا گیا ۔ جس سے شمالی علاقے کی آبپاشی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ۔

(ب) ماسوائے اراضی زیر آمدہ نکاسو نالہ کے کوئی اراضی بنجر اور غیر آباد نہیں ہوئی ۔

پانی کی فراہمی

*7225 (الف) ۔ **سید کاظم علی شاہ کرمانی** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) نہر لوئر باری دوآب کے راجباہ I ایل میں کتنے کیوسک پانی بہتا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ راجباہ کے ٹیل کے موگوں پر چکوک 7-8-9-10-11-12-13-14-15-16 واقع ہیں ۔

(ج) کیا ان چکوک کو پانی ان کے حق کے مطابق مل رہا ہے ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چکوک کے لوگوں کو پورا پانی مہیا کر کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگو نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) نہر لوئرباری دوآب کے راجباہ 1 ایل میں 88 کیوسک منظور شدہ پانی بہتا ہے ۔

(ب) یہ درست ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔ سوائے موسم سرما کے ان ایام کے جب دریا میں پانی کی کمی کے باعث نہر لوئر باری دوآب میں پانی بہت کم بہہ رہا ہوتا ہے ان ایام میں راجباہ (1- ایل) متاثر ہوتا ہے ۔ کیونکہ اس کا ہیڈ مقابلتاً اونچی جگہ پر واقع ہے ۔

(د) جواب جزو (ج) کے پیش نظر اس راجباہ کو فصل ربیع کے دوران وارہ بندی سے مستثنیٰ کر دیا ہے ۔

راجباہ کے ہیڈ کو پیچھے ہٹانا

*7225 (الف) ۔ **سید کاظم علی شاہ کرمانی** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا راجباہ 1 ایل کے ہیڈ کو نہرلوئر باری دوآب کے موجودہ ہیڈ سے کافی پیچھے لے جانے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور تھی ۔ اگر ایسا ہے تو اب مذکورہ سکیم کن مراحل میں ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ راجباہ 1 ایل نہر لوئر باری دوآب کے ہیڈ کو تبدیل کرنے کی تجویز زیر غور رہی ہے لیکن سکیم کی شرح افادیت نامناسب نکلنے پر اس کو رد کر دیا گیا ہے ۔

چیف انجینئر انہار کے دفاتر کی منتقلی

*7302 ۔ **سید تابش الوری** ۔ کیا وزیرآبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تقریباً بیس لاکھ روپے کی لاگت سے کینال

بنک مغلپورہ لاہور میں کثیرالمنزلہ عمارت تعمیر کرنے کی کوئی تجویز محکمہ کے زیر غور ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عمارت کی تعمیر کے بعد چیف انجینئر انہار کے دفاتر کو وہاں منتقل کر دیا جائے گا ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو موجودہ عمارت کو کس کام میں لایا جائے گا ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) یہ درست نہیں ہے ۔

(ب) یہ بھی درست نہیں ہے ۔

(ج) جوابات بالا کے مد نظر اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

ضلعداروں کے تبادلے

*7315 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لودھراں سب ڈویژن میں محکمہ انہار کے ضلعداری سیکشن جلالپور پیر والہ میں 22 اگست 1968ء سے آج تک کتنی مرتبہ ضلعدار کو تبدیل کیا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ہر 3 یا 6 ماہ کے اندر مذکورہ علاقے کے ضلعدار انچارج کو تبدیل کر دیا جاتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عمل اس انتہائی پسماندہ علاقہ کی ترقی کی بجائے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ صورت حال کی اصلاح کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک ۔ (الف) اس عرصہ میں 14 ضلعداروں کو تعینات و تبدیل کیا گیا ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔ اس سیکشن میں ضلعداروں کے تبادلے بوجوہ ریٹائرمنٹ

یا ان کے خلاف شکایات یا پھر ان کی ذاتی وجوہات کی بناء پر ناگزیر حالات کے تحت عمل میں آئے ۔

(ج) یہ درست نہیں کہ علاقہ مذکور کی ترقی ضلعداروں کے تبادلے سے متاثر ہوئی ہے ۔ بلکہ اس عرصہ میں کل کنالڈ رقبے کا 60 فیصدی سے زائد رقبہ زیر کاشت آیا ۔

(د) حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ عام طور پر قلیل مدت تعیناتی کے بعد ملازمین کا تبادلہ نہ کیا جائے اور حتی الوسع اس پالیسی پر عمل بھی ہو رہا ہے ۔

سلٹ کی صفائی

*7316 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر آبپاشی ،از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لودھراں ڈویژن کے مائنر کو جگو والہ کے ہیڈ سے نیچے کی طرف جمع شدہ سلٹ کی صفائی کے لیے ٹھیکیداروں سے 74 - 1973ء میں ٹینڈر طلب کیے گئے تھے ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ ٹینڈر کتنی رقم کے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹینڈر سلٹ صاف کیے بغیر ہی منسوخ کر دیے گئے تھے ۔ اگر ایسا ہے تو کیوں ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مائنر سے بروقت سلٹ صاف نہ ہونے کی وجہ سے فصل خریف کو کافی نقصان ہوا تھا ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ مائنر سے سلٹ کی صفائی کے لیے اسمال کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔ مذکورہ ٹینڈر کی مالیت 19523 روپے تھی ۔

(ب) جی ہاں ۔ ٹینڈر منسوخ ہونے کی وجہ ایسٹیمیٹ کی عدم منظوری تھی ۔

(ج) یہ کہنا درست نہیں ہے کہ مذکورہ مائنر کی بر وقت سلٹ صاف نہ ہونے کی وجہ سے فصل خریف کو کافی نقصان ہوا تھا ۔ یہ درست ہے کہ خریف 1974ء کی آبپاشی خریف 1973ء کی آبپاشی سے کم ہے مگر پھر بھی یہ اپنے حق آبپاشی سے زیادہ ہے ۔
خریف 1974ء میں بمقابلہ خریف 1973ء کم آبپاشی کی اصل وجہ سال 1974ء میں بمقابلہ سال 1973ء کے دریائی پانی کی کمی تھی۔

(د) مذکورہ بالا صورت حال کے باوجود اس سال ماہ اپریل میں سلٹ صفائی کا کام مکمل کروایا جا چکا ہے ۔

ڈیم کی تعمیر

*7475 ۔ **چوھدری لال خان** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب ایگریکلچرل سپلائی کارپوریشن نے صوبہ پنجاب کے کس کس مقام پر زرعی اراضی کی آبپاشی کے لیے ڈیم بنا رکھے ہیں اور یہ ڈیم کس قدر اراضی کو سیراب کرتے ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت یا مذکورہ کارپوریشن مزید ڈیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور ان پر اندازاً کس قدر رقم صرف ہو گی ۔

(ج) کیا مذکورہ بالا ڈیم سارا سال پانی فراہم کریں گے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان درشک)

(الف) پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن نے مندرجہ ذیل مقامات پر ڈیم تعمیر کئے ۔

نمبر شمار	نام ڈیم	جائے وقوع	مجوزہ رقبہ برائے آبپاشی	رقبہ آبپاشی برائے سال 1974-75
1 ۔	چچالی ڈیم	کالا باغ سے 14 میل مغرب میں ضلع میانوالی	5000 ایکڑ	378 ایکڑ
2 ۔	قبلہ بانڈی ڈیم	حضرو سے 6 میل مشرق میں ضلع کیمبلپور	1000 "	451 "
3 ۔	بنگو ڈیم	قطبال ریلوے اسٹیشن کے 4 میل جنوب میں ضلع کیمبلپور	50 "	27 "
4 ۔	سپیالہ ڈیم	قطبال ریلوے اسٹیشن کے 2 میل جنوب میں ضلع کیمبلپور	140 "	43 "
5 ۔	رتی کسی ڈیم	اٹک جنگ سے 25 میل مغرب میں ضلع کیمبلپور	650 "	288 "
6 ۔	ڈھرنال ڈیم	تلہ گنگ سے 25 میل جنوب مغرب میں ضلع کیمبلپور	700 "	206 "
7 ۔	گربہ ڈیم	تلہ گنگ سے 8 میل جنوب میں ضلع کیمبلپور	500 "	265 "
8 ۔	ڈھوک ٹالیاں ڈیم	چکوال سے 15 میل جنوب میں ضلع جہلم	800 "	380 "
9 ۔	مصربوٹ ڈیم	راولپنڈی سے 8 میل جنوب میں ضلع راولنڈی	100 "	100 "
10 ۔	ڈونگی ڈیم	گوجر خان سے 5 میل شمال مغرب میں ضلع راولپنڈی	900 "	62 "
11 ۔	ٹرالی ڈیم	دولتالہ ریلوے اسٹیشن سے 8 میل مشرق میں ضلع راولپنڈی	400 "	..

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

(ب) یہ حقیقت ہے کہ صوبائی محکمہ آبپاشی دوران سال 76-1975 مندرجہ ڈیم تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

نمبر شمار	نام ڈیم	جائے وقوع	مجوزہ رقبہ جو زیر آبپاشی لانا ہے	تخمیناً لاگت
1 ۔	کھوکھر زیر ڈیم	چکوال سے 16 میل جنوب میں ضلع جہلم	1200 ایکڑ	46.50 لاکھ
2 ۔	کنجور ڈیم	فتح جنگ سے 16 میل فتح کھوڑ روڈ پر ضلع کیمبل پور	1500 ایکڑ	48 لاکھ
3 ۔	چھنی پور ڈیم	فتح جنگ سے 35 میل شمال مغرب میں ضلع کیمبل پور	1000 ایکڑ	38.32 لاکھ
4 ۔	گراٹ ڈیم	دینہ سے 10 میل ضلع جہلم	1000 ایکڑ	32.65 لاکھ
5 ۔	وھوا پک اپ ولیر	وھوا شہر سے 7 میل مغرب میں تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان ۔		

(ج) مذکورہ بالا ڈیم سارا سال پانی مہیا کریں گے ۔

تحصیل راجن پور میں نہروں کی تکمیل کے لیے مختص شدہ رقوم

*7633 ۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا تحصیل راجن پور کی قادرا اور ڈی ۔ جے ۔ سی نہروں کی تشکیل نو کا پروگرام حکومت کے زیر غور ہے ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ نہروں کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ جی ہاں ۔ تحصیل راجن پور کی انہار قادرا ڈی ۔ جے ۔ سی کی تشکیل نو کا پروگرام حکومت کے زیر غور ہے ۔ ان دونوں انہار کے لیے سال 1975-76 میں بالترتیب 10 لاکھ روپیہ ، 4 لاکھ روپیہ مختص کئے گئے ہیں یہ کام تین سال کے عرصہ میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت مکمل کیا جائے گا ۔

ڈیرہ غازی خان نہر میں پانی کی مقدار میں اضافہ کرنا

*7635 ۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا حکومت ڈیرہ غازی خان نہر میں پانی کی موجودہ مقدار سات کیوسک سے بڑھا کر ساڑھے دس کیوسک تک بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جیسا کہ مظفر گڑھ نہر میں کیا گیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کس ماہ سے پانی کی بہم رسانی کی یہ مقدار بحال کر دی جائے گی ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصر اللہ خان دریشک) ۔ (الف) جی نہیں ۔ مظفر گڑھ نہر کا واٹر الاؤنس بھی بڑھایا نہیں گیا ۔

(ب) جزو (الف) بالا کے جواب کے پیش نظر جزو (ب) کے جواب کی ضرورت نہیں ہے ۔

باغات کے لیے رقبہ جات

*7778 (الف)۔ **ڈاکٹر محمد صادق ملہی** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں کتنے ایسے رقبہ جات ہیں جن کے لیے باغ کا پانی منظور ہو چکا ہے اور باغات ابھی تک نہیں لگائے گئے ۔

(ب) اگر مذکورہ رقبہ جات پر باغات نہیں لگائے گئے تو اس غیر قانونی پانی کے حصول کا ذمہ دار کون ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) صوبہ میں کل 7098 ایکڑ رقبہ جات ایسے ہیں جن کے لیے باغ کا پانی منظور ہو چکا ہے اور باغات ابھی تک نہیں لگائے گئے ۔

(ب) مذکورہ رقبہ پر باغات نہ لگانے اور غیر قانونی پانی کے حصول کرنے کے سلسلے میں ابتدائی رپورٹ قاعدہ کے مطابق محکمہ زراعت کو بھجوائی جا چکی ہے ۔ جن رقبہ پر باغ موجود نہ ہونے کی حتمی رپورٹ محکمہ زراعت سے موصول ہو رہی ہے ۔ ان مالکان کو نوٹس برائے منسوخی پانی دیئے جا رہے ہیں ۔

تلونڈی اور بدوملہی ڈسٹری بیوٹریوں کو سیلاب سے نقصانات

*7782 ۔ **مسٹر محمد انور علی ہٹ** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1973ء کے سیلاب سے ضلع سیالکوٹ میں تلونڈی اور بدوملہی ڈسٹری بیوٹریوں کو بھی نقصان پہنچا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو ان کے کتنے حصے کو نقصان پہنچا تھا اور ان کی مرمت پر کتنی رقم صرف ہوئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈسٹری بیوٹریوں کو سیلابی پانی سے محفوظ رکھنے کے لیے حکومت نے کچھ سائفن تعمیر کرنے کی منظوری دی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ سائفن کن کن

مقامات پر تعمیر کرنے کا منصوبہ تھا اور ابھی تک ان کی تعمیر نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا سائفن وقت پر تعمیر نہ کرنے کے باعث 1975ء کے سیلابوں میں مذکورہ ڈسٹری بیوٹریوں کو زبردست نقصان پہنچا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کس قدر نقصان ہوا اور اس کی تمام تر ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور اس کے خلاف کیا اقدام کیا جا رہا ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ تلونڈی راجباہ کی بائیں کنارے پر شگافوں کی مجموعی لمبائی 15724 فٹ تھی اور دائیں کنارے پر شگافوں کی مجموعی لمبائی 17728 فٹ تھی ۔ ان شگافوں کو پر کرنے اور راجباہ کی مکمل مرمت پر 265821 روپے کی رقم خرچ ہوئی ۔

بدوملہی راجباہ کی بائیں کنارے پر شگافوں کی مجموعی لمبائی 29970 فٹ اور دائیں کنارے پر شگافوں کی مجموعی لمبائی 33778 فٹ تھی ۔ ان شگافوں کو پر کرنے اور راجباہ کی مکمل مرمت کرنے پر 3,88,580 روپے کی رقم خرچ ہوئی ۔

(ب) مذکورہ ڈسٹری بیوٹریوں کو سیلابی پانی سے محفوظ رکھنے کا منصوبہ ابھی تک زیر غور ہے ۔ تلونڈی راجباہ پر سات سائفن برجی نمبر 500 ، 5500 ، 1800 ، 20300 ، 37850 ، 48500 ، 61509 پر تعمیر کرنے کی تجویز کی گئی ہے اور بدوملہی راجباہ پر چھ سائفن برجی نمبر 500 ، 1800 ، 16300 ، 28500 ، 40000 اور 52400 پر تعمیر کرنے کی تجویز کی گئی ہے چونکہ ابھی تک یہ منصوبہ منظور نہیں ہوا اس لیے ان سائفن کی تعمیر شروع نہیں کی گئی ۔

(ج) 1975ء کے سیلاب سے مذکورہ ڈسٹری بیوٹریوں کو تقریباً 44 لاکھ مکعب فٹ مٹی کا نقصان پہنچا ہے ۔ چونکہ ابھی تک

مذکورہ فلڈ کمیشن کے زیر غور ہے اور حتمی طور پر منظور نہیں ہوا ہے ۔ اس لیے اس نقصان کی ذمہ داری کسی پر نہیں ڈالی جا سکتی ۔

بھنسیاں و دھائی چیمہ بند کو سیلاب سے نقصان

*7783 ۔ **مسٹر محمد انور علی خاں** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں بھنسیاں ودھائی چیمہ بند جو قبل ازیں محکمہ انہار کی تحویل میں تھا ایک سال قبل محکمہ بلدیات کی تحویل میں دے دیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ت1973ء کے سیلاب میں بند مذکورہ کو کافی نقصان پہنچا تھا مگر محکمہ انہار نے اس کے شکستہ حصوں کی مرمت کرا دی تھی ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حالیہ سیلابوں میں مذکورہ بند کو شدید نقصان پہنچا ہے جس کی مرمت کے لیے کوئی رقم موجود نہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بند کو محکمہ انہار کی تحویل میں دیکر مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ مہدی ڈوگر بند (بھنسیاں ودھائی چیمہ بند) یکم مارچ 1975ء سے ڈسٹرکٹ کونسل سیالکوٹ کی تحویل میں دے دیا گیا ہے ۔

(ب) یہ درست ہے ۔

(ج) حالیہ سیلاب سے نقصانات کی بابت ڈسٹرکٹ کونسل سیالکوٹ معلومات فراہم کر سکتی ہے ۔

(د) اس کا تصفیہ حکومت پنجاب کی صوابدید پر ہے

مسٹر سعید اختر ایکس ۔ ای ۔ این ویسٹرن بار ڈویژن کا ٹھنگ کالونی سے تبادلہ

*7800 ۔ ملک خان محمد کھوکھر ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر سعید اختر ایکس ۔ ای ۔ این ویسٹرن بار ڈویژن 1969ء سے ٹھنگ ۔ کالونی میں تعینات ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس عرصے میں اس کا تین چار مرتبہ تبادلہ ہوا مگر دو تین بار تو روک دیا گیا اور ایک بار ایکس ۔ ای ۔ این مذکور دو ماہ بعد واپس ویسٹرن بار ڈویژن میں آ گیا ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوئی آفیسر تین سال سے زیادہ عرصہ تک ایک اسٹیشن پر تعینات نہیں رہ سکتا ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ ایکس ۔ ای ۔ این کا تبادلہ ٹھنگ کالونی سے نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) یہ درست نہیں ہے ۔ افیسر مذکورہ کی ٹھنگ کالونی میں تعیناتی حسب ذیل ہے ۔

(1) 25-11-1968 تا 29-8-1970 بحیثیت ایکس ۔ ای ۔ این لودھراں ڈویژن ۔

(2) 14-4-1971 تا 23-4-1973 بحیثیت ایکس ۔ ای ۔ این ویسٹرن بار ڈویژن ۔

(3) 10-7-1973 تا 15-11-1975 بحیثیت ایکس ۔ ای ۔ این ویسٹرن بار ڈویژن ۔

(ب) یہ درست ہے ۔

(ج) گورنمنٹ کی طرف سے تین سال سے زیادہ عرصہ تک تعیناتی پر پابندی صرف کمشنران ۔ دوسرے ڈویژنل / ریجنل اور ضلعی افسران تک محدود ہے ۔ ایکس ای این ضلعی افسران کے زمرے میں نہیں آتے ۔ ایک ضلع میں متعدد ڈویژن بھی ہوتے ہیں اور افسران کا تبادلہ ایک ڈویژن سے دوسرے ڈویژن میں ہوتا رہتا ہے ۔ لیکن " تعیناتی کا شہر " وہی ہو سکتا ہے ۔ علاوہ ازیں مسٹر سعید اختر ایکس ای این کبھی بھی مسلسل تین سال تک ٹھنگی کلوئی میں ایک ڈویژن میں تعینات نہیں رہے ۔

*25-11-1968 تا 26-8-1970 وہ اور ایکس ای این لودھران ڈویژن ٹھنگی میں رہے ۔ بعد ازاں اس ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر ملتان میں تبدیل کر دیا گیا ۔

ازاں بعد مسٹر سعید اختر کو لودھران ڈویژن سے تبدیل کرکے ویسٹرن بار ڈویژن میں لگا دیا گیا ۔ جہاں وہ 14-4-1971 تا 23-4-1973 تک کام کرتے رہے ۔ اس کے بعد ان کو ویسٹرن بار ڈویژن سے تبدیل کرکے لاہور میں ڈیزائن انجینئر متعین کر دیا گیا ۔ اس آسامی کے اختتام پر مسٹر سعید اختر کو ویسٹرن بار ڈویژن میں لگایا گیا ۔ جہاں وہ 10-7-1973 تا 15-11-1975 تک کام کرتے رہے ۔ اب ان کا تبادلہ وہاں سے ہو چکا ہے ۔

سیم نالہ بڈھی تحصیل پھالیہ پر پل کی تعمیر

***7809 ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔** کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیم نالہ بڈھی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے دیہات ادو سروانی اور شیخ علی پور کے قریب سے گزرتا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ نالہ پر ایک سال ہوا حکومت نے ایک پل ادو سروانی اور دوسرا پل شیخ

علی پور کے قریب تعمیر کئے تھے جو ایک سال کے اندر ٹوٹ چکے ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں تحقیقات کرکے متعلقہ افسر اور ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں نیز ہر دو پلوں پر علیحدہ علیحدہ کتنی رقم خرچ ہوئی اور ان کی تعمیر کس ٹھیکیدار نے کی اور کس افسر نے ان پلوں کا معائنہ کرکے کس تاریخ کو پاس کیا ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔ اس نالے کا کتابی نام ہے۔

(ب) جی نہیں ۔ سیم نالے پر جو پل ٹوٹے ہوئے ہیں وہ 73-1972 میں تعمیر کئے گئے تھے ۔

(ج) تحقیقات کرائی گئی ہے ۔ ان تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ تعمیر میں کوئی نقص نہیں ۔ ان پلوں نے 1973ء کا سیلاب با آسانی سہار لیا تھا ۔ 1975ء کی غیر معمولی بارشوں سے سیم نالے میں پانی بہت آ گیا ۔ یعنی سیم نالہ جس کا ڈیزائن اخراج 2800 کیوسک ہے جب کہ بارشوں کی وجہ سے اخراج 15000 کیوسک تک چلا گیا ۔ جو پل یہ سہار سکے اور درمیانی پائے بیٹھ گئے اس طرح پلوں کی سلیب کو بھی نقصان پہنچا ۔ اندریں حالات ٹھیکیدار اور متعلقہ افسر کے خلاف کارروائی کا جواز نہیں بنتا ۔ کیونکہ یہ ایک قدرتی حادثہ تھا ۔ ان پلوں پر بالترتیب تقریباً 41013 روپے اور 119485 روپے خرچ ہوئے ۔ ان کی تعمیر خواجہ محمد طفیل اینڈ کمپنی بابکوال ضلع شیخوپورہ نے کی تھی اور متعلقہ افسر مسٹر جمیل اختر پروجیکٹ ڈائریکٹر ڈرینج واپڈا تھے یہ پل بالترتیب بتاریخ 6-6:1973 اور 27-7-1972 کو منظور کئے گئے تھے ۔

روھاڑی بند کو سیلاب سے بچانا

*7827 ۔ میاں مصطفیٰ ظفر ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1973ء کے سیلاب کے دوران روھاڑی بند کو سیلاب سے بچانے کے لیے کتنی رقم خرچ کی گئی تھی ۔ تفصیل بتائی جائے ۔ نیز اس بند کی لمبائی کیا ہے اور یہ بند کس سال کتنی لاگت سے بنوایا گیا ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ 1973ء کے سیلاب کے دوران روھاڑی بند کو سیلاب سے بچانے کے لیے مبلغ -/21,152 روپے خرچ کئے گئے تھے تفصیل حسب ذیل ہے ۔

واچنگ	-/3,558 روپے
متفرق اخراجات	-/17,594 روپے
میزان	-/21,152 روپے

اس بند کی لمبائی 5.40 میل ہے ۔ روھاڑی بند ڈسٹرکٹ کونسل مظفر گڑھ نے بنایا تھا ۔ محکمہ نہر نے 1959ء میں اس بند کو اپنی تحویل میں لیا تھا ۔

ٹھٹھہ قریشی خانگڑھ بند

*7872 (الف)۔ میاں مصطفیٰ ظفر ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ٹھٹھہ قریشی خانگڑھ فلڈ بند کس سال بنایا گیا اور اس پر کتنی رقم خرچ کی گئی نیز اس کی لمبائی کیا ہے اور مذکورہ بند پر 1973ء کے فلڈ کے دوران کتنا خرچ کیا گیا ۔ علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے ۔

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ خانگڑھ فلڈ بند 59-1958 میں بنایا گیا ۔ اس کے بنانے پر مبلغ 3,37,000 روپے خرچ ہوئے ۔ اس کی لمبائی 19.60 میل ہے اور اس بند پر 1973ء کے سیلاب کے دوران 9729 روپے خرچ کئے گئے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

واچنگ	1,897 روپے
متفرق اخراجات	7,832 روپے
میزان	9,729 روپے

ٹیوب ویلز کے لیے کنکشنوں کی تقسیم کا طریق کار

*7835 ۔ رانا رب نواز نون ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویلز کے لیے کنکشنوں کی تقسیم کا کیا طریق کار بنایا گیا ہے اور اگر یہ ڈویژن وار تقسیم ہے تو کیا یہ موجودہ طریق کار میں پسماندہ اور غیر دوامی نہروں کے علاقہ کی حق رسی کے لیے کوئی ترجیحی سلوک کیا گیا ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ زرعی مقاصد کے لیے ٹیوب ویلز کو بجلی کا کنکشن دینے کے لیے وزارت ایندھن بجلی اور قدرتی وسائل اسلام آباد نے ایک خاص طریقہ کار وضع کیا ہوا ہے ۔ جو کہ ان کی ہدایت نمبر 2-8(8)/72-11 مورخہ 74-8-8 میں واضح ہے ۔ ان ہدایات سے واپڈا اتھارٹی کے تمام ماتحت دفاتر کو مطلع کر دیا گیا ہے اور ان پر سختی سے عمل درآمد کرنے کی تاکید کی گئی ہے ۔

علاوہ ازیں حکومت پنجاب نے بھی ضلعی سطح پر واپڈا کی وساطت سے کمیٹیاں موقع پر جا کر متوقع صارف کی تنصیبات کو چیک کر کے ان کی درخواستوں پر سفارش کرتی ہیں تاکہ ان کو ایسے صارفین پر فوقیت دی جا سکے جن کی تنصیبات نا مکمل ہوں اور پھر واپڈا صرف ان درخواست دہندوں کے ٹیوب ویلوں کو کنکشن دیتا ہے جن کی سفارش یہ ضلعی کمیٹیاں کرتی ہیں ۔

جہاں تک پسماندہ اور غیر دوامی نہروں کے علاقے سے ترجیحی سلوک کا تعلق ہے یہ کہنا بجا ہوگا کہ زیادہ تر ایسے ہی علاقوں سے ٹیوب ویل کنکشنوں کے لیے درخواستیں موصول ہوتی ہیں ۔ نہری علاقوں میں ٹیوب ویل لگانے کی ضرورت بہت کم پیش آتی ہے اس لیے درخواستیں بھی کم موصول ہوتی ہیں لہذا زیادہ تر ٹیوب ویل کنکشن اول الذکر علاقوں میں ہی دیے جاتے ہیں ۔

چنانچہ گذشتہ موسم سرما میں پانی کی شدید کمی کے باعث ربیع کی فصل کو متاثر ہونے سے بچانے کے لیے واپڈا نے پنجاب میں 500 ٹیوب ویل کنکشن دینے کی ہدایت جاری کی تھیں جس کے نتیجے میں یہ حد نومبر 74ء تک کے عرصے میں پوری کر لی گئی ۔

آبیانے کی یکساں شرح

*7898 ۔ **محترمہ بیگم ریحانہ سرور** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا صوبہ بھر میں آبیانے کی یکساں شرح رائج کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یکساں شرح سے زمینداروں کو کس قدر فائدہ یا نقصان ہوگا اور حکومت کو کتنا فائدہ ہوگا یا خسارہ برداشت کرنا پڑے گا ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) کوئی حتمی فیصلہ نہ ہونے کی بناء پر فائدہ یا نقصان کا ابھی اندازہ نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ممبران کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی ۔

اراکین کی رخصت

چوہدری مشتاق حسین ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری مشتاق حسین ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ مورخہ 75-12-9 بخار ہونے کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری محمد یعقوب اعوان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوھدری محمد یعقوب اعوان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I am sorry I could not attend the meeting of the Standing Committee on Industries: held on Friday, the 19th of December, 1975, at 4. P. M. as I had to go back to Lyallpur, in connection with an urgent personal bussiness. Kindly put up this application before the Punjab Assembly for needful sanction.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جمال دین والی میں مجسٹریٹ کی معیت میں پولیس کا مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ایم ۔ پی اے کے اور اس کے خاندان کے کارندوں کو گرفتار کرنا ۔ ان کے ٹیوب ویلوں کے کنکشن کاٹنا نیز ان کو سیاست سے دستبردار ہونے کی دھمکی

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور خاص اہمیت کے حامل واضح مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع کے افسران اور یہ پولیس کے افسران کو

اطلاع تھی کہ میں بروز جمعہ 13 دسمبر 1975ء کو کراچی سے صادق آباد بذریعہ ٹرین آؤں گا اور عید اپنے گاؤں جمال دین والی میں مناؤں گا ۔ 13 دسمبر 1975ء کو 2 ٹرک پولیس کے اور کچھ افسران میری انتظار میں صادق آباد سٹیشن پر موجود تھے ۔ چونکہ میرا پروگرام تبدیل ہو چکا تھا اور میرے گاڑی سے اترنے کے بعد تقریباً 60 افراد پولیس افسران اور مجسٹریٹ میرے گاؤں جمال دین والی روانہ ہو گئے اور راستے میں ٹیوب ویل کنکشن کاٹتے گئے ۔ میرے اور میرے خاندان کے عملہ کو گرفتار کرتے گئے اور جمال دین والی میں پہنچ کر میرے افراد خاندان کو پریشان کیا اور مزید گرفتاریاں کیں اور ٹیوب ویل کنکشن کاٹے جس سے فصلوں اور باغوں کی تباہی کے باعث نہ صرف ہمیں بلکہ ملک کو لاکھوں روپے کا نقصان ہوگا ۔ روزنامہ حریت میں یہ خبر شائع کروائی گئی کہ میرے اور میرے بھائی کے (اقبال محمود) اور تین بہنوں کی ملکیتی ٹیوب ویل کے لیے بجلی چوری کی گئی اور مقدمات درج کیے گئے ہیں ۔ 25 افراد گرفتار کر لیے گئے ہیں اور مزید گرفتاریاں کی توقع ہے ۔ اس طرح کی خبر "دی سن" میں شائع ہوئی ۔ میرے وکیل کی اطلاع کے مطابق جو مجھے ٹیلی فون پر دی گئی ہے میرے علاوہ میری والدہ اور بیٹیوں اور میرے بھائی اقبال محمود ان کی والدہ اور ان کی بہن کو ان جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا گیا ہے ۔ اس انتقامی کارروائی کے ساتھ مجھے پیغام بھیجا گیا کہ میں نہ صرف پنجاب اسمبلی میں اپنے فرائض منصبی ادا کروں ۔ بلکہ ہمیشہ کے لیے سیاست سے دستبردار ہو جاؤں، ورنہ اس انتقامی کارروائی کو پہلا عمل سمجھا جائے ۔ اور مزید کارروائی جو اس سے بھی سخت ہوگی ۔ میرے والد محترم اور میرے بھائی بہنوں اور بیٹیوں کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یہ کارروائی محض مجھے اپنے فرائض منصبی سے اور جو مجھے آئینی حقوق حاصل ہیں اس سے محروم کرنے کے لیے کی جا رہی ہے ۔ انتظامیہ کی اس غیر قانونی اور غیر اخلاقی اقدامات سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا مجموعی استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ لہذا اس سنگین مسئلے کو زیر بحث لایا جائے "حریت اور دی سن" کے متعلقہ اقتباسات لف ہیں ۔

سپیکر ۔ اس سے پہلے کہ آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دیں میں ایک دو باتیں آپ سے پوچھنی چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے بہت سی چیزیں

vague لکھی ہیں آپ نے یہ نہیں لکھا کہ کون کون پکڑا گیا ۔ دوسرا یہ کہ کتنے ٹیوب ویل ہیں جن کے کنکشن کاٹ دیے گئے ہیں ۔

What is the information that you would be making available to the Privileges Committee to look into the matter.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, actullay, here I don't have the names, but I know the number.

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے اس تحریک استحقاق کو میں نے اس لائن پر ایڈمٹ کیا تھا ۔

That you will be able to make a short statement provided you add something which is substantial.

مگر آپ کہتے ہیں کہ ناموں کا پتہ نہیں ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ وہ تو ٹیوب ویل کے آپریٹر ہیں کارندے ہیں دس ٹیوب ویلوں کے کنکشن disconnect کیے گئے ہیں ۔ 19 آدمی گرفتار کیے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا ۔ عملے کو گرفتار کیا گیا ہے ۔ ان کے کیس بھی آپ کہتے ہیں جھوٹے ہیں یا سچے رجسٹر ہوئے ہیں ؟

The matter in that form, more or less, would become sub judice.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ sub-judice نہیں ہوگا ۔ اس لیے کہ یہ واقعہ جمعہ کے دن کا ہے اور چار چھٹیاں بیچ میں پڑی تھیں ۔ اس لیے عدالت میں چالان پیش نہیں ہوئے ۔ دوسرا معاملہ دھمکی اور پیغام کا ہے کہ میں سہولت سے دستبردار ہو جاؤں ورنہ مزید کیسز انتقامی کارروائی کے لیے عمل میں لائے جائیں گے ۔

That is the breach of the privilege

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی شارٹ سٹیٹمنٹ ہو گئی ہے ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جی ہو گئی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں اس بات کی قطعی تردید کرتا ہوں کہ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کو کسی طریقے سے کوئی پیغام ۔ یا کوئی

threat کیا گیا ہے ۔ کسی قسم کی کارروائی کرنا حکومت کو مقصود نہیں تھا ۔ جس سے اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے انہیں اپنے فرائض کی انجام دہی میں رکاوٹ ہو ۔ یا ان کو ڈرایا جائے یا دھمکایا جائے یا اسمبلی میں تشریف نہ لا سکیں ۔ میں اس کی قطعی تردید کرتا ہوں ۔ میں حکومت پنجاب کی طرف سے اس کی قطعی تردید کرتا ہوں ۔

دوسری بات جہاں تک اس کے eontents کا تعلق ہے ۔ جو فاضل رکن صاحب نے فرمایا ہے ۔ میں نے اس کے بارے میں واپڈا سے معلوم کیا ہے ۔ واپڈا آپ کو معلوم ہے فیڈرل گورنمنٹ کی ایک ایجنسی ہے ۔ انہوں نے جو مجھے اطلاع دی ہے ان کو سارے ملک سے اور پنجاب سے اور اس علاقہ سے اطلاعات آرہی تھیں کہ بجلی کی چوری ہو رہی ہے ۔ ٹیوب ویلوں کے سلسلہ میں تو انہوں نے مجسٹریٹ کو بھیجا اور چیکنگ کی گئی ۔ تو جناب والا ۔ فاضل رکن کو کسی قسم کے ڈرانے یا دھمکانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ تو اپنی کارروائی کے سلسلہ میں گئے تھے جب انہیں کہیں مقصود ہوتا ہے تو وہ مجسٹریٹ کو لے کر وہاں جاتے ہیں ۔ اس موقع پر انہوں نے 16 ٹیوب ویل چیک کیے اور مجھے جو واپڈا نے اطلاع دی ہے اس کے مطابق وہ دس ٹیوب ویل بھی اس چوری میں شامل تھے ان میں سے 6 ٹیوب ویل ایسے ہیں جو فاضل رکن جناب حسن محمود صاحب کے ہیں ۔

جناب والا ۔ یہ واپڈا کی کارروائی قانون کے قاعدے اور ضابطے کے مطابق ہے ۔ میں اس بات کی دوبارہ قطعی طور پر تردید کرتا ہوں کہ حکومت کے کسی کارندے کا یہ مطلب تھا کہ فاضل رکن مخدوم زادہ سید حسن محمود کو ڈرایا جائے یا دھمکایا جائے یا ان کے رشتہ داروں کے ساتھ اس قسم کی انتقامی کارروائی کی جائے جس سے فاضل رکن یہاں نہ آ سکیں ۔ ڈر جائیں یا ان کے فاضل رکن ہونے کی حیثیت سے کسی کارروائی میں رکاوٹ ڈالی جائے ۔ میں اس کی دوبارہ تردید کرتا ہوں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر ۔ منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ان کی نیت نہیں تھی ۔ اور یہ کہا ہے کہ یہ پورے ملک میں یا پورے صوبے میں بجلی کی چوری کی شکایت ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ 60 پولیس افسران کا مجسٹریٹ کے ساتھ سٹیشن پر میرا انتظار کرنا اس بات کی پہلی دلیل

ہے کہ ٹیوب ویل اسپکشن کے بغیر وہ کس غرض کے لیے سٹیشن پر پہنچے ۔ کنکشن کاٹنا تو subsequent action ہے ۔ وہ pre-planned ہے ۔ کیونکہ انہیں شکایت نہیں ملی ہے لیکن وہ جا کر بجلی کا کنکشن کاٹیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ آپ کا انتظار کیوں کر رہے تھے ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ اس لیے تاکہ وہ مجھے arrest کریں ۔ ان کو چاہیے یہ تھا کہ اگر واقعی تحصیل صادق آباد میں شکایت صرف میری والدہ اور میری بیٹیوں کی بجلی کی چوری کی تھی ۔ تو ان کو موقعہ پر جا کر کنکشن کاٹنے چاہئیں تھے ۔ اور پھر کیس رجسٹر کرنے چاہیں تھے ۔ بجائے اس کے کہ وہ سٹیشن پر میرا انتظار کرتے ۔ اور جب میں سٹیشن پر نہ ملوں ۔ تو اس کے بعد یکے بعد دیگر سے وہ ٹیوب ویلوں کے کنکشن کاٹنے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ گرفتار تو آپ کو کسی مقام سے بھی کر سکتے تھے ۔ یعنی صادق آباد پہنچ کر کیوں گرفتار کرنا چاہتے تھے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ وہ سٹیشن پر موجود تھے یہ واقعہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر ان کا اگر مقصود گرفتار کرنا تھا تو وہ آپ کو کسی مقام سے گرفتار کر سکتے تھے ۔ شاید آپ کے علاقہ میں آپ کو گرفتار کرنا کوئی زیادہ مشکل ہوگا ۔ یہ نسبت اس کے کہ آپ اپنے علاقہ میں نہ ہوں ۔
Things should be rational.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ یہ حقیقت ہے کہ سٹیشن پر میرا انتظار کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ٹھیک ہے مگر جو آپ کہہ رہے ہیں کہ اس مقصد کے لیے کھڑے تھے ۔ تو یہ مقصد تو کہیں بھی پورا ہو سکتا تھا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا ۔ دو سال ہی کچھ ہوا تھا میں نے اس پر ایک تحریک استحقاق دی تھی ۔ اور چیئرمین پرولیج کمیٹی بھی موجود ہیں ۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے ۔ اس وقت بھی یہ بات ثابت ہوئی تھی کہ چوری وغیرہ نہیں تھی ۔ آپ اندازاً لگائیں یہ الزام کتنا لغو ہے کہ میری والدہ اور میری بیٹیاں جا کر کھمبوں سے تاریں بدل کر

میٹروں سے کنکشن کاٹ کر ٹیوب ویلوں کے لیے بجلی چوری کرتی رہیں ٹیوب ویلوں کے لیے کتنے پیسے لگتے ہوں گے ۔کیا ہم یہ ادا کرنے کے قابل نہیں ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی بیویوں کی بات اس میں نہیں ہے ۔ آپ کے اہلکاروں پر الزام ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ نہیں جناب بیٹیوں پر الزام ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی تحریک استحقاق میں نہیں لکھا ہوا ہے ۔ آپ نے تو یہی لکھا ہے کہ اہلکاروں کو پکڑا ہے ۔ اور کسی کی گرفتاری کا ابھی تک آپ نے نام تو نہیں لیا ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ یہ روزنامہ مشرق کی خبر ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ خبر تو اپنی جگہ پر ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ اور میرے وکیل کی خبر ہے کہ انہوں نے میری والدہ کو بھی اس میں ملوث کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو جو بھی consumer ہے اس کا نام ہوگا ۔ یعنی میرے کسی کارخانے میں اگر میرا مینیجر یا میرا کوئی نوکر بجلی چوری کر رہا ہو ۔ تو میرا بھی اس میں ذکر آئے گا کہ اس کا کارخانہ ہے اور directly or indirectly I would be held responsible for that.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ میرا موقف یہ ہے کہ مقدمہ اپنی جگہ پر ہے ۔ وہ تو ہم میٹروں سے ثابت کریں گے کہ average consumption ہر ماہ کیا کر رہی ہے ۔ اور اب اس میں کمی ہوئی ہے یا بیشی ۔ اور وہ تو merit پر فیصلہ ہوگا ۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کا یہ علی اعلان کہنا کہ مجھے دھمکیاں نہیں دی گئی ۔ اور مجھے ڈرایا نہیں گیا ۔ یہ قطعی غلط ہے اور میں یہ ثابت کروں گا ۔ آپ دیکھ لیں گے کہ چند ایام میں میرے خلاف اور میرے خاندان کے دیگر افراد کے خلاف مزید مقدمات درج ہوں گے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں اس بات کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ فاضل رکن کی بہن اور بیٹی کو ہم اپنی بہن اور اپنی بیٹی سمجھتے ہیں ۔ اور ان

کی اس طرح سے عزت اور تکریم کرتے ہیں ۔ اور اگر اس قسم کا کوئی واقعہ ہوگا تو آپ اس کو پرولیج کمیٹی کے سپرد کر دیں ۔ تاکہ وہاں پر فاضل رکن کی تسلی ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن یہاں پر کوئی ایسا ذکر نہیں ہے کہ کسی نے ان کی بیوی یا ان کی بیٹی کی بے عزتی کی ہو ۔

وزیر خزانہ ۔ نہیں جناب ۔ ایسا کوئی مقصود نہیں ہے کوئی ایسا کر نہیں سکتا ہے ۔ میں اس کی on the floor of the House یقین دہانی کراتا ہوں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا ۔

Mr. Speaker : The question is :
That except to the extent that the matter is subjudice, it be referred to the Committee on Privileges.

(The motion was carried an animously)

مسٹر سپیکر ۔ آپ جیسا کہ اس کی نوعیت ہے اور جن لوگوں کو بلانا ہوگا۔ کمیٹی بلائے گی اس پر بہت وقت لگے گا ۔

The report to come within a month,

مسٹر انور علی بٹ ۔ تحریک استحقاق نمبر 52 ۔

مسٹر محمد انور علی بٹ ۔ آپ پڑھ دیں ۔ میرے پاس عینک نہیں ہے ۔ میں اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دے دوں گا ۔

مسٹر ایم ۔ اے رشید اسسٹنٹ کمشنر گوجرانوالہ کی طرف سے مسٹر محمد انور علی بٹ ایم ۔ پی ۔ اے کی کار کو گوجرانوالہ بسرور روڈ پر روک کر detain کرنا اور مسٹر سپیکر کو مطلع نہ کرنا

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر انور علی بٹ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور خاص اہمیت کے حامل واضح مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 12 دسمبر 1975ء بوقت ساڑھے چار بجے بعد دوپہر میں نارووال جا رہا تھا کہ مسٹر ایم ۔ اے ۔ رشید اسسٹنٹ کمشنر گوجرانوالہ بسرور روڈ

پر گوجرانوالہ سے 4 میل کے فاصلہ پر میری کار نمبر 14492 ایس ٹی ۔ روک کر مجھے ایک گھنٹہ تک detain رکھا جس کی اطلاع سپیکر کو نہ دی گئی ۔ جس سے میرا اور ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اس مسئلہ پر بحث کی جائے ۔

مسٹر محمد انور علی بٹ ۔ اس میں پوزیشن یہ ہے کہ یہ اے ۔ سی جو نارووال میں رہے ہیں پہلے یہ دیپالپور میں تھے ۔ تو ان کا طریقہ کار یہی رہا ہے۔ میں اپنے گھر جا رہا تھا ۔ میرا ڈرائیو بھی حالانکہ ان کے پاس بھی رہا ہے ۔ یہ مجھے جانتے ہیں ۔ یہ نائب تحصیلدار اور تحصیلدار بھی رہے ہیں ۔ میری طرح سے بہت سے ارکان اسمبلی کو ان سے شکایت ہے جب نارووال میں تھے ان کا یہی وطیرہ رہا ہے ۔ اس سلسلہ میں انہوں نے intentionally مجھے وہاں detain کیا ۔ اور آپ کو اطلاع نہ دی ۔ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اس سے پہلے یہ ممبران اسمبلی سے ایسا سلوک کرتے رہے ہیں ۔ میری التجاء ہے کہ اس پر کارروائی کی جائے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن کے احساسات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کو پرولیج کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ اس آفیسر کو بھی وہاں پر اپنی بات کرنے کا موقعہ دیا جائے ۔ اگر تو اس نے زیادتی کی ہے ۔ جیسا کہ فاضل رکن نے اپنی تحریک استحقاق میں کہا ہے ۔ اور فاضل رکن اس کا ذکر مجھ سے پہلے بھی کر چکے ہیں تو میں on the floor of the House یقین دلاتا ہوں کہ اس آفیسر کے خلاف اگر اس نے لاقانونی بات کی ہوگی ۔ تو ایکشن لیا جائے گا ۔

Mr. Speaker : The matter is referred to the Committee on privileges. The report to come with in 60 days.

صوبہ میں امن عامہ کے بارے میں بحث

مسٹر سپیکر ۔ اب تحریک التوائے کار نہیں ہو گی ۔ صوبہ میں امن عامہ کے بارے میں بحث ہو گی اس وقت ساڑھے نو بجے ہیں ۔ میرے پاس اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب سمیت کل 28 نام آ چکے ہیں ۔ جن سے 17 حکومتی پارٹی اور 11 حزب اختلاف کی طرف سے ہیں ۔ آج کی تقریر کی ابتدا قائد حزب اختلاف کریں گے ۔ جو بھی حکومت کی طرف سے جواب دینا چاہیں یا جو منسٹر جواب

دینا چاہیں ۔ قائد حزب اختلاف اور منسٹر صاحبان 30 منٹ تک بول سکتے ہیں۔ ایک گھنٹہ ان کے لیے وقف ہوگا ۔ باقی اس کے بعد 180 منٹ recess کو نکال کر ہوں گے ۔ اس میں سے 90 منٹ حزب اختلاف کے لیے ہوں گے اور 90 منٹ حکومتی پارٹی کے لیے ہوں گے ۔ حکومتی پارٹی کی طرف سے وزیر اعلیٰ کے علاوہ 16 اراکین ہوں گے ۔ سولہ ضرب پانچ 90 ہوتے ہیں ۔

(قہقہہ)

ایک آواز ۔ سولہ ضرب پانچ 80 ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چلیے سولہ ضرب پانچ 80 ہی سہی ۔ دس منٹ میں نے رکھ لیے ہیں اور یہ دس منٹ variation کے لیے رکھ رہا ہوں ۔ وزراء صاحبان کتنا وقت لیں گے ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ وزراء صاحبان کے لیے کم از کم پندرہ منٹ تو ہونے چاہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح تو آپ کے باقی مقررین صرف تین تین منٹ بول سکیں گے ۔ اب اگر آپ نے کچھ نام کم کروانے ہیں تو میں سینئر وزیر صاحب سے استدعا کروں گا کہ وہ مجھے بتا دیں ورنہ تو وزراء صاحبان کے لیے پندرہ منٹ اور ان کی پارٹی کے باقی ارکان کے لیے تین یا ساڑھے تین منٹ کے درمیان وقت آتا ہے ۔ اپوزیشن کی طرف سے میرے پاس گیارہ نام ہیں ۔ ان میں سے تیس منٹ چوہدری طالب حسین قائد حزب اختلاف کے لیے ہوں گے ان کے بعد باقی جو فاضل اراکین ہیں ان میں سے ایک ۔ دو ۔ تین ۔ چار اور پانچ ناموں کے متعلق انہوں نے مجھے پندرہ پندرہ منٹ کے لیے کہا ہے پندرہ ضرب پانچ 75 منٹ ان کے لیے ہو گئے تو اس طرح سے یہ کام نہیں ہو سکے گا باقی کے لیے صرف دو ۔ دو منٹ رہ جائیں گے ان کے تو مجھے دس دس منٹ کر لینے دیں ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ جناب والا ۔ میرا خیال ہے کہ یہ تین منٹ بہت کم ہیں کم از کم پانچ منٹ تو ہونے چاہیں ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ میں استدعا کروں گا کہ اس کارروائی کا وقت ہی بڑھا دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دو یا اڑھائی تو پھر بھی بچ جائیں گے ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ وقت بھی بڑھا دیں تو یہ اچھا رہے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو وقت بڑھانے کے لیے تیار ہوں مگر کیا ممبر بیٹھے رہیں گے ۔ جنہوں نے نہیں بولنا ۔ جن ممبروں نے بولنا ہے وہ تو بیٹھیں گے ۔

چوہدری محمد انور سمہ ۔ جناب والا ۔ آپ اپنے پہاڑے ٹھیک کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پہاڑے ٹھیک ہیں وہ جو آپ نے سکول میں پڑھے ہوئے ہیں کہ دو ۔ دونی ۔ چار اور چار ۔ دونی ۔ آٹھ ۔ اور سولہ پانچے اسی ۔ وہ تو یہاں چلتے نہیں ہیں یہاں تو سولہ پانچے نوے ہی ہوتے ہیں ۔

(قہقہہ)

ابھی آپ دیکھیں گے کہ نوے بھی پچانوے ہو جائیں گے ۔ یعنی آپ دوسری جماعت کی طرح تو نہ کریں کہ parallel لائنز وہ ہیں جو کبھی نہیں جا کر ملتیں ۔ اس کو آپ اپنے کالج میں پڑھا کریں نہ parallel لائنز وہ ہیں جو infinite پر جا کر ملتی ہیں لیکن یہ جو دو ۔ دونی چار کا پہاڑا ہے وہ اب غلط ہو گیا ہے جن لوگوں نے ملک غلام نبی صاحب کی طرح Mathematics نہیں کیا وہ ابھی تک دو ۔ دونی ۔ چار ہی کہتے ہیں مگر ملک غلام نبی صاحب دو ۔ دونی ۔ چار کبھی نہیں کہتے ۔

چوہدری محمد انور سمہ ۔ جناب والا ۔ وہ تو دو ۔ دونی چار کہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں وہ جو چار available ہیں ۔

It will be some times on the higher side and some times on the lower side. Now we start with the debate.

چوہدری طالب حسین ۔ لیڈر آف دی آپوزیشن ۔

چوہدری طالب حسین (لائلپور ۔ 6) ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے لاء اینڈ آرڈر کے لیے ایک سے زائد بار مطالبہ کیا تھا اس لیے کہ صوبہ میں لاء اینڈ آرڈر کی حالت بہت سنگین ہو چکی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت صوبہ میں امن و امان موجود ہی نہیں تو جناب والا ۔ یہ غلط بھی نہ ہو گا ۔ جناب والا ۔ ہر روز اخبارات بنک ڈکیتی ۔ ریلوے ڈکیتی ۔ چوری اغوا اور قتل کی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں ۔ جہاں تک لاہور جیسے شہر کا تعلق ہے

اور جس کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہے دو ہفتوں میں تین بنک ڈکیتیاں ہو چکی ہیں ۔ چوری سمگلنگ اور اغوا کی وارداتیں زوروں پر ہیں ۔ رشوت ستانی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے ۔ جناب والا ۔ ان حالات میں جب کہ حکومت کی طرف سے ڈکیتی چوری سمگلنگ اغوا اور قتل کی وارداتوں کو نہ صرف روکنے کے لیے کوئی کارروائی کی گئی بلکہ کوئی ایسے اقدام بھی نہیں کیے گئے جن سے حکومت کی اس نیت کا پتہ چلتا ہو کہ وہ صوبہ میں امن و امان قائم رکھنے کی نیت رکھتی ہے ۔ جناب والا ۔ ان حالات میں جب کہ صوبہ میں امن عامہ کی حالت ختم ہو چکی ہو اور تباہ ہو چکی ہو اور کسی شہری کی جان اور مال محفوظ نہ ہو اگر کوئی جمہوری اور نمائندہ حکومت ہوتی تو وہ فوراً اپنی ناکامی کا اعتراف کرتی اور مستعفی ہونے کا اعلان کرتی ۔ مگر جناب والا ۔ موجودہ حکومت سے اس قسم کی توقع نہیں رکھی جا سکتی اس لیے کہ موجودہ حکومت نے اپنے فعل اور عمل سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ نہ تو موجودہ حکومت ایک جمہوری حکومت ہے اور نہ ہی یہ نمائندہ حکومت ہے۔ جناب والا امن و امان کی صورت حال اسی صورت میں قائم رکھی جا سکتی ہے جب کہ قانون کی بالا دستی قائم کی جائے ۔ جب کہ قانون کی عملداری قائم کی جائے ۔ حکومت انتظامیہ ہی کے ذریعے سے قانون کی بالا دستی قائم کر سکتی ہے اور کرتی ہے لیکن جو حکومت انتظامیہ کو لاقانونیت کے لیے استعمال کرے لا قانونیت لانے کے لیے استعمال کرے وہ حکومت کس طرح قانون کی بالا دستی قائم رکھ سکتی ہے اور جو حکومت اس انتظامیہ کو جس کے ذریعے امن و امان قائم رکھنا ہو وہ اپنے سیاسی مخالفین کو کچلنے کے لیے استعمال کرے وہ انتظامیہ کو مخالف سیاسی جماعتوں کے کارکنوں پر جھوٹے مقدمات قائم کرنے کے لیے استعمال کرے اس حکومت سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ صوبہ میں قانون کی بالا دستی قائم کرے گی ۔ جناب والا ۔ اگر حکومت انتظامیہ کو مخالف سیاسی جماعتوں کے پر امن جلسوں کو منتشر کرنے کے لیے استعمال کرے خواہ ان جلسوں کو بلا قانونی جواز منتشر کرنے کے لیے انہیں لاٹھی چارج ۔ آنسو گیس اور فائرنگ تک کا ہی کیوں نہ استعمال کرنا پڑے اور اس میں خواہ کتنی ہی قومی جانیں ضائع کیوں نہ ہو جائیں اس انتظامیہ سے کیسے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ یہ اس صوبہ میں امن عامہ کی صورت کو بہتر کرنا چاہتی ہے ۔ جناب والا ۔ جو حکومت انتظامیہ کو بلا کسی قانونی جواز کے اپنے مخالفین

کو کچلنے کے لیے استعمال کرے اور جو انتظامیہ آئینی طور پر اس مقننہ کو جوابدہ ہے اس مقننہ کے ممبران کو اغوا کرنے کے لیے استعمال کرے اور اس مقننہ کے ممبران کو سینکڑوں افراد کی موجودگی میں غنڈوں سے پٹوانے اور زبردستی ان سے استعفے لکھوانے اس انتظامیہ سے یہ توقع کرنا عبث ہے کہ وہ صوبہ میں کسی طور پر بھی امن و امان چاہتی ہے ۔ جناب والا ۔ حکومت کے تمام اقدام اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حکومت اس صوبہ میں دانستہ طور پر لاقانونیت کا راج چاہتی ہے اور حکومت کو قطعاً اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کی جائے جو کہ ہر حکومت کا بنیادی فرض ہوتا ہے ۔

جناب والا ۔ اسی مقننہ کے دو افراد جناب میاں افتخار احمد تاری اور جناب چوہدری محمد ارشاد کو حکومت نے انتظامیہ کے ذریعے اغواکروایا ۔ ان کے علاوہ درجنوں کارکن میاں محمد اسلم خان ۔ میاں عزیز ۔ بیان خان ۔ عرفان ۔ نواب پہلوان اور دیگر بہت سے کارکن اسی انتظامیہ کے ذریعے اغوا کرائے گئے اور بعد میں نہایت ڈھٹائی سے ان کی گرفتاری سے انکارکر دیا اور ان کی موجودگی سے منکر ہو گئے ۔ جناب والا ۔ اگر ان حالات کا اچھی طرح سے تجزیہ کیا جائے تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس حکومت کے پیش نظر قانون کی بالا دستی قائم کرنا نہیں ہے ۔ جناب میں ابھی ذکرکر رہا تھا کہ ہمارے وہ دوست عدالت عالیہ سے ضمانت قبل از گرفتاری پر بھی تھے ۔ لیکن ان مخصوص حالات میں بھی خبریں چھپیں کہ ان کو گرفتار کیا گیا ہے ۔ ہر جگہ اس پر آواز بلند ہوئی اور چند روز کی خاموشی کے بعد حکومت محض انکار کے بغیر اور کچھ نہ کہہ سکی ۔ جناب والا ۔ کیا حکومت یہ سمجھتی ہے کہ لوگ ان کی باتوں پر اعتبار کرتے ہیں کہ ان دوستوں کو حکومت نے گرفتار نہیں کیا ؟ یہ ایک نہایت خطرناک منزل ہوتی ہے جب حکومت کا credit ختم ہو جاتا ہے ۔ جب حکومت کی بات کی credibility نہ رہے اور اس حکومت کی ساکھ ختم ہو جائے تو اس سے زیادہ خطرناک کوئی چیز کسی حکومت کی نہیں ہو سکتی ۔ بعینہ یہ حالت آج یہاں پیدا ہو گئی ۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ اس کے انکار سے لوگ اعتبار کر لیں گے کہ واقعی حکومت اس سلسلے میں بے گناہ تھی تو یہ غلط فہمی کا شکار ہے ۔ عوام کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ حکومت نے ان

دوستوں کو گرفتار کروایا ۔ عوام یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کو کہاں رکھا گیا جناب والا ۔ سب کو علم ہے کہ وہ آزاد کشمیر میں دلائی کیمپ میں رکھے گئے اور یہ چیز کسی سے مخفی نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ اگر یہ بات درست ہوتی کہ حکومت ان دوستوں کی گرفتاری کی ذمہ دار نہیں تھی تو حکومت کا یہ قانونی اور اخلاقی فرض تھا کہ ان کی برآمدگی کے لیے کوئی اقدام کرتی ۔ کیا ممبر اسمبلی کا یہ حق بھی نہیں ہے کہ اگر ان کے متعلق کوئی خبر شائع ہو تو ان کی برآمدگی کے لیے حکومت کوئی کارروائی نہ کرے ؟ کیا آج تک یہ بھی کبھی دیکھنے میں آیا ہے کہ حکومت پر اس قسم کے سنگین الزامات لگ رہے ہوں کہ مخالف سیاسی ورکروں اور ممبران اسمبلی کو حکومت نے اغوا کیا ہے مگر حکومت اپنی خاموش تماشائی بن کر بیٹھی رہے اور اس پر کوئی کارروائی نہ کرے ؟ کیا آج تک کوئی حکومت اس بنیادی ذمہ داری سے انکار کر سکی ہے ؟ جناب والا ۔ اگر واقعی حکومت کا اس میں ہاتھ نہیں ہے تو میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں اور صوبے کے عوام یہ دریافت کریں گے کہ حکومت نے کیا وہ فرائض پورے کیے ہیں اور ان کی برآمدگی کے لیے آج تک کیا کارروائی کی گئی ہے ؟ لیکن جناب والا ۔ حکومت کارروائی تب کرتی اگر حکومت کا اپنا دامن اس سے صاف ہوتا ۔ اگر ان کی گرفتاری کا دھبہ اس حکومت کے ماتھے پر نہ ہوتا ۔ اگر یہ کہا جائے کہ حکومت ان کی گرفتاری کی ذمہ دار نہیں ہے تو کیا یہ اس حکومت کی ناکامی نہیں ہے کہ سابقہ تین مہینوں سے ہمارے وہ دوست غائب ہیں ۔ ان کے بیوی بچے اور ان کے خاندان دو عیدیں ان کے بغیر گزار چکے ہیں مگر آج تک حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگی ۔ کیا کوئی حکومت اپنے آپ کو حکومت کہلانے کی حقدار ہے کہ ان کی حکومت میں ممبران اسمبلی اور سیاسی کارکنوں کے اغوا کے متعلق ان پر الزام لگایا گیا ہو اور وہ تین مہینوں تک ان کو برآمد نہ کر سکی ہو ؟ لیکن جناب والا ۔ وہ برآمد کہاں سے کرے ؟ برآمد تو تب کر سکتی جب وہ کسی اور کے پاس ہوتے ۔ چونکہ حکومت خود مجرم ہے ، چونکہ حکومت خود ان کی گرفتاری کی ذمہ دار ہے ، چونکہ حکومت نے خود ان کو اغوا کیا ہے اس لیے ان تین ماہ میں حکومت نے کوئی کارروائی نہیں کی ۔

جناب والا ۔ آمریت کے دور میں بھی اس قسم کی لاقانونیت دیکھنے میں نہیں آئی ۔ ایوب خان اور یحییٰ خان کا دور جو کہ آمریت کا دور سمجھا جاتا

ہے اس دور میں بھی آج تک کسی آمر کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ کسی ممبر اسمبلی یا سیاسی کارکن کو اس طرح اغوا کرتا۔ جناب والا۔ سیاسی انتقامی کارروائی کے تحت مقدمات ضرور بنتے تھے لیکن آج تک کسی آمر کو اس بات کی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ ممبران اسمبلی اور ورکرز کو اس طرح اغوا کرے اور تین مہینوں تک خاموش بیٹھا رہے۔ جناب والا۔ جو حکومت انتظامیہ کو اس لاقانونیت کے لیے استعمال کرے کہ وہ ممبران اسمبلی پر جھوٹے مقدمے قائم کرے وہ ممبران اسمبلی کی بلا کسی قانونی جواز کے جائدادیں تباہ کرے اور وہ ممبران اسمبلی کو بے عزت اور ذلیل کرے تو اس انتظامیہ سے یہ توقع رکھنا کہ وہ صوبے میں امن و امان کی صورت حال کو بہتر کرے گی یا حکومت قانون کی بالا دستی چاہتی ہے یہ بالکل بعد از قیاس ہے۔ جناب والا۔ جو حکومت اس حد تک اخلاقی طور پر گر جائے اور انہیں کسی قانون کسی آئین کسی اخلاق کو پیش نظر نہ رکھنا ہو بلکہ محض اور محض سیاسی مقاصد کے لیے انتظامیہ کو سیاست میں ملوث کرنا ہو تو اس حکومت پر یہ الزام ہوگا کہ اگر اسے یہ کہا جائے کہ وہ حکومت صوبہ میں امن و امان کی ذمہ داری قبول کرنا چاہتی ہے یا امن و امان قائم رکھنا چاہتی ہے یا شہریوں کی جان و مال کی کسی طرح سے ضامن ہو سکتی ہے۔ جناب والا۔ جتنے قتل، ڈکیتی، رہزنی اور اغوا کے کیس ان سابقہ تین ماہ میں ہو چکے ہیں اور جتنے ٹریفک کے حادثات میں صوبے کے عوام کی قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں وہ مجموعی طور پر سابقہ تین سالوں میں نہیں ہوئی ہوں گی۔

جناب والا۔ جو حکومت پرائیویٹ بس اونرز کی بسیں جلسوں کو لانے اور لیجانے کے لیے استعمال کرے۔ جو حکومت انتظامیہ کے ذریعے پرائیویٹ بس اونرز کی بسیں اپنے جلسوں کو کامیاب کرانے کے لیے لوگوں کو لانے اور لے جانے کے لیے استعمال کرے تو اس حکومت یا اس انتظامیہ سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ٹریفک کے رولز اینڈ ریگولیشنز کی پابندی پرائیویٹ بس اونرز سے کروائے۔ جناب والا۔ جتنے حادثات ان تین مہینوں میں گورنمنٹ بس سروسز نے کیے ہیں اور جتنی قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں اس کی پہلے تو کبھی مثال نہیں ملتی۔ جناب والا۔ جو حکومت یا جو انتظامیہ merit کی بجائے سفارش اور رشوت کے پیمانے کے لحاظ سے ڈرائیوروں کو بھرتی کرے اور پھر ان کو شہریوں کی جان و مال سے کھیلنے کے لیے سڑکوں پر چھوڑ دے تو

اس انتظامیہ سے یہ توقع رکھتا کہ وہ شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کرنے کی غلط ہوگا ۔ جناب والا ۔ جتنا انسانی خون ان تین ماہ میں ہوا ہے اتنا کبھی جانوروں کا بھی نہیں ہوا ۔ حکومت بہت بری طرح سے صوبے میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے فیل ہو چکی ہے ۔ جس crude طریقے سے اور crude forces کے ذریعے مخالف سیاسی جماعتوں کو دبانے کے لیے انتظامیہ کو استعمال کیا گیا ہے اس کی آج کوئی مثال نہیں ملتی ۔ مجھے یاد ہے کہ سینئر منسٹر صاحب نے ایک دفعہ یہاں کہا تھا کہ ہماری حکومت جمہوری ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ ہم نے زیادہ سے زیادہ ضمنی انتخابات کرائے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر یہ تاریخ پر غور کریں تو جلیانوالہ باغ کے main actor جنرل ڈائر بھی شرم سے اپنی آنکھیں جھکا لیں گے جب اس کا مقابلہ تاج پورہ گراؤنڈ کے جلسہ سے کیا جائے گا کہ کتنی قیمتی جانیں بلا جواز حکومت کی اس غلط پالیسی اور ان جابرانہ احکامات کی وجہ سے ضائع ہوئیں ۔ اور پھر سب سے بڑا ظلم یہ کہ جو مثالیں اس حکومت نے قائم کی ہیں وہ آج تک کوئی حکومت نہیں کر سکی ۔ سب سے بڑا ظلم یہ کہ ان مرنے والوں کی لاشیں تک ان کے ورثا کو نہ مل سکیں ۔ کیا کوئی حکومت جس کی ذرا بھی اخلاقی قدریں ہوں یہ کام کر سکتی ہے جس حکومت نے انتظامیہ کو محض یہ ذمہ داری سونپ رکھی ہو کہ کس طرح سے سیاسی جماعتوں کے ورکرز پر جھوٹے مقدمات بنا کر انہیں قید کرنا ہے اور مخالف جماعتوں کے ممبران اسمبلی کو مجبور کرنا ہے کہ وہ حکومت کی مخالفت ترک کر دیں انتظامیہ سے یہ توقع رکھنا اور ان سے جمہوری اقدار کی توقع کرنا عبث اور بے بنیاد ہوگا ۔ جناب والا ۔ کیا وجہ ہے کہ آخر ان تین ماہ میں زنادہ وارداتیں کیوں ہوئی ہیں ۔ اور امن عامہ کی صورت حال اتنی تیزی سے نیچے کیوں گئی ہے ۔ کیوں خراب ہوئی ہے جب کہ اس حکومت کا یہ دعویٰ تھا کہ امن عامہ کی صورت حال کو بہتر کریں گے ۔ اس میں جناب والا ۔ سب سے بڑا fact جو میری نظر میں ہے وہ یہ ہے کہ حکومت نے انتظامیہ کو سیاست میں ملوث کر دیا ہے ۔ اب حکومت میں یہ سکت نہیں رہی کہ انتظامیہ کا جواب طلب کر سکے کہ اس صوبے کی امن عامہ کی صورت حال کیوں بہتر نہیں ہے ۔ چور بازاری ۔ سمگلنگ ۔ رشوت ستانی انتہا کو پہنچ چکی ہے لیکن یہ حکومت ٹس سے مس نہیں ہوئی ۔ یہ اس لیے نہیں کہ یہ حکومت کسی کو جواب

دہ نہیں ہے کیونکہ یہ نمائندہ حکومت نہیں ہے ورنہ نمائندہ حکومت کو عوام کے سامنے جوابدہ ہونا ہوتا ہے ۔ وہ ایسے حالات میں خاموش تماشائی کی حیثیت اختیار نہیں کر سکتی ۔ جناب والا ۔ اس کی سب سے بڑی سیاسی وجوہ یہ ہیں کیونکہ پنجاب ایک اکثریتی صوبہ ہے اور دانستہ طور پر اس کی امن و امان کی صورت حال کو تباہ کیا جا رہا ہے اور اس میں سیاسی غیر استحکام غیر یقینی کی سی حالت پیدا کی گئی ہے اس لیے کہ اکثریتی صوبہ میں مرکزی آمرانہ حکومت ایک نمائندہ حکومت اور مستحکم حکومت کو برداشت نہیں کر سکتی ۔ یہ ان کے لیے خطرہ کا الارم ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ امن و امان کی صورتحال کو دانستہ طور پر عمداً تباہ کیا گیا ہے ۔ اس صوبے میں غیر نمائندہ غیر جمہوری حکومت عوام پر ٹھونس دی گئی ہے اور جو صوبائی حکومت صوبہ کے عوام کے لیے اپنے آئینی اختیارات کو استعمال کرنے کی اہلیت نہ رکھتی ہو جو حکومت محض مرکز سے آئے ہوئے احکامات پر عمل درآمد کرنے کو اپنی سب سے بڑی ذمہ داری سمجھتی ہو ۔ جو حکومت خود فیصلہ کرنے کی قوت نہ نہ رکھتی ہو وہ حکومت کبھی امن و امان قائم نہیں رکھ سکتی اور کبھی بھی امن و امان کی صورت حال کو بہتر نہیں کر سکتی ۔

جناب والا ۔ یہ سب سے بڑا المیہ ہے کہ اس ایوان میں بار ہا ذکر کیا گیا تھا کہ یہ ہدایات ہمیں فلاں جگہ سے آئی ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ حقیقت ہے اور آپ اس حقیقت سے سو دفعہ انکار کریں لیکن اس صوبہ کے عوام کو دھوکہ نہیں دے سکتے ۔ کون نہیں جانتا کہ ان جلسوں پر فائرنگ اور انتقامی کارروائی کس کے احکامات سے ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ کسی سے مخفی نہیں کہ یہاں صوبائی کیبنٹ کے اجلاس کی صدارت بھی مرکزی وزرا کرتے تھے ۔ جناب والا کسی سے مخفی نہیں کہ مرکز سے چیف سیکورٹی آفیسر آ کر کیا ہدایات انتظامیہ کو دیتے تھے ۔ یہ ایک open secret ہے ۔ عوام اس سے آگاہ ہیں ۔ جناب والا جو حکومت غنڈوں اور بدمعاشوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہو وہ حکومت سمگلنگ چور بازاری ۔ لا اینڈ آرڈر کی حالت کو کیسے بہتر کر سکتی ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حکومت غنڈوں چوروں کی خود حوصلہ افزائی کر رہی ہے اور چند ایک غنڈے اور بدمعاش وزراء تک کی کاروں میں دیکھے گئے تھے ۔ ان حالات میں اس حکومت سے ہم کیسے توقع کرسکتے ہیں کہ وہ اس صوبہ کے

عوام اس صوبہ کے شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کرے گی ۔ آج ہر جگہ لا قانونیت کا دور دورہ ہے ۔ کوئی شخص محفوظ نہیں سمجھا جاتا ۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ حالات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جو چاہے جس کا جی چاہے وہ کرے لیکن اس میں حکومت کا کوئی دخل نہیں ہے ۔ انتظامیہ کی صرف یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام پر ظلم و تشدد کرکے ان کی زبانیں بند کر دے ۔ پریس پر کنٹرول ہے اس لیے حالات پریس میں نہیں آ سکتے ۔ جناب والا ۔ ان حالات میں میں اگر یہ کہوں کہ حکومت انتظامیہ کو امن و امان کی صورت حال کو بہتر کرنے کے لیے استعمال کرنا چاہتی ہے اور موجودہ حکومت اس بات کی اہل نہیں ہے اور موجودہ حکومت اس بات کی ذمہ داری نہیں سمجھتی ۔ جناب والا ۔ اگر یہ بات درست ہے تو ان تین ماہ میں صوبہ کی امن و امان کی صورت حال بالکل تباہ ہو چکی ہے ۔ کسی کی جان و مال محفوظ نہیں ہے ۔ اگر یہ بات درست ہے کہ چوری ۔ ڈکیتی ۔ راہ زنی اور قتل کی وارداتیں ان تین ماہ میں اتنی ہوئی ہیں کہ سابقہ تین سالوں میں کبھی نہ ہوئی ہوں گی ۔ اگر یہ بات درست ہے کہ جتنی قیمتی جانیں ان تین ماہ کے اندر ٹریفک کے حادثات میں تلف ہوئی ہیں اتنی تو سابقہ تین سالوں میں نہیں ہوئیں ۔ تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس حکومت کو کیا حق حاصل ہے کہ یہ اپنے آپ کو نمائندہ حکومت کہلائے یا حکومت میں یہ لوگ بیٹھے رہیں ۔ میں مانتا ہوں کہ اس حکومت نے سروس رولز میں تبدیلی کرکے یہ حالات پیدا کر دئے ہیں کہ انتظامیہ کے کسی افسر کو جس وقت چاہیں کان سے پکڑ کر باہر نکال دیں اس لیے یہ حالات دانستہ طور پر پیدا کئے گئے ہیں کہ انتظامیہ کو اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کریں جناب والا ۔ جو انتظامیہ حکومت کے کہنے پر غیر قانونی فعل کر سکتی ہے وہ خود اپنے آپ کو کیسے امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے حکومت کے سامنے جواب دہ ہو سکتی ہے ورنہ آج پولیس کی نفری میں اضافہ کیا گیا ۔ ان کے پاس کافی ٹرانسپورٹ موجودہ ہے ۔ ایف ۔ ایس ۔ ایف بھی موجود ہے کم از کم ہمیں تو اس وقت یہ کہا گیا تھا کہ ایف ۔ ایس ۔ ایف کا قیام جو ہے وہ صوبے میں لا اینڈ آرڈر کو maintain کرنے کے لیے پولیس کو assist کرے گی ۔ لیکن حالات اور واقعات نے ثابت کیا ہے کہ اس کا مقصد صوبائی پولیس کو assist کرنا نہ تھا بلکہ اس کا ایک سیاسی مقصد تھا ۔ ایک کی بجائے دو ایجنسیاں موجود ہیں ۔ پولیس اور ایف ۔ ایس ۔ ایف دونوں اس کام پر

لگی ہوئی ہیں کہ کس طرح سیاسی مخالفین کو کچلا جائے ۔ کس طرح ان کو تباہ و برباد کیا جائے ۔

جناب والا ۔ جب میں نے یہ کہا تھا کہ اس حکومت نے عملاً یہ بات ثابت کر دی ہے کہ یہ نہ نمائندہ حکومت ہے اور نہ ہی یہ جمہوری حکومت ہے تو اس کے لیے میں بہت سی مثالیں دے سکتا ہوں ۔ مگر میرا خیال ہے کہ یہی کہنا کافی ہوگا کہ یہ نمائندہ حکومت نہیں ۔ میرے ایک دوست نے مجھے چٹ بھیجی ہے کہ یہاں صوبے کی امن و امان کی صورت حال پر بحث ہو رہی ہے اور یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے ، یہ حکومت کی سب سے بڑی ذمہ داری ہوتی ہے اور وزیر اعلیٰ خود اس کے انچارج ہوتے ہیں ، لیکن آج بھی وزیر اعلیٰ نے یہ گوارہ نہیں فرمایا کہ وہ اس اہم موقع پر اس ایوان میں موجود ہوں ۔ اسی سے یہ بات اچھی طرح عیاں ہوتی ہے کہ یہ حکومت امن و امان کے مسئلے کو کتنی اہمیت دیتی ہے ۔ میں انہیں مجبور تو نہیں کر سکتا کہ وہ اس ایوان میں تشریف لائیں اور اس بحث میں حصہ لے کر اس کے جواب میں کچھ کہہ سکیں لیکن یہ چیز اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ اس حکومت کی نیت یا اس کے پیش نظر امن عامہ کی کس قدر اہمیت ہے ۔ جناب والا ۔ اگر امن عامہ کے لیے قائم شدہ ایجنسیوں کو ان کے اصل کام سے ہٹا کر ان کے ذریعے مخالفین اور سیاسی کارکنوں اور ممبران اسمبلی کو کچلنا ہی درکار ہے تو ممکن ہے کہ وہ وقتی طور پر چند لوگوں کی زبان بند کرنے میں کامیاب ہو سکے لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان کے اس فعل کی وجہ سے ، ان کے اس اقدام اور عمل کی وجہ سے جو نفرت کا طوفان عوام میں اٹھا رہا ہے وہ ان سب کو اس میں بہا کر لے جائے گا ۔ اور اس نفرت کے طوفان کو نہ فیڈرل سکیورٹی فورس روک سکے گی اور نہ ہی آپ کی پولیس اس کو روک سکے گی ۔ جناب والا اگر واقعی یہ حکومت نمائندہ ہے اور واقعی یہ حکومت اس صوبے میں امن و امان قائم رکھنا چاہتی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ جب یہ سیشن شروع ہوا ممبران اسمبلی کی طرف بار بار اور روزانہ خاص طور پر ممبران حزب اختلاف کی طرف سے یہاں تحاریک استحقاق آئی ہیں کہ انہیں انتقام کی بنا پر تشدد کا نشانہ گیا ہے ۔ لیکن حکومت نے اپنے آپ کو جواب دے نہیں سمجھا ۔ لیکن اس حکومت پر الزام بھی کیسے لگایا جا سکتا ہے اس لیے کہ وہ خود ہی یہ تسلیم

کرتے ہیں کہ پاکستان میں جمہوریت ہی کب ہے اور اس بات کی تائید میرے فاضل دوست وزیر قانون نے بھی کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی آپ کتنا وقت لیں گے ؟

چوہدری طالب حسین ۔ میں اپنی تقریر ختم کر رہا ہوں ۔ آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ حکومت اگر یہ سمجھتی ہے کہ وہ آنکھیں بند کرکے عوام کو تشدد کا نشانہ بنا سکتی اور صوبے میں امن و امان قائم نہ کرکے بھی قائم رہ سکتی ہے تو وہ ایک غلط فہمی کا شکار ہے کیونکہ کوئی بھی حکومت زیادہ دیر تک ان حالات میں قائم نہیں رہ سکتی ۔ آخر میں میں صرف ایک مطالبہ کروں گا اور وہ یہ کہ ممبران اسمبلی اور دیگر سیاسی کارکنوں کے متعلق ایوان میں بتایا جائے کہ وہ کس طرح اغوا کیے گئے ہیں ، تین ماہ گزرنے کے باوجود آج تک حکومت انہیں برآمد کرنے میں کیسے کامیاب نہیں ہوئی جب کہ ہر شخص کی زبان پر یہ بات ہے کہ حکومت نے انہیں گرفتار کیا ہے اور آزاد کشمیر میں دلائی کے مقام پر انہیں قید کر رکھا ہے ۔ ان حالات میں کیا حکومت کے پاس کوئی جواز ہے کہ ان سیاسی مخالفین کو ، ان دوستوں کو جنہیں اغوا کیا گیا ہے ، انہیں فوری طور پر کیوں رہا نہ کیا جائے ۔ جناب والا ۔ جن حالات کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے یہ اس حکومت کے دامن پر ایک بہت بڑا دھبہ ہیں اور کوئی حکومت اس وقت تک صحیح حکومت کہلانے کی حقدار نہیں جب تک وہ عوام کو اس قسم کی راہ زنی اور ڈکیتی کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے ۔ اگر حکومت خود راہ زن اور ڈکیت کا روپ دھار چکی ہے تو پھر اس حکومت سے یہ توقع رکھنا غلط ہے کہ وہ اس صوبے کے عوام کے جان و مال کی حفاظت کرے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ جن فاضل اراکین نے قائد حزب اختلاف کی تقریر بالکل نہیں سنی یا اس کا بیشتر حصہ نہیں سنا کیا وہ بھی اور جنہوں نے اپنے نام لکھوائے ہیں اس بحث میں حصہ لینے کی نیت رکھتے ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ اکثر ارکان لابی میں ان کی تقریر سنتے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے لابی میں بھی چیک کرایا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ اب بھی اس بحث میں حصہ لینا چاہیں گے ۔ ویسے اکثر اسمبلیوں اور پارلیمانوں میں یہ دستور ہوتا ہے کہ جب بحث شروع کی جائے اور وہ موجود نہ ہوں تو پھر وہ اپنے تقریر کے حق کو استعمال نہیں کرتے ۔ سردار نصراللہ خان دریشک ۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ جناب والا ۔ میرے محترم قائد حزب اختلاف نے بہت تفصیل سے صوبے میں امن و امان کی کی صورت حال کا جائزہ لیا ہے ۔ انہوں نے اپنی تقریر کو گزشتہ تین ماہ کے حالات کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش فرمائی ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے اس بات سے کسی طور پر انکار نہیں کہ جو بھی حکومت برسراقتدار ہوتی صوبہ میں امن و امان کی صورت حال کو قائم کرنے اس کی ذمہ داری ہوتی ہے ۔ ہم اس وقت جمہوریت کے مراحل سے گزر رہے ہیں اور ہمارے ان فاضل دوستوں کو پورا حق پہنچتا ہے کہ وہ اس پر تنقید کریں ۔ جناب والا ۔ جمہوریت کی اس سے بڑی مثال اور کیا مل سکتی ہے کہ قائد حزب اختلاف نے اپنی کسر شان سمجھا کہ وہ جناب قائد ایوان کے پاس جا کر ، جیسے کہ علامہ رحمت اللہ ارشد بطور قائد حزب اختلاف کیا کرتے تھے اور ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے ، لیکن موجودہ قائد حزب اختلاف نے اپنی شان کے خلاف سمجھا کہ وہ قائد حزب اقتدار کے پاس جا کر باہمی گفت و شنید کے ذریعے اس امن عامہ کی صورت حال پر بحث کرنے کے لیے کوئی فیصلہ کرتے ۔ حکومت نے خود انہیں پیٹ میں رکھ کر ان کے اصرار پر اس ایوان میں اعلان کیا کہ ہم صوبے کے امن عامہ کی حالت پر بحث کرنے کے لیے تیار ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ یہ جمہوریت نہیں تو اور کیا ہے ؟ باقی مجھے یہ سن کر حیرت بھی اور افسوس بھی ہوا ہے کہ ہم صرف پاکستان کی بات کرتے ہیں اور دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر اپنی آنکھیں بند کرلیتے ہیں جناب والا ۔ میں چھوٹی سی دو مثالیں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں ۔ یہاں دو معزز ارکان اسمبلی کے اغوا کی بات کی جاتی ہے ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ڈکیتی کی بات کی جاتی ہے کہ گزشتہ تین مہینوں میں جیسے خدا نخواستہ بالکل تہس نہس ہو گیا

ہے اور بالکل تباہی اور بربادی ہوگئی ہے ۔ جناب والا ۔ اگر آپ بین الاقوامی سطح کی مثالیں اور واقعات پڑھ کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ایک لڑکی ، جو کہ billionarei کی لڑکی ہے ، Patricia اس کا نام ہے ، وہ سٹین گن لے ڈکیتی کی وارداتیں کرتی ہے ۔ کروڑوں اور اربوں روپے کے ڈاکے مارتی ہے ۔ پریذیڈنشل آرڈر کے تحت امریکہ کی تمام فیڈرل ایجنسیاں اور تمام سٹیٹ کی ایجنسیاں دن رات لگی رہتی ہیں اور اسے گرفتار کرنے میں پھر بھی دس مہینے لگ گئے ۔ اس قسم کے واقعات دنیا میں ہوتے رہتے ہیں ۔ بالکل معمولی نوعیت کے واقعات کو طوفان بنا دینا اور storm in the tea-cup کی حالت دے دینا ٹھیک نہیں ۔ یہاں پر بنک ڈکیتی ہوئی ۔ ایس ۔ پی نے موقع پر پہنچ کر ساٹھ ہزار روپے برآمد کیے ۔ اس کا ذکر تو کوئی نہیں کرتا ۔ جتنی موثر ہماری انتظامیہ ہے ، میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں ، آپ اس کا دنیا کے کسی ملک کے ساتھ مقابلہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے محدود وسائل کے لحاظ سے وہ کتنی موثر ہے ۔ آپ گزشتہ چار مہینے کا ساؤتھ ایشیا ریویو پڑھیں ۔ انڈیا اور پاکستان کے متعلق انہوں نے مقابلہ کیا ہوا تھا ۔ کلکتہ میں کوئی آدمی چار پیسے جیب میں ڈال کر باہر رات کو نہیں نکل سکتا ۔ کسی بڑے ترقی یافتہ ملک کو دیکھیں ، جہاں کی جمہوریت کی مثالیں ہمارے معزز رکن اور بھائی دیتے ہیں ۔ وہاں کوئی عورت لفٹ میں ہوٹل کے نیچے کے کمرے سے اوپر کے کمرے تک صحیح سلامت نہیں جاتی ۔ کسی سپرگاہ میں رات کے وقت کوئی خاتون اکیلی نہیں جا سکتی ۔ یہ ساری چیزیں پیش نظر رہنی چاہیں ۔ ہم کب کہتے ہیں کہ ہم نے سب کچھ ٹھیک کر دیا ہے ۔ غلطیاں ہم میں ہیں ۔ ہم کوشش کر رہے ہیں ۔ ہم نہیں کہتے کہ سب کچھ ٹھیک ہے ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ہر بری بات کے لیے حکومت کو مورد الزام ٹھہرانا کہاں کا انصاف ہے ؟ آپ دیکھیں ، جس طریقے سے ترقی کر رہے ہیں ۔ ہمارے ملک میں الگلش فلمیں آتی ہیں جن میں ڈکیتی وغیرہ کے مناظر دکھائے جاتے ہیں اور ان کا اثر پڑتا ہے ۔ جو ہمارے معاشی حالات بدل رہے ہیں ۔ جو ہمارے باہر کی دنیا سے تعلقات پیدا ہو رہے ہیں ہمیں ان ساری چیزوں کو پیش نظر رکھنا ہوگا ۔ اور بھی بہت سے عوامل ہیں جو تھوڑا بہت اثر رکھتے ہیں ۔ مجھے تو نہیں سمجھ آتی کہ کیسے تین ماہ میں حالات خراب رہے ۔

جناب والا ۔ ٹھیک ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے دو معزز اراکین اسمبلی

اغوا ہوئے یا جو بھی صورت حال ہے ۔ لیکن اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے ۔ آپ خود اندازہ فرمائیں کہ جب عبدالرحمان مرحوم قتل ہوئے تو ہمارے ایک معزز دوست نے اس کے جنازے میں شرکت کرنے کا فیصلہ کیا ۔ پھر ناگزیر وجوہ کی بناء پر وہ اغوا ہوگئے ۔ پھر وہ واپس تشریف لائے ۔ ساری stratedy ہے ۔ اس قسم کا ڈرامہ ایوب خان کے دور میں بھی کھیلے جاتے رہے کہ مسٹر عبدالباقی بلوچ کو اغوا کیا جا رہا ہے ۔ ظلم و تشدد روا رکھا جا رہا ہے ۔ ہمارے ایک معزز رکن اسمبلی کے متعلق بھی اسی قسم کی بات ہوئی ۔ ہائی کورٹ میں رٹ ہوئی ۔ چار دن کے بعد وہ خود تشریف لائے اس تمام پس منظر کو دیکھیں ۔ آنے والا وقت بتائے گا ۔ ہم تو ہر وقت اس قسم کی نکتہ چینی سننے اور برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ وقت اور تاریخ اس بات کا فیصلہ کرے گی ۔ میرے اپنے خیال کے مطابق یہی ہے ۔ جس طریقے سے اجمل خٹک پاکستان سے چلا گیا ۔ فرنٹیر سے باہر چلا گیا اور الزام حکومت پر لگ گیا کہ حکومت نے اس کو چھپا لیا ہے ۔ گرفتار کر لیا ہے ۔ وہاں اس نے پاکستان کو توڑنے کے لیے ایک حکومت قائم کرلی ۔ جناب والا ۔ یہ سب کچھ کیا ہے ؟ ان چیزوں پر ہم کیوں نظر نہیں ڈالتے ۔ یہ تلخ قسم کے تاریخی حقائق ہیں جن سے ہم آنکھیں بند نہیں کر سکتے ۔ جناب سپیکر ۔ ہر ایک کو معلوم ہے ۔ پنجاب کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ جب حلقہ نمبر 6 کا الیکشن ختم ہو جائے گا تو اس کے بعد معزز رکن افتخار تاری صاحب کا استعفیٰ لیا جائے گا اور وہاں الیکشن ہوگا جناب والا ۔ اب کون جانتا ہے ؟ جب یہ برآمد ہوں گے تو پھر صحیح حالات اور حقائق کا پتہ چلے گا ۔ حلقہ نمبر 6 کے الیکشن کے بعد اگرچہ ہمارے معزز دوست کو علم ہو گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اندازاً کتنا وقت لیں گے ؟ آپ کے پانچ منٹ اور ہیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ جتنا بھی وقت آپ دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

(اس مرحلہ پر ملک غلام اعظم صاحب کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

وزیر آبپاشی و برقیات ۔ ان سے استعفیٰ لے کر ان کا الیکشن لڑنے کا ارادہ تھا ۔ جناب والا ۔ حکومت نے اگر حلقہ نمبر 6 میں الیکشن لڑا ہے تو

حکومت کو ان کے حلقے میں بھی الیکشن لڑنے سے انکار نہ تھا۔ وہاں ہوتی الیکشن ہوتا تو ایک اور سیٹ ہمیں مل جاتی۔ تکلیف تو انہیں تھی۔ ان کی ہر دل عزیزی کا بھید پھر کھل چکا تھا اور دوبارہ وہ کسی قیمت پر اپنی ایک سیٹ ضائع کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس وجہ سے یہ سارا ڈرامہ کھیلا گیا ہے۔ یہ ساری چیز ان کی اپنی کی ہوئی ہے۔ اور اس کا فیصلہ آنے والا وقت اور تاریخ کر دے گی کہ کس نے کیا بات کی ہے۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ جمہوریت کی بڑی بات کی گئی ہے۔ تاج پورہ کے واقعے کی بات کی گئی۔ جناب والا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے دوستوں کو جمہوریت اور انارکی کی تعریف میں فرق کا پتا نہیں۔ جمہوریت کیا ہوتی ہے؟ کیا آپ کو علم نہیں کہ جب نواب اکبر بگتی یہاں آئے تو ان کے پاؤں پھٹ چکے تھے۔ ان کے لیڈروں نے ان کے آنے پر کہا کہ ہم نے تو ان کو نہیں بلایا۔ اس وقت یہ الیکشن کا میدان مار چکے تھے۔ انہوں نے جان کر اس جلسے میں گڑ بڑ کرائی تاکہ کسی طریقے سے الیکشن ملتوی ہو جائے اور ہم زیادہ سے زیادہ عرصے تک اس قسم کی حرکتیں کرنے کے مرتکب ہوتے رہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو انہی کی طرف سے چیف الیکشن کمشنر کے پاس جا کر مذاکرات ہوتے رہے کہ اب یہ واقعہ پیش آ گیا ہے۔ اب الیکشن ملتوی کر دیا جائے۔ یہ خود اس قسم کی چیزیں کرتے ہیں۔ یہ بات واشگاف الفاظ میں کہنی چاہتا ہوں کہ یہ جمہوری حکومت ہے اور جمہوری حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ جہاں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا ہو۔ جہاں عوام کی ملکیت اور جان و مال کے تحفظ کی ضرورت پڑے وہاں سخت سے سخت ایکشن لیے اس کے cover میں اپوزیشن والے انارکی کے حالات پیدا کرنا چاہتے ہیں تو کیا ہم نے ان کو کھلی چھٹی دے دیں کہ جو جی چاہے کرتے رہیں۔ اور حکومت، پولیس اور انتظامیہ خاموش تماشائی بن کر دیکھتی رہے کہ ٹھیک ہو رہا ہے۔ جمہوری حکومت کا سب سے پہلا فرض ہے کہ لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کرے۔ جناب والا۔ تاج پورہ میں ہمارے بھائی فوت ہوئے، شہید ہوئے۔ ہمیں ان کے پس ماندگان سے ہمدردی ہے۔ لیکن اس جرم کا کوئی مرتکب ہے؟ جناب والا۔ شاہی مسجد میں ایک دفعہ ایسی بھگدڑ مچی کہ اس میں ایک دوسرے پر چڑھ

کر سولہ آدمی فوت ہو گئے ۔ کیا اس کی ذمہ داری حکومت پر آتی ہے ؟ اس قسم کی چیزیں ہوتی رہتی ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

لیکن بڑی بد قسمتی کی بات ہے کہ حزب اقتدار کے بنچوں میں سوائے نکتہ چینی کے کچھ نہیں ہوتا ۔ جناب والا ۔ اور ہوں بہت سی باتیں کی گئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ وقت ختم ہو رہا ہے ۔

وزیر آبپاشی و برقیات ۔ مجھے دو چار منٹ اور دے دیں ۔ یا بتا دیں کہ میرا کتنا وقت رہتا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ ایک منٹ آپ کا باقی رہتا ہے ۔

وزیر آبپاشی و برقیات ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت نے گزشتہ دنوں میں اینٹی سوشلسٹ عناصر ۔ چوروں ۔ اور رسہ گیروں کے خلاف پوری کوشش کی ہے اور ان کے خلاف زبردست جامع پروگرام بنا کر عمل کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر آپ فگرز دیکھیں ۔ اس سے کافی حد تک صورت حال کنٹرول میں ہے ۔ چونکہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے ۔ میں اپنی تقریر کو اس طریقے سے ختم کروں گا کہ میرے اپنے دوست اور بھائی نے بہت سی باتیں کی ہیں اور میں نے بھی ان کے جواب میں باتیں کی ہیں ۔ ماننا اور نہ ماننا ان کا کام ہے ۔ کیونکہ انسان کی فطرت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی مرضی کے مطابق چلتا ہے ۔ اگر ماننے پر آئے تو اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی پتھر کی مورتیوں کو خدا ماننے لگتا ہے اور نہ ماننے پر آئے تو اپنے مالک حقیقی کو بھی خدا ماننے سے انکار کر دیتا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔(بہاولپور ۔ I) جناب سپیکر ۔ آج ہم نظم و نسق عامہ کی صورت حال پر اس عالم میں بحث کر رہے ہیں کہ تاجپورہ کے میدان میں تشدد کے ہاتھوں کچلی اور روندی ہوئی انسانی لاشوں کی چیخیں فضا میں گونج رہی ہیں تاری اور ارشاد کی پر اسرار گمشدگی حکومت کی رسوائی کا اشتہار بنی ہوئی ہے ۔

مزدوروں کے سینوں پر چلتی ہوئی گولیاں فضاؤں میں سنسنا رہی ہیں ۔ کسانوں کی دی ہوئی خاموشیاں آنے والے انقلاب کا پتا دے رہی ہیں ۔ طالب علموں اور سیاسی کارکنوں پر تشدد اور بربریت کی انتہا کر دی گئی ہے اور اساتذہ اور معلمات کی بے حرمتی سے آنکھیں نم ناک نظر آتی ہیں ۔ جناب والا ۔ آج جب کہ ہم امن و عامہ کی صورت حال کو زیر بحث لا رہے ہیں تو اس ایوان کے باہر پورے صوبے میں امن و عامہ تہ و بالا ہو چکا ہے ۔ شہریوں کے جان و مال غیر محفوظ ہوتے جا رہے ہیں ۔ قتل ۔ نقب زنی اور اغوا کی وارداتیں انتہا کو پہنچ چکی ہیں ۔ ٹریفک کے حادثوں نے انسانی خون کو پانی کی طرح سستا کر دیا ہے ۔ رشوت بدعنوانی اور نوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے ۔ بینک لٹ رہے ہیں ۔ لڑکیاں لٹ رہی ہیں بازار لٹ رہے ہیں اور لا قانونیت اور غنڈہ گردی بے زنجیر نظر آتی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ صورت حال تشویش ناک بھی ہے اور الم ناک بھی کہ جمہوریت کا دعویٰ رکھنے کے باوجود پورے صوبے میں دفعہ 144 کے تحت آزادی رائے اور آزادی اجتماع پر پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں ۔ کوئی آواز بلند نہیں ہو سکتی کوئی اخبار حقائق کے کالم نہیں لکھ سکتا اور پورے صوبے میں فسطائیت کا ایسا طلسم جاری کر دیا گیا ہے جس نے جمہوری اقدار اور پارلیمانی روایات کو مجروح کر کے رکھ دیا ہے ۔ صحافت پا بہ جولاں اور پا بہ زنجیروں نظر آتی ہے اور ایسی صورت حال پیدا کر دی گئی ہے کہ اخبار اویس اپنی آزادی ضمیر کے ساتھ صحیح رپورٹنگ تک نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ۔ یہ صورت حال مجموعی طور پر ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے ایک چیلنج ہے ایک استفہامیہ ہے اور اگر ہم نے اس چیلنج کا جواب نہ دیا اگر اس تشویشناک صورت حال کو فوری طور پر قابو میں لانے کی کوشش نہ کی تو یاد رکھیے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے جس میں زیر زمین تحریکیں چلنے پر مجبور ہو جاتی ہیں اور دلوں میں انقلاب کا لاوا ابلنے لگتا ہے ۔

جناب والا ۔ امن عامہ کے مختلف پہلوؤں پر میرے مختلف دوست روشنی ڈال رہے ہیں اور مزید روشنی ڈالیں گے ۔ میں اپنی مختصر سی اجمالی گزارشات کو امن عامہ اور صحافت کی صورت حال تک ہی محدود رکھنے کی کوشش کروں گا ۔ آپ سب جانتے ہیں کہ ایک مضبوط اور جمہوری معاشرے میں قصر حکومت

کے چار اہم ترین ستون ہوتے ہیں ۔ مقننہ ، انتظامیہ ، عدلیہ اور صحافت ۔ لیکن ہمارے لیے یہ انتہائی بد قسمتی کی بات ہے کہ ملک اور صوبائی سطح پر ان اہم ترین اداروں ان اہم ترین ستونوں کو مسلسل کمزور کیا جا رہا ہے ۔ مقننہ کو تابع مہمل کی حیثیت دے دی گئی ہے ۔ عدلیہ کے اختیارات کو بتدریج کم کیا جا رہا ہے ۔ انتظامیہ کو ایک بے ضمیر اور بے بس ادارہ بنا دیا گیا ہے اور صحافت کو اس کی آزادی سے محروم کرکے کٹھ پتلی کی حیثیت دی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ ہم اسی شکل میں اقوام عالم میں با عزت مقام حاصل کر سکتے ہیں جب جمہوری اقدار کی بقاء کے ساتھ ہم ان تمام اداروں کو نہ صرف برقرار رکھیں بلکہ مضبوط تر بنائیں جو ہر پارلیمانی نظام کی بنیاد میں اہم ترین حصہ ادا کرتے ہیں ۔ لیکن ہم انہیں مسلسل مجروح اور کمزور کرکے اپنی بقاء اور سلامتی کے لیے اور اپنے جمہوری مستقبل کے لیے غیر معمولی خطرات پیدا کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ ایک امریکی مفکر نے کہا تھا کہ اگر مجھ سے یہ کہا جائے کہ حکومت بغیر اخبارات کے ہو یا اخبارات بغیر حکومت کے تو میں موخرالذکر کو بغیر کسی تامل کے ترجیح دوں گا ۔ یہ وہ تصور ہے جو جمہوری ممالک میں صحافت سے متعلق قائم ہے ۔ لیکن ہمارے ہاں اور اس ملک کے اکثریتی صوبے میں صحافت کو جس طرح زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے اور ابلاغ عامہ کے ذرائع کو حکومت نے اپنے کنٹرول میں لے کر جس طرح قطعاً لیت مسلط کرنے کی کوشش کی ہے اس میں سیاسی سرگرمیوں کا جاری رہنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے ۔ جناب والا ۔ اخبارات کے ڈیکلیریشن جاری کرنا صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن ہماری صوبائی حکومت اس قدر بے اختیار ہو گئی ہے کہ وہ کسی اخبار کا کسی رسالے کا کسی جریدے کا ڈیکلیریشن دینے کے لیے بھی مرکز کی اجازت کی محتاج ہے اور جناب والا ۔ صرف یہی نہیں ہو رہا کہ ڈیکلیریشن نہیں دیے جا رہے بلکہ مخالف رائے رکھنے والے لوگوں کو اخبارات نکالنے کی آزادی سے محروم کر دیا گیا ہے اور پہلے سے جو اخبارات موجود ہیں ان کے ڈیکلیریشن ضبط کیے جا رہے ہیں ۔ "ادا کار" بند ہو گیا ہے ۔ "الحدید" کو چھاپنے کی اجازت نہیں دی گئی ۔ "صحافت" پر پہرہ بٹھا دیا گیا ہے اور ابھی کل ہی "اردو ڈائجسٹ" کے دونوں مدیروں اعجاز حسن اور الطاف حسن کو قید میں ڈال دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ صحافی اپنی بنیادی ذمہ داریاں

ادا کرنے سے محروم کر دیے گئے ہیں ۔ تو نیشنل پریس ٹرسٹ کے ذریعے اخبارات بیشتر حکومت کے سرکاری گزٹ بن کر رہ گئے ہیں ۔ اور ان میں کام کرنے والے ملازمین کو اسی طور پر مجبور کیا گیا ہے کہ وہ آزادی رائے کے ساتھ ، آزادی ضمیر کے ساتھ اپنی بات اپنے کالموں میں بیان کرنے کی استطاعت اور جرأت نہیں رکھتے ۔ جناب والا ۔ press advices کا سلسلہ ایوبی آمریت کی یادگار تھی جس کے خلاف خود حکمران پارٹی نے بارہا زبردست بیان جاری کیے زبردست مہمیں چلائیں ، لیکن اب خود برسر اقتدار آ کر press advices کے سلسلہ میں عمل پیرا ہے ۔ اخبارات کو مجبور کیا جا رہا ہے ۔ ان کے اخباری کاغذ کے کوٹہ کو مختصر سے مختصر کیا جا رہا ہے ۔ ان کے امپورٹ لائسنس مختلف پابندیوں کے تحت کم از کم کیے جا رہے ہیں ۔ ان پر اقتصادی پابندیاں عائد کرکے ان کے اشتہارات بند کر دیے گئے ہیں ۔ اب صورت حال یہ ہے کہ کوئی اخبار حکومت کی اجازت اور رعایت کے بغیر کسی پریس سے نہیں چھپوا سکتا ۔ چونکہ تازہ ترین واردات یہ ہے کہ مختلف پریس پر پولیس کا پہرہ بٹھا دیا گیا ہے ۔ اور پریس مالکان سے کہہ دیا گیا ہے کہ فلاں فلاں اخبار اور جریدہ کو جو حزب اختلاف سے تعلق رکھتا ہے نہ چھاپا جائے ۔ ورنہ ان کے پریس ضبط کر لیے جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ایک منٹ میں wind up کروں گا ۔

جناب والا ۔ میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ صحافت کی یہ آزادی دستور کے تحت ہمارے لیے مقرر کی جا چکی ہے ۔ اور حکومت کا بنیادی فرض ہے کہ وہ دستور کے آرٹیکل 19 کے تحت پریس کی آزادی اور آزادی تحریر و تقریر کی ضمانت دے ۔ اگر دستور کی دی ہوئی ضمانت کو بھی خود ہی پامال کیا اور صحافت اور آزادی تحریر و تقریر کو پابہ زنجیر رکھا تو اس صوبہ میں ایسی تحریکیں جنم لیں گے جس سے یہ حکومت خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گی ۔

جناب والا ۔ وقت نے سیاہیاں گاڑھ رکھی ہیں اور وقت کے بدعنوان حکمران لمحہ بہ لمحہ مسلوب ہوتے جا رہے ہیں ۔ اقتدار کی چمک اور حال کے گرد و غبار نے ان چہروں کو چھپا رکھا ہے ۔ جو لمحہ بہ لمحہ مسلوب ہو

رہے ہیں لیکن تاریخ کا سورج جب نکلے گا تو یہ چہرے بے نقاب ہوں گے ۔ اور مسلوب کی ہوئی صورتیں لوگوں کے سامنے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عبرت کا نمونہ بن جائیں گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صغیر احمد ۔

آپ نے ساڑھے چار منٹ میں اپنی تقریر کو ختم کرنا ہے ۔

سردار صغیر احمد (سرگودھا ۔ 2) ۔ ٹھیک ہے ۔

جناب سپیکر ۔ قائد حزب اختلاف کو میں نے سنا ہے ۔ جناب والا ۔ انہوں نے تین مہینے کی نظم و نسق پر اعتراض کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہم بھی جانتے ہیں اور آپ نے تقریر سنی ہے ۔ اب آپ آگے چلیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے چار سال کے دور حکومت کو پیپلز پارٹی کا دور حکومت ہے جسے ہم قبول کرتے ہیں ۔ چار سال یہاں عوامی پیپلز پارٹی کی حکومت رہی ہے انہوں نے پونے چار سال کا جو حکومت کا نظم و نسق تھا اس کو اس سے بری الزمہ قرار دیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ پونے چار سال میں کچھ ایسی خرابیاں ہوئی ہیں ۔ لیکن عوامی حکومت کی قیادت نے اس بات کو برداشت نہیں کیا پنجاب کی کسی حکومت کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ نظم و نسق کو تباہ کرے ۔ امن عامہ کو تباہ کرے یا لوگوں کی عزت کے ساتھ کھیلے یا جان و مال کو برباد کرے ۔ اس بات کی اجازت پیپلز پارٹی کی قیادت نے کسی کو نہیں دی ۔ اب انہوں نے اس بات کا ذکر نہیں کیا جب وہ خود بھی اسی حکومت میں شامل تھے ۔ یہاں پر جب ظلم و ستم عروج پر تھا ۔ انہیں اسی لیے یہاں سے سبکدوش کیا گیا تھا کہ صوبہ کے عوام کو ان کے ظلم و ستم سے نجات دلائی جائے ۔ جناب والا ۔ وہ اس بات کا وہ ذکر کرنا بھول گئے ہیں اور کوشش یہ کی گئی کہ وہ ظلم و ستم جو ان کے دور میں ہوا تھا اور اس کے بعد جب دوسرے دور میں بھی یہ بات لوگوں کو پسند نہ آئی کہ لوگوں کے ساتھ نا انصافیاں ہوتی رہیں تو اس لیے یہ تیسری حکومت معرض وجود میں آئی ۔

جناب والا ۔ خدا کا شکر ہے کہ اب اس حکومت پر کوئی داغ نہیں ہے کوئی دھبہ نہیں ہے ۔ اور اس حکومت نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ جس طرح یہاں چوروں ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا ہے اس کی مثال کسی دور میں نہیں ملتی جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں ہم نے یہ ملک اپنے خون سے اپنی ہڈیوں سے اس کی قیمت ادا کرکے حاصل کیا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت سے پہلے کسی ایک حکومت نے بھی اس ملک میں جمہوریت قائم کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ اور نہ ہی یہ کوشش کی ہے کہ اس ملک کو کم از کم آئین ہی دے دے ۔ جناب والا ۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا آج بھی اپوزیشن کے لیڈر اس قسم کے بیانات دیتے ہیں تحریک چلانے کی بات کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں نے آج تک جمہوریت کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا کہ قانونی اور جائز جمہوری حکومت کے خلاف تحریک چلائی جائے ۔ ہم نے بھی تحریک چلائی تھی لیکن آمریت کے خلاف ۔ یہاں پر تو آمریت نہیں ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ملک کی بنیاد کے خلاف ہیں ۔ جو ان لوگوں کے ایجنٹ ہیں جو چاہتے ہیں کہ یہ ملک دنیا کے نقشہ پر نہ رہے ۔ یہ لوگ ملک کو تباہ کرنا چاہتے ہیں ۔ لیکن میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس ملک کے لیے ہم نے بڑی سے بڑی قیمت ادا کی ہے اور اپنی ہڈیوں سے اور اپنے خون سے اس کو تیار کیا ہے ۔ خون سے تعمیر کیا ہے ۔ ہم اپوزیشن کی ان ارادوں کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے ۔ اگر وہ اس ملک سے آئین ختم کرنا چاہتے ہیں اگر اس ملک سے جمہوریت ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ خلاف قانون بات کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اس بات سے چیک کیا جائے گا اور کسی قیمت پر ان کو اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی ۔

انہوں نے ممبران اسمبلی کی گمشدگی کا بھی ذکر کیا ہے ۔ جناب والا ۔ یہاں کے بہت بڑے آدمی جو اس صوبہ کے گورنر اور وزیر اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں وہ بھی تو ایک دن گم رہے تھے ۔ اس کا انہوں نے ذکر کیوں نہیں کیا ان کا بھی تو ذکر کرنا چاہیے تھا ۔ وہ کس طرح واپس آ گئے تھے ۔ جناب والا ۔ ان ممبران اسمبلی کے خلاف مقدمات ہیں اور کون نہیں جانتا ان کے خلاف بھی مقدمات ہیں ۔ اور اکثر عدالتوں سے مجرم مقدمات اور سزا کے خوف سے مفرور ہو جاتے ہیں ۔ وہ بھی اپنے مقدمات کے خوف سے باہر کہیں چلے گئے ہوں گے ۔

جناب والا ۔ میں کہتا ہوں ان کے متعلق اس آدمی سے پوچھا جائے جس نے حلقہ نمبر 6 کے انتخاب کے بعد کہا تھا کہ میرے پاس میاں افتخار احمد تاری کا استعفا موجود ہے اس شخص سے پوچھا جائے جس نے استعفا حاصل کیا ۔ جناب والا ۔ آپ خود ایک اچھے وکیل ہیں دفعہ 364 کو آپ اچھی طرح سے سمجھتے ہیں ۔ last known آدمی جس کو وہ آخری دفعہ ملے ہیں وہی شخص ہو سکتا ہے ۔ جس نے اس کا استعفیٰ حاصل کیا ہے ۔ اگر میرے فاضل دوست تفتیش کروانا چاہتے ہیں تو اس آدمی سے پوچھا جائے جس نے استعفا حاصل کیا ہے ۔ دعویٰ کیا ہے ۔ صوبہ کے رسالے اور اخبارات اس بات کے شاہد ہیں کہ ان کے پاس استعفا موجود ہے ۔ تو وہی آدمی ان کے whereabouts بتا سکتا ہے کہ اس وقت وہ لوگ کہاں ہیں ۔ اس طرح سے الزام لگانا ٹھیک نہیں ہے ۔ تاجپورہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ ابھی چار منٹ تو نہیں ہوئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب تو پانچ منٹ ہو گئے ہیں ۔ میں ٹائم دیکھ لیا کرتا ہوں اب تو چھٹا منٹ بھی ہونے والا ہے ۔ ملک اللہ دتہ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ ملک محمد اعظم ۔

ملک محمد اعظم (سرگودھا ۔ 8) ۔ جناب والا ۔ آج موضوع بحث دراصل حکومت کو ملزم کے کٹہرے میں کھڑا کرنا اور اس کے ثبوت میں مدعی پیش کرنا ہے ۔ اس کا فیصلہ حزب مخالف نے نہیں کرنا کہ جو الزامات ہم پر عائد کیے گئے ہیں اس میں کہاں تک سچ اور کہاں تک جھوٹ ہے ۔ جناب والا ۔ کسی صوبہ کی صورت حال یا کسی ملک کے امن عامہ کی صورت حال جو ہے اس پر بحث کرتے ہوئے اس ملک کے معاشرے کا پس منظر سامنے رکھنا ضروری ہے ۔ جناب والا ۔ جس ملک میں تعلیم یافتہ طبقے کا تناسب اتنا کم ہو وہاں پر خرابیاں ہوتی ہیں ۔ ان خرابیوں کا صرف ذکر کر دینا اور الزام برائے الزام اور مخالفت برائے مخالفت سے کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ بلکہ یہ حکومت الزامات کے جواب میں محض جواب برائے جواب کی قائل نہیں ۔ بلکہ اس بیماری کے علاج کو اس حکومت نے ہمیشہ خوش آمدید کہا ہے ۔

جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف نے تاجپورہ کا ذکر کیا ہے آپ ملاحظہ کریں گے کہ اگر وہ جلسہ نہ ہونے دیا جاتا تو ہم پر یہ الزام ہوتا کہ ہم جمہوریت کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں ۔ لیکن وہاں پر جو انتظامات کرنے والے تھے وہ اگر اچھا انتظام نہ کر سکیں ۔ تو بھی ہمیں مورد الزام سمجھا جاتا ۔ جناب والا ۔ اراکین اسمبلی کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے ۔ ماضی قریب سے اس کی مثالیں دی جا سکتی ہیں کہ لوگ خود بخود گم ہو جاتے ہیں ۔ اور از خود واپس آ جاتے ہیں ۔ یہ آنیوالا وقت فیصلہ کرے گا کہ وہ اغوا ہوئے ہیں یا کہ وہ خود بخود گم ہو گئے ہیں اور پھر واپس آ گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ انتقامی کارروائیوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ اراکین اسمبلی اور ان کے لواحقین پر انتقامی کارروائیاں روا رکھی گئی ہیں ۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ بقامی طور پر لوگوں کی آپس میں اپنی عداوتیں اور اپنی مخالفتیں ہوتی ہیں۔ اس صورت میں اگر کوئی ظلم ہو جائے ۔ تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جو قانون کا راستہ ہے وہ بند نہیں ہو سکتا ۔ جو ضابطہ کا راستہ ہے ۔ وہ بند نہیں ہو سکتا ۔ جناب والا ۔ ایک طرف تو حزب اختلاف والے یہ کہتے ہیں کہ قانون کی حاکمیت نہیں ہے اور دوسری طرف جب کوئی قانون کی خلاف ورزی کرے اور اس کے خلاف مقدمہ درج کریں ۔ تو اسے انتقامی کارروائی کہا جائے ۔ یہ قرین انصاف نہیں ہے جناب والا ۔ جہاں تک اس موضوع کا تعلق ہے ۔ جیسا کہ میں نے عرض کی ہے کہ حزب اختلاف نے صرف کہہ کر یہ ثابت نہیں کر دینا ۔ یہ الزامات ثابت ہونے چاہیں ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ثبوت دیں ۔ اور فیصلہ جو ہے وہ عوام کے ہاتھ میں ہے میں صرف آخر میں یہ کہوں گا کہ

مدعی بھی تو گواہ بھی تو عدالت بھی تیری
اک نا کردہ گناہوں کی سزا میرے لیے ہے

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور (ساہیوال نمبر 4) ۔ جناب والا ۔ آج کا اہم موضوع میرے خیال میں اس معزز ایوان کی خصوصی سنجیدگی کو خصوصی دعوت دے رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی مہذب ملک اور کسی مہذب قوم اور کسی بھی مہذب معاشرے اور جمہوری ملک میں اگر عدلیہ اور مقننہ کے

محترم اداروں کا احترام نہ ہو یا کوئی بھی حکومت اپنے سیاسی اور مذموم مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے انتظامیہ کو استعمال کرے تو اس ملک میں اگر جمہوریت کی امید کی جائے اور انتظامیہ کو فعال بنانے کی امید کی جائے یا اس ملک میں عوام اور شہریوں کی جان و مال کے تحفظ اور ان کے ناموس کے تحفظ کے لیے کوئی بات کی جائے۔ تو یہ نہ صرف عوام سے سراسر دھوکا ہے بلکہ کسی حکومت کا اپنے ساتھ بھی ایک عظیم تاریخی دھوکا ہوگا۔ پاکستان کی 28 سالہ تاریخ گواہ ہے کہ جو بھی حکومت برسراقتدار آئی۔ اس نے جتنے بھی مذموم سیاسی مقاصد غیر جمہوری اقدامات اور اوچھے ہتھکنڈے اپنی کرسی کو قائم کرنے کے لیے۔ اس کی آڑ میں اس نے یہی دعویٰ کیا کہ ملک کی آن اور ملک کی سالمیت کو خطرہ ہے اور ملک کو بچانے کے لیے کیا جا رہا ہے۔

جناب والا۔ مجھے سخت افسوس ہے سردار صغیر احمد صاحب پر جو یہ کہتے ہیں کہ مسٹر افتخار احمد تاری اور مسٹر ارشاد احمد۔ ایم۔ پی۔ اے یا خود اغوا ہوئے ہیں یا مقدمات کے ڈر کی وجہ سے کہیں نہ کہیں روپوش ہو گئے ہیں۔ ایک معزز ایوان کا ایک معزز رکن اس طرح سے بیان دیتا ہے خصوصاً ان ارکان کے متعلق جو روپوش ہیں یا جن کو اغوا کیا گیا ہے اور جنہیں تجربات نے ثابت کیا ہے کہ وہ بے گناہ ہیں۔ جناب والا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ مقدمات کی وجہ سے وہ روپوش نہیں ہوئے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا انہوں نے حلقہ نمبر 6 کے انتخابات کے وقت ہی روپوش ہونا تھا اور انہیں کوئی وقت روپوش ہونے کا نظر نہیں آیا تھا۔ اگر مسٹر افتخار احمد تاری مقدمات کی وجہ سے روپوش ہے۔ تو کیا ارشاد احمد صاحب بھی مقدمات کی وجہ سے روپوش ہے۔ کیا امین بٹ۔ اور طالب علم رہنما فاروق بھی مقدمات کی وجہ سے روپوش ہیں۔ کیا بیان خان جو کہ ایک سیاسی کارکن تھا اور جو کہ پولنگ ایجنٹ تھا۔ وہ سیاسی مقدمات کی وجہ سے روپوش ہے۔ اگر اس حکومت کے یا کسی بھی حکومت کے ذمہ دار افراد یا وزراء صاحبان یا ایم۔ پی۔ اے صاحبان اس مقدس ایوان کو یا اس ملک کے عوام کو اپنے چھوٹے پراپیگنڈے کے طور پر استعمال کریں گے اور اپنی کرسی کو بچانے کے لیے ہر جھوٹ بولیں گے۔ تو میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ عوام کے دلوں

کی جو آہ ہے وہ عذاب الٰہی کی شکل میں لازمی طور پر انہیں اپنی لپیٹ میں لیے بغیر نہیں رہ سکتی ۔ جناب والا ۔ میں یہ کوئی دھمکی نہیں دے نہیں رہا ہوں ۔کوئی سیاسی زبان استعمال نہیں کررہا ہوں ۔ تاریخ اس بات کی شاھد ہے کہ جو لوگ اخلاق ۔ قانون اور جمہوری قدروں کو اپنی اقتدار پرستی اور اس کی جنونی پرستش کے لیے کوئی قدم اٹھاتے ہیں ۔ وہ پھر اپنے انجام سے نہیں بچ سکتے ۔ میں کہتا ہوں کہ کل کی بات ہے ۔ ڈپٹی سپیکر اسحاق کو مشرقی پاکستان میں شہید کر دیا جاتا ہے ۔ تو آج اسی طرح کے ڈرامے ملتان ایئر پورٹ پر چھ خان خاکوانی صاحب جیسے معزز کا رکن سے کھیلے جاتے ہیں ۔ آج ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے کی بیویوں کو تھانوں میں بند کر دیا جاتا ہے ۔ کیا یہ جمہوریت ہے ۔ نصراللہ دریشک صاحب فرماتے ہیں کہ ابھی جمہوریت اوائل میں چل رہی ہے ۔ ہم کہتے ہیں ہاٹا پور میں مزدوروں کا قتل عام ۔ لانڈھی کراچی میں تشدد ۔ طالب علموں پر لاٹھی چارج کرنا ۔ خواتین کی بے حرمتی کرنا ۔ لیکچرار خواتین جو کہ بولنگ سٹیشنوں پر ڈیوٹی دیں ان کی بے حرمتی کرنا ۔ کیا یہ جمہوریت ہے ۔ یہ قانون ہے ۔ یہ اخلاق قدروں کا جنازہ نہیں ہے ۔کیا یہ اقدام ملک پاکستان کی بقاء کے لیے کئے جا رہے ہیں ؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی بقا کے لیے نہیں ہیں ۔ پنجاب کے وقار اور تقدس کے لیے نہیں ہیں بلکہ سب لوگ اپنی کرسی کو قائم رکھنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں ۔ لیکن میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ آج میں آپوزیشن میں ہونے کی وجہ سے بات نہیں کر رہا ہوں ۔ میں اپنے ضمیر سے مجبور ہو کر بات کرتا ہوں کہ جو رقم جو وزیر ۔ جو فرد ۔ جو آدمی بلکہ کوئی بھی آدمی چپڑاسی سے لے کر وزیر اعظم تک اگر آئین ۔ قانون ۔ اخلاق اور جمہوری قدروں کو پامال کرنے کی کوشش کرے گا ۔ اور اس نے اخبارات کا اسی طریقہ سے گلہ گھوٹنے کی کوشش کی جس طرح سے کہ ایوب کے دور میں ہوا ۔ جس طرح سے یحییٰ خان کے دور میں ہوا ۔ تو وہ اپنی کرسی نہیں بچا سکیں گے ۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم شرمندہ ہیں ۔ میں جس وقت پاکستان پیپلز پارٹی میں تھا ۔ اگر اس وقت کوئی ظلم ہوا اگر یعقوب خان سے یا کسی اور سے کوئی ظلم ہوا ۔ یا کسی اور سے ہوا ۔ تو اس پر بھی میں ان ظلم کرنے والوں کی شدید مذمت کرتا ہوں ۔ لیکن یہ غلط ہے کہ آج اس بنا پر قائد پنجاب ملک غلام مصطفیٰ کھر کو مورد الزام ٹھہرایا

جائے ۔ ہم نہیں مانتے ہیں ۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر اس نے یہ کارروائی کی تھی ۔ تو چیئرمین پیپلز پارٹی اور وزیر اعظم پاکستان نے اس وقت ان سے کیوں باز پرس نہیں کی اور ان کو دوبارہ کیوں گورنر بنایا گیا ؟ ان کو دوبارہ کیوں وزیر اعلیٰ بنایا گیا ۔ اور ان کو اعلیٰ عہدوں پر کیوں دوبارہ فائز کیا گیا ؟ اس کے بعد دوسرا وزیر اعلیٰ آیا ۔ اس نے اگر آپ کے ساتھ زیادتیاں کیں تو اس کو آپ نے کیوں نہ ہٹایا ۔ اسے کیوں دوبارہ سینیٹر بنایا گیا ۔ کوئی آدمی جس کو آپ کہتے ہیں کہ ظالم ہے ۔ جابر ہے ۔ اس کو آپ کیوں حکومت دیتے ہیں ۔ اس کو آپ حکومت بھی دیتے ہیں ۔ گورنری بھی دیتے ہیں ۔ سینیٹر بھی بناتے ہیں اور جب وہ آپ کو صوبائی خود مختاری اور آئین کے تحت پنجاب کے تقدس اور پنجاب کے وقار ۔ پنجاب کے عوام ۔ پنجاب کے کاشتکار اور پنجاب کے اس حق کے لیے جو کہ اسے آئین نے دیا ہے ۔ صف آرا ہونے کی کوشش کرتا ہے تو پھر آپ کہتے ہیں وہ غنڈہ ہے ۔ وہ جابر ہے ۔ ہمیں شرم آنی چاہیے ۔ جب ہم یہ کہتے ہیں تو ہمیں مجرم کہا جاتا ہے ۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ جو ظلم آج ہو رہا ہے یہ یحییٰ خان کے دور میں نہ تھا ۔ آج ہم اس ایوان سے یہ پوچھتے ہیں کہ اتنے مذموم ہتھکنڈے کب استعمال ہوئے تھے ۔ ایف ۔ ایس ۔ ایف جو کہ باقاعدہ طور پر ایک organized force ہے ۔ وہ کیوں بنائی گئی ہے ؟ اس لیے کہ وہ خاکوانی جیسے شرفا کی بے عزتی کرے اور وہ سفید کپڑوں میں ملبوس ہو کر پاکستان پیپلز پارٹی کے نام نہاد کارکنوں کو آگے لا کر سینیٹر حنیف رامے جو کہ سابق وزیر اعلیٰ تھے کی بے عزتی کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ گواہ تو مدعی سے بھی زیادہ چست نکلا ہے ۔ کم از کم ان کی ایک پرولیج موشن آئی تھی ۔

I would not like a statement to be made on that.

جو کہ انہوں نے اپنی پرویج موشن میں دینی تھی ۔ آپ اتنے چست نہ ہوں کہ مدعی سے بھی زیادہ ہو جائیں ۔

He never made such allegations. He even named the person ..

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب نصراللہ دریشک صاحب نے ایک بات کہی ہے ۔ انہوں نے کسی نہ کسی طریقے سے اخلاقی طور پر اس بات کو

تردید سے نہیں کیا لیکن سابقہ صوبائی وزیر قانون کہتے ہیں کہ جناب وہ مقدموں کی وجہ سے بھاگ گئے ہیں لیکن ہم کہتے کہ اگر وہ مقدموں کی وجہ سے بھاگ گئے ہیں تو آپ نے ان لوگوں کو اپنی زندگیوں سے کیوں بیگا دیا ۔ ان معصوم بچوں پر آپ نے فائرنگ کیوں کرائی ۔ وہ تو ایک پر امن جلسہ تھا ۔ ادھر شیخ رشید صاحب کا جلسہ تھا اور اس سے دس یا سو گز کے فاصلے پر جناب غلام مصطفیٰ کا جلسہ تھا ۔ اگر جناب والا ۔ وہ بھی ہم نے انتخاب لڑنے کی غلطی کی ہے تو آج ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان اور ایم ۔ این ۔ اے صاحبان اٹھیں اور مجھے بتائیں کہ ساہیوال سے بسیں بھر کر کون لایا تھا اور چونیاں سے بسیں بھر کر کون لایا تھا اور جعلی ووٹ کس نے بھگتائے تھے ۔ آپ لوگ پولنگ سٹیشنوں پر کیا کر رہے تھے اور ہمارے کارکنوں کو کس نے گرفتار کیا ؟ کیا یہی جمہوریت ہے ؟ جناب والا ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جمہوریت نہیں ہے ۔ یہ ہماری قوم کا ایک المیہ ہے جو قائد اعظم کی وفات کے بعد شروع ہو گیا تھا اور جب وزارت مغربی پاکستان نے اپنی کرسیوں کے لیے گرفتاریاں کیں ۔ اپنی اپنی کرسیوں کے لیے کارکنوں کو تباہ کیا تو نتیجہ کیا نکلا ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان معاشی طور پر سیاسی طور پر اور اقتصادی طور تباہ ہو گیا اور اس کا دیوالیہ نکل گیا ۔ میں افسوس سے یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ پاکستان جاگیرداروں کی ۔ ٹوانوں کی اور دولتانوں کی میراث نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ یہ میں پہلے بھی کہا کرتا تھا اور اب بھی کہتا ہوں مگر ان لوگوں نے پہلے بھی حکومت کی اور اب بھی حکومت کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ قائد اعظم کی قیادت میں جب دریائے راوی اور دریائے چناب خون کے چھینٹوں سے بھر گئے تھے ۔ جناب والا ۔ قائد اعظم کی قیادت میں یہ پاکستان مضبوط پاکستان تھا ۔ اس وقت ان دریاؤں میں باٹا پور کے مزدور کا لہو تھا ۔ لائلپور کے مزدور کا لہو تھا اور کاشتکار کا لہو تھا ۔ جناب والا ۔ ہم تو بنیادی طور پر غریب ہیں ہم مزدور ہیں ۔ ہم نے پاکستان بنایا تھا ۔ پاکستان کے لیے قائداعظم کی قیادت میں ہم نے قربانیاں دیں ۔ لیکن افسوس یہ تاریخی المیہ ہے کہ یہ ملک کیوں دو ٹکڑے ہو گیا ۔ ہم کیوں رو رہے ہیں ۔ آج ہم کیوں اپنی بے بسی پر رو رہے ہیں ؟ اس لیے کہ قیادت عوامی طبقہ کے ہاتھ میں تھی اور عوامی طبقہ سے جاگیردار طبقہ نے غداری کی ہے خواہ وہ پیپلز پارٹی ہو خواہ وہ مسلم لیگ ہو ۔ کوئی بھی پلیٹ فارم ہو ۔ عوامی طبقہ نے پنجاب کو آگے لا کر اور

اس کی قوت آگے لا کر پاکستان بنایا تھا اور آج اس کو آگے رکھ کر اپنی مہم کا آغاز کر رہا ہے اور یقیناً ہم اس ملک کی سالمیت تحفظ اور اس میں جمہوریت اور عوامی حکومت قائم کرنے کے لیے اپنے جذبات دھراتے رہیں گے ۔ ہم یہاں کوئی سازش نہیں کر رہے ہیں اور اگر حکومت آئینی ، قانونی اور جمہوری قدروں کو فروغ دینا چاہتی ہے تو میں ایمان سے کہتا ہوں کہ ہم اس سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن اگر وہ اغوا ۔ مقدمہ بازی اور رسوائی ہی کرنا چاہتے ہیں تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ ہمارا قومی ۔ آئینی اور اخلاقی فرض ہے کہ ہم ان کی مخالفت کریں اور اس وقت تک مخالفت کریں جب تک حقانی کی ۔ صداقت کی اور امن و امان کی صورت پیدا نہ ہو جائے جو قرآن نے ہمیں دی ہے ۔ جو انسانیت نے ہمیں دی ہے اور ۔ خواہ اس کے لیے ہماری جان بھی چلی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔

ملک محمد اکرم اعوان (سرگودھا ۔ 9) ۔ جناب والا ۔ آج کی بحث میں حزب اختلاف نے یہ کوشش کی ہے کہ جتنے بھی جرائم یا نقائص یا برائیاں ہیں وہ پچھلے تین ماہ میں پیدا ہو گئی ہیں یا دوسرے الفاظ میں موجودہ حکومت کی پیداوار ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات کہتے ہوئے وہ خود متذبذب تھے کیونکہ یہ برائیاں تو ایسی ہیں کہ جو آج سے پیدا نہیں ہوئیں یہ تو کافی عرصہ سے ہیں اور موجودہ حکومت کے دور میں جہاں تک میرا مشاہدہ ہے اگر ان میں کمی نہیں آئی تو زیادتی بھی ہرگز نہیں ہوئی ۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے دیانتداری سے یہ کوشش کی ہے کہ ان برائیوں کو روکا جائے ۔ بہر حال اس بات سے بھی مجھے اتفاق ہے کہ صوبائی حکومت کی بھی اپنی کچھ limitations ہیں ۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ غالباً ان کی پالیسی آگے صحیح پروجیکٹ نہیں کی جاتی یا carry-out نہیں کی جاتی ۔ اگر ان کی پالیسی کو صحیح طریقہ سے carry out کیا جائے اور سیکرٹری صاحبان یا متعلقہ عملہ سے اس پر عملدرآمد کروایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کو اس قسم کی شکایات کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ۔

جب امن کی انسان نے قسم کھائی ہے ۔
لب ابلیس پر ہلکی سی ہنسی آئی ہے ۔

تو یہ تو ہوتا رہتا ہے ۔ ہم ہمیشہ امن کی کوشش کریں گے تو دوسری طاقتوں کی ہمیشہ یہی کوشش ہوگی کہ ان کو sabotage کیا جائے ۔ ان حالات میں گورنمنٹ کو مورد الزام ٹھہرانا ٹھیک نہیں ہے ۔ بہرحال ہمیں اس بحث سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اگر فاضل اراکین حزب اختلاف ہمیں معقول تجاویز اور مشورے دے رہے ہیں تو ان کو ہمیں ٹھنڈے دل سے غور سے سننا چاہیئے اور اگر ہماری انتظامیہ میں کچھ نقائص ہیں تو ان کو دور کرنا چاہیے ۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ ہماری موجودہ حکومت مجموعی طور پر اپنی طرف سے بہترین کوشش کر رہی ہے اور اس کی طرف سے کوئی غفلت نہیں ہے کوئی جرائم پروری نہیں ہے بلکہ یہ جو برائیاں ہیں یہ بہت پرانی ہیں اور آپوزیشن اور ہم نے ان کو آپس میں مل ملا کر دور کرنا ہے اور ان کو معاشرے سے صاف کرنا ہے ۔ مجھے صرف اتنی ہی عرض کرنی تھی ۔
شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری محمد یعقوب خان ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ چوہدری جمیل حسن خان منج وہ بھی ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

Chaudhari Muhammad Yaqoob Awan (Lyallpur-10) : Mr. Speaker Sir, this relates to a matter of pleasure that the present Government is liberal enough to allow a discussion on the law and order situatiou in the Province of Punjab. Sir, my respectful submission is that so far as the constructive work and the solid work of the Government is concerned, the credit that is due is not being given to it in the Opposition circles. Mr. Speaker Sir, I think the Government is doing its level best to maintain law and order in the Punjab but the extent to which it has succeeded may be a debtable question as between Opposition and the Government benches.

Sir, I would like to make three respectful submissions which I must say will be looked into. Firstly, the so-called police encounters in Punjab to which I have drawn the attention of of the Government not only once or twice but I have drawn the attention of the Government time and again in the previous sessions too that these police encounters amount condemnation without trial and they must stop, they should be cursed on all hands I am extremely sorry to say that these police encounters were at their full height in the times of Mr. Ghulam Mustafa Khar and they were svbsided during the period of the next Chief Minister Mr. Muhammad Hanif Ramay, but again the tide is up and police encounters have taken place too in Lyallpur, one in Chiniot and the other in Kasur and likewise in so many other places. Mr. Speaker Sir, my respectful submission in this case is that not even a single case has been registered by the Government against the police in anp one of these police encounters and it was fair enough for the Government to at least register one case throughout Punjab so far as these police encounters are concerned.

(Applause from Opposition benches)

My submission is that this is not the first time that I am making th s submission. I think, this is the third time in this very august House that I am drawing the attention of the Government because such inaction on the part of Government with respect to these encounters, Mr. Speaker, I must say gives a wrong impression to the public that the Government is running on the support of the police and the Security Force and not on the support of the public opinion. It is in the interest of Government that we should call a stop to these encounters.

Number two, I would like to say something about the fourth amennment in the Constitution. These two issues the law and order issue and at least a part of the fourth amendment in so far as it relates to the admission of bails I must say are inter-connected. One has got incidence over the other issue and in this respect I most respectfully submit, nobody can deny the competence of the National Assembly or the Constitution Assembly to such such an amendment or to amend the Constitution in any manner it likes. The dispute

is only as to its advisibility, as to its propriety and that by it seif .....

Mr: Speaker : I don't think if this is the forum for expressing its advisibility.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : In connection with its relevancy I refer to the statement of Honourable Mr. Justice Sardar Muhammad Iqbal.

Mr. Speaker : I don't say that you cannot say it but this is not the proper place.

Chaudhri Muhammad Yapuub Awan : I am trying to point out the relevancy if I may kindly be permitted for just a minute I will try to convince your hononr by quoting the statement of Honourable Mr. Justice Sardar Muhammad Iqbal, Chief Justice of the Lahore High Court. He says—

امن و امان برقرار رکھنے کے لیے آزاد عدلیہ کا
ہونا ضروری ہے - جج کی حیثیت کو متاثر کرنے
والی کوئی بھی چیز جمہوریت کے لیے نقصان دہ ہے

This is the issue of Nawai Waqt, dated 13th December, 1975. It is only in that context that I have referred to it.

Next Mr. Speaker, I think, a reference has been made to the FSF. My submission is that very few people understand the philosophy behind the creation of this force. So far as I think, this force was created to avoid the repetition of any Martial Law Regime in the country becaush the Police, at times, was found to be inadequate to maintain the Law and order and if Military was called in, there was every apprehension that acording to thd past history of this country, the so-called Military Regim might set in. It was for this reason that this FSF- was created and it exists in other countries also. It is only the question of the use of that force. If it is misused, naturally, it becomes a debatable question between the Opposition and the Government but if it is not misused then, I must say, it is an indispensible force for the maintenance of law and order in the country.

Thank you very much

مسٹر سپیکر ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد (بہاولپور ۔ 4) ۔ جناب سپیکر ۔ آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ جہاں تک میری ذات ۔ میرے سیاسی افکار اور سیاسی عقائد کا تعلق ہے میں پیپلز پارٹی کا فکری آپوزیشن ہوں ۔ میں کسی ذاتی مخاصمت ۔ کسی ذاتی عداوت یا احساس محرومی کے پیش نظر اس بینچ پر نہیں بیٹھا ہوں ۔ مجھے افراد اور اشخاص سے کوئی بحث نہیں ۔ مجھے پیپلز پارٹی گورنمنٹ کے متعلق جو کچھ کہنا ہے وہ میں گذارش کروں گا ۔

جناب سپیکر ۔ میں نے پیپلز پارٹی پر تنقید اور احتساب کا فرض اس وقت ادا کیا جب بہت کم ساتھی اس فرض کو ادا کرنے کے لیے تیار ہوئے تھے ۔ آج وقت مختصر ہے ۔ موضوع اہم ہے اور بولنے والے زیادہ ہیں اس لیے اجمال سے کام لینا چاہیے ۔ جناب والا ۔ اس صوبے میں جو تمام واقعات رونما ہوئے ہیں ان سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی ۔ سب سے پہلے انتظامیہ کو مفلوج کرنے کے لیے پیپلز پارٹی نے اکیس سو ملازمین کو کسی چارج شیٹ کے بغیر اور un-heard برطرف کیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب ۔ کوئی موجودہ صورت حال کی بات کریں آپ نے تو 1970ء کی بات شروع بات کر دی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں اسی سے بات شروع کر رہا ہوں ۔ میں بالکل متعلقہ ہوں اور within the four-corners ہوں ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس سے انتظامیہ کو یہ تاثر دیا گیا کہ وہ سرکاری ملازم نہیں ہیں ۔ انہیں سرکاری فرائض ادا نہیں کرنے ان کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ امن و امان قائم رکھیں ۔ ان کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ نظم و نسق کو صحیح طور پر چلائیں بلکہ ان کو یہ تاثر دیا گیا کہ وہ پیپلز پارٹی کے سیاسی کارکن ہیں اور ان کو سیاسی خدمات انجام دینی ہیں ۔ یہ پہلا واقعہ تھا جس نے انتظامیہ کو مفلوج کیا ۔ اس کے بعد جناب آپ کو معلوم ہے اور قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان سے معذرت کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ جس آپوزیشن کو غیر موثر ۔ غیر فعال ۔ بیکار ۔ ازکار رفتہ ۔ دریدہ بریدہ بلکہ باراں دیدہ سمجھا جاتا تھا اس نے ڈاکٹر نذیر شہید کے خون کا بھی

حساب مانگا ۔ اس نے خواجہ رفیق کے خون کا حساب مانگا ۔ اس نے نذیر جاوید کے خون کا حساب مانگا اور آج میں اپنے ساتھیوں جناب میاں افتخار احمد تاری اور چوھدری محمد ارشاد اور دوسرے لوگ جو اغوا کیے گئے ہیں اور گورنمنٹ کی اس بات پر کوئی آدمی یقین کرنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ وہ روپوش ہوئے ہیں بلکہ جن کو اغوا کیا گیا ہے ان کے متعلق آج میں اس حکومت سے حساب مانگتا ہوں کہ یہ حساب دے ۔

جناب والا ۔ جہاں تک نظم و نسق کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ نظم و نسق کی بربادی نقطہ عروج کو پہنچ چکی ہے ۔ میں تو بڑی دیانت و امانت کے ساتھ اور بڑے وثوق کے ساتھ آپ کو یہ عرض کرنی چاہتا ہوں گو مجھے جیسے بے ہمت کو صبح یہ ہمت نہیں ہوتی کہ میں کوئی خبر پڑھ سکوں ۔ ہر اخبار کے پہلے صفحے پر یا تو ڈکیتی یا چوری یا قتل اور اس قسم کی خبریں ہوتی ہیں جو نہایت ہی اندوھناک ۔ روح فرسا اور روحانی اذیت کے باعث ہوتی ہیں ۔ ان کے لیے میں دو ہی چیزیں تجویز کر سکتا ہوں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سرکاری افسروں کو اپنا سیاسی کارکن نہ بنائیں ۔ ان کی دیانت اور امانت پر اعتماد کریں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس ملک کا نظم و نسق اس وقت تک کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا اس کو کوئی گورنمنٹ ٹھیک نہیں کر سکتی اور جرائم کا انسداد نہیں ہو سکتا جب تک آئین میں دی گئی ہدایات کے ماتحت اسلامی تعزیرات نافذ نہ کی جائیں ۔ صرف اسلامی تعزیرات ہی ہیں ۔ جو جرائم کا انسداد کر سکتی ہیں ۔ میں نہایت اہم اطلاع جناب والا کے توسط سے اس طرف اور اس طرف بیٹھنے والے دوستوں کی خدمت میں پیش کرنی چاہتا ہوں ۔ میں سعودی عرب میں امن عامہ کا تذکرہ کرتا ہوں وہاں کے نظم و نسق اور قانون کی بالا دستی کا تذکرہ ہوتا ہے وہ کسی فرد واحد کی کرامات نہیں ہے بلکہ وہ کرامات اور معجزہ ان قوانین کا ہے جن پر عمل درآمد کر رہے ہیں وہ یقیناً ہمارے لیے مشعل راہ بن سکتے ہیں ۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ سعودی گورنمنٹ کی چالیس سالہ حکومت میں صرف 13 ہاتھ کٹے اور پورے ملک میں سے چوری ختم ہو گئی جہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس ملک کے اندر تعزیرات اسلام کے نافذ کرنے سے اس ملک کے ساڑھے سات کروڑ عوام میں سے سات کروڑ عوام کے ہاتھ کٹ جائیں گے ۔

-مسٹر سپیکر ۔ 50 لاکھ کو کیوں چھوڑ دیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ ان پچاس لاکھ میں آپ بھی اور طالب حسین صاحب بھی آ جاتے ہیں (قہقہہ) تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ دو صورتیں ہیں ۔ جو مثبت اور تعمیری تجاویز ان کی خدمت میں پیش کی ہیں اگر یہ عمل درآمد کریں تو نظم و نسق بحال ہو سکتا ہے اور قانون کی بالا دستی قائم ہو سکتی ہے ۔ اور ہم اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کا فخر حاصل کر سکتے ہیں ۔ اس وقت حزب اقتدار کو اس بات پر اصرار نہیں کرنا چاہیے کہ نظم و نسق کی حالت بہتر ہے جیسا کہ دوستوں نے کہا ہے کہ نظم و نسق کی حالت بہتر نہیں ہے ۔ بنکوں میں ڈاکے پڑ رہے ہیں ۔ سر راہ آدمی چل نہیں سکتا اب تو گاڑیوں پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ چوروں سے خبردار رہیے ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ حزب اقتدار کے دوست یہ خیال کریں گے کہ وہ تعزیرات اسلام کو اس ملک میں نافذ کرے ۔ اور سرکاری ملازمین کو اس بات کی اجازت نہ دیں کہ وہ سیاسی کارکن بنیں ۔ ان کی ملازمت کو تحفظ دینا چاہیے اور ان پر اعتماد کرنا چاہیے اور کالی بھیڑیں ہر جگہ ہوتی ہیں جو بد دیانت بے ایمان لوگ ان کی نظر سے گذریں یا کوئی خیانت کرے ان کا احتساب کرنا چاہیے اور حزب اختلاف بھی اس کام میں ان کا ساتھ دیں گے اور اس کی حمایت کریں گے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) (پی پی 183 حلقہ خواتین ۔ 3) ۔ جناب سپیکر آج اس معزز ایوان میں امن عامہ پر بحث ہو رہی ہے ۔ جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے ۔ کسی ملک میں کسی بھی شہر میں کسی بھی معاشرہ میں کسی بڑے قصبے میں امن عامہ کو برقرار رکھنا نہایت ضروری ہے اور یہ صوبائی فریضہ بھی ہے ۔ کوئی بھی ملک کوئی بھی قوم کوئی بھی صوبہ کوئی بھی شہر کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا جب تک ہر شہری کی عزت و آبرو کی حفاظت نہ کی جائے جب تک قانون کی پیروی نہ کی جائے ۔ جب تک انسداد جرائم نہ کیا جائے ۔ جب تک سماج دشمن عناصر کی سرگرمیوں کا قلع قمع نہ کیا جائے ۔ بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آج اس معزز ایوان میں کچھ اس قسم کا تاثر دیا گیا ہے ۔ جیسے حکومت امن عامہ کو برقرار رکھنے

کی پابند نہیں ہے ۔ یا برقرار رکھنا نہیں چاہتی یا پھر حکومت کو امن عامہ سے سروکار نہیں کوئی واسطہ نہیں ۔ کوئی دلچسپی نہیں ۔ مگر یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس قسم کا الزام موجودہ عوامی حکومت پر عائد کیا گیا ہے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ عوامی حکومت عوام کی اپنی حکومت ہے ۔ آج جو لوگ برسراقتدار ہیں وہ عوام میں سے ہیں پھر یہ کیسے مان لیا جائے کہ حکومت عوام کی بہتری یا فلاح و بہبود یا خوشحالی نہیں چاہتی ۔ موجودہ حکومت عوام کی اپنی حکومت ہے اور وہ اپنے فرائض سے کبھی بھی پہلو تہی نہیں کر سکتی ۔ موجودہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ معاشرہ میں تمام تر برائیوں کا خاتمہ کیا جائے معاشرہ میں سے بدعنوانیوں کا خاتمہ کیا جائے اور معاشرہ میں ہر قسم کی اصلاح کی جائے ۔ جناب سپیکر ۔ حکومت اپنے عوام کے خلاف نامناسب یا ناموافق اقدامات نہیں کر سکتی ۔ کوئی بھی حکومت یہ نہیں چاہتی کہ اس کے عوام خوشحالی اور فلاح و بہبود کی زندگی بسر نہ کریں بلکہ حکومت معاشرہ کی اصلاح چاہتی ہے تشکیل نو چاہتی ہے حکومت چاہتی ہے کہ چوری ڈاکہ زنی ۔ سمگلنگ اور رشوت خوری کا خاتمہ کیا جائے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو یہ بتانا ضروری سمجھتی ہوں آخر آپ کو دیکھنا ہوگا کہ معاشرہ کیا چیز ہے ۔ معاشرہ آسمان سے اتری ہوئی کوئی چیز نہیں ہے ۔ معاشرہ کس چیز کا نام ہے ۔ معاشرہ کسی شے کا نام نہیں ہے ۔ معاشرہ کیا ہے ؟ ہم سب نے اس معاشرہ کو مل جل کر بنانا ہے ۔ حزب اختلاف کے معزز اراکین بھی اس معاشرہ میں شامل ہیں ۔ معاشرہ میں مزدور ۔ امیر و غریب ۔ بوڑھے بچے سب ہی شامل ہیں ۔ اگر یہ سوچ لیا جائے کہ معاشرہ کی تمام تر برائیاں جو ہیں ان کو ختم کرنا ہے تو یہ صرف اور صرف حکومت کا ہی فرض نہیں ہے بلکہ ہم سب نے مل جل کر پہلے اپنے آپ کو صحیح کرنا ہوگا ۔ اس کے بعد معاشرہ کی اصلاح کرنا ہوگی ۔

جناب والا ۔ ہر اچھے شہری کا فرض ہے کہ وہ معاشرہ میں بدعنوانیوں ۔ بداخلاقیوں ۔ بدانتظامیوں اور برائیوں کا خاتمہ کرے ۔ تاکہ ملک اور صوبہ خوش حال ہوسکے ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ کسی بھی جمہوری ادارے ۔ کسی بھی جمہوری ملک میں حزب اختلاف کا ایک بڑا اہم کردار ہوا کرتا ہے ۔ بہت اہم رول ہوا کرتا ہے ۔ وہ اپنے قیمتی مشورے میں اپنی

تجاویز پیش کریں تا کہ حکومت ان کی جو تجاویز ہیں ان کے جو خیالات ہیں ۔ اس سے آگاہ ہو سکے اور اس کی روشنی میں تمام برائیاں کی وجوہات کو زیر غور لایا جا سکے ۔ تا کہ معاشرہ کی اصلاح ہو سکے ۔ آج کا دن امن عامہ تقاریر کے لیے مختص کیا گیا تھا ۔ بعض معزز اراکین نے اس کو سیاسی صورت حال کی طرف لے جانے کی کوشش کی ہے ۔ جس کے جوابات ان کو مل گئے ہیں ۔ میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتی ۔ جناب والا ۔ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اور تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ و سلم نے حکومت کے نظام کو کس طرح سے چلایا ۔ آپ دونوں جہانوں کے بادشاہ تھے ۔ انہوں نے کس طرح سے معاشرہ کی برائیوں کا خاتمہ کیا ۔ ہمیں بھی چاہئے کہ اس درخشاں باب کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں ۔ لہذا معاشرے کے ہر فرد پر یہ لازم کہ وہ اخلاق اور ضمیر کے اصولوں کا پابند رہے ۔ نیکی بدی کی تمیز کرے ۔ امانت و دیانت کے قواعد کو اپنائے ۔ خدمت خلق کو اپنا شیوہ بنائے ۔ سخاوت اور فرض شناسی کی پیروی کرے اور اپنے عمل کے ساتھ معاشرے کی اصلاح کرے تو میں سمجھتی ہوں کہ اگر اس طرح سے ہم معاشرہ کی اصلاح کے سلسلے میں حکومت کے ساتھ تعاون کریں تو انشا اللہ بہت جلدی ہمارے امن عامہ کا مسئلہ حل ہو جائے گا ۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا ہے
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر طاہر احمد شاہ ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ (لائل پور ۔ 3) ۔ جناب والا ۔ آج اس صوبے میں امن عامہ کی جو بدترین صورت حال ہے یہ کسی ذی شعور شخص سے مخفی نہیں ۔ آئے دن چوریاں ، ڈکیتیاں ، راہ زنی ، ٹرینوں پر ڈاکے ، بنکوں پر ڈاکے ، قتل و غارت سیاسی گروپ اور سیاسی انتقامی کارروائیوں کا جو سلسلہ جاری ہے ۔ وہ کسی بھی مہذب معاشرے کے لیے خوش آئند بات نہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات کی ۔ سب سے بڑی وجہ رشوت کا انتہا اور عروج پر پہنچ جانا ہے اور آج کے دور میں سماج دشمن عناصر ، رشوت دلال ، بدعنوان ، بدکردار لوگوں کی جو صاحب اقتدار لوگوں تک رسائی ہے اور ان بدعنوان

عناصر کو ، حکومت کے خوشامدیوں کو ، حکومت کرنے والے ٹولہ کی ناجائز مراعات اور تحفظ حاصل ہے اس کی وجہ سے حالات یہاں تک پہنچے ہیں ۔ جناب والا ۔ وہ انتظامیہ جس کا مقصد عوام کی جان و مال کا تحفظ کرنا ہوتا ہے اور قانون کی عملداری کا کام اور قانون کے تقاضوں کو پورا کرنے کا کام جس کے ذمہ ہوتا ہے جب ان کو ان کے اصلی کام سے ہٹا کر ان کے ذریعے انتقامی کارروائیاں کرانا ، اپنے سیاسی مخالفین کو دبانا اور اپنے سیاسی مخالفین کی زبان بند کرانا ہو اور جب حکومتی ٹولہ انہیں ان انتقامی کارروائیوں کے لیے استعمال کرے گا ، تو جب حکومت کے ارکان کی ناجائز خواہشات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اور حکومت کے مخالفین کو ذلیل کرنے کے لیے جب انتظامیہ افراد ، افسران اور اہلکار شامل کئے جائیں گے تو انہیں ان کی خوشنودی تو حاصل ہو جاتی ہے اور حکومتی ٹولہ کے اراکین کے وہ اہلکار ہوتے ہیں تو وہ ان کے خوشنودی حلقہ میں داخل ہو جاتے ہیں ، تو انہیں ان کا محاسبہ کرنے کی ہمت نہیں پڑتی بلکہ وہ reciprocal basis پر ان کی ناجائز خواہشات کی تکمیل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں ۔ جناب والا ۔ آج کے دور میں جب کہ معزز ارکان کو دن دھاڑے اغوا کر لیا جاتا ہے اور بے شرمی کی انتہا ہے کہ ان کے اغوا کو تسلیم تک نہیں کیا جاتا ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر موجودہ حکومت میں رتی بھر بھی غیرت ہے ، اگر وہ اپنے آپ کو ایک عوامی حکومت ہونے کا دعویدار سمجھتی ہے اور اس میں رتی بھر بھی اخلاقی جرات باقی ہے تو اسے یا تو بر ملا ان خرابیوں کو تسلیم کر لینا چاہیے ۔ اگر وہ اپنے آپ کو عوامی سمجھتی ہے ، اگر وہ سمجھتی ہے کہ نمائندہ حکومت ہے تو پھر انہیں برآمد کرے ۔ ہم بار ہا یہ مطالبہ کر چکے ہیں ۔ عوام ان کی دلیل کو تسلیم نہیں کرتے کہ وہ ارکان اسمبلی اور دیگر سیاسی کارکن اپنے طور پر رو پوش ہو گئے ہیں ۔ یہ ان کا غلط پروپیگنڈا ہے اور عوام ان کی اس پر قطعی طور کان دھرنے کے لیے تیار نہیں ۔ جناب والا ۔ میں حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ایک وقت مقرر کرے اور یہ اس کی اخلاقی ، آئینی ، سماجی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی شخص ، ایک عام شہری کے متعلق الزام لگاتا ہے کہ اسے اغوا کر گیا ہے ، اسے غائب کر دیا ہے ، تو حکومت اسے برآمد کرے ۔ تو اس کے لیے وقت مقرر ہونا چاہیے ۔ اگر آپ انہیں برآمد

کرنے اہلیت نہیں رکھتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو مستعفی ہو جانا چاہیے کیونکہ وہ اس قابل نہیں کہ وہ ان معزز ارکان کے جان و مال کا تحفظ کر سکے۔

جناب والا ۔ کون نہیں جانتا کہ جب حکومتی پارٹی کے کچھ ارکان اپنے سیاسی اختلافات کی بنا پر اور اصولی اختلافات کی بنا پر اس پارٹی سے مستعفی ہو کر اپوزیشن کے بنچوں پر جانا چاہتے ہیں تو ان کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا جاتا اور جب وہ حکومتی پارٹی میں پہنچتے ہیں تو پھر وہ اچھے ہو جاتے ہیں ۔ جب اپوزیشن میں ہوتے ہیں تو دنیا بھر کی برائیاں ان کے ذمہ ڈال دی جاتی ہیں ۔ ڈاکٹر حلیم رضا اس ایوان کے ایک معزز رکن ہیں ۔ ان کے ساتھ کیا ہوا ؟ ان کی بیوی کے خلاف ایک مقدمہ قائم کیا گیا اور جب وہ پھر حکومتی پارٹی میں چلے گئے تو مقدمہ سرد خانے میں پڑ گیا اور ان کا دامن بھی پاک ہو گیا ۔ جناب والا ۔ یہاں بہت سے ایسے واقعات ہیں ۔ چھ انور سمہ صاحب کے ساتھ کیا کیا گیا ۔ امان اللہ لک کے ساتھ کیا کیا گیا ۔ میں اپنی بات نہیں کرتا جناب والا ۔ خاکوانی صاحب کے ساتھ کیا کیا گیا ۔ ہمارے سرندامت کی وجہ سے عوام کے سامنے جھک جاتے ہیں جب وہ موجودہ حکومت کی غلط کاریوں کی وجہ سے اور اس کی کارستانیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے حالات کے متعلق بات کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک مختار احمد اعوان ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ ۔ جناب ۔ ابھی تو میری تقریر ختم نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے آٹھ منٹ ہو گئے ہیں ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ مجھے تقریر تو مکمل کر لینے دیں ۔

Mr. Speaker : Don't inflict your speech on the Hon'ble Members of this House.

Pleaes resume your seat.

مسٹر طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ اس میں غصے میں آنے کی بات نہیں ۔

Mr. Speaker : Then you should learn how to speak in the House.

Please resume your seat...Please resume your seat. I have requested you thrice to resume your seat.

مسٹر طاہر احمد شاہ ۔ جناب ۔ ذرا تحمل سے بات کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تحمل سے بات کر رہا ہوں ۔

Will the Hon'ble member resume his seat. Yes ! Malik Mukhtar Ahmad Awan.

(Interruption by Syed Tahir Ahmad Shah)

That is over now. I can't give you that much indulgence. Please resume your seat.

مسٹر طاہر احمد شاہ ۔ جناب ۔ میں نے کیا کہا ہے ۔

Mr. Speaker : Please resume your seat. You don't deserve it. You are the last person in the House to deserve it ... ...Please resume your seat. Malik Mukhtar Ahmad Awan is already on his legs.

ملک مختار احمد اعوان (ملتان ۔ I) ۔ جناب سپیکر ۔ آج اس معزز ایوان میں حکومتی پارٹی نے اس بات کا ثبوت مہیا کیا ہے کہ صوبے میں امن و امان کی صورت حال پر دونوں جانب سے کھل کر بات کی جائے ۔ جناب والا ۔ اس معزز ایوان میں دونوں جانب سے فاضل ارکان نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ میں صرف یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ کون سی ایسی حکومت ہوا کرتی ہے جو اقتدار میں رہتے ہوئے عوام کی خواہشات کے تابع رہتے ہوئے خود یہ کوشش کرے کہ ملک کے سب سے بڑے صوبے میں امن و امان کی صورت حال خراب ہو ۔ کوئی حکومت یہ نہیں چاہتی کہ امن عامہ کی صورت حال کو خود خراب کرے ۔ حضور والا ۔ اگر آج کی اس بحث کا لا اینڈ آرڈر کی situation اور صوبے کی سیاسی صورت حال کو بریکٹ کر کے تجزیہ کیا جائے گا تو پھر بحث کسی اور رخ کی جانب چلی جائے ۔ حضور والا ۔ یہاں پر اس معزز ایوان میں بالکل یہی کہا گیا کہ جناب قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں ایک سو بیس بار یہ کہا کہ جو حکومت یہ نہ کر سکے وہ

حکومت یہ نہیں ہو سکتی ۔ جو حکومت یہ نہیں کر سکتی ، وہ اقتدار چھوڑ دے ۔ حضور والا ۔ یہ ایک آئینی حکومت ہے ۔ کیا ایسے الزامات لگ جانے سے حکومت اقتدار چھوڑ دیا کرتی ہے ۔ یہ آئینی حکومت ہے جس نے ملک کو ایک مستقل آئین دیا اور پھر مجھے حیرت ہے کہ اقتدار چھوڑ دینے کی بات تو کی گئی لیکن قائد حزب اختلاف کی طرف سے کوئی تجویز نہیں دی گئی کہ اگر اس طرح کیا جائے تو ملک میں امن عامہ کی صورت حال درست کی جا سکتی ہے ۔ حضور والا ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ لاہور شہر میں ڈکیتی بھی ہوئی ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ حادثات بھی ہو رہے ہیں اور قیمتی جانیں روز ضائع ہو رہی ہیں ۔ کیا پھر قائد حزب اختلاف کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ اور قائد حزب اقتدار دونوں بیٹھ کر ہم مشورہ ہو کر ان تمام حالات کو درست کریں ۔ لیکن یہاں پر تو سیاست کی بات کی گئی ۔ یہاں پر میرے ایک معزز رکن نے قائد اعظم کی تصویر کو گواہ بنا کر یہ کہا کہ بر صغیر کے وہ غریب مسلمان تھے ، محنت کش مسلمان تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا تھا ۔ جنہوں نے پاکستان بنایا تھا ۔ اس حد تک میں معزز رکن نذر حسین منصور ، کہ جس کو یہ انقلابی زبان ذوالفقار علی بھٹو نے عطا کی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جن کو انقلابی شعور ذوالفقار علی نے عطا کیا ہے ، میں ان کے ان جملوں کا احترام کرتا ہوں ۔ میں ان کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہوں ۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے اپنے دوست سے بڑے ادب سے یہ بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی کے بڑے زمینداروں یا پاکستان پیپلز پارٹی کے اندر جاگیرداروں سے خائف ہو کر آپ نے یہ سیٹیں چھوڑی ہیں تو پھر حیرت ہے کہ آپ نے پیر پگاڑو کی قیات تسلیم کی ہے اور اس بڑے جاگیردار کے پیروں میں جا کر بیٹھے ہیں جو نہ کبھی ترقی پسند تھا اور نہ ترقی پسند ہو سکتا ہے ۔ لیکن جس کا ایمان ہے کہ رجعت پسندانہ قوانین یہاں نافذ کیے جائیں ۔ میں یہ بات ہرگز نہ کرتا اگر اس بحث کو امن عامہ کی بحث تک محدود رکھا جاتا ۔ اگر سیاست کی بات کی گئی ہے تو یہ بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ کہا گیا کہ جناب حنیف رامے کو پھر دوبارہ سینیٹر کیوں بنایا گیا ۔ کہا گیا کہ جناب مصطفیٰ کھر کو دوبارہ گورنر کیوں بنایا گیا ؟ حضور والا ۔

کیا میں ان فاضل اراکین سے یہ پوچھ سکتا ہوں جو ان بینچوں سے اٹھ کر ادھر گئے ہیں ، جنھوں نے کوئی تعمیری تنقید نہیں کی ، جو تعمیری تنقید جانتے نہیں ، کیا ان سے میں پوچھ سکتا ہوں کہ حنیف رامے جب تک اقتدار میں رہے اس وقت تک تو پاکستان پیپلز پارٹی درست تھی ۔

Mr. Speaker : Let us come to the today's debate.

ملک مختار احمد اعوان ۔ حضور والا ۔ میں ایک فاضل رکن کو جواب دے رہا ہوں ۔ جنھوں نے یہ باتیں کیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے جواب دے لیا ہے ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ حضور والا ۔ اگر آج کی بحث کو personal likings and dislikings پر آپ نے محدود کرنے کی اجازت دی تو امن عامہ کی صورت حال کو درست کرنے کے لیے کوئی بھی تعمیری تجویز کسی بھی طرف سے نہیں آ سکے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے آپ کو اس لیے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے not that you are relevant ۔ میں نے اس لیے کہا ہے کہ وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ آپ شاید پوری کاپی پوائنٹ کی لکھی ہوئی ہے ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا وقت قریب آتا جا رہا ہے ۔ (قہقہہ)

Mr. Speaker : Not that you are not relevant.

ملک مختار احمد اعوان ۔ حضور والا ۔ میں نہایت احترام اور ادب سے آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا کہ فاضل اراکین جو کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے تھے آج اگر اس جانب تشریف رکھتے ہیں ، اپنی سیٹ چھوڑ کر گئے ہیں تو وہ کوئی تعمیری تجویز پیش کریں کہ لا اینڈ آرڈر کی صورت حال کو کس طرح درست کیا جا سکتا ہے ۔ پنجاب کے موجودہ حکومت کے وزرا اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ صدق دل سے ، بڑے خلوص سے ان کی تجویز پر عمل درآمد کریں گے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو درست کرنے کے لیے کوشش کریں گے ۔

مسٹر چھ اشرف ۔ اگر صورت خراب ہے تو ہمارے تجاویز دینے سے پہلے ہی تسلیم کر لیں ۔

Mr. Speaker : No interruptions. I do not expect it at least from these members who have called for this debate.
میں بڑا مطمئن ہوں آج کم از کم حزب اقتدار کی طرف کے کسی کو interrupt نہیں کیا گیا اور میں توقع کرتا ہوں کہ حزب اختلاف بھی اسی طرح interrupt نہیں کرے گی ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ جناب والا ۔ آئین ، قانون اور اخلاقیات کے تمام تقاضے یہ ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ ہم جس آئین کو نافذ کر چکے ہیں آئین کو صحیح صورت میں اور زیادہ effective انداز میں نافذ کیا جائے اور پھر صورت حال درست ہو سکتی ہے ۔

حضور والا ۔ میں آخر میں یہ بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہاں پر آزادی ضمیر کی بات کی گئی ۔ آزادی ضمیر relative term میں یہ ہے کہ ہمارے دوست جب تک ہمارے ساتھ تھے اس وقت تک ضمیر کی آزادی تھی جب وہ ہمارے ساتھ نہ رہے تو ضمیر کی آزادی سلب کر دی گئی ہے ۔ اسی طرح اگر انصاف کی بات کی جاتی ہے ۔ انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے justice it self is a relative term ایک شخص جس کو کہ سب کچھ ملتا ہے ، اس کے لیے انصاف مکمل ہے ۔ جس کو کچھ نہیں ملتا اس کے لیے انصاف نامکمل ہے ۔ تو میں مودبانہ گزارش کروں گا کہ خدا کے لیے ، احساس محرومی یا اس شکست کو ذہن میں رکھ کر ڈیبٹ میں حصہ نہ لیجیے ، بلکہ تعمیری تجاویز پیش کیجئے جو کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب تسلیم کریں گے اور صوبے میں امن عامہ کی صورت زیادہ درست ہوگی ، نہ صرف درست ہوگی ، بلکہ حکومت ایسے حالات پیدا کرے گی کہ کسی بھی فرد کو شخصی سیاست کو بروئے کار لاتے ہوئے یہاں پر حالات خراب کرنے اجازت نہ دی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : (Rahimyar Khan-7) Mr. Speaker Sir, today is a very important day because we are

debating the issue of law and order in the province. Punjab is the biggest province of the country and the law and order situation has its relevance with the Constitution of the country. The Constitution was primarily based on ideologic basis on which Pakistan was created and one of the basic ideologies of Pakistan was that it will have an Islamic character. And in Islam the biggest significance given is to justice and justice alone. Anything without justice renders the Government incompetent to govern the State. I have heard the hon'ble Ministers, former Ministers and I was very happy to hear Mr. Muhammad Yaqoob Awan who gave realistic and very constructive suggestions and gave his honest opinion. Mr. Mukhtar Awan has invited certain suggestions from the Opposition as to who we can improve the law and order situation in the country. Not that these is dearth of these we have plenty to offer but will these be accepted? My belief is that you can only restore law and order if the executive and judiciary are independent and they have the security of tenure. As Allama Arshad has said that once the executive is fearing their own insecurity, they can never do justic to anybody. They are then tools in the hands of the Government to victimise the people. Mr. Nasrullah Drishak, a young energitic Minister of the Government, tried to make an argument and defend a case which is not defendable by comparing

کہ ہمارے ہاں برائی ہے لیکن دوسرے ملکوں میں اس سے زیادہ ہے۔

It does not justify. If somewhere the sins are more, the sins comparatively less can not be justified. If law and order situation in Bangkok, Calcultta and in America is bad, therefore the situation in Pakistan can be to lerated is no argument. No Sir. My conviction is and I firmly believe in it that in this province, and in this country neither there is law nor there is order. If you want to survive, enforce and encourage democracy which does not exist put an end to a one-sided traffic. T.V. is yours. Prese is yours. Public meetings only you can hold. 144 is all over the country. Governmont officers are your private servants. Federal Secuirty Foece is there to curb the Opposition. It is the Government which itself is the biggest criminal. Let the criminals come out for justic before the people first and then alone everything will go right.

If you want to enforce democracy, allow freedom of speech. Don't use coercive methods against the students. Free the press. Who has brought these economic chaotic conditions? It is because you have become unaswerable to be people. The moment you become democratic, the officers will understand that you will be questioned by the people about your actions. You will rectify your mistakes. You will not sit in glass hours with enclosed rooms. You will have to come out.

To place curbs on the judiciary is one of the most fatal things you can do and you dare suggest that Opposition is destructive and Oppsition is against the interest of the country. Who can believe that the Muslim League out of all the people who created Pakistan can over turn against Pakistan. We believe firmly in the solidarity, integrity of Pakistan and its ideology and any power howsoever strong, be it an individual, be it colective, we shall fight against it to the last.

Now just imagine how you answer on behalf of certain individuals. You call yourselves a People's Party answering on law and order situation. Your own leader says "Where is democracy? When have I promised democracy? When have I given full democracy? It will come gradually". That means, we are being ruled by a strange foreign ruler. This is a Government of foreigner rulers. Then he says Who is People's Party? I am People's Party. And then you feel that you have the authority to control the law and order situation in the province and can be considered answerable when certain things happen under Emergency powers and under the directives of the Central Government which all the provinces are bound to obey, how can you be answerable? There are many things that to inisters are not even aware of. How can they rectify these wrongs? Today we do discuss on the floor of this House, a provincial subject but under the Emergency your powers have been taken away and you are enforcing certain directive to the detriment of the provincial law and order situation, All the accidents, all the smuggling, all the thefts, all the corruption, the price hike, kidnapping, all these have been mentioned here and I would not like to go into details.

But you cannot control them because they are at the behest of somebody else. An inferior Government servant, not even of the rank of a Secretary, does all this. These things are manoeuvred and done by him. They are obeyed by the bureaucracy here which should have been independent of any dictates from the Central Government. If you want to improve conditions, hand over the Federal Security Force to the Army, remove 144, withdraw the 4th Amendment, be answerable to the people, come out in the open

اپنا حساب دیجئے ۔

and then your officers will act fairly and honestly. But when an officer knows that if he does not register a case against me how soever false it may be, how much against his conscience it may be, he will be removed from service, what justice do you expect from that officer. But you must not forget one thing that governments come and governments, go. These seats are not permanent. We have sit in your seats too. We have moved from there into the benches of the opposition. Mr. law Minister you must keep it in mind that a day will come that we might change.

Minister for Law : I will not follow the precedents of my learned friend.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : That I am only suggesting.

Mr. Speaker : You have only one minutes at your disposal.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I am only putting God's fear in them which will not take more than one minute. For God's fear you govern fairly. Today you are not governing. You are ruling and rulers had a very shabby fate in the past. Please learn to govern in the name of justic and then you will find that the Opposition will also be reasonable. But since you are ruling and you do the things that you are doing, we shall continue to oppose you to the end.

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری بشیر احمد موجود نہیں ہیں ۔ حافظ علی اسد اللہ ۔

حافظ علی اسد اللہ (بہاولنگر ۔ 3) ۔ جناب سپیکر ۔ صوبے میں امن عامہ

کی ابتری کے متعلق اس طرف سے بھی اور اس طرف سے بھی کچھ باتیں کی گئی ہیں ۔ قتل ہو رہے ہیں ۔ سمگلنگ ہو رہی ہے ۔ رشوت کی بات کی گئی ہے ۔ یہ ساری باتیں جو پیدا ہوئی ہیں یہ آج پیدا نہیں ہوئیں ۔ یہ پہلے بھی سب باتیں موجود تھیں ۔ بعد میں آنے والی حکومتوں کے دور میں یعنی تقسیم کے بعد جو حکومتیں آئیں ان کے دور میں بھی یہ سب باتیں موجود رہیں اور پیپلز پارٹی کی حکومت کا جو پہلا دور ہے اس میں بھی کچھ اس قسم کی باتوں نے فروغ پایا تھا ۔ بعد میں اب تک ہم ان سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ لیکن ابھی تھوڑے ثرات ان کے باقی ہیں ۔ تاہم میں اپنی طرف سے پیپلز پارٹی کی حکومت کی مکمل صفائی دینے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ میں یہ کہوں کہ بالکل حالات ٹھیک ہیں ۔ یہ انسانی کوشش ہے ۔ ہماری حکومت سنجیدگی کے ساتھ ہر قسم کی اصلاحات کر کے ہر قسم کی چپقلشیں دور کرنے کی کوشش کر رہی ہے مثلاً جاگیردار کا سوال ہے عام مزدور اور محنت کش کا سوال ہے ۔ کارخانہ دار اور مزدور کا سوال ہے ۔ مزارع اور زمیندار کا سوال ہے یہ ایک قسم کی ماضی کی باتیں تھیں جن کی وجہ سے چپقلشیں ہوتی رہتی تھیں ۔ اب ہماری حکومت نے زرعی اصلاحات کی ہیں ۔ لیبر اصلاحات کی ہیں ۔ قانونی اصلاحات کی ہیں ۔ پولیس کے محکمے میں اصلاحات ہوئی ہیں ۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ اس دور میں کام ہوا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ سابقہ دور میں رسہ گیروں کا اثر و رسوخ تھا ۔ ہماری حکومت میں بھی کچھ رسہ گیر زور پکڑ گئے تھے لیکن ہم ان سے بتدریج نجات حاصل کر رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ آئندہ یہاں کسی رسہ گیر کی حکومت پر گرفت مضبوط نہیں ہونے دی جائے گی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں افتخار احمد تاری اور ارشاد احمد خان کے متعلق بات کی گئی ہے ہمیں ان سے ہمدردی ہے وہ جہاں کہیں بھی ہیں خیریت سے ہوں اور خیریت سے واپس اپنے گھروں کو آ جائیں ۔

(قہقہہ)

ہمیں ان سے ہمدردی ہے ۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ کوئی اس طرف سے اگر ادھر چلا جائے حزب اختلاف کی طرف چلے جانے سے وہ حالات اور واقعات

تبدیل نہیں ہو جاتے جو پہلے پیدا ہو تے ہیں ۔ مثلاً میں نے پہلے بھی کہیں ذکر کیا تھا 15 جولائی 1973ء کو جب کہ ایک خاص آدمی کی حکومت تھی جو کہ گورنر بھی ہے اور وزیر اعلیٰ بھی رہے ہیں ان کے پیروکار بھی یہاں موجود ہیں اور وہ اب غیر جمہوری روایات کی اور فاشسٹ نظام کی باتیں کر رہے ہیں لیکن ان کو یاد نہیں کہ میاں منظور احمد موہل اور مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ۔ گولیاں چلائی گئیں اور یہ سب کچھ ایک وزیر اعلیٰ نے کیا اور ہماری جو گورنمنٹ پارٹی کے اراکین ہیں وہ جانتے ہیں کہ اسمبلی پارٹی کی میٹنگ میں انہوں نے اعتراف فرمایا تھا کہ تم ہماری بات نہیں مانتے اس لیے ہم نے تمہارے ساتھ یہ سب کچھ کرایا ہے ۔ تو اس قسم کی باتیں جو ماضی سے یہاں فروغ پا رہی تھیں جن سے ہم نجات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جناب والا ۔ ہم ان باتوں سے ایک دن میں نجات حاصل نہیں کر سکتے ۔

یہاں پر ملازمین کی بات بھی کی گئی ہے ۔ یحییٰ خان کے دور میں اور ہمارے دور میں بھی بہت سے افسران کو جبری طور پر ریٹائر کر دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ گورنمنٹ ملازمین قربانی کے بکرے ہیں ۔ جس طرح سے چاہیں ان کے ساتھ سلوک کرتے رہیں ۔ وہ بھی آخر پاکستان کے شہری ہیں یہ جو عدم تحفظ کا احساس ہو گیا ہے حکومت کا فرض ہے اس کو دور کریں ۔ بغیر جرم کے کسی ملازم کو نہ نکالیں ۔ ہماری ملازمین سے بھی باتیں ہوتی رہتی ہیں ۔ ان میں عدم تحفظ کا احساس پایا جاتا ہے اور اس لیے وہ یہ سوچتے ہیں جو کچھ کمانا ہے فوری طور پر کما لو کیونکہ کچھ پتہ نہیں کب ہمیں ملازمت سے چھٹی مل جائے ۔ اور وہ جائدادیں بنانے کی سوچتے ہیں ۔ اس پر بھی جناب والا توجہ کی ضرورت ہے ۔ پولیس کا طرز عمل بھی مثالی ہونا چاہیے ۔ ان کو اب موجودہ آلات سے مسلح کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن یہ شہریوں پر ظلم کرنے کے لیے نہیں بلکہ شہریوں کی حفاظت کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے ۔ پولیس کا کام شہریوں کی حفاظت کرنا ہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ پنجاب حکومت حسب سابق اور آئندہ بھی ان باتوں کا خیال کرے گی ۔ اس ضمن میں میں ایک خوشگوار بات بھی کہنی چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت نے پولیس کی بڑھی ہوئی توندوں پر بھی توجہ دی ہے ۔ انہوں نے محسوس کیا ہے کہ اگر پولیس والوں کی توندیں اس طرح سے بڑھتی رہیں تو وہ اپنا کام خوش اسلوبی سے نہیں کر سکیں گے ۔ اب ہماری حکومت نے پولیس والوں کے لیے ہدایت

جاری کی ہے کہ وہ اپنی تونڈوں کو ختم کریں ۔ اس لیے اب وہ اپنی تونڈوں کو گھٹا رہے ہیں ۔ جوں جوں یہ تونڈیں گھٹتی جائیں گی خواہ یہ جاگیردار کی تونڈیں ہوں ۔ سرمایہ دار کی تونڈیں ہوں ، رسہ گیر کی تونڈیں ہوں خواہ یہ سیاسی رسہ گیر کی تونڈیں ہوں ۔ توں توں نظم و نسق بہتر ہوتا چلا جائے گا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ معزز رکن نے ممبران کی تونڈوں کے متعلق بھی ذکر کیا ہے اس سے ممبران کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ ممبروں کا نام تو انہوں نے نہیں لیا اگر تو کوئی indirect اس میں involve ہوتا ہے تو اس سے استحقاق مجروح نہیں ہوتا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ پھر تو آپ بھی اس میں آتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اپنی باڈی کی نمائش کے لیے تیار ہوں ۔ اگر تو تونڈ نظر آ جائے جو جرمانہ مقرر کریں گے میں اس کے لیے تیار ہوں ۔ آج بھی میری کمر اور چھاتی میں 7 انچ کا فرق موجود ہے ۔ (قہقہہ)

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ آخر میں میں یہ بھی عرض کر دینی چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ جو سرائیکی صوبہ کے نعرے لگا رہے ہیں اسے بھی ختم کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک (گجرات ۔ 8) ۔ جناب والا ۔ میں نہایت دکھ کے ساتھ اور تہہ دل سے چند گزارشات عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ آج پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال اچھی یا بری جو بھی ہے سب سے زیادہ دکھ تو اس بات کا ہے کہ پنجاب کی پہلی دو حکومتیں جو تھیں وہ بھی پیپلز پارٹی کی ہی تھیں ۔ میرے فاضل دوستوں نے اس طرف بیٹھنے والے ممبران کے متعلق جو کچھ کہا ہے ۔ مجھے بے حد افسوس ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ہمیں ورثہ میں ملی ہیں جو معاشرہ میں میں سمجھتا ہوں پہلے بھی تھیں اور اب بھی موجود ہیں لیکن ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ

ادھر سے ایک ہی زبان استعمال کی گئی ہے ۔ میرے فاضل دوستوں نے جو اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے جناب چوہدری یعقوب احمد صاحب کی زبان وہی تھی جو انہوں نے پچھلی حکومتوں کے متعلق کہی تھی ۔ حق کی بات کرتے رہے ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست اس وقت بھی یہی کہتے رہے کہ اس وقت کا دور بڑا حسین دور تھا ۔ جناب رامے صاحب کا دور بھی بڑا حسین دور تھا اور اب جناب صادق حسین قریشی صاحب کا دور بھی بڑا حسین دور ہے ۔ بہرحال اس طرف بیٹھنے والے میرے دوستوں نے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنی ذمہ داری نبھا دی ہے ۔ اور شائد نبھاتے رہیں گے ۔ کسی محسن کو یہ بات بتانے کی توفیق نہیں ہوئی کہ یہ ملک کے لیے مہلک اور خطرناک ہے ۔ اگر اس معزز ایوان کے ارکان ہی یہ باتیں چلاتے رہے اور سابقہ حکومتوں کا سہارا لیتے رہے ۔

جناب والا ۔ میں جناب صادق حسین قریشی صاحب کی شرافت اور ان کے نیک دل وزراً کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن یہ مجبور ہیں ۔ میں ان پر حملہ نہیں کر رہا بلکہ تجزیہ پیش کر رہا ہوں ۔ غلط وعدے کرکے طلباء ۔ مالک اور مزارع کے ساتھ جو کچھ ہوا جو توقعات انہوں نے وابستہ کی تھیں وہ غلط ثابت ہوئیں اور یہ ان کو ابھارتے رہے سابقہ حکومتیں ہوں یا موجودہ حکمران عوام سے انحراف کرتے رہے ہیں اور اعتماد کی فضا یکسر ختم ہو کر رہ گئی ہے ۔ انتظامیہ کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ ان کا کام فقط جلسوں میں گڑبڑ پیدا کرنا اور ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے کے خلاف مقدمات بنانا ہے اور ان پر سختی کرنا ہے ۔ اس طرح ان کی بد اعمالیوں پر پردہ پڑتا جا رہا ہے ۔ بلکہ ان کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ موجودہ کابینہ کے شریف وزراء کو کام کرنے کا موقع نہیں دیا گیا ۔ میرے دوست جن پر یہ ذمہ داری تھی کہ وہ عوام پر ظلم و ستم کریں براہ راست سنٹرل گورنمنٹ کے احکامات جاری ہو رہے ہیں انہیں بے بس اور بے کس بنا کر رکھ دیا گیا ہے ۔ اور یہ مجبوراً حکومت کی پالیسیوں کو تحفظ دینے پر مجبور ہیں ۔ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو میں سمجھتا ہوں انہیں ورثے میں ملی ہیں مثلاً پولیس کی زیادتیاں اور جو کچھ جناب خالد ملک صاحب کے ساتھ ہوا میں تسلیم کرتا ہوں اور ہم اس وقت بھی کہتے رہے یہ ظلم ہے لیکن

مجھے حیرانگی اس بات کی ہے آج ظلم کو یہ ظالم کہنے سے بھی عاری ہیں ۔ اب تو اتنا سخت حکم آ چکا ہے کہ ظلم کو ظلم کہنے والے بھی ظالم ٹھہریں گے ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صورت حال امن عامہ کو اور خراب کرے گی ۔ جناب والا ۔ میں اپنے دوستوں سے جو اس طرف بیٹھے ہیں اور پنجاب کے وزراً سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ اصل صورت حال کو دیکھیں ۔ بیشک تنقید کو نہ دیکھیں ۔ مجھے یاد ہے کہ جناب ملک غلام مصطفےٰ کھر صاحب کے الیکشن میں دریشک صاحب کے علاوہ رانا اقبال صاحب جو بڑے انقلابی راہنما ہیں وہ کس طریقہ سے مجبور کیے گئے اور پھر غنڈے رہا کروائے گئے ۔ جناب والا ۔ جس طرح سے پولیس کو جلیاں والا باغ میں استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ۔ اس طرح یہاں بھی پولیس کو پھر کہا گیا ۔ جناب والا ۔ جب وزراً کو حکم دیا جائے اور انہیں مجبور کیا جائے جلسوں میں گڑبڑ کرنے کے لیے تو پھر وہاں کیوں نہ امن عامہ کی حالت خراب ہو ۔ جناب والا ۔ آپ دیکھیں اخلاق طور پر یہ کہاں تک درست ہے ۔ جہاں تک چوہدری ارشاد اور میاں افتخار احمد تاری کا تعلق ہے ہمارے لیے یہ باعث ندامت اور باعث شرم ہے تین ماہ سے یہ ہمارے ممبران اسمبلی گم ہیں ۔ پنجاب گورنمنٹ نے کونسی انکوائری کروانی ہے ۔ آخر یہ معمہ ہے جو اب تک حل نہیں ہو سکا ۔ کیا یہ پنجاب گورنمنٹ کی ذمہ داری نہیں ہے ۔ تین ماہ کے بعد ہائی کورٹ میں حلفیہ بیان دیا جاتا ہے کہ وہ ہمارے پاس نہیں ہیں ۔ پنجاب حکومت کا موقف نہیں بیان کیا گیا ۔ میں کہتا ہوں اسے کھر صاحب لے جائیں چوہدری طالب حسین صاحب لے جائیں کوئی زید یا بکر بھی لے جائے یہ پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے ۔ ڈھائی ماہ سے انہوں نے اپنی یہ ذمہ داری پوری نہیں کی ۔ اس مسئلہ کو حل نہیں کیا گیا اور میں سمجھتا ہوں یہ کسی حکومت کی بے بسی اور بے کسی کی انتہا ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ حلقہ نمبر 6 میں ان مستورات کو جنہوں نے شرم و حیا سے منہ موڑ رکھا ہے ۔ جن کی بے حیائی کی وجہ سے معاشرہ ان سے نفرت کرتا ہے ملک صاحب داد خان نفرت کرتے ہیں ۔ میں بھی ان سے نفرت کرتا ہوں ۔ بلکہ اس طرف بیٹھنے والے دوست بھی نفرت کرتے ہوں گے ۔ ان کی خدمات لی گئیں ۔ مجسٹریٹ صاحبان وہاں پر موجود تھے ۔ انتظامیہ کے

اعلیٰ افسران ان کو وہاں پر لے جانے کے لیے موجود تھے ۔ وہ ان کو پولنگ اسٹیشنوں پر لے آئے ۔ تو اس میں ہمارا کیا بھرم رہ گیا ہے پنجاب حکومت کے رفقائے کار اور جن میں ہم بھی شامل ہیں ۔ ان کا کیا حشر ہوا ۔ اور دوسرے رفقائے کار میں انہوں نے کیا مقام حاصل کیا ۔ ان کی نگاہ میں ان کا کیا مقام ہے ۔ ان غنڈوں کا جن سے کہ الیکشن جیتنا مقصود تھا ان کے سامنے ان کا کیا مقام ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ گو یہ بعض معمولی چیزیں ہوتی ہیں ۔ حکم دینے والے دے دیتے ہیں ۔ لیکن اس کے بعد انتظامیہ کی گرفت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ وہ عنصر ہے جس کی وجہ سے پنجاب میں انتظامیہ کی موجودہ گرفت ڈھیلی ہو گئی ہے ۔ اگرچہ وہ اپنی گرفت مضبوط کرنا چاہتے ہیں لیکن اوپر سے ایسے احکامات آتے ہیں کہ میرے انقلابی دوست اپنی گرفت کو مضبوط نہیں کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ خالد ملک اور خاکوانی صاحب کے واقعات نے ایک بہت بڑے انقلاب کو جنم دیا ہے ۔ میرے دوست جو ادھر بیٹھے ہیں جنہوں نے اسے condum کیا ۔ اس میں وہ رخت سفر باندھ کر چلے گئے ۔ اور آج مظلوم صف باندھے کھڑے ہیں آج اس سے بھی بد ترین واقعات ہو گئے ہیں ۔ مساوات کی جو تصویر آپ کے سامنے ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ۔ اور سیاسی اور انتقامی جذبہ رکھتے ہوئے اور اس کی وجہ سے تمام مشینری کو پولیس کو اور ایف ۔ ایس ۔ ایف کو آپ استعمال کر رہے ہیں ۔ تو میں آپ سے یہ استدعا کروں گا ۔ کہ پولیس اور ایف ۔ ایس ایف کو لوگوں کی عزت اور آبرو بچانے کے لیے استعمال کریں ۔ اسے سیاسی عمل کے لیے استعمال نہ کریں ۔ سیاسی عمل اپنا راستہ خود اختیار کر رہا ہے ۔ یہ قائد عوام کی اور اس کے اس منشور کی خدمت نہیں ہے ۔ اور ان کے ان احکامات کی بجا آوری میں آپ نے پنجاب کو برباد کر کے رکھ دیا ہے ۔ تو میں استدعا کروں گا ۔ کہ وزراء ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے صاحبان تو ویسے ہی اپنے اخلاق اور اپنے ضمیروں کا ساتھ چھوڑ چکے ہیں ۔ اور وہ ضمیریں بھی ان کا ساتھ چھوڑ چکی ہیں ۔ وہ اس لیے ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ اصل میں وہ ملک غلام نبی صاحب کی کوئی پرانی تقریر دھرا رہے ہیں ۔ اس وقت انہوں نے ضمیر پر اعتراض کیا تھا ۔ اب وہ بات کر رہے ہیں ۔ میں نے ان کو نہیں روکا تھا ۔ اب انہیں کیسے روک سکتا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ بہر حال جناب والا ، میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں ۔ بہت درد دل کے ساتھ عرض کر رہا ہوں ۔ اور بالکل صحیح واقعات عرض کر رہا ہوں ۔ آپ بالکل مجبور اور بے بس ہیں ۔ اس وقت جو کچھ وزراء صاحبان ہیں اور فاضل دوست حزب اقتدار میں ہیں ۔ میں ان کا بے حد احترام کرتا ہوں ۔ لیکن ان کے بس میں کچھ نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : There shall be a short tea-break we shall re-assemble at 12.15 P.M. Mr. Rauf Tahir will be the next Speaker.

(اس مرحلہ پر وقفہ چائے کے لیے ایوان کی کارروائی ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد خان خاکوانی ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔ (ملتان ۔ 9) حضور والا ۔ جب ہمارے موجودہ وزیر اعلیٰ اپنے عہدے پر فائز ہوئے تو انہوں نے اپنی پہلی تقریر میں یہ فرمایا کہ صوبے میں امن عامہ کی صورت حال خراب ہے اور تشویش کا اظہار کیا تھا انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ پنجاب میں پولیس کے تھانوں میں پرچے درج نہیں ہو رہے ہمیں اس بات کی خوشی ہوئی تھی کہ اور کچھ نہیں تو ہمارے نئے وزیر اعلیٰ امن عامہ پر خاصی توجہ فرمائیں گے ۔ لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ امن عامہ کی صورت حال بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے ۔ اس معزز ایوان کے دو رکن میاں افتخار احمد تاری اور چوہدری محمد ارشاد کو اغوا کیا گیا اور دوسرے کارکنوں کو دلائی کیمپ میں رکھا گیا ۔ حضور والا ۔ یہ تو ہم نے سنا ہے کہ جرمنی میں concentration camps ہوتے تھے لیکن پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ یہاں ارکان اسمبلی کو Concentration camps میں رکھا جا رہا ہے ۔ حکومت یہ کہتی ہے کہ ہم نے اغوا نہیں کیا ۔ اگر ہم یہ بات فرض بھی کر لیں تو جناب والا ۔ آئی ۔ جی جو ہے وہ صرف حکومت کا ملازم نہیں ہے ۔ بلکہ وہ سٹیٹ کانسٹیبل ہے ۔ حکومت آنی جانی چیز ہوتی ہے اور سٹیٹ ایک مستقل چیز ہے ۔ کیا آئی ۔ جی نے آج

تک کوئی اشتہار اخبار میں دیا ہے ؟ کوئی انعام رکھا ہے ؟ اس نے کوئی چھاپے مروائے ہیں یا کوئی تدارک کیا ہے ؟ جناب والا ۔ ان کی تنخواہ میں کمی کی جا سکتی ہے ۔ ان کو جو الاؤنس ملتا ہے وہ روکا جا سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ حلقہ نمبر 6 کے الیکشن میں جو جلسہ ہو رہا تھا وہ بالکل پر امن تھا ۔ نہ حکومت کی طرف سے نہ دوسرے فریقوں کی طرف سے کوئی مداخلت ہو رہی تھی لیکن اچانک پندرہ تاریخ کو جب حکومت نے یہ دیکھا کہ آزاد امیدوار کے جلسے میں لاکھوں افراد جمع ہو گئے ہیں تو حکومت بوکھلا اٹھی اور اپنے غنڈوں کے ذریعے جلسے میں نہتے غریب عوام پر سالب پھینکے گئے ۔ آنسو گیس کے گولے برسائے گئے ۔ فائرنگ کی گئی جس سے کافی لوگ مر گئے خاص طور پر بچے اور بوڑھے آدمی مارے گئے ۔ جناب اگر یہ قصور حکومت کا نہیں تھا تو پھر ڈی پی آر کیوں لگا دیا گیا ۔ حکومت کو تو یہ چاہیے تھا کہ اس سے سیاسی فائدہ اٹھاتی اور یہ کہتی کہ یہ ان لوگوں نے شرارت کی ہے ۔ لیکن شرارت وہی حکومت نے کی اور ڈی پی آر بھی حکومت نے لگا دیا ۔ صرف یہاں تک نہیں بلکہ کراچی کے اخبارات کو پولیس کے ذریعے منع کیا کہ آپ نے پنجاب کی صورت حال پر کوئی خبر نہیں دینی ۔ جناب والا ۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے کہ ایک صوبے کی خبر دوسرے صوبے تک نہ پہنچائی جائے ۔ پھر جناب آپ الیکشن کے دن دیکھیں کہ الیکشن رولز کے تحت پولنگ بوتھ کے پانچ سو گز کے اندر کوئی غیر متعلقہ شخص نہیں آ سکتا لیکن کیا ہوا کہ ان بوتھوں میں ممبران اسمبلی اور غنڈوں نے پولیس کے ہمراہ پولنگ بوتھ کے اندر جا کر دوسرے فریقوں کے ایجنٹوں کو مارا پیٹا اور باہر نکال دیا ۔ یہاں تک کہ عورتوں کے جو پولنگ ایجنٹ تھے ان کو مارا پیٹا ۔ استانیوں کو مارا ۔ وزراء صاحبان بھی وہاں پانچ سو گز کے اندر موجود تھے ۔ انہوں نے صحافیوں سے کیمرے چھینے اور وہیں احکامات دیے کہ ان کو پولیس سٹیشن کے اندر بند کردو ۔ جناب والا ۔ یہ سب حرکتیں غیر قانونی ہیں ۔

حضور والا ۔ لاہور کالج برائے خواتین کے لوگوں نے وزیر اعلیٰ کے سامنے درد بھری کہانی سنائی اور ہم نے یہ اخباروں میں پڑھا کہ اس کہانی کو سن کر وزیر اعلیٰ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے ۔ ہمیں خوشی ہوئی کہ وزیر

اعلیٰ بڑے رحم دل ہیں ۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ آنسو ہمدردی کے تھے یا بے بسی کے تھے ؟ جناب والا ۔ انہوں نے خود اس کا جواب دیا کہ میں بے بس ہوں ۔ جب تک وزیر اعظم فرانس اور برطانیہ کے دورے پر ہیں اور واپس نہیں آ جاتے اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا ۔ اور ان کی آمد پر ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا جائے گا ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں قومی اسمبلی میں تحریک التوا آئی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ یہ خالصتاً صوبائی مسئلہ ہے ۔ حضور والا ۔ کہاں ہے وہ خود مختاری ؟ صوبے میں امن عامہ کا مسئلہ صوبائی کا مسئلہ ہے ۔ کیا اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ نے اپنے اختیارات استعمال کیے ؟ یہاں مولانا کوثر نیازی صاحب آئے تھے ۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر آئین کے تحت صوبائی وزیر اعلیٰ اپنے اختیارات استعمال نہیں کرتا تو مرد نہیں ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ موجودہ وزیر اعلیٰ کے بارے میں میں یہ نہیں کہوں گا ۔ حضور والا ۔ آئین کی شق 135 کلاز (3) میں لکھا ہوا ہے کہ اگر وزیر اعلیٰ اپنے اختیارات کو استعمال کرنے میں معذور ہو جائے تو وہ سینئر وزیر کو تمام اختیارات سونپ دے گا ۔ لہٰذا یہ بھی آئین کی خلاف ورزی کی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔ جناب والا ۔ انتظامیہ کی بات تو اب شروع ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے دس دس منٹ دیے ہیں ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔ جناب والا ۔ صرف ایک منٹ اور دے دیں ۔

حضور والا ۔ صرف یہ نہیں ہے بلکہ وزیر اعظم صاحب جب باہر گئے تھے تو انہوں نے بھی آرٹیکل 135 کلاز (3) کی خلاف ورزی کی ہے ۔ اس لیے کہ جب وہ باہر جائیں تو ان پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے سینئر وزیر کو اختیار سونپ کر جائیں ۔ اس کے مطابق پورے ہفتے میں تمام ملک میں کوئی قانون نہیں تھا اور کوئی واقعہ نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے آپ کو کوئی چٹھی نہیں بھیجی ؟

نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔ کون سی جناب ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو وزیر اعظم صاحب کی یہ چٹھی نہیں آئی کہ میں فلاں کو اختیار دے گیا ہوں ؟

نوابزادہ خان محمد خاکوانی ۔ جناب والا ۔ یہ نوٹیفیکیشن میں دیا ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker : Please let us discuss about the Province. I don't think that the Prime Minister has an obligation to write to you that he has done this and that.

نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔ اچھا جناب ۔ تو یہ آئین کے آرٹیکل نمبر 6 کو ملاحظہ فرمائیں ۔ اس میں یہ دیا ہوا ہے کہ جو شخص آئین کے خلاف sabotage کرتا ہے وہ آرٹیکل 6 کے تحت جرم کا مرتکب ہوتا ہے ۔ حضور والا محمد حنیف رامے کی کوٹھی پر پولیس بھیجی گئی اور وزیر قانون نے اعتراف کیا ہے کہ ہم نے پولیس بھیجی تھی کیونکہ وہاں دفعہ 144 کی خلاف ورزی ہونے والی تھی ۔ جناب والا پولیس بھیجی جاتی ہے ۔ تو سفید کپڑوں میں بھیجی جاتی ہے ۔ اس طرح ملتان ائیر پورٹ پر پولیس کی سرپرستی میں اور سول حکام کی سرپرستی میں میری گھڑی چھینی گئی اور میرے پیسے لے لیے گئے ۔ یہ ڈاکہ زنی نہیں تو اور کیا ہے ۔ پولیس کو اور سول حکام کو کیوں نہ ہمت ہو کہ وہ لاقانونیت کریں ۔ جناب والا ۔ میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ اس صوبے کے وزیر اعلیٰ تو دو منٹ بھی امن سے نہیں بیٹھ سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر ایس ایم مسعود ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (مسٹر ایس ایم مسعود) ۔ جناب سپیکر ۔ آج ہم پنجاب کے امن عامہ کی صورت حال پر بحث کرتے ہیں ۔ کچھ باتیں میرے دوست نصراللہ دریشک صاحب نے اپنی تقریر میں کی تھیں جس کے جواب میں حسن محمود صاحب نے کہا ہے کہ شاید دوسرے ممالک کی صورت حال کو یہاں بیان کرنا مناسب نہیں ہے اور ہم اپنے صوبے کی صورت حال پر بحث کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں ۔ لیکن یہ بات اتنی irrelvant نہیں تھی بلکہ میں

سمجھتا ہوں کہ وہ نہایت مناسب تھی جس کی طرف نصراللہ دریشک صاحب نے اشارہ کیا تھا ۔ ہم اس ملک میں جمہوریت تو لانا چاہتے ہیں انارکی نہیں پھیلانا چاہتے اور ہم کسی صورت میں یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ کوئی شخص کتنا ہی با اثر کیوں نہ ہو اور چاہے وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو وہ اس صوبے میں انارکی پھیلائے ۔ اس کو یہ اجازت نہیں دی جائے گی اور جو لوگ اس صوبے میں جمہوریت کو تہہ و بالا کر رہے ہیں اور ایسی صورت حال پیدا کر رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اپوزیشن نے کبھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو نمائندہ حکومت تسلیم نہیں کیا ہے اور انہوں نے یہ کوشش کی ہے کہ کسی بھی صورت میں یہاں دوبارہ فوج آ جائے اور یہاں انارکی پھیلائے جناب آپ نے دیکھا ہے کہ حکومت کی طرف سے انارکی کو ختم کرنے کے لیے دباؤ ڈالا گیا ہے اور یہ شور و غوغا کیا گیا کہ جمہوریت کا قلع قمع کیا جا رہا ہے اور یہ حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ ملک کے اندر انارکی پھیلانے کو روکے ۔ جمہوریت اور انارکی میں واضح طور پر فرق ہے ۔ جمہوریت میں کبھی بھی اجازت نہیں دی جاتی کہ انارکی پھیلے ۔ آج جو حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے دوست اس مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں جس نے پاکستان کو بنایا تھا ۔ اس کے قائدین کو خاص طور پر محمد حنیف رامے کی تقریر پڑھنی چاہیے جو اسی صورت حال کے بارہ میں ہے ۔ میں اس کا کچھ پورشن پڑھ کر سناتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ ان کا اس وقت کیا خیال تھا ۔ کیا آج صورت حال بدل گئی ہے ۔ ان کی یہ پہلی تقریر ہے جو انہوں نے اس ایوان کے سامنے کی ہے ۔ یہ تقریر 2 فروری 1973ء کو انہوں نے اس ایوان میں کی تھی ۔

> وہ بد امنی جو اونچے طبقات نے چھوٹے طبقات کے لیے صدیوں سے برپا کی ہوئی ہے ۔ اگر اس بد امنی کو ختم کرنے کے لیے ہم نے تھوڑی سی ہل جل پیدا کر پیدا کر دی ہے تھوڑا سا جھنجوڑ دیا ہے جو پہلے بد امنی کا باعث بنا کرتے تھے تو جناب والا ۔ اس سے پریشان ہونے ضرورت نہیں ہے ۔ صورت حالات یہ ہے کہ اب کئی ماہ سے جوں جوں یہ اصلاحات آئیں گی ۔ ان پیدا کی ہوئی فضا settle down ہو رہی ہے اس کی گرد دب رہی ہے ۔

اس طرح انہوں نے کہا ۔

کہ جب تک ان اصولوں کو نظر انداز کرتے رہیں گے جن اصولوں پر چل کر پیپلز پارٹی نے یہ ایک سال گزارا ہے اس وقت تک آپ کی تنقید کے ہتھیار بہت تیز رہیں گے ۔ لیکن اگر ان اصولوں کو سمجھیں ان کی معنویت اور اہمیت کوئی وقعت دیں تو پھر آپ اور آپ اور حزب اختلاف کے دوست بھی تسلیم کریں گے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے ایک سال کے اندر اس ملک کو اندھیروں سے نکال جن اجالوں کی جانب اسے بڑھایا ہے وہ قدم قابل قدر ہے اور تنقید کی بجائے تعریف کے قابل ہے ۔

یہ تھے ان کے خیالات جو میں نے پڑھ کر سنائے ہیں ۔ اس کے بعد پچھلے سال انہوں نے اسی ایوان کے سامنے جن خیالات کا اظہار کیا تھا وہ بھی آپ کو سناتا ہوں تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ان کے خیالات چند ماہ پہلے کیا تھے اور وہ کس قسم کی جمہوریت چاہتے تھے ۔ کیا وہ انارکی پھیلانا چاہتے تھے جس جمہوریت کا ذکر ابھی میرے دوست نصراللہ دریشک نے کیا تھا 5-6-1973 کو ا کے خیالات کیا تھے ۔ ایک چھوٹا سا جملہ پڑھ کر سناتا ہوں ۔

جمہوریت کبھی مادر پدر آزاد نہیں ہو سکتی ۔ بے لگام نہیں ہو سکتی ۔

یہ تھے ان کے خیالات اور 1970ء کے الیکشن میں کون سی جمہوریت کا وعدہ کیا تھا ۔ اگر وہ جمہوریت تھی جس کی طرف آج ہم نظر اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے ہیں تو اس کا وعدہ کبھی نہیں کیا تھا ۔ جیسا کہ بیالگ دھل اس ملک میں وعدہ کیا تھا کہ ہم اس ملک میں وہ جمہوریت چاہتے ہیں جس میں چھوٹے بڑے طبقات کا خاتمہ ہو اور صحیح معنوں میں جمہوریت چل سکے ۔ اس کی طرف مختار اعوان صاحب نے اشارہ کیا ہے ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ طبقات جن کے خلاف جنگ و جدل کی تھی وہ آج تمام کے تمام اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ جب وہ دوست اصولوں کی بات کرتے ہیں کہ ہم نے پیپلز پارٹی

کو اصولوں کے تحت چھوڑا ہے ۔ وہ بتائیں کہ آج جس کی قیادت انہوں نے قبول کر لی ہے کیا انہوں نے 1970ء میں جو ووٹ لیے تھے اور جس طبقے نے ان کو 1970ء میں ووٹ دئے تھے جہاں وہ آج نظر آ رہے ہیں ۔ وہ کن اصولوں کے تحت چھوڑ کر وہاں گئے ہیں ۔ کیا وہ چاہتے ہیں کہ آج پھر جو وقت کا دھارا ہے واپس چلا جائے ۔ تو وقت کبھی واپس نہیں جائے گا ۔ جب میرے دوست آج مغربی ممالک کی مثالیں دے رہے تھے تو اس کی کیا relevany تھی ۔ آج مغربی ممالک میں جو نظام چل رہا ہے اس نظام میں جرم بڑھتا جا رہا ہے ۔ آج امریکہ میں اسی نظام کی بدولت جرم بڑھتا جا رہا ہے ۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں ہم عوامی جمہوریت لا رہے ہیں اور یہ جرم خود بخود ختم ہوتا چلا جائے گا ۔ جس پلیٹ فارم [redacted]1970ء میں وہ کامیاب ہوئے انہوں نے اپنی ان اصولوں کو چھوڑ کر آج جاگیردارانہ قیادت قبول کر لی ہے ۔ جن لوگوں نے آج تک حکومت کا کروڑوں روپیہ واپس نہیں کیا ہے اور وہ ان کروڑوں کو سنبھالے بیٹھے ہیں ۔ اس لیے انہیں فورتھ امنڈمنٹ منظور نہیں ہے کہ وہ کروڑوں روپیہ واپس دینے سے بچ جائیں گے ۔ یہ وقت بتائے گا اور عوام ان سے مطالبہ کرتے رہیں گے اور فورتھ امنڈمنٹ کے تحت وہ عوامی رقم واپس لیں گے ۔ جس کو آج تک انہوں نے خرد برد کیا ہوا ہے ۔

جناب والا ۔ یہ صورت حال اسی صورت میں دور ہو سکتی ہے کہ ہم اس جدوجہد میں جس کے لیے نے 1970ء میں ووٹ لیے تھے اس کو توڑنے کی کوشش کی جائے ۔ آپ مصطفےٰ کھر کی تقریر کو اٹھا کر دیکھیں کہ اس سے زیادہ فسطائیت کی تقریریں اس صوبے میں کسی نے نہیں کی تھی جو ۔ جناب قائد حزب اختلاف ۔ خدا را بتائیں کہ کس جمہوریت کی بات کرتے ہو ۔ تم نے پہلے دن اس ایوان میں جو تقریر کی تھی اس سے زیادہ فاشزم کی تقریر میں نے اس ہال کے اندر کبھی نہیں سنی تھی ۔ یہ اس ایوان کا ریکارڈ ہے اور یہ وقت بتائے گا ۔

Mr. Speaker : Let us use plural word whil addressing a member.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں اپنے دوست کو بتاتا ہوں کہ وقت کو نہ بھولئے ۔ وقت کو پہچانیے ۔ مستقبل کو پہچانیے ۔ ایک سال کے

اندر جو رجحانات ان کے دور میں تھے ان کو لوگوں نے قبول نہیں کیا تھا۔ آج وہ جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں تو خدا را اپنے عمل سے اس ملک میں انارکی مت پھیلائیں اور یہ جو صورت حال نظر آتی ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ اس ملک میں اب بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ نظام جسے ختم کرنے کے لیے ہم نے 1970ء میں کوشش کی تھی شاید وہ دوبارہ واپس آ جائے۔ اب وہ واپس نہیں آئے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس ملک میں کبھی کوئی شخص یہ بات کرے گا کہ آسمان سے آگ برسے گی تو یہ نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ شاید اپنے چند آدمیوں کے ذریعے ہم صوبے میں ڈکٹیٹر شپ کو واپس لے آئیں گے اور اسی طرح ملک میں انارکی پھیلائیں گے تو ہم اسے کچلنے پر مجبور ہوں گے اور جمہوریت کو قائم رکھنے میں حق بجانب ہوں گے۔ جناب حسن محمود نے بھی کچھ ایسی باتیں کی ہیں جن میں انہوں نے میری طرف اشارہ کیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ میں نے پہلے دن یہ کہا تھا کہ ہم اپنی منزل کو صحیح طور پر پہچانتے ہیں اور اس سلسلے میں ہمیں کتنی ہی قربانیاں دینی پڑیں تو ہم ان سے دریغ نہیں کریں گے۔ میں اس وقت یہی بات کہنی چاہتا جو ہمارے قائد نے کہی ہے کہ ترکی اور مشرق بعید کے کسی ملک میں آپ کو مکمل جمہوریت نظر نہیں آتی اس لیے کہ ان کے اپنے رجحانات ہیں۔ جس منزل کی طرف ہم جا رہے ہیں اس میں ہمیشہ وہ طبقے رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔ اس لیے کسی ملک میں بھی مکمل جمہوریت نظر نہیں آتی۔ علامہ رحمت اللہ ارشد نے ایک دوست ملک کی طرف اشارہ کیا تھا کہ وہاں ایسا نظام ہے جس کی وجہ سے وہاں چوریاں نہیں ہوتیں۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا ہم اس نظام کی تمام کی تمام باتیں اپنا سکتے ہیں اور شہنشاہیت کو اپنا سکتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کر سکتے۔ جب ہم یہاں بیٹھ کر جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں تو پھر ہم شہنشاہیت قبول نہیں کر سکتے۔ اسی طرح جب ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو ایک خاص جمہوریت کی بات کرتے ہیں جو کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔ ہم اس جمہوریت کی بات کرتے ہیں جہاں ہر شخص کو اس کی کا پھل ملے۔ ہم بیرونی دباؤ بھی قبول کرنے کے تیار ہیں۔ ہم نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ اگر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت

مشینری کا پہیہ درست طریقے سے نہیں چل سکتا تو اس پر دباؤ ڈال کر اسے درست کر دیا جائے تو یہ ٹھیک ہے لیکن ہم اتنے دباؤ کی اجازت نہیں دے سکتے کہ ریاست کا پہیہ ہی ٹوٹ جائے ۔ یہی فرق ہے جمہوریت اور انارکی میں ۔ ہم نہیں چاہتے کہ فوج واپس آئے یا یہاں انارکی آئے یا یہاں استحصالی طبقہ قائم رہے اور یہ جو چھوٹی موٹی صورت حال نظر آتی ہے یہ اس لیے ہے کہ وہ طبقات آج بھی موجود ہیں اور ہمارے حزب اختلاف کے دوست ان طبقات کو مضبوط کر رہے ہیں ۔ آج ان لوگوں نے ان لوگوں کی قیادت کو قبول کیا ہے جو ان طبقات سے تعلق رکھتے ہیں جن کا ماضی رجعت پسند رہا ہے اور جنہوں نے بدترین آمریت اس ملک میں قائم کی تھی ، جو ہمیشہ آمریت کا ساتھ دیتے رہے اور جب پہلی بار یہاں جمہوریت آئی ہے تو یہ تلملا رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی روٹی کا مسئلہ اس وقت تک مکمل طور پر حل نہیں ہوگا جب تک یہ نظام نہیں بدلتا ۔ یہ مغرب کی مثال دیتے ہیں تو وہاں آپ دیکھیں کہ جرائم بڑھ رہے ہیں اس لیے کہ وہاں نظام غلط ہے ۔ تو یہاں امن عامہ پر جو بحث ہو رہی ہے یہ خود بخود کیسے درست ہو جائے گا ۔ جو طبقہ بھی اس میں رکاوٹ کا باعث بنے گا ہم کبھی قبول نہیں کریں گے اور اسے ختم کر دیں گے ۔ بہت بہت شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان (رحیم یار خاں ۔ I) ۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

جناب والا ۔ آج کے دن جب اس صوبے کے غریب عوام ' اس صوبے کے مظلوم عوام ، اس صوبے کے پسے ہوئے عوام کی کچھ ڈھارس بندھی تھی کہ شاید ہم پر کئے گئے مظالم کا کچھ علاج ہو سکے گا اور حکومت وقت اس بارے میں کچھ علاج یا کچھ تجاویز پیش کرے گی یا اس بارے میں کوئی یقین دہانی کرائے گی ۔ جناب والا ۔ آج صورت حال اس چور کی مانند ہے کہ جب کسی علاقے میں چوری ہو جاتی ہے تو تمام لوگ جن کا اس چوری سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ، کہتے ہیں کہ چوری تو ہوئی ہے لیکن چور کون ہے اور

صرف ایک چور ہی ہوتا ہے کہ جو کہتا کہ پہلے یہ دیکھو کہ چوری ہوئی بھی ہے کہ نہیں ہوئی ۔ آج ہماری حکومت کی بھی یہی کیفیت ہے کہ یہ اس بات کا اعتراف ہی نہیں کرتی کہ صوبے میں امن عامہ کا بھی کوئی مسئلہ ہے ۔ اس صوبے کے چار کروڑ عوام چیخ چیخ کر اور پکار پکار کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری جان و مال کا کوئی تحفظ نہیں ، دن دھاڑے ہمیں لوٹا جا رہا ہے ، ہماری آبرو ریزی کی جا رہی ہے اور اس حد تک کہ اس معزز اسمبلی کے ممبران تک محفوظ نہیں اور حکومت وقت کہتی کہ یہ وقت کا تقاضا ہے ۔

جناب والا ۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ آج ہم امن عامہ پر بحث کر رہے ہیں اور میں یقین اور وثوق سے کہہ رہا ہوں ہماری حکومت کو اس وقت تک اس امر کا علم نہیں کہ قانون ہوتا کیا ہے ۔ قانون ، وہ قانون جس کا تسلط ہر غریب و امیر اور ہر بڑے اور چھوٹے پر ہوتا ہے ، حکومت کا کام قانون کی حکمرانی قائم کرنا ہوتا ہے ، قانون پر حکمرانی کرنا نہیں ہوتا ۔ مجھے افسوس ہے کہ آج بھی حکومت قانون پر حکمرانی کر رہی ہے اور قانون کو نافذ نہیں کر رہی ۔ ہم کون سا قانون چاہتے ہیں ، عوام کون سا قانون چاہتے ہیں ؟ عوام ایسا قانون چاہتے ہیں کہ جب ایک طاقتور قبیلے کے ایک شخص سے جرم سر زد ہوا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا تجویز فرمائی تو بڑے بڑے صحابہ نے مصلحت وقت کے پیش نظر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کی کہ مہربانی فرما کر سزا میں تخفیف فرمائیں یا رعایت فرما دیں ۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی چوری کا ارتکاب کرتی تو میں محمد الرسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے ہاتھ قلم کرنے کا حکم دیتا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ہم اس قانون کی حکمرانی چاہتے ہیں کہ خلیفہ وقت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف یہودی زرہ کا دعویٰ دائر کرتا ہے ، امیرالمنین ثبوت فراہم نہیں کر سکتے اور قاضی وقت امیرالمومنین کے خلاف فیصلہ صادر کر دیتا ہے ۔ تو وہ یہودی مسلمانوں کی اس قانون کی حکمرانی کو تسلیم کرتے ہوئے دیکھ کر مسلمان ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں جھوٹا تھا ۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ کیا کر رہے ہیں ۔ آپ نے قانون کو کیا بنا دیا ہے ؟ آپ نے

قانون کو تار عنکبوت ، مکڑی کا جال بنا دیا ہے جو کمزور کو تو جکڑ لیتا ہے اور طاقتور سے یہ جال پاش پاش ہو جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ آج وہ دور عود کر آیا ہے جس کے متعلق کہتے ہیں کہ رنجیت سنگھ کے دور میں ایک چور ایک جولاہے کے گھر میں گھس گیا ، رات کا اندھیرا تھا ۔ جولاھے کے گھر میں ایسا کوئی ساز و سامان نہ تھا جو چور کے ہاتھ لگتا ۔ ایک طرف وہ کنگھی پڑی تھی جس سے جولاھے تانا بانا درست کرتے ہیں ۔ وہ اس چور کی آنکھ میں لگی اور اس کی آنکھ نکل گئی ۔ صبح وہ چور رنجیت سنگھ کے ایک عمال کے پاس اپنی آنکھ لے کر گیا اور کہا کہ جناب میں رات فلاں جولاھے کے گھر چوری کرنے گیا تھا اور اس کی کنگھی سے میری آنکھ نکل گئی ہے ، میرا انصاف فرمایا جائے ۔ اس حاکم نے جو آپ کی طرح حاکم تھا ، اس جولاہے کو بلایا اور کہا کہ دیکھو ۔ تمہاری کنگھی کی وجہ سے اس کی آنکھ نکل گئی ہے لہذا ہم حکم دیتے کہ تمہاری آنکھ بھی نکال دی جائے ۔ اس جولاہے نے ہاتھ باندھ کر کہا ، اس نے دلیل نہ دی کیونکہ اسے پتہ تھا کہ یہ دلیل تو سنے گا نہیں ، یہاں عقل کا تو کام نہیں ، قانون تو یہاں کوئی ہے ہی نہیں کہ وہ چور کی شکایت کر سکے ۔ اس نے کہا کہ آپ کا حکم بسروچشم ، مجھے اس سے غرض نہیں کہ آپ میری آنکھ نکال لیں ، لیکن میرا کام تانے بانے کا ہے اور میں ایک آنکھ سے تانا اور دوسری آنکھ سے بانا دیکھتا ہوں ۔ میرا تو کام بند ہو جائے گا ۔ میرا ایک ہمسایہ درزی ہے ۔ اگر اس کی آنکھ نکال لیں تو اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا ، اس کا کام جاری رہے گا ۔ تو اس حاکم نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے ، بلاؤ درزی کو اور اس کی آنکھ نکال دو ۔ آج اسی قسم کی امن عامہ کی صورت حال اس صوبے میں واقع ہو چکی ہے ۔ یہی انصاف اس صوبے کے عوام کو مل رہا ہے اور وہی رنجیت سنگھ کا دور اس صوبے میں عود کر آیا ہے ۔ آپ تو اعتراف ہی نہیں کرتے ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آپ کہتے کہ واقعی صورت بگڑی ہوئی ہے ۔ ہم تسلیم کرتے ہیں اور آؤ اس کا علاج سوچیں ۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ جناب وزیر اعلیٰ کو کہ انہوں نے اعتراف کیا کہ میرے صوبے میں امن عامہ کی حالت درست نہیں اور میں اس سلسلے میں اسمبلی کو جواب نہیں دے سکتا میں اس اسمبلی کا سامنا نہیں کر سکتا کیونکہ میرے پاس امن عامہ کا جو محکمہ ہے وہاں عملہ نہیں ، امن عامہ

کے لیے عملہ تو اوپر سے تعینات کیا جاتا ہے اور وزیر اعلیٰ دیکھتا رہ جاتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ آج یہ حال ہے اور وہ بڑا باضمیر وزیر اعلیٰ ہے جس نے آج کی بحث کا بائیکاٹ اس لیے کیا ہے کہ اس کے اوپر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی وہ صوبے اس کی امن عامہ کی موجودہ حالت کیا ہے جواب دہ نہیں ۔

جناب والا ۔ اگر قانون کی حکمرانی قائم کرنا واقعی اس حکومت کی ذمہ داری ہے تو یہ ہمیں اعتراف کرکے بتائیں ، اس صوبے کے عوام کو یقین دلائیں کہ وہ قانون نافذ کریں گے ۔ بار بار کہا جاتا ہے ، لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے ، کبھی ہمیں بین الاقوامی حالات دکھائے جاتے ہیں ، کبھی ہمیں بتلایا جاتا ہے کہ دنیا میں جرائم ہیں وہ یہاں بھی بڑھیں گے ۔ پھر جب یہاں کہا جاتا ہے کہ اسلام کا قانون نافذ کرو ، وہ یہاں پر شرعی تعزیر نافذ کرو تو جواب آتا ہے ، شہنشاہیت یہاں نہیں آ سکتی ہے ۔ ہم شہنشاہیت ماننے کو تیار ہیں ۔ کونسی شہنشاہیت ؟ شہنشاہ کونین کی شہنشاہیت ۔ کون کہتا ہے کہ سعودی عرب میں کسی فرد کی شہنشاہیت ہے ؟ وہ تو صرف اسلامی قانون کا نفاذ ہے ۔ وہ تو اس کو نافذ کرنے کے لیے بیٹھا ہوا ہے ۔ وہ تو ایک ادنیٰ غلام ہے شہنشاہ کونین کا ۔ اسی کا قانون اس نے ملک میں رائج کیا ہوا ہے ۔ ہم اسلامی مانگتے ہیں تو ہمیں کہتے ہیں کہ ہمیں شہنشاہیت راس نہیں آتی ۔ ہمیں کہتے ہیں کہ جمہوریت پیدا نہیں ہو گی ۔ کیا جمہوریت اس انارکی کا نام ہے جو آپ نے پھیلا رکھی ہے ؟ کیا جمہوریت کے لیے لاء اینڈ آرڈر کی حالت بگاڑنا لازمی ہے ؟ میں کہتا ہوں ، جمہوریت ایک پودا ہے ۔ قانون اس کی زمین ہے اور اس قانون کی عملداری اس کا پانی ہے ۔ آپ نے جمہوریت کا پودا ہی خشک کر دیا ہے ۔ لوگ تو اس جمہوریت سے نفرت کرنے لگ گئے ہیں ۔ کہا یہی جمہوریت ہے جس میں راعی اور رعایا کا امتیاز ہے ؟ جس میں رعایا کی حفاظت کا تو کوئی بندوبست نہیں اور وزیر کے آگے پیچھے پولیس کے گارڈ چلتے ہیں ، گن مین چلتے ہیں اور اس کی حفاظت کا سامان ہے اور رعایا کھلے بندوں پڑی ہوئی ہے ؟ آپ اگر حاکم ہیں اور قانون پر ایمان رکھتے ہیں ۔ آپ پر اگر لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری ہے تو آئیے ، عمر فاروقؓ کی طرح گلی کوچوں میں پھر کر لوگوں کے حالات دیکھیں ۔ آپ کو کیا پتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ؟ میں کہتا ہوں کوئی بڑی بات نہیں ۔

جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں آپ سے پہلے والے وزراء بھی یہی کچھ کہتے رہے اور مکافات عمل نے ثابت کر دیا کہ وہ آج پشیمان ہیں ۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کو دوام حاصل ہے ؟ آج آپ ان چیزوں کو defend کر رہے ہیں ۔ آپ دوسرے کے اعمال کو اپنے سر لے رہے ہیں اور ان کا دفاع کر رہے ہیں ۔ کل کو آپ کو بھی شرمندہ ہونا پڑے گا ۔ پھر آپ یہ نہیں کہہ سکیں گے ۔ کیا آپ نے انتظامیہ کو مفلوج کر کے نہیں رکھ دیا ؟ کیا آپ نے انتظامیہ کے اندر احساس تحفظ ختم نہیں کر دیا ؟ کیا آپ پولیس سے جھوٹے پرچے درج نہیں کراتے ؟ نوشیرواں نے تو یہ کہا تھا کہ اگر تھوڑا سا نمک بادشاہ اپنے لیے قبول کرتا ہے تو اس کے عملدار قوم کے تمام مال اور سرمائے کو ہضم کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں ۔ آپ کا یہ اندازہ ہے کہ شاید وہی انتظامیہ والے غلط کاری کرتے ہیں ۔ جو کچھ آپ کراتے ہیں ، آپ ان کے لیے راستہ پیدا کرتے ہیں ، ان کے لیے جواز پیدا کرتے ہیں ۔ اگر اس قانون کو آپ اپنے اوپر نافذ کر لیں ، اگر کسی شخص کے خلاف انتقامی کارروائیاں کرنے سے پہلے آپ یہ سوچ لیں کہ اگر اس کی جگہ آپ ہوں تو آپ کے احساسات کیا ہوں گے ۔ پھر آپ دیکھیں ، کسی قسم کی غلطی کا امکان نہیں ہوگا ۔ آپ ان کو ان کے فرائض انجام دینے دیں ۔ پولیس اس صوبے میں ختم ہو چکی ہے ۔ پولیس کا کام اب صرف آپ کے سیاسی تحفظ اور آپ کے مخالفین کو کچلنے کے سوا کچھ نہیں رہا ۔ ان کو ان کا کام دیں ، ان کو فرائض سے آگاہ کریں ۔ مگر وہ اس طرح ہوگا جب آپ اپنے اوپر قابو پا لیں گے ۔ جب آپ اپنے اوپر ایک حد قائم کر دیں گے ۔ اسی طرح سے قوم کو آپ یہ حق دیں گے کہ وہ احتساب کرے جس طرح ایک بدو کھڑا ہو جایا کرتا تھا اور عمر فاروقؓ سے پوچھا کرتا تھا کہ اپنے چولے گریبان کا جواب دیں کہ میرا جو کرتا ہے ، وہ تو اس چادر میں نہیں بنتا ، آپ کا اتنا بڑا لمبا قد ہے آپ کا کرتا کس طرح بن گیا ؟ اور حاکم وقت جواب دے رہا ہے ۔ راعی اور رعایا میں مساوات ہے ۔ جب تک آپ یہ نہیں کریں گے ۔ جب تک آپ قانون کی حکمرانی نہیں کریں گے ۔ قانون اپنے لیے اور راعی اور رعایا کے لیے بھی نہیں بنائیں گے ، ایک نہ سمجھیں گے ، ایک جیسا نافذ نہ کریں گے ، اس وقت تک لاء اینڈ آرڈر کی حالت کسی طور پر بہتر نہیں ہو سکتی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ میاں خان جمالی ۔

میاں خان جمالی (ساہیوال ۔ 1)۔ جناب سپیکر ۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

میں اپنے ان سابقہ ساتھیوں سے تھوڑی دیر کے لیے مخاطب ہوں جنھوں نے یہاں سے وہاں تک کا سفر کیا ۔ جو پچھلے چار سال کے واقعات کے امین ہیں اور جن کا دور وہ دور تھا جب شرم وحیا نے اپنے چہرے کو چھپا لیا تھا اور جب شرافت سر بازار رسوا ہوتی تھی ۔ ان کا دور وہ دور تھا جب چشم فلک کئی بار اشک بار ہوئی تھی ۔ جناب والا ۔ آج وہ کتنی دیدہ دلیری سے اپنے مذموم عزائم اور وہ واقعات جو انہوں نے سرانجام دیے تھے ، ان کے نتائج کی ذمہ دار اس حکومت کو ٹھہرا رہے ہیں ۔ میں یہ پوچھوں گا کہ وہ کس طرح سے عوام کی آنکھ میں دھول ڈال کر ایک محتسب کا فریضہ سرانجام دیں گے اور وہ کس طرح سے اپنے گناہوں کا بوجھ اس حکومت کے کندھوں پر ڈال کر اپنا دامن چھڑا سکیں گے ۔ میں ان کو خبردار کروں گا کہ وہ کسی صورت میں بھی محتسب نہیں بن سکتے ، بلکہ قوم اور عوام ان کا احتساب کرنے کے لیے تیار بیٹھی ہے اور وہ اپنے اس انجام بد کا انتظار کریں ۔

جناب والا ۔ یہاں پر رنجیت سنگھ سے متعلق ایک لمبی چوڑی داستان بیان کی گئی ۔ میں حاجی سیف اللہ خان صاحب کو آگہ کرتا ہوں کہ خدا کی قسم رنجیت سنگھ کو ان کے ساتھیوں نے جو ان کے آس پاس ، ان کے دائیں بائیں بیٹھے ہیں ، پنجاب کا ہیرو کہہ کر میرے سامنے باتیں کیں ۔ جناب والا ۔ یہ کتنا مقام عبرت ہے کہ جب یہی لوگ یہاں بیٹھے تھے تو تمام کی تمام اچھائیاں اپنے دامن میں بھرتے تھے اور جب تھوڑا سا سفر طے کیا ، یہاں سے اٹھ کر دس گز کا فاصلہ طے کیا تو زبان بدل گئی ، دماغ بدل گیا ، ارادے بدل گئے ، باتیں بدل گئیں ، بیانات بدل گئے ، سب کچھ بدل گیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا المیہ یہ ہوا کہ ضمیر بدل گیا ۔ اسی وجہ سے یہ لوگ پچھلے چار سال کی بات نہیں کرتے اور صرف تین ماہ کی بات کرتے ہیں ۔ تین ماہ میں وہ فردات جرم عائد کر رہے ہیں جس سے اس حکومت کو کوئی سروکار نہیں ۔ اگر سروکار ہے تو صرف یہ ہے کہ ان کے کیے ہوئے کا یہ عذاب بھگت رہے ہیں ۔

ان کے وہ نشانات ظلم جو انہوں نے یہاں پر چھوڑے تھے ، ان کو ختم کرنے کے لیے وہ کوشش کر رہے ہیں -

جناب والا - ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ صوبے کے اندر مزدوروں کی کیا حالت ہے - جناب والا - جب ان کا دور تھا تو کارخانے بند تھے - مزدور کارخانوں کی بجائے مال روڈ پر تھے مزدور اسمبلی کا گھیراؤ کیے ہوئے تھے - آج وہ دور ہے کہ مزدور اپنے کارخانے کے اندر کام کر رہے ہیں اور ملک و قوم کے لیے پیداوار کر رہے ہیں - جناب والا - حکومت نے مزدوروں کے لیے جو اصلاحات نافذ کی ہیں ، وہ ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ملک کی معیشت کے لیے وہ دن رات کام پر جتے ہوئے ہیں اور اس لیے حکومت آج یہ دعوے کر سکتی ہے کہ کوئی کارخانہ بند نہیں اور کوئی مزدوروں کی ہڑتال نہیں -

جناب والا - طالب علموں کا معاملہ ہے - اس سے پہلے اسی مال روڈ کو ہم نے خون سے رنگین ہوتے دیکھا اور یہاں پر ہم نے طالب علموں کو ننگا ہوتے دیکھا اور ان کو کیا سے کیا بنایا جاتا تھا - وہ سب کچھ آپ کے سامنے ہے - جناب والا - اس کے بعد ہمیں دیکھنا ہے کہ آج طالب علم مطمئن ہیں یا نہیں - میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ آج کا طالب علم پہلے کی نسبت بہت زیادہ مطمئن ہے اور اس کے بعد ہم نے اساتذہ کو دیکھنا ہے - وہ سکولوں اور کالجوں میں ہڑتال کراتے تھے - کئی کئی ماہ تک کالج اور یونیورسٹیاں بند ہیں اور وہاں بجائے اکتساب علم کرنے کے طلبہ توڑ پھوڑ کرتے تھے - آج حکومت یہ کہے تو یہ بالکل سچ ہے کہ تمام کالج اور یونیورسٹیاں بڑے امن کے ساتھ چل رہی ہیں - جناب والا - آج یہ دیکھنا ہے کہ جرائم کی رفتار پہلے کی نسبت تیز ہوئی ہے یا کم ہوئی ہے - آپ کے سامنے تمام کے تمام واقعات و کوائف موجود ہیں اور باوجود اس کے کہ آبادی بڑھ گئی ہے - باوجود اس کے کہ حالات جو معاشی ہیں ان کے اندر وہ تغیر جو ان اصلاحات کے ذریعے سے پیدا ہوا ہے وہ واقع ہوا ہے لیکن پھر بھی آج حکومت یہ کہے کہ ان کے دور میں جرائم کی رفتار کم ہوئی ہے تو وہ کسی حد تک معمولی بھی ہے تو میں سمجھوں گا کہ حکومت اگر تین ماہ میں کنٹرول کر سکتی ہے تو آئندہ آنے والے وقت میں حکومت اس سے بھی زیادہ کنٹرول کر لے گی -

جناب والا ۔ میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ساری برائی اس نظام سرمایہ داری میں ہے جس کو ختم کرنے کی ہم نے جدوجہد کی تھی ۔ جس کی خاطر ہمیں ووٹ ملے تھے اور آپ کو بھی ووٹ ملے تھے اس لیے یہ آپ کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ آئیے ان وعدوں کو پورا کریں ۔ آئیے اس نظام سرمایہ داری کو ختم کریں ۔ آپ اپنے آپ کو عوام سے بالکل نہیں بچا سکیں گے آپ اپنی جانیں نہیں بچا سکیں گے ۔ آپ اپنا ضمیر نہیں بچا سکیں گے ۔ آئیے حکومت کا ساتھ دیجیئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک محمد علی ۔

ملک محمد علی خان (لاہور ۔ 14) ۔ جناب سپیکر ۔ صوبے میں امن عامہ کی صورت حال پر بحث کرتے ہوئے ایوان کے اس جانب سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ صوبے میں کوئی صوبائی حکومت موجود نہیں ہے ۔ قانون کی حکمرانی ختم ہو چکی ہے ۔ انتظامیہ کی گرفت نہ ہونے کے برابر ہے اور صوبے میں لوگوں کی جان و مال سب کچھ خطرے میں ہے ۔ جناب سپیکر۔ اس ایوان میں حزب اختلاف نے امن عامہ کی صورت حال کو جو نقشہ پیش کیا ہے اس کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے میں آپ کی وساطت سے ان حضرات سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت سے پہلے نیشنل پارٹی کے برسر اقتدار آنے سے پہلے کیا یہ صوبہ ہر قسم کے مسائل سے پاک تھا ؟ کیا یہاں کسی قسم کا کوئی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا تھا ۔ کیا یہاں کوئی پولیس اور انتظامیہ فرشتوں پر مشتمل تھی ؟ ٹھیک ہے انتظامیہ میں خرابیاں اور برائیاں ہوتی ہیں ۔ اس وقت بھی ہوں گی ۔ یہاں ڈکیتیوں کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے ریلوے اور بینکوں کی ڈکیتیوں کے سلسلے کہا گیا ہے ۔ اس کے لیے میں گزارش کروں گا کہ ان ڈکیتیوں کے ملزموں کو گرفتار کرنے کے لیے موجودہ حکومت انتظامیہ کو فوری طور پر حرکت میں لائی مجرموں کو گرفتار کر لیا گیا اور مال کا بہت بڑا حصہ برآمد کر لیا گیا ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ تسی کس طرح مجھے پھر دسے او ۔

ملک محمد علی خان ۔ اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو یاد ہو گا کہ پارٹے سابقہ دوستوں کے اقتدار کے وقت میں صوبائی دارلحکومت میں جب لبرٹی

مارکیٹ میں لبرا جیولرز کا کیس ہوا تھا تو وہ روز روشن میں ڈاکہ ڈالا گیا تھا ۔ معلوم نہیں وہ کون سی بات تھی جو اب اس طرف بیٹھنے والے معزز اراکین صوبائی امن و امان کی صورت حال پر اعتراض کر رہے ہیں ۔ وہ کون سی بات تھی جو کہ وہ مجرموں کو گرفتار نہ کر سکے یا ان پر ہاتھ نہ ڈال سکے ۔ جناب والا ۔ اب میں اپنے موجودہ پارٹے مخالف اور سابقہ دوست اور لیڈر جو اس صوبے کے حکمران تھے ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ان کا دور اقتدار تھا تو امن عامہ کا دور دورہ تھا ۔ کیا یہاں کوئی لا اینڈ آرڈر کا کبھی مسئلہ پیش نہیں آیا تھا ؟ کیا مزدوروں ۔ طالبعلموں ۔ استادوں اور وکلاء پر جبرو تشدد نہیں کیا گیا تھا ۔ جناب والا ۔ کیا یہ پیپلز پارٹی کے برسراقتدار آنے سے پہلے یہ جرائم معمول کے مطابق ظہور پذیر نہیں ہوتے تھے ؟ کیا ڈاکے چوری اور قتل کی وارداتیں یہاں اس صوبے میں ظہور پذیر نہیں ہوتی تھیں ؟ جناب والا اس وقت بھی انتظامیہ کے بارے میں یہی کچھ کہا جاتا تھا لیکن اس وقت موجودہ انتظامیہ کا جہاں تک تعلق ہے اپنے فرائض نہایت حسن و خوبی اور قابلیت سے ادا کر رہی ہے اور میں یہ بات وثوق سے اور دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت اگر کسی بھی جرم کا انکشاف ہو جاتا ہے اور اس بارے میں میں اپنی سب ڈویژن کی مثال پیش کر سکتا ہوں اور بھی مثالیں پیش کرتا ہوں لیکن میں وقت کی کمی کے باعث نہیں کروں گا کہ اس حکومت نے کسی بڑے سے بڑے ملزم اور طاقتور سے طاقتور مجرم کو نہیں چھوڑا اور وہ قانون کے پنجے سے بچ کر نہیں نکلا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جرائم کے ارتکاب کی ایک بہت بڑی وجہ معاشی بد حالی بھی ہے ۔ دنیا کا کوئی بھی معاشرہ کسی وقت بھی پوری طرح جرائم سے آزاد نہیں ہو سکا ۔ ان ترقی پذیر ممالک میں خاص طور پر حالات ناگفتہ بہ ہے اقتصادی اور معاشی عوامل میں جرائم اس وقت بھی بڑھ رہے ہیں ۔

سپیکر سپیکر ۔ چوہدری محمد اشرف ۔

چوہدری محمد اشرف (ساہیوال ۔ 5) ۔ جناب سپیکر ۔ اس سے پیشتر کہ

میں صوبے کی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر بحث کروں میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان حالات کو آپ اور عوام کے سامنے رکھوں جن کی وجہ سے ہم یہ دس پندرہ گز کا فاصلہ جو ہے وہ طے کرکے یہاں پہنچے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جب ہم اس ہاؤس میں آئے تھے تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ عوام نے ہمیں ووٹ دئے ہیں ۔ ہم اپنے علاقے کی اپنے صوبے کی اپنے ملک کی صحیح طور پر نمائندگی کرنے کے لیے اس ہاؤس میں آئے ہیں لیکن حالات نے یہ ثابت کر دیا اور ہمیں مجبور کر دیا کہ آپ لوگ اس ہاؤس میں صرف تلوار کی وجہ سے آئے ہیں ۔ آپ نے اپنے طور پر کوئی ووٹ حاصل نہیں کیے ۔ جناب والا ۔ جب پارٹی میٹنگیں ہوتی تھیں تو ہمارے نام نہاد لیڈر وہاں پر ہمیں یہ دھمکی دیتے تھے ۔ ہمیں رعب دیتے تھے کہ آپ صرف تلوار کی وجہ سے یہاں پر تشریف لائے ہیں آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ آپ اپنے علاقے کی ۔ اپنے صوبے کی ۔ اپنے ملک کی ۔ اپنے غریب عوام کی ۔ اپنے کسانوں کی ۔ اپنے زمینداروں کی ۔ اپنے مزدوروں کی ۔ اپنے طالب علموں کی یہاں بات کر سکیں ۔ جناب والا ۔ جب ہم نے یہ دیکھا کہ صرف ہم یہاں پر ایک تنخواہ دار کی حیثیت سے ان سیٹوں پر بیٹھے ہیں تو ہمارے ضمیر نے ہمیں جھنجھوڑا اور اس کے بعد ماکی تقاضا تھا کہ ہم لوگ ان کا ساتھ دیتے رہتے ۔ یہ ہمیں بتاتے کہ نہیں یہ پارٹی ڈسپلن ہے ۔ ہم چونکہ نئے نئے سیاست میں آئے تھے ۔ ہم بھی یہی سمجھتے تھے کہ ممکن ہے پارٹی ڈسپلن کے تحت ہم نہیں بول سکتے ۔ لیکن جناب والا ۔ جب نوعیت اس حد تک پہنچ گئی کہ پانی سر سے اوپر گزرنے کو تھا ۔ جب ہم نے دیکھا کہ ہماری اس خاموشی نہ صرف یہ صوبہ نہ صرف ہمارا علاقہ بلکہ یہ ملک بھی خطرے میں پڑ گیا ہے تو جناب والا یہ ضروری تھا کہ ہم لوگ اپنے عوام کی خاطر اس ملک کی خاطر اور اس صوبے کی خاطر اپنے ضمیر کے مطابق عمل کرتے اور اس کو صحیح طور پر آئندہ جو ہم نے یہاں پر حلف اٹھایا تھا اس کے مطابق ہم اس پر عمل کرتے ۔ تو جناب والا ۔ ہم نے پارٹی میں رہ کر بھی کہی کبھی وہاں جرات کی کہ ہم اپنے ضمیر کے مطابق صحیح بات کریں میں ان کو آج بتاتا ہوں یہ لوگ سامنے بیٹھے ہیں کہ ہم نے حکومت سے کبھی کوئی جاگیر نہیں مانگی تھی کبھی کوئی زمین نہیں مانگی تھی کبھی کوئی انڈسٹری نہیں مانگی تھی کوئی پرمٹ نہیں مانگا تھا کوئی ایجنسی نہیں مانگی تھی ۔ جناب والا ۔ ہم یہاں پر یہ کہتے تھے کہ وہ

عوام وہ چھوٹا طبقہ وہ مزدور جس کے متعلق آپ نے وعدہ کیا تھا جو منشور آپ نے پیش کیا تھا اس پر عمل کریں ۔ لیکن جناب والا ۔ جس وقت یہ بات ان کے علم میں ہم لاتے تھے ان کو جھنجھوڑتے تھے تو ہمیں اسمبلی میں تو کیا پارٹی میٹنگ میں بھی بولنے کی اجازت نہیں تھی ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد ہم نے یہ ضروری سمجھا کہ اب یہاں پر بے ضمیری جو کرنا ہے وہ اپنے لیے نہیں ہے وہ اس قوم کے لیے ہے وہ اس عوام کے لیے ہے وہ اس صوبے کے لیے ہے وہ اس ملک کے غریب عوام کے لیے ہے ۔ ہم ان کے ساتھ غداری کرنے پر آمادہ نہیں تھے ۔ ہم ان جھوٹے دعوے داروں کے ساتھ غداری کر سکتے تھے ۔ لیکن ملک کے ساتھ اپنے عوام کے ساتھ غداری نہیں کر سکتے تھے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ باہر جا کر اس حکومت کو ہم سے زیادہ گالیاں دیتے ہیں ۔ اور یہاں تعریفیں کرتے ہیں ۔ انہیں شرم نہیں آتی یہ عوام کا مقابلہ کریں ۔ ہمارے سامنے تو ہم سے بھی زیادہ گالیاں نکالتے ہیں ۔ ان لوگوں کو شرم آنی چاہیے ۔ اور اس قسم کی پالیسی کو ختم کرنا چاہیے ۔

جناب والا ۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں ہم نے مسلم لیگ میں شمولیت کیوں اختیار کی ۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ یہ ایک اصولی فیصلہ تھا ۔ کیونکہ پیپلز پارٹی کے نام نہاد لیڈروں نے جھوٹے وعدے کر کے قوم کو اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ وہ کسی فرد پر اعتبار نہیں کر سکتی ۔ وہ کسی پارٹی پر اعتبار نہیں کر سکتی تھی ۔ جناب والا ۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ عوام اب مزید یہ باتیں برداشت کرنے کے قابل نہیں رہے تھے ۔ بلکہ اگر کوئی فرشتہ بھی یہاں نئی پارٹی بنا لیتا تو یہاں کے عوام اسے برداشت نہیں کر سکتے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر شیر محمد بھٹی ۔

مسٹر شیر محمد بھٹی (لاہور 6) ۔ جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف کی امن عامہ کے متعلق میں نے تقریر سنی اور دوسری تقریریں بھی سنیں ۔ خیال تو یہ تھا قائد حزب اختلاف اعداد و شمار سے بتائیں گے کہ امن عامہ کی صحیح صورت حال کیا ہے تا کہ اس معزز ایوان کو اور باہر کے دوسرے لوگوں کو بھی صحیح صورت حال کا اندازہ ہو سکے ۔ لیکن بد قسمتی سے وہ یہاں باقاعدہ تیاری

کرکے نہ آئے اور انہوں نے ہمیں اور عوام کو اس سلسلہ میں مایوس کیا ہے۔ اور یہاں جو باتیں کی ہیں وہ صرف سیاسی فائدہ اٹھانے کے لیے کی ہیں۔ جمہوری باتیں نہیں کیں۔ اور یہ کہا کہ یہ حکومت عوام کی نمائندہ اور جمہوری نہیں تو کیا جناب والا۔ میں یہ پوچھ سکتا ہوں اگر ہماری پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نمائندہ حکومت نہیں ہے تو کیا ایوب خان کی حکومت عوامی نمائندہ حکومت تھی؟ یحییٰ خان کی حکومت نمائندہ حکومت تھی؟ اس سے آگے بھی اگر میں نظر دوڑاتا ہوں تو غلام محمد کی حکومت کے بارے میں پوچھ سکتا ہوں کیا وہ نمائندہ حکومت تھی؟ آخر ان کا تصور کیا ہے۔ میری سمجھ میں تو نہیں آتا۔ عوام نے ووٹ دیئے۔ عوام کے ووٹ سے یہ حکومت یہ نمائندے چنے گئے۔ یہ نمائندگی کی سب بڑی دلیل ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ فقط سیاسی مفاد کے لیے اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ جیسے پنجابی میں ضرب المثل مشہور ہے رولدی یاراں نوں لے لے ناں بھراواں دا جناب والا۔ سوائے سیاسی فائدے اٹھانے کے اور کوئی بات نہیں ہے۔ ان کو اور کسی بات سے کوئی دلچسپی اور سروکار نہیں ہے۔

جناب والا۔ یہاں حلقہ نمبر 6 کا ذکر بھی بار بار کیا گیا۔ جب سے میں اس ایوان میں آیا ہوں نہایت خاموشی سے صبروتحمل سے یہ سب باتیں سن رہا ہوں۔ آج جناب والا۔ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں اور ایوان کے سامنے یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ آج جو لوگ امن عامہ اور غنڈہ گردی کی بات کر رہے ہیں ان کا اپنا کیا اصول ہے۔ ٹھیک ہے میں مانتا ہوں صوبہ پنجاب میں ایک دور ایسا آیا تھا جب صوبہ میں جابرانہ حکومت تھی۔ ایک آدمی کی حکومت قائم ہو گئی تھی اور بد قسمتی سے وہ ہماری ہی پارٹی کا فرد تھا ہماری ہی پارٹی کی حکومت تھی۔ اس وقت غنڈہ گردی کی حکومت تھی اور وہ زمانہ بد تمیزی کا زمانہ تھا۔ آج خدا کا شکر ہے ہماری سمجھ داری سے وہ وقت چلا گیا اور وہ لوگ نہیں رہے۔ عوام انہیں نہیں چاہتے تھے۔ اب انہیں اس بات کا یقین ہو جانا چاہیے کہ ہم واقعی عوام کے نمائندے ہیں۔ وہ فقط حلقہ نمبر 6 میں ایک سیٹ کی خاطر دس گز کا فاصلہ ہرگز طے نہ کرتے اگر انہیں وہاں سیٹ مل جاتی۔ اور یہ دوست یہیں ادھر والی سیٹوں پر بیٹھے ہوتے جناب والا۔ میرے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا ہے۔ میں آپ کو چھوٹی سی مثال

سناتا ہوں ۔ میں نے جب ٹکٹ کے لیے درخواست دی جو مجھے کبھی سیاسی باپ کہتا تھا اس کی عدم موجوگی مجھے بھی ناگوار معلوم ہوتی ہے آج ایوان میں حاضر ہوتا اور ہم محبت سے ایک دوسرے سے ملتے چونکہ ہماری آپس میں کوئی دشمنی اور عداوت نہیں ہے ۔ قوم کے مفاد کی بات کرتا ہوں ۔ مجھے جناب والا۔ اس وقت کہا گیا ۔ اگر آپ مقابلے میں کھڑے ہوئے تو آپ کا گھر جلوا دیا جائے گا ۔ آپ کا بال بچہ مروا دیا جائے گا ۔ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے کہا "اللہ بڑا عظیم ہے" اور میں نے کہا میرا پیغام بھی بھجوا دیجئے ۔ جناب والا ۔ جب غنڈہ گردی کی بات ہوتی ہے ۔ میرے پاس روز دھمکیاں آتی تھیں اور روز کارکنوں کی پٹائی ہوتی تھی ۔ یہ جناب والا ٹکراؤ کی صورت پیدا کرنے چاہتے تھے اور ہم اس سے بچنا چاہتے تھے ۔ ہم جمہوریت کی خاطر ایسا کرنا چاہتے تھے ۔ ہم جمہوریت کو مضبوط بنانا چاہتے تھے ۔ ہم جمہوریت آگے لے جانا تھے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ۔ میں یہ بھی عرض کر دینی چاہتا ہوں کہ مجھ پر دو بار قاتلانہ حملہ بھی ہوا لیکن میں مزدوروں کی بس میں بیٹھ کر آ گیا تھا ۔ اگر تو میں اپنی کار میں ہوتا تو خدا جانے کیا حشر ہوتا ۔ ایک رات ایمبسڈر ہوٹل کے قریب میری کار کو روکا گیا اور جب دیکھا کہ میں کار میں سوار نہیں ہوں تو میرے ڈرائیور کو ریوالور کے بٹوں سے مارا اور کہا جاؤ تمہاری خوش قسمتی ہے اور آئندہ اس کے ساتھ مت جانا اور جناب والا ۔ پیرزادہ صاحب جب یہاں حلقہ نمبر 6 میں خطاب کرنے کے لئے آئے تو ہم نے کسی کا جلسہ بگاڑنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ہم نے یہ تجویز پیش کی کہ ایک کمیٹی تشکیل کی جائے اور اگر میری بات سچ ثابت نہ ہو یا ان کی غنڈہ گردی کی بات سچ ثابت نہ ہو تو میں اس سیٹ سے استعفا دے دوں گا ۔ جناب والا ۔ یہ سیٹ کوئی حیثیت نہیں رکھتی ۔ خدا کی قسم میں اس سیٹ سے استعفا دے دوں گا ۔ چونکہ میں نہیں چاہتا اس ملک میں غنڈہ گردی ہو ۔ آج خود غنڈہ گردی کرنے والے امن عامہ کی بات کرتے ہیں ۔

جناب والا ۔ صحافتی انداز کو پتہ نہیں کیا ہو گیا اس صحافتی جہاد کو کیا ہو گیا ہے ۔ قومی کوہکٹر کو معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے ۔ جولائینیں گوجرانوالہ کے باجوہ صاحب نے لگائیں وہ ہماری طرف لگا دیں ۔ اگر جناب والا آپ کو اعتبار نہ آئے تو آپ پوچھ لیں ۔ جب ہم چیف الیکشن کمشنر

صاحب کے پاس میٹنگ میں بیٹھے ہوئے تھے ۔ میں نے کہا تھا میں آپ کی عزت کرتا ہوں ۔ ایک ممبر کے طور پر عزت کروں گا ۔ لیکن انہوں نے مجھے یہ جواب دیا کہ میں آپ کو ایسی پھینٹی لگواؤں گا تم یاد کروگے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ شرافت کی دلیل ہے ؟ کیا اچھی روایت ہے ؟ کیونکہ جناب والا ۔ یہ بات باقی سب لوگوں نے بھی سنی تھی اس لیے جناب چیف الیکشن کمشنر صاحب نے بھی سنی ہوگی اور اس کے بعد جناب والا ۔ کیا ہوا ۔ جب ہم جلسے کرکے واپس آ رہے تھے ۔ ہمارے جو ورکر لوگ دوسرے شہروں سے جلسہ سننے کے لیے آئے تھے ان کی بسوں پر پتھراؤ کیا گیا ۔ ان پر حملہ کیا گیا ۔ میں نہیں چاہتا میں ان کو غنڈہ کہوں ۔ جناب والا ۔ ان لوگوں نے قوم کی تربیت ہی کچھ ایسی کر دی ہے کہ ساری قوم کا مزاج بگاڑ کر رکھ دیا ہے ۔ جناب والا ۔ انہوں نے ہمیں کالی جھنڈیاں دکھائیں ۔ پندرہ سولہ تاریخ کو جب جلسہ ہونا تھا مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا ۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے محفوظ رکھا ۔ یہ ساری صورت حال تھی ۔ یہ ساری باتیں تھیں ۔ اور پھر جناب والا ۔ یہ لوگ یہاں ایوان میں باتیں جمہوریت اور غنڈہ گردی کی کرتے ہیں ۔ انہیں یہ زیب نہیں دیتا ۔ ان کی تو روایات ہی کچھ ایسی ہیں ۔ آج جناب والا ۔ ہم جس عبوری دور سے گزر رہے ہیں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے نظام کو جو ہم چوٹیں لگا رہے ہیں ۔ آج وہ طبقات جن کو یہ چوٹیں لگ رہی ہیں وہ یہ نہیں چاہتے کہ یہ ہمارا سسٹم آگے بڑھے اور ہم اس نظام کو نافذ کر سکیں ۔ وہ چاہتے ہیں ملک میں ہر طرف افراتفری پیدا ہو ۔ جناب والا عوام نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ ہم ان کا مقابلہ کریں گے اور اپنے مستقبل کی جانب آگے بڑھتے چلے جائیں گے ۔ جناب والا ۔ یہ تو آئین اور قانون کی بات کرتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں اور کسی مسلمان کو اس بات سے اختلاف نہیں ہے ہم جانتے ہیں ۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے ۔

یسئلونک ما ذا ینفقون ۔ قل العفو ۔

(اے رسول تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کیا دیں ۔ تو جواب ملا " زائد از ضرورت " اس کی بات آج نہیں ہوتی اور یہ قانون کی بات کرتے ہیں آئیے وہ کریں جو قرآن کہتا ہے اور استحصال کا خاتمہ کریں اور اس استحصالی نظام کا بھی خاتمہ کریں پھر ہم دیکھیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر (لاہور ۔ 10) ۔ جناب سپیکر ۔ اس ایوان میں یہ کہا گیا ہے کہ ہم نے ایک بہت بڑے جاہر قسم کے جاگیردار پیر پگاڑو کی قیادت قبول کی ہے ۔ میں اس ضمن میں اس دوست کی یاد دہانی کے لیے تیس سال پہلے کی تاریخ کے ورق الٹانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے والد ماجد ایک فریڈم فائٹر (freedom fighter) تھے انہوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا اور اس آزادی کی خاطر پھانسی کے پھندے کو خندہ پیشانی سے چوما لیکن کیا ہمیں یہ کوئی بتا سکے گا کہ انہوں نے جس شخص کو رہنما مانا ہے کیا اس کا والد جونا گڑھ کا وزیر اعلیٰ نہیں تھا ۔ وہ ایک نواب تھا اور انگریزوں کا پروردہ تھا وہ تو تاریخ کا اور تاریخی حقائق کا قاتل ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ حزب اقتدار کی طرف سے بڑا کچھ کہا گیا ہے جس میں سے ایک بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ چونکہ افتخار تاری کا استعفےٰ ان کے پاس ہے اس لیے تاری بھی ان کے پاس ہو سکتا ہے ۔ تو جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے اس فاضل دوست کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس بہت سے استعفےٰ ہیں ادھر بھی کافی لوگ بیٹھے ہیں جن کے استعفے ہماری جیبوں میں ہیں اور وہ بھی جانتے ہیں جو اس وقت حزب اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ان کے استعفے کن لوگوں کے پاس ہیں یہ سب لوگ جانتے ہیں اور دنیا بھی جانتی ہے کہ یہ استعفے کس دور میں ہوئے ۔ کیسے استعفےٰ دیے گئے ۔ تو جناب والا ۔ اسی وقت میاں تاری صاحب نے قائد پاکستان ملک غلام مصطفےٰ کھر کو اپنا استعفےٰ پیش کیا تھا جب چاہیں ہم وہ استعفےٰ دکھا سکتے ہیں اور شاید وہ میرے دوست جنہوں نے یہ کہا ہے وہ خوش ہوں کہ وزارت کی دوڑ میں ان کے مد مقابل کا استعفےٰ بھی ملک غلام مصطفےٰ کھر کے پاس ہے ۔

جناب سپیکر ۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ آج کی بحث بڑی اہم اور تاریخی قسم کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ استعفےٰ تو وہ ہوتا ہے جو میرے پاس آ جائے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ شیخ صاحب آپ کا استعفیٰ بھی میری جیب میں ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا سب کچھ آپ کی جیب میں ہو سکتا ہے لیکن استعفیٰ نہیں ہو سکتا ۔

(قہقہہ)

مسٹر رؤف طاہر ۔ تو جناب والا ۔ آج کا زیر بحث موضوع تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ آیا تشدد کی سیاست وہ سیاست جس کی بنیاد جبر ہو ۔ جس کی بنیاد آنسو گیس پر ہو ۔ جس کی بنیاد اس بات پر ہو کہ وہ سیاست صرف پولیس اور ایف ۔ ایس ۔ ایف کے ذریعے سے چل سکتی ہے آیا یہ سیاست ۔ اس قسم کے تشدد کی سیاست ہمارے ملک کے لیے قابل قبول ہو سکتی ہے ۔ جناب والا ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس تشدد کی سیاست نے ہمارے آدھے ملک کو نگل لیا اور کوئی بھی تاریخ کا طالب علم اس بات کی تردید نہیں کر سکتا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا سبب وہ گولی کی سیاست تھی ۔ وہ تشدد کی سیاست تھی ۔ وہ جبر کی سیاست تھی ۔ وہ خوف و ہراس پھیلانے کی سیاست تھی جس سے یہ مشرقی پاکستان کا المیہ پیش آیا ۔ تاریخ سے سبق سیکھنا پاکستان کے ہر شخص کا فرض ہے کیونکہ یہ پاکستان کے ساتھ بیت چکی ہے اور ہمیں یہ واقعہ پیش آ چکا ہے ۔ کسی ملک کی contemporary history کو دیکھیں کسی ملک کو اس قسم کی تشدد کی سیاست نے دو حصوں میں نہیں بانٹا تھا لیکن پاکستان کو اس تشدد کی پالیسی نے دو ٹکڑے کیا ہے ۔ جناب والا ۔ قابل افسوس تو بات یہ ہے کہ وہ جو اپنے آپ کو عوام کا لیڈر عوام کا راہنما سمجھتے ہیں وہ تو اس وقت بھی فوجی حکومت کے اقتدار میں تھا یہ تاریخی حقیقت ہے اور اس تشدد کی سیاست میں کسی شخص نے ساتھ دیا یہ بات پھر کسی اور وقت کی جائے گی کہ وہ کون سے محرکات تھے اور کس طریقے سے اس تشدد کی سیاست کو ہوا دی گئی ۔ جب پاکستان کے دو ٹکڑے ہوئے تو مغربی پاکستان میں ایک پارٹی کو اقتدار نصیب ہوا اور وہ اقتدار بھی اس صوبہ کے عوام کی اکثریت نے باقی ماندہ پاکستان میں پیپلز پارٹی کو بخشا وہ پنجاب جس کے مزدور جس کے کسان جس کے غریب عوام نے اندھے طریقے سے لڑے جذباتی طریقے سے ان کو ووٹ دیے ۔ وہی پنجاب جس نے انہیں مسند اقتدار پر

بٹھایا آج اس پنجاب کے بیٹوں کو اغوا کیا گیا۔ ان پنجابیوں کی جنہوں نے اس پیپلز پارٹی کو ووٹ دیے تھے ان سب کی توہین کی گئی۔ اب اقتدار میں آنے کے بعد پنجاب کی طرف سے نظریں ہی بدل گئیں اور اب پنجاب ایک ہوا نظر آنے لگا۔ زاویہ اور نظریہ بالکل ہی بدل گیا۔ جناب سپیکر آپ جانتے ہیں کہ اس ایوان کی چھت پر کون سا نشان ہے۔ جناب والا ۔ یہ سورج کا نشان ہے اور پنجاب کا نشان ہے جو ہم ہر روز دیکھتے ہیں اور اگر سورج کی شعاعوں کا زاویہ بدل جائے تو وہ تمام چیزوں کو بھسم کر دیتا ہے اور اگر آج کسی نے پنجاب کی طرف سے نظریں بدل لی ہیں تو اس کو اس سورج کی شعاعوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔

Mr. Speaker : Let us touch today's subject. Let us come down to today's subject and not convert it into a discussion of the po'o'ical situation. The reference was justified but not beyoned that.

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں جناب یہ کہہ رہا ہوں کہ تشدد کی سیاست تھی۔ اس وقت امن عامہ کے موضوع پر بحث ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو قتل و غارت اور حادثات مختلف موقعوں پر ہوتے ہیں میں ان کو ان کی اصل شکل میں قومی شکل میں پنجاب کی شکل میں۔ پاکستان کی شکل میں پیش کرنا چاہتا تھا کہ جب تشدد کی سیاست ہو اور جمہوری اصولوں کے خلاف ہو تو پاکستان تو قائم ہی نہیں رہ سکتا ۔ جناب والا۔ پاکستان کی بنیاد تو جمہوریت پر ہے تشدد پر نہیں ہے۔ یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ ہم anarchy نہیں کریں گے۔ فلاں نہیں کریں گے ۔ یہ نہیں کریں گے۔ جناب والا۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ اس پارٹی نے کون سا وہ وعدہ اور کون سا وہ سوشلزم پورا کیا ہے۔ کیا وہ طبقاتی فرق جو امیر اور غریب کے درمیان تھا اور جو یحییٰ اور ایوب خان کے دور میں تھا کیا اب بھی یہ موجود نہیں ہے؟ جو مہنگائی کی حالت ہے وہ یحییٰ اور ایوب خان کے دور سے زیادہ ہے۔

Mr. Speaker : Let us come to the subject under discussion.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا۔ یہاں ایسی باتیں کہی گئی ہیں۔

Mr. Speaker : I am there to regulate the debate. I would request the member to refrain from that

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارا سیاسی دشمن اتنی تیزی سے عوامی محاذ سے پسپا ہو رہا ہے کہ آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے اور اب اس کو متشددانہ مقننہ قوانین کی اور ایف ۔ ایس ۔ ایف ۔ کی حفاظت کی ضرورت پڑ گئی ہے اور وہ رائے عامہ سے بھاگ گئے ہیں ۔ میں اس کو افسوس ناک اس لیے کہتا ہوں کہ وہ عوام میں رہتے جناب والا ۔ یہ ایک سیاسی امر ہے کہ حکومتیں آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں ۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ پاکستان متشددانہ طریقے سے حکومت کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم نے اس کا انجام دیکھ لیا ہے ۔ پاکستان صرف ایک طریقہ سے متحمل ہو سکتا ہے اور وہ طریقہ ہے civilian way میں ڈیموکریٹک طریقے سے اس لیے نہیں کہتا کہ بعض دوستوں کو یہ خیال گزرے گا کہ شاید میں مغربی جمہوریت کی بات کر رہا ہوں لیکن یہ کہنا پڑے گا اور جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ یہاں پر جو قانون ہے یہاں پر جو آئین ہے وہ multi party system کی بنیاد پر ہے اور اس کا parallel اس کا ثانی ہمیں صرف مغربی ممالک میں ملتا ہے جو یہ کہا گیا ہے کہ ترکی سے لے کر انڈونیشیا تک کہاں جمہوریت ہے ۔ تو اس ضمن میں جناب میں یہ عرض کروں گا کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ کون سا ملک ترکی سے لے کر انڈونیشیا تک اس اس قسم کی غلط کارروائیوں سے اس قسم کے متشددانہ قوانین سے دو ٹکڑے ہوا ہے لیکن ہمیں محتاط ہونا پڑے گا کہ ہم اپنے ملک میں ایک ایسے نظام کو ایک ایسی جمہوریت کو اپنائیں اور پنپنے دیں جو عوام کے مزاج کے مطابق ہو اور عوام اصل میں طاقت کا سرچشمہ ہوں نہ کہ پولیس اور ایف ۔ ایس ۔ ایف ۔ جیسا کہ موجودہ حکومت نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سینئر منسٹر ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں ابھی بات کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تیرہ منٹ ہو گئے ہیں اور اس میں سے میں نے اپنا ڈیڑھ جو interruption کا ہے exculde کر دیا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ ہم نے وزیر قانون کی الیس منٹ تقریر سنی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو وقت لکھا ہوا ہے

please don't tell me that.

مجھے بتائیے کہ کس منٹ سے لے کر کس منٹ تک انہوں نے تقریر کی ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ نہیں جناب والا ۔ یہ بات نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ آپ مجھے بتائیں کہ کون سے لے کر کون سے منٹ تک انہوں نے تقریر کی ہے ۔ اور وہ کتنے بجے کھڑے ہوئے تھے ۔

Don't consider me to be a fool. I take down every minute that a member speaks here. Don't be mistaken here.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ آپ بات آہستہ بھی کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں بات آہستہ نہیں کر سکتا ۔

Why make a wrong statement on the floor of the House ?

مسٹر رؤف طاہر ۔ نہیں ۔ جناب والا ۔ ایسی بات نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : I can't permit that and have to regulate the debate. I would request the honourable Leader of Opposition that today the demonstration by the Opposition has been very hopeless. There have been at least three speakers who have tried not to resume their seats when they were requested to do so. The Government party members have been speaking from five to six minutes. The Minister for Law of Parliamentary Affairs spoke only for 15 minutes and not a second more. May I request the honourable member to resume his seat ? I can't give this indulgence now. It would have been earlier. There could have been a gentleman,s request but I can't be brow-beaten like that. I taken down every minute that a member has taken here. This is actually an insinuation.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں پھر آخر میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ کارروائی بڑے سلیقہ سے ہو اور پر امن طریقے سے ہو اور پارلیمانی نظام چلے ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Today, it is actually the Members of the Opposition who have flouted the decorum. They have actually taken even after the Minister for Education has spoken 10 more minutes than the whole Government. Party would take.

مسٹر رؤف طاہر ۔ تو میں جناب والا ۔ آخری بات یہ عرض کروں گا کہ یہ پنجاب کی توہین کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ آج امن عامہ پر بحث ہو رہی ہے اور وزیر اعلیٰ ایوان سے غائب ہیں ۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس ایوان میں وزیر اعلیٰ کو ان تمام حالات کے بارے میں امن عامہ کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کرنا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر عبدالخالق ۔

مسٹر عبدالرحمان جامی ۔ جناب والا ۔ میرا نام بھی آپ کی لسٹ میں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا نام لسٹ میں نہیں ہے ۔
Please resume your seat.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ لاء اینڈ آرڈر کا محکمہ جناب وزیر اعلیٰ کے پاس ہے آپ ان کو بلائیں ۔

Mr. Speaker : It is not your concern. It is my concern. Please resume your seat.

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر عبدالخالق ۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جناب سپیکر ۔ آج امن عامہ کی حالت پر بحث میں حصہ لے کر حزب اختلاف نے باوجود اس کے کہ وہ معروضی الفاظ استعمال کریں انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس صوبہ میں جمہوریت رائج ہے ۔ اس صوبہ میں کوئی شخص جو حکومت سے اختلاف رکھتا ہو علی الاعلان اور ببانگ دہل اپنا اختلاف بیان کر سکتا ہے اور انہوں نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ یہی نمائندہ اسمبلی اور یہی نمائندہ حکومت ہے جس سے وہ آج اپنی باتیں کر رہے ہیں اور اپنی داد فریاد کر رہے ہیں ۔

دوسری بات جناب والا ۔ یہ ہے کہ پہلے جو سابقہ اپوزیشن تھی اس کے کچھ ارکان آج بھی بولے ہیں اور مجھے ان کی 73 - 1972ء کی تقریریں بھی یاد ہیں کہ جب نئی اپوزیشن میں شامل ہونے والے اراکین یہاں حکومتی پارٹی کی طرف سے ان کا دفاع کیا کرتے تھے ۔ جب وہ حضرات کہا کرتے تھے کہ صوبوں میں امن عامہ تباہ ہو چکا ہے ۔ اور جمہوریت بالکل نام کو نہیں ہے ۔

غنڈہ گردی ہو رہی ہے ۔ ڈاکے پڑ رہے ہیں اور یہی حضرات میرے ساتھ بیٹھ کر اس کا مذاق کرتے تھے ۔ ان کے جمہوریت کے کہنے پر اور اس قسم کی باتوں پر ہنسا کرتے تھے لیکن آج یہی حضرات جو اس وقت یہاں بیٹھ کر اس کا دفاع کرتے تھے اور اب چونکہ وہ آپوزیشن میں چلے گئے ہیں وہ بھی وہی باتیں کر رہے ہیں تو میں اس کا تقابل کرکے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اصل میں آپوزیشن جو کہتی ہے وہ subjective conditions کی وجہ سے کہتی ہے اگر objective conditions ہوں تو objective conditions میں دو آدمی چار آدمی اور پندرہ آدمیوں کے نمائندے وہ چیز باہر سے دیکھ رہے ہیں معروضی حقائق کی بنیاد پر بات کرتے ہیں تو جناب والا ۔ اب جب کہ subjective conditions ہوں تو

Every thing looks yellow to a jaundiced eye.

اب ابوالعلی المعری یہ کہتے ہیں کہ

عین الرضا عن کل عیب کلیلة کما ان عین السخط
تبدی المساویا (کہ جو غصے کی آنکھ ہوتی ہے
اس کو برائی ہی نظر آتی ہے ۔)

اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ساری subjective conditions پر بات کی جاتی ہے اور موضوعی حالات کی بنیاد پر نہ کہ معروضی حالات کی بنیاد پر ۔

تیسری بات جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ میں بھول جاؤں بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ پارلیمانی نظام کو نہ جاننے کا ثبوت دیا جا رہا ہے کہ چونکہ وزیر اعلیٰ نہیں ہیں اس لیے یہ بحث نہیں ہو سکتی اور وزیر اعلیٰ کیوں نہیں ہیں ۔ جناب والا ۔ جن لوگوں نے یہ سوال کیے ہیں میں ان کے متعلق یہ ریمارکس ضرور پاس کر سکتا ہوں کہ انہیں معلوم نہیں ہے کہ پارلیمانی نظام حکومت joint responsibility ہوتی ہے تو اگر کوئی ایک وزیر بھی اس بنچ پر بیٹھا ہو تو وہ تمام حکومت کی طرف سے ۔ تمام وزراء کی طرف سے اور وزیر اعلیٰ کی طرف سے بھی کسی بھی کارروائی کا جواب دے سکتا ہے حکومت کی طرف سے یقین دہانی کرا سکتا ہے ۔ سب کچھ کر سکتا ہے اور یہ پارلیمانی نظام حکومت ہے ۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ کے والد ماجد کے متعلق بہت غلط قسم کے ریمارکس کیے گئے ہیں مجھے یہ بات جناب والا ۔ ہی نے بتائی تھی

کہ وہ پاکستان کی cause کی خاطر پاکستان کی تحریک کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کر رہے تھے اور وہ شہید کر دیے گئے تو جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسی شخصیت کے متعلق خواہ وہ نواب ہی کیوں نہ ہوں اس قسم کے ریمارکس پاس نہیں کرنے چاہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پاکستان کی مسلم لیگ کی جو پہلے لیڈر شپ تھی وہ کیا نوابوں کی نہیں تھی ۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جن نوابزادوں نے پاکستان کے لیے کام کیا اور جن جاگیرداروں نے پاکستان کے لیے کام کیا ان کی ہم قدر کرتے ہیں ۔ ان کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور دیکھتے رہیں گے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے والد صاحب کے متعلق وہ بہت غلط ریمارک تھا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اس کے بعد میں اب بہت تھوڑا سا وقت لے کر آج کی امن و امان کی بحث کا پس منظر بیان کروں گا اور زیادہ باتیں اور زیادہ وقت لے کر حزب اختلاف کے فاضل اراکین نے جو باتیں کہی ہیں ان کا جواب دوں گا ۔ یہ ان کے لیے دلچسپی کی باتیں ہوں گی اور جوں جوں میری تقریر آخر میں پہنچتی جائے گی توں توں ان کے لیے زیادہ دلچسپی کی باتیں ہوں گی اور ان کے تمام سوالات کا جواب اس میں موجود ہوگا ۔ اور انہیں وزیر اعلیٰ صاحب کی غیر موجودگی کا احساس نہیں ہوگا ۔ جناب والا ۔ پہلی بات تو میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اگرچہ میرے کچھ دوستوں نے جن کو کچھ وقت ملا ہے انہوں نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ امن و امان کا مسئلہ ایک انتظامی مسئلہ نہیں بلکہ امن و امان کا دارومدار اور انحصار معاشی اور معاشرتی حالات پر بھی ہوتا ہے بلکہ بہت زیادہ انحصار معاشی اور معاشرتی حالات پر ہوتا ہے اور یہ بات میں آپ کو اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ کیسے معاشی حالات میں، معاشرتی حالات میں سوسائٹی میں امن چین ہوتا ہے ۔ اور جنتی معاشرہ ہوتا ہے اور کیسے حالات میں ایسا نہیں ہوتا ۔ اس کو یاد دلانے کے لیے میں آپ کو اس ڈائیلاگ کی طرف لے جاؤں گا جو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اور فرشتوں کے درمیان اس وقت ہوا تھا جب کہ انسان کی موجودہ شکل کی تخلیق کی جا رہی تھی اور وہ ڈائیلاگ یہ تھا ۔ واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ ۔ اور مولانا روم علیہ رحمت نے فرمایا ہے ۔

از جمادی مردم و نامی شدم واز نما مردم بحیوان سرزدم

زحیوان مردم و انسان شدم پس چہ ترسم کی زمردن کم شدم

تو جمادات سے ، نباتات سے اور حیوانات سے جو انسانیت کی developed form تھی اس کو اختیار اور ارادہ دیا گیا اور جو اس سے پہلے کی فارم تھی ان کو اتنا اختیار اور ارادہ نہیں دیا گیا ۔ تو جب اس فارم کی تخلیق ہو رہی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنا خلیفہ ونائب کی حیثیت سے پیدا کرنے کا اظہار کیا اس وقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو فرشتوں کی طرف سے یہ کہا ۔

قالو آ تجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الد ما
و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک

تو فرشتوں نے یہ کہا کہ یہ جو آپ اس قسم کے اختیار اور ارادہ والی مخلوق پیدا کر رہے ہیں یہ دنیا میں جا کر کیا کرے گی ؟ من یفسد فیھا یہ مخلوق جو فساد ۔ خرابی ۔ اونچی نیچی امتیازات ۔ عدم مساوات اور استحصال جیسی چیزیں کرے گی ویسفک الد ماء ۔ اور خون بہائے گی ۔

جناب والا ۔ اب یہاں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس بات کی تردید نہیں کی جس طرح سیاستدان اپنی بات کی تردید کرتے ہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرشتوں کے اس اعتراض کی تردید نہیں کی بلکہ صرف اتنی بات کہی قال انی اعلم مالا تعلمون ۔ صرف یہ کہا کہ مجھے وہ معلوم ہے جو تم کو نہیں معلوم ۔ وہ کیا بات تھی ؟ وعلم آدم الاسماء کلھا ۔ کہ میں نے انسانوں کو سکھا دیا ہے اور طریقے بتا دیے ہیں کہ کس طرح آپ تسخیر کائنات کریں گے کس طرح اس دنیا میں رزق پیدا کریں گے ۔ کس طرح مساوات کی بنیاد پر اسے share کریں گے اور کس طرح سے آپ معاشی مساوات اور معاشرتی مساوات پر ایک جنتی معاشرہ قائم کریں گے ۔ اور اگر ایسا نہیں کریں گے تو اس کے الٹ نتائج ہوں گے اور اس معاشرے میں جنتی معاشرہ نہیں ہوگا بلکہ اس میں خرابیاں ہوں گی ۔

جناب والا ۔ میں یہ کوئی فرضی بحث نہیں کر رہا بلکہ اس کا ذکر میں اس لیے کر رہا تھا کہ یہ ہماری پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے اپنے منشور

میں یہ کہہ رکھا تھا کہ امن و امان کا مسئلہ صرف انتظامی حالات سے بہتر نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لیے معاشی عدل اور معاشرتی عدل پر مبنی معاشرہ قائم کرنا ہوگا اور اس کے لیے ہماری حکومت نے بہت ٹھوس اور دور رس نتائج کے حامل اقدامات کیے ہیں ۔ جن میں سے کچھ کا نتیجہ فوراً نکل آیا ہے اور کچھ کا آہستہ آہستہ نکلے گا ۔ اور جوں جوں ان کے نتائج نکلتے آئیں گے توں توں معاشی عدل اور معاشرتی عدل اس معاشرے میں نافذ ہوگا ۔ جناب والا ۔ ہمارا پہلا اقدام یہ ہے کہ ہم نے وہ ہزار ہا کروڑ کی ملکیت کو پاکستان میں افراد کے ہاتھوں سے لے کر یعنی استحصالی طبقے کے ہاتھوں سے لے کر تمام لوگوں کی اجتماعی ملکیت میں لیا ۔ جناب والا ۔ یہ ہزار ہا کروڑ کی ملکیت ہے ۔ اس میں فیکٹریاں شامل ہیں۔ اس میں شپ شامل ہیں۔ اس میں انشورنس شامل ہے اور اس میں گیس تیل جیسی چیزیں بھی شامل ہیں گویا کہ اس دنیا میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جو پیدا کیا ہے اس میں سے جو بھی منافع ہوگا وہ سرکاری خزانے میں جائے گا اور بجائے اس کے کہ یہ چند لوگوں کے ہاتھوں میں جائے یہ عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوگا ۔

جناب والا ۔ دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں زرعی اصلاحات کی گئی ہیں اور یہ زرعی اصلاحات اس قدر بنیادی اور دور رس کی گئی ہیں کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئیں ۔ میں صرف حد ملکیت کی بات نہیں کر رہا ۔ حد ملکیت تو ایوب خان کے زمانے میں بھی رکھی گئی تھی اور یہ 5 سو ایکڑ تھی ۔ ہم نے اگرچہ وہ بہت کم کر دی لیکن ہم نے سب سے پہلے جو چیز کی ہے وہ یہ ہے کہ جو فالتو زمین تھی وہ بغیر معاوضے کے واپس لی ہے اور حضرت علامہ اقبال علیہ رحمت کی وہ بات ثابت کی ہے ۔

اس سے بڑھ کر کیا فکر و عمل کا انقلاب
کہ بادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمین

تو اس حکومت نے یہ سب سے پہلے ثابت کیا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پھر اس کے بعد مزارع بسا ہوا تھا ۔ جو چھوٹا کاشتکار بسا ہوا تھا اس کو مالیہ کی معافی سے ۔ بیج کے پیسے نہ دینے سے ۔ آبیانہ میں share کرنے سے متعلق ہم نے بہت سی اصلاحات کیں اور غریبوں اور بسے ہوؤں کی بھاری تعداد کو

ان اصلاحات سے بہت فائدہ پہنچا ہے کیونکہ یہ سوسائٹی مترفین اور مستضعفین میں تبدیل ہو گئی ۔ سرمایہ داروں ، امیروں اور فقراء میں اور جو لوگ محروم تھے ان میں تبدیل ہو گئی ۔ تو ہم نے جو محروم لوگ تھے جو فقراء تھے ان کی حالت کو بلند کیا ہے اور اس کے لیے بہت دورس اقدام کیے ہیں ۔ جناب والا۔ ہم نے تعلیمی اصلاحات کی ہیں ۔ کیا یہ مذاق ہے کہ کسی غریب آدمی کا بیٹا دسویں جماعت تک تعلیم مفت حاصل کر سکے ؟ بہت سے امیر لوگ اس کی قدر نہیں کرتے ۔ جناب والا ۔ مجھے معلوم ہے کیونکہ میں غریب گھر کا بیٹا ہوں ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب بارہ آنے فیس تھی اور دسویں تاریخ ہوتی تھی تو کئی بچے وہ بارہ آنے فیس نہیں لا سکتے تھے ۔ تو دسویں تاریخ کو ماسٹر صاحب کہتے تھے کہ آپ فیس لے کر آئیں ورنہ آپ کا نام کاٹ دیا جائے گا ۔ تو اب نئی نسل کے جو بچے ہوں گے ان کو دسویں تاریخ یاد نہیں رہے گی ۔ اب کسی غریب آدمی کے بچے کو یہ نہیں کہا جائے گا کہ تم جا کے فیس لاؤ ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ مزدوروں کے لیے اصلاحات کی گئیں ۔ اور میرے ایک ساتھی نے اس طرف اشارہ کیا کہ مزدور آج گلیوں اور کوچوں میں کیوں نہیں نکل رہے ؟ مزدور آج کیوں گھیراؤ نہیں کر رہے ؟ ملک میں عموماً اکا دکا واقعات تو ہو سکتے ہیں لیکن اگر کوئی انصاف سے سوچے اور پچھلے چار سال کا بھی اندازہ لگائے تو جناب والا ۔ آپ دیکھیں گے کہ مزدوروں میں جو امن چین ہے وہ زیادہ ہو گیا ہے ۔ کیوں ؟ اس لیے کہ اس حکومت نے ان کو اس قسم کے قانونی احتجاج کرنے کے ذرائع مہیا کر دیے ہیں اور ایسے قانونی ذرائع مہیا کر دیے ہیں کہ اگر ان کے ساتھ بے انصافی کی جائے تو وہ اس کے لیے داد فریاد کر سکتے ہیں ۔ ہماری جو اصلاحات تھیں وہ آج رنگ لا رہی ہیں ۔ جیسے میں نے کہا کہ کچھ اصلاحات تو فوراً رنگ لا ہی ہیں اور کچھ اصلاحات کچھ دیر کے بعد نظر آئیں گی ۔ آج آپ دیکھ سکتے ہیں کہ سارے صوبے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے چین اور امن ہے ۔ میں چند مہینوں کی بات نہیں کر رہا جیسا کہ آج یہاں تنقید کی جا رہی ہے بلکہ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی جو ساری حکومت ہے اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ مزدوروں کے حالات پہلے سے کہیں بہتر اور آہستہ آہستہ مزدوروں کے سارے سیکٹر میں امن اور چین ہے ۔ طالبعلموں میں کیوں امن اور چین

ہے ؟ اس دفعہ پہلی بار پنجاب کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں سب سے پرامن الیکشن ہوئے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور آپ خود اس کے گواہ ہیں کیونکہ پچھلے ایک ڈیڑھ مہینے میں ہوئے ہیں ۔ میں کوئی پرانی یاد داشت پر زور نہیں دے رہا ۔ تو اس کے لیے جناب والا ۔ ہماری جو معاشی اور معاشرتی اصلاحات تھیں ان پر عمل ہو رہا ہے ۔ میں کوئی abstract بات نہیں کہہ رہا بلکہ applied بات کر رہا ہوں باقاعدہ ایسی بات جو کہ عمل سے ہو رہی ہے کہ امن و امان کا مسئلہ صرف انتظامیہ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ معاشی اور معاشرتی حالات سے تعلق رکھتا ہے ۔ اور میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ جو ہم نے اصلاحات کی ہیں اگرچہ وہ معاشی اور معاشرتی نظام میں آتی تھیں لیکن ان سے امن و امان میں بہت اضافہ ہوا ہے اور آپ کے سامنے ہے ۔

معاشی اور معاشرتی حالات کے بعد تیسری چیز میں مانتا ہوں کہ انتظامی اقدامات ہماری حکومت کے کیا ہیں جن سے انتظام بہتر ہو کہ ہم مجرم کو سزا کس طرح سے دیتے ہیں اور مجھے یہ معلوم ہے اور قرآن کریم کا یہ قول ہے ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الا الباب لعلکم تتقون ۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ بھی یہ فرماتے ہیں کہ اگر آپ جرم کی سزا دیں گے تو حتوۃ ۔ زندگی ہوگی آپ کے لیے یعنی آپ زندگی پہلے سے بہتر ہوگی ۔ علامہ اقبال علیہ رحمت نے اسی بات کو کہا ہے ۔

گفت قاضی فی االقصاص آمد حیات
زندگی گیرد زایں قانون ثبات

تو زندگی کو ثبات ملتا ہے وہ قوانین کے نفاذ سے ملتا ہے ۔ اب قوانین کے نفاذ کے لیے ہم نے کیا کیا ہے ؟ جناب والا ۔ یہ بھی میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے صرف ہنگامی قسم کے اجراء اور کارروائیاں نہیں کیں بلکہ ہم نے اس ملک میں ٹھوس اور بنیادی قسم کی انتظامی اصلاحات کی ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ جو سب اہم چیز ہے وہ یہ ہے کہ اہلیت کی بنیاد پر کسی شخص کسی اہم عہدے پر پوسٹ کیا جائے گا نہ کہ اس وجہ سے کہ وہ فلاں سروس سے تعلق رکھتا ہے اور وہ عہدہ اس کے لیے مخصوص کیا جائے خواہ وہ ایسی انتظامی اہلیت رکھتا ہے یا نہیں ۔ یہ بہت بڑا اقدام ہے ۔ ان اصلاحات سے

افسران میں عدم تحفظ ہو گیا ۔ دوسری طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ افسران بات نہیں سنتے وہ ہم سے بات نہیں کرتے یہ ایک contradictory بات ہے حقیقت یہ ہے کہ قابلیت کے مطابق تعیناتی کرنا اور اس کو کسی کیٹیگری کی بنیاد پر تعیناتی نہ کرنا یہ صرف اس حکومت کا اقدام ہے ۔ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں اور ہمیں لوگ کہتے تھے کہ کارنیلیس کی رپورٹ میں کوئی ہوا نہیں تھا ۔ لیکن ایوب خان ان سی ایس ۔ پی افسران سے اتنے ڈرتے تھے کہ اس کو سورج کی روشنی بھی نہیں دکھائی ۔ اس رپورٹ میں کوئی ہوا نہیں تھا لیکن یہ سمجھا جاتا تھا کہ فلاں قسم کا افسر ہماری حکومت کے مفاد میں ہے ۔ اب آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ عوامی مفاد کے پیش نظر ان اصلاحات کے پیش نظر جتنی تعیناتیاں ہو رہی ہیں وہ قابلیت کی بنیاد پر ہو رہی ہیں ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ افسران زیادتیاں کرتے ہیں ۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے ۔ آپ نے دیکھا کہ ایک معزز ممبر کی طرف سے تحریک استحقاق آئی تو ہم نے اس کمیٹی کے سپرد کر دیا اور اس سے پہلے بھی جتنی تحاریک استحقاقات آئی ہیں ان پر کارروائی کی اور اللہ تعالیٰ نے خود کہا ہے کہ جو اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھائے گا جب یہ اللہ کے قانون کے مطابق نہیں چلے گا اس کا محاسبہ ہوگا ۔ میں اس کا اعتراف کر رہا ہوں کہ کہیں کہیں ایسا دھوکہ لگ جاتا ہے جیسا کہ فاضل اراکان نے کہا ہے کہ افسران اپنے اختیارات سے تجاوز کر جاتے ہیں ۔ اگر ہم اس کا دفاع کرتے ہیں تو میں اس ایوان میں یہ کہتا ہوں کہ ہم ان افسران کی مجلس تحریک استحقاق میں ایسی کی تیسی کرتے ہیں جس افسر نے اپنے اختیار سے تجاوز کیا ۔ میں فاضل اراکین کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ایسی باتیں ہمارے نوٹس میں لائیں ۔ ہم انشاء اللہ ان کے خلاف تسلی بخش کارروائی کریں گے ۔ کیا ہم نے افسران کے خلاف کارروائیاں نہیں کی ہیں ؟ خود سابقہ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ ملازمین کو نکالا گیا ہے تو ان ملازمین کو اپنی غلط روش کی بنا پر نکالا گیا ہے ۔ 1975ء میں جن پولیس افسران کو نوکری سے نکالا گیا ہے ان میں ایک ایس ۔ پی ۔ تین ڈی ۔ ایس ۔ پی ۔ 14 انسپکٹر ۔ 44 سب انسپکٹر ۔ 25 اے ۔ ایس ۔ آئی ۔ 3 ہیڈ کنسٹیبل شامل ہیں ان لوگوں نے قانون کی خلاف ورزی کی تھی یا رشوت لی تھی یا کوئی ایسا کام کیا تھا جو ان کی کارکردگی کے خلاف تھا ۔ اس کے علاوہ ہماری حکومت نے پچھلے 20 دسمبر 1974ء تک پانچ ہزار ایک سو بیس پولیس کنسٹیبل کے خلاف

تادیبی کارروائی کی ہے ان میں 822 ہیڈ کنسٹیبل کے خلاف ۔ 1789 اے ۔ ایس آئی کے خلاف ۔ 743 سب انسپکٹر کے خلاف ۔ 23 انسپکٹرز کے خلاف 9 ڈی ۔ ایس ۔ پی کے خلاف 2 ایس ۔ پی کے خلاف ۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ اگر کوئی افسر اپنے اختیارات سے تجاوز کرتا ہے ۔ رشوت لیتا ہے یا اس قسم کی کارروائی کرتا ہے جو عوامی مفاد کے خلاف ہے تو یہ حکومت آپ کے سامنے جواب دہ ہے اور ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے ۔ جیسا کہ ہم نے بتایا ہے کہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں لوگوں کے خلاف جنہوں نے کچھ نہ کچھ کیا ہے یا گڑبڑ کی ہے یا کارروائی کی ہے کے علاوہ میں غلط فہمیاں دور کرنا چاہتا ہوں ۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ بڑے well infomed ہیں لیکن ان کی معلومات کسی اعداد و شمار پر نہیں ہوتی ۔ مثلاً آپ نے سنا ہو گا کہ پولیس بہت ہو گئی ہے اور پولیس پر بہت خرچ کیا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی تقریر کے دس منٹ باقی رہ گئے ۔

وزیر خزانہ ۔ میں دس منٹ میں ختم کرتا ہوں ۔ آپ کو معلوم ہے کہ 1948ء میں پنجاب کی آبادی ایک کروڑ 82 لاکھ تھی ۔ اس وقت پولیس فورس 25 ہزار پانچ سو گیارہ تھی جب کہ ایک لاکھ کی آبادی پر 137 کی تعداد آتی ہے ۔ اب 1974ء میں اعداد و شمار یہ ہیں کہ پنجاب کی کل آبادی 4 کروڑ ہے اور پولیس فورس 36 ہزار چھ سو دس ہے جو کہ آبادی کے لحاظ سے 51 بنتی ہے ۔ 1948ء میں ایک لاکھ آبادی پر پولیس فورس 137 اور اب ایک لاکھ آبادی پر 51 پولیس فورس ہے ۔

ایک بات اور ہے جیسا کہ بہت سے لوگوں نے ریلوے سٹیشن نہیں دیکھا ہوگا میری طرح یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے پولیس کی شکل تک نہ دیکھی ہو اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ پریس کے ذریعے ٹی ۔ وی ۔ کے ذریعے انہیں ان چیزوں کی زیادہ آگاہی ہوتی ہے اور اس وجہ سے انہیں ان چیزوں کا احساس ہوا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ امن عامہ کے لیے جتنی پولیس کی تعداد ہمیں درکار ہے اتنی نہیں ہے ۔ میں نے اعداد و شمار سے ثابت کیا ہے ۔ اس طرح کہا جا رہا ہے کہ جرائم کی تعداد بڑھ رہی ہے یہ بھی غلط ہے میں اس میں اپنی حکومت کی کارروائی پیش نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں ایک تاریخی process بتا رہا ہوں کہ

جرائم وقت کے ساتھ کم ہو رہے ہیں ۔ میں نہ صرف کارکردگی بتا رہا ہوں بلکہ میں حقیقت حال بتا رہا ہوں کہ 1948ء میں ایک لاکھ کی آبادی میں 843 قتل ہوئے تھے تو 1974ء میں 543 قتل ہوئے ہیں ۔ اس لحاظ سے قتل کم ہو رہے ہیں ۔ میں یہ تاریخی بات بتا رہا ہوں کیونکہ آج کل عام ذہن میں یہ ہے کہ قتل کی وارداتیں بڑھ رہی ہیں ۔ جب کہ امریکہ کی پولیس کے پاس بہت زیادہ گاڑیاں ہیں ۔ وائرلیس ہیں ۔ ہیلی کاپٹر ہیں لیکن وہاں قتل کا تناسب ایک لاکھ کی آبادی پر 9.1 ہے ۔ بر خلاف ہمارے ایک لاکھ آبادی پر 5.5 قتل کا تناسب ہے ۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ معاشی اور معاشرتی تبدیلیوں کے بغیر کسی جگہ بھی امن عامہ قائم نہیں رہ سکتا اور اس کی بنیاد اسلام اور قرآن کریم پر ہونی چاہیے ۔

میں یہ بات کہنی بھول گیا ہوں کہ اس حکومت نے سات سال کا عرصہ متعین کر دیا ہے کہ اسلامی مشاورتی کونسل سات سال کے بعد اپنی فائنل رپورٹ حکومت کو پیش کرے اور حکومت دو سال کے اندر اندر کو اس نافذ کرے گی ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اسلامی نظام اور اسلامی قوانین نافذ کرنے کے لیے یہ سب کچھ کیا ہے ۔ اسلام تعزیراتی مذہب نہیں ہے ۔ اسلام معیشت کے لیے ، معاشرت کے لیے مثبت قاعدے دیتا ہے ۔ اس کی اپنی ہر چیز ہے ۔ اسلامی قانون نافذ کر دینا کافی نہ ہو گا اسلامی نظام کو لاگو کرنا ہوگا جو یہ حکومت کرنے کی پابند ہے اور اس نے دستور میں ایک ٹائم ٹیبل مقرر کر دیا ہے یہ بات زبانی نہیں ہے بلکہ یہ بات دستوری ہے اور دستور ایک مقدس دستاویز ہوتی اس میں یہ ٹائم ٹیبل دے دیا ہے ۔

جناب والا ۔ نے فرما دیا ہے کہ دس منٹ باقی ہیں اس لیے میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا ۔ میں صرف صحافت کے موضوع کو لیتا ہوں ۔ کہا گیا ہے کہ صحافت پر بہت قدغن لگا دی گئی ہے یہ ہو گیا ہے وہ ہو گیا ہے حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ صرف ایک اردو ویکلی " اداکار " کا ڈیکلریشن منسوخ کیا ہے اور وہ اس لیے کہ وہ ایک ایسے پریس پر چھپواتا تھا جس کی اس کو اجازت نہیں تھی ۔ اس نے قانون کی خلاف ورزی کی تھی اس لیے اس کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا ۔ باقی تین ۔ صحافت الحدید اور نقیب ملت کے خود جو پرنٹرز تھے انہوں نے خود کہا تھا کہ ہم چھاپنے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔

اس لیے وہ null and boid ہو گئے ۔ اس میں بھی ایک مدت ہوتی ہے کہ اتنی مدت تک کوئی نہ چھپے تو دوبارہ اجازت نہیں ملتی ۔ اس کے بعد میں ایک بات کا انکشاف کرنا چاہتا ہوں کہ نئے اخبارات رسالے بھی چھپ رہے ہیں ۔ نہ صرف یہ کہ پرانوں میں سے صرف ایک کو جو لاجائز جگہ پر چھپوا رہا تھا اس کو منسوخ کیا گیا ہے ۔ صحافت کو بڑھانے کے لیے لوگوں کو معلومات فراہم کرنے کے لیے کیا گیا ہے ۔

در عشق و ہوسناکی دانی کہ تفاوت چیست
آں تیشہ فرہادی ایں حیلہ پرویزی

اگر آپ کے پاس تیشہ فرہادی ہے ۔ اگر آپ بات کرتے ہیں جیسے علامہ اقبال نے کہا تھا کہ ۔

فرزانے بہ گفتارم ، دیوانے بہ کردارم
از بادہ شوق تو ہشیارم و مستم من
صورت نہ پرستم من بت خانہ شکستم من
آں سیل سبق میرم ، ہر بند کشتم من

(نعرہ ہائے تحسین)

تو ہر بند تو وہ شخص توڑ سکتا ہے جیسے کہ علامہ اقبال نے کہا کہ میں سارے بند توڑتا ہوں ، کس طرح سے توڑتا ہوں ؟ از بادہ شوق تو ۔ اللہ سبحان اللہ و تعالیٰ کے احکام سے ۔ اگر کوئی صحافی ایسا ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل کرتا ہے ، اگر وہ دنیا کے کسی لالچ اور پیسے کے لالچ سے یا اپنی سرکولیشن کو بڑھانے کے لالچ سے یا کسی اور لالچ سے نہیں کرتا تو وہ آئے اور لکھے ، ہم اسے اجازت دیں گے کیونکہ اس کے پاس تیشہ فرہادی ہے ۔ یہی عشق اور ہوسناکی میں فرق ہے ۔ تو ہم ثبوت دیتے ہیں کہ ہم صحافت کی قدر کرتے ہیں ۔ جناب والا ! تین نئے روزناموں کی اجازت دی گئی ہے ۔ " سیاست " ملتان سے چھپے گا ، " آفتاب " بھی ملتان سے چھپے گا اور " جمہورستان " ساہیوال سے چھپے گا ۔ ممکن ہے کہ جمہورستان والوں کو ابھی معلوم نہ ہو اور پریس کے ذریعے سے انہیں معلوم ہو کہ انہیں بھی آج ہی اجازت ملی ہے ۔ گویا کہ تین روزناموں کو مزید اجازت دی گئی ہے ۔ اس کے

علاوہ پانچ ہفتہ وار اخباروں کو مزید اجازت دی گئی ہے " عوامی دور " " ویو پوائنٹ " " الاصلاح " ، یہ تینوں لاہور کے ہیں ، " امن " لائلپور کا ہے اور " افریشیا " لاہور کا ہے ، ان پانچ ہفتہ وار اخباروں کو مزید اجازت دی گئی ہے اور ایک ماہوار اخبار جو لاہور سے اردو میں شائع ہو گا "ترجمان" تو نہ صرف یہ کہ حکومت پہلے اخباروں پر کوئی قدغن نہیں لگا رہی لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ قانون کے مطابق چلیں ، اگر کوئی قانون کے خلاف چلے گا تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا ۔ اس بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے کسی اخبار کا کوئی اشتہار بند نہیں کیا ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ اگر میں کسی ہفتہ وار اخبار کے لیے درخواست دوں تو کیا مجھے ڈیکلریشن مل جائے گا ؟

وزیر خزانہ ۔ اگر آپ سارے کوائف پورے کر سکیں تو ضرور مل جائے گا ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ یہ اسمبلی کا ریکارڈ ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ بات یہ ہے کہ مرکز کی اجازت کے بغیر یہ کوئی اجازت نہیں دیتے ۔

وزیر خزانہ ۔ مرکز اور صوبوں کے اختیارات متعین ہیں ۔ ہم اس سے آگاہ ہیں اور میں اس سلسلے کی طرف آ رہا ہوں ۔ اس کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے اشتہار بند کر دئے اور ان کے خلاف فلاں کارروائیاں کیں ۔ میں اس ایوان میں یہ اعلان کرتا کہ حکومت پنجاب نے کسی اخبار کے اشتہارات بند نہیں کیے ۔ البتہ کچھ اخبارات اپنا ایک posture قائم رکھنے کے لیے کبھی کبھی خود اشتہار بند کر دیتے ہیں , یہ ان کی اپنی مرضی ہے ۔ میں حکومت کی طرف سے یہاں یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم کسی اخبار کے اشتہارات بند نہیں کرتے ۔

اس کے بعد یہ کہا گیا کہ یہاں پریس ایڈوائس دی جاتی ہے ۔ اگر تو پریس ایڈ وائس سے یہ مراد ہے کہ وقتاً فوقتاً جب ہم سمجھیں کہ پاکستان کے خلاف مواد ہے تو ایسا ہم نے ماضی میں بھی کیا ہے اور آئندہ بھی کریں

گے اس لئے کہ موجودہ حکومت نظریہ پاکستان کو ، اس کے مکمل استحکام کو ، اس کی سالمیت کو ، ملک میں امن عامہ قائم رکھنے کو ، عوام کی جان و مال کی حفاظت کرنے کو اپنا فرض سمجھتی ہے ۔ جب کوئی بھی لوگ ، خواہ وہ چند مفاد پرست ہوں یا اس سے زیادہ ہوں ، خواہ وہ مذہبی باتیں بھڑکا رہے ہوں یا فرقہ وارانہ بات کر رہے ہوں ، خواہ لسانی مسئلہ یا نظریہ پاکستان کے خلاف کر رہے ہوں جب بھی اس قسم کی بات ہوگی ان کے خلاف ماضی میں بھی حکومت نے یہ کارروائی کی ہے ۔ حکومت نے اپنا یہ فرض ادا کیا ہے اور اب بھی کرے گی ۔ کیا دوسرے ممالک یہ نہیں کرتے ؟ اگر آپ نے پاکستان کا مقابلہ کرنا ہے اور میں یہ بات اکثر انگریزی صحافیوں کو کہا کرتا ہوں کہ آپ ایسے مقابلہ نہ کریں کیونکہ جب آپ انگلستان سے ہوائی جہاز سے چلے تھے تو آپ نے وہاں سور اور انڈے کا ناشتہ کیا تھا اور وہ وہاں کا عام ناشتہ ہے لیکن جب آپ پاکستان میں ناشتہ مانگیں گے تو یہی ناشتہ آپ کو یہاں نہیں ملے گا کیونکہ یہ پاکستان میں عام ناشتہ نہیں اور یہ پاکستان میں غایت درجہ غیر معمولی قسم کا ناشتہ ہے کیونکہ وہ حالات جن میں آپ اڑ کر یہاں آئے تھے اور حالات تھے جو اس ملک میں نہیں ۔ وہ ملک انگلستان ایک طرف کو گامزن ہے ان کا ہاؤس آف کامنز 200 سالوں سے زیادہ عرصہ سے چل رہا ہے ان لوگوں میں تعلیم بہت زیادہ ہے اور ان کی حزب اختلاف بھی اپنے کردار کو سمجھتی ہے اور اپنا کردار ٹھیک طور پر ادا کرتی ہے ، وہاں لوگ ایک عرصے سے ایک خاص سمت کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ترقی کر رہے ہیں ، وہاں لوگوں کے پردادا نے ووٹ دئے ، ان کے دادا نے ووٹ دئے اور اب وہ خود ووٹ دیتے ہیں ۔ پاکستان میں ابھی پہلے عام انتخابات ہوئے ہیں ۔ پاکستان میں پہلی بار منتخب حکومت آئی ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس سے پہلے کتنی غیر منتخب حکومتیں آئی ہیں لیکن ان کے خلاف اتنی جلدی تحریکیں شروع نہ کی گئیں جتنی کہ منتخب حکومت کے خلاف کی جارہی ہیں ۔ تو یہ بات ثبوت فراہم کرتی ہے کہ ہماری حزب اختلاف بھی ابھی پارلیمانی نظام میں اپنا کردار ادا کرنے کی سمجھ نہیں رکھتی اور ابھی انہیں ٹریننگ کی ضرورت ہے ۔

(قطع کلامیاں)

سید قابض الوری ۔ جناب والا ۔ مریس ایڈوائس تو ہماری تقریروں کے سلسلے میں آج بھی جاری کی گئی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ اس کے علاوہ یہ کہا گیا ہے کہ یہاں بڑے سیاسی نظر بند ہیں ۔ پنجاب کے صوبے میں صرف دو سیاسی نظر بند ہیں ، ایک ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت اور دوسرا قانون تحفظ امن عامہ کے تحت ۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ جھوٹے مقدمات معزز ممبران اسمبلی کے رشتہ داروں کے خلاف قائم کرائے جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ بات بہت صاف ہے کہ سیاست دانوں کی اپنے اپنے علاقوں میں بہت سی رقابتیں ہیں ، حسد ہے ، مخالفتیں ہیں ، عناد ہے بغض ہے اور پھوٹتے ہیں ، تو اس بنا پر کوئی شخص کسی کے خلاف کوئی کیس رجسٹر کراتا ہے تو پولیس میں اس کا پابند ہے کہ کیس رجسٹر کرے اور اس کے خلاف ایکشن لے باوجود اس کے کہ جناب والا نے یہ رولنگ بھی دی تھی کہ تاج پورہ کے جلسے کا معاملہ سب جوڈیس ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ دو فاضل اراکین یہاں موجود نہیں ۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ حزب اختلاف کے فاضل اراکین قوانین اور عدلیہ کا احساس کریں گے اور ان کی عزت اور وقار کو اس ایوان میں بحال رکھیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب ۔ میں انہیں بیان دینے سے تو نہیں روک سکتا تھا ۔ میں انہیں اس پر بحث کرنے سے روک سکتا تھا جو میں نے کیا ۔

وزیر خزانہ ۔ میں عدلیہ کی عزت اور وقار کا احساس رکھتے ہوئے اس مسئلے کو اتنا الجھانا نہیں چاہتا لیکن عوام کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ان دونوں صاحبان کی جن کے متعلق کہا جا رہا ہے یا وہ صاحبان شاید کہتے ہوں ، ان کی گمشدگی کے متعلق حکومت پنجاب کو کوئی علم نہیں اور حزب اختلاف کے حضرات نے بھی اس بات سے صرف سیاسی فائدہ اٹھانا چاہا ہے اور اس کا میں ثبوت دیتا ہوں کہ بار بار اس ایوان میں تو یہ بات کی گئی لیکن جب ہائی کورٹ کے فاضل جج نے یہ بات کہی تھی کہ آپ نے یہ شکایت کی تھی اور ہم نے اس کی تحقیقات کر لی ہے ، اب آپ ڈی آئی جی پولیس کے پاس جا کر مقدمہ درج کرائیں تو کیا اس کے متعلق ان کے رشتہ داروں نے مقدمہ درج کرایا ہے ؟ نہیں ۔ لیکن اس کا سیاسی فائدہ اٹھانے کے لیے اس بات کو بار بار اس ایوان میں اور دوسری جگہوں پر اٹھایا گیا ہے ۔ اگر اس بات میں حقیقت ہوتی تو ان کے رشتہ داروں کو ہائی کورٹ کے فاضل جج نے یہ بات کہی تھی تو ۔ ۔ ۔ ۔

چودھری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ تو کیا ان کو زمین نگل گئی ہے یا آسمان اٹھا کر لے گیا ہے ۔ یہ بہت اہم معاملہ ہے اور حکومت کا محض یہ انکار کافی نہیں ۔ اگر حکومت کے علم میں یہ بات آچکی تھی ۔ اخبارات میں بیانات آچکے تھے تو کیا وجہ ہے کہ حکومت نے خود ان کے متعلق ایکشن نہ لیا ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس بات کا بھی ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ ان کے رشتہدار تو جا کر کوئی مقدمہ درج نہیں کراتے لیکن سیاسی فائدہ اٹھانے کے لیے اس بات کو بار بار اٹھایا جا رہا ہے ۔ اس کے بعد یہ کہا گیا کہ مرکزی حکومت کی طرف سے مداخلت ہوتی ہے اور ایک وزیر صاحب آکر میٹنگ کی صدارت کرتے ہیں ۔ یہ بالکل غلط بات ہے ۔ جمہوری نظام میں ہمیشہ حکومتیں پارٹی کے تابع ہوتی ہیں ، اگر پارٹی کے قائدین ہمیں کسی بات کی ہدایت دیتے ہیں تو یہ جمہوریت کو آگے بڑھانے کے لیے ہے ۔ یہ جمہوریت کے مفاد میں ہے ، یہ بات عوامی مفاد میں ہے نہ کہ عوام کے مفاد کے خلاف ہے ۔ اس کے بعد یہ کہا گیا اور حزب اختلاف بار بار کہہ رہی ہے کہ ہم مستعفی ہو جائیں ، تو یہی بات میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ پاکستان میں بالکل ڈکٹیٹرانہ حکومتیں آئی ہیں ، کبھی کسی نے یہ مطالبہ نہ کیا لیکن جس حکومت کے پاس اتنی بڑی اکثریت ہے وہ اپنی حکومت چھوڑ دے ، اور پھر یہ کہ حکومت کس کو گلہ دے ؟ ایسے لوگوں کو کہ جو حزب اختلاف میں ہوتے ہوئے بھی ، حالانکہ حزب اختلاف میں اتحاد ہو جاتا ہے ، جو حزب اختلاف میں ہوتے ہوئے بھی اپنی میٹنگوں میں ایک دوسرے کا سر پھٹول کرتے ہیں اور کسی بات پر متفق نہیں ہو پاتے ۔ اور اس بات پر لوگ استعفی دے دیتے ہیں لیکن یہ لوگ ہم سے استعفی لے رہے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فاضل رکن کرنل صاحب نے مسلم لیگ پارٹی اس وجہ سے چھوڑی کہ اس میں ایسے لوگ آگئے ہیں جن کو وہ قبول نہیں کرتے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ فاضل وزیر کی یہ تقریر revelent نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی بات کا جواب ہے جواب تو irrelevant نہیں ہو سکتا ۔

وزیر خزانہ ۔ فاضل رکن رؤف طاہر نے آج جو قائد پاکستان کا نعرہ لگایا اس کے بعد کوئی عجب نہیں کہ پیر پگاڑو صاحب بھی اس پر استعفیٰ دے جائیں اور خواجہ صفدر صاحب بھی استعفیٰ دے جائیں اور اس قسم کے دوسرے لوگ بھی استعفیٰ دے جائیں ۔ میں اپوزیشن سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کیا ہے ؟ کس قسم کی ہے ۔ تحسبھم جمیعاً و قلوبھم شتّا

(ہم سمجھتے ہیں کہ شائد یہ ایک ہیں ۔ بیچ میں سے یہ سارے ٹکڑے ٹکڑے اور ایک دوسرے کے خلاف ہیں) مزے داری کی بات یہ ہے کہ اسمبلی میں بھی اٹھ کر ایک دوسرے کے خلاف بات کرتے ہیں ۔ حاجی صاحب نے جو بات کی بہت سے ایسے لوگوں کے متعلق بات کی جو ان کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے ہیں پھر کیا ہمارے ملک میں اپوزیشن نے واضح طور پر ، علی الاعلانیہ اصرار کر کے ان لوگوں کا ساتھ نہیں دیا جو ملک کے غدار ہیں ۔ اور کیا ان لوگوں کے ساتھ اب بھی نہیں ہیں ؟ جیسے میرے دوست شیر محمد بھٹی صاحب نے کہا ''رونان یاراں ژن نے لینان ناں بھراواں دا'' اب بھی ہماری اپوزیشن کھل کر تو کہہ نہیں سکتی کہ ہم اس کے ساتھی ہیں ۔ اس سے پہلے تو کھل کر کہا کرتے تھے ۔ یہ پنجاب کے بڑے لیڈر بنے پھرتے ہیں ۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر فلاں غدار ہے تو پھر ہم بھی غدار ہیں ۔ اب جناب والا ۔ فلانے کے متعلق تو سپریم کورٹ نے کہہ دیا ہے تو اب آپ اپنے متعلق کہہ دیں اور سیاست سے ریٹائر ہو جائیں اور حکومت کو خود کہیں کہ غداری کی سزا ہمیں دی جائے گویا یہ ہے اپوزیشن جو ہمارے سامنے بیٹھی ہے ۔ پھر اپوزیشن اتنا غیر جمہوریت کا نام لیتی ہے ، غیر جمہوری کارروائیاں کرتی ہے ۔ کس ملک میں اپوزیشن فوج کو یہ کہتی ہے کہ حکومت کی مخالفت کی جائے ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ ان کے سگے بھائی پیپلز پارٹی میں ہیں اگر ان کے خلاف یہ الزام لگایا ہے تو یا تو اس کے بھائی کو نکالیں ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اور دنیا میں جمہوریت ہے ۔ اور دنیا میں بھی حزب اختلاف ہے ۔ ایک صرف پاکستان رہ گیا ہے جس میں حزب اختلاف یہ کہے کہ سپریم کورٹ کے جج کو حکومت دے دو ' کمانڈر انچیف کو حکومت دیدو

فوج کو بلاؤ ۔ یہ اس ملک کی اپوزیشن کو یہ شرف حاصل ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ یہاں کسی ممبر نے نہ تو فوج کا نام لیا ہے اور نہ ہی کسی کمانڈر کا ۔

وزیر خزانہ ۔ اس ملک کی اپوزیشن لیتی ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ آپ کی کارکردگی سے ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ ایسے اپوزیشن لیڈر جو پنجاب میں آتے ہیں ، وہ اس قسم کا نام لیتے ہیں تو ہم پنجاب میں امن و امان کے حالات بیان کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہاں کی اپوزیشن کو پروا نہیں ہوتی کہ پاکستان جل جائے ۔ ان کو پروا نہیں ہوتی کہ لوگ قتل ہو جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کے سوال پوچھنے اور آپ کے جواب دینے کے باوجود آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ دو چار منٹ اور دے دیں ۔ لسانی تعصبات پھیلائیں ، فرقہ وارانہ تعصبات پھیلائیں ۔ ۔ ۔ (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے جو سوالات پوچھے تھے میں نے ان کے وقت میں سے وہ وقت منہا کر دیا ہے ۔ 6 ممبروں نے ان سے سوالات پوچھے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ آپ نے مجھے تقریر کے دوران ٹوکا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ میرے پاس آ کر دیکھ لیں ۔ میں نے آپ کو تیرہ منٹ دیے تھے ۔ میرے پاس وقت لکھا ہوا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ تین منٹ آپ نے بھی لیے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس حساب سے سولہ سترہ منٹ بن جاتے ہیں ۔ میرے پاس وقت لکھا ہوا ہے ۔ چودہ منٹ وزیر قانون نے لیے ہیں جن کے متعلق آپ نے کہا تھا کہ انیس منٹ لیے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ میں اپنی تقریر ختم کر رہا ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ غالباً وہ صبح موجود نہ تھے ۔ انہیں اس بات کا گلہ تھا ۔ میں نے وقت پوچھا تھا اور فیصلہ یہ ہوا تھا کہ وزرا کے پندرہ منٹ ہوں گے ۔ چھ رکن تھے جن کو دس دس منٹ کا وقت دیا گیا تھا ۔ وہ رکن اپوزیشن کے تھے اور ان میں مسٹر رؤف طاہر بھی شامل تھے ۔ میں نے انہیں گیارھویں بارہویں منٹ پر روکا ہے ۔ وہ مجھے کہہ دیتے کہ ایک آدھ منٹ اور کر دیں تو ٹھیک تھا ۔ میں اس کو فوراً درگزر کر دیتا ۔ کوئی بات نہ تھی ۔

وزیر خزانہ ۔ میں نے کتنے صبر اور تحمل سے فاضل اراکین کی تمام باتیں سنی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کی تقریر میں مداخلت کی گئی ہے ۔ اور کسی فاضل رکن کی تقریر میں مداخلت نہیں کی گئی ۔

وزیر خزانہ ۔ بہرحال میں بردباری اور تحمل کا ثبوت دیتے ہوئے اور یہ کہ یہاں جمہوریت ہے ، میں اس بات کو بھی درگزر کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ یہ کیا ہے ۔ میں خوش آمدید کہتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات بیان کریں تاکہ آپ منہ سے یہ اعتراف کرتے جائیں کہ اس ملک میں جمہوریت ہے اور اس ملک میں جو شخص جو چاہتا ہے ، وہ کہہ سکتا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ کی تقریر ختم ہو گئی ہے تو

I would like to adjourn the House.

وزیر خزانہ ۔ ایک منٹ جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں آپ کو تو ریگولیٹ نہیں کرنے دوں گا کہ کسی کو آپ کہیں کہ اب آپ تقریر کریں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میں نے جو حالات پیش کیے ہیں ۔ طلبہ میں۔ کسانوں میں،مزدوروں میں ، عوام میں،معروضی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے بالکل تسلی بخش ہیں اور جو باتیں نئی سامنے لائی گئی ہیں ان کو ہم پورا کریں گے اور اگر اپوزیشن اس بات پر توجہ دے تو وہ کوئی ایسی قیادت سامنے لائے جس کا کوئی consistant stand ہو ۔ یہاں پر لوگ پندرہ دن پہلے پریس کانفرنس کرتے ہیں اور جس بات پر وائٹ پیپر جاری کرنے کو کہتے ہیں ، پندرہ دن بعد اس بات سے ہی وہ مکر جاتے ہیں ۔ اگر ایسی لیڈر شپ ہو :-

لازم نہیں کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

سب لوگ کوہ طور پر جانا چاہیں اور تجلی چاہیں تو نہیں مل سکتی ۔ بہت شکریہ ۔ جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاؤس کے ملتوی کرنے سے پہلے ایک اعلان کرتا ہے کہ کل دو اجلاس ہوں گے ۔ ایک صبح نو بجے ہوگا اور دوسرا شام ساڑھے چار بجے ۔ اب ایوان کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 19 دسمبر 1975 بروز جمعہ 9 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس

جمعتہ المبارک ۔ 19 دسمبر 1975ء

(جمعتہ المبارک ۔ 15 ذوالحج 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے ۔ صبح منعقد ہوا
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ
وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ
مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ
بِالشّٰكِرِيْنَ ۝

پ ۷ ۔ س ۶ ۔ رکوع ۱۲ ۔ آیات ۵۱ تا ۵۳

اور جو لوگ خوف رکھتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر کیے جائیں گے (اور وہ جانتے ہیں کہ) اس کے سوا ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا۔ ان کو اس (قرآن) کے ذریعہ نصیحت کرو تاکہ پرہیزگار بنیں۔

اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں اور اس کی ذات کے طالب ہیں ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالو ان کے حساب کی جوابدہی تم پر کچھ نہیں اور تمہارے حساب کی جوابدہی ان پر کچھ نہیں اگر ان کو نکالو گے تو بے انصافوں میں ہو جاؤ گے

اور اس طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض لوگوں (پر فضل کرکے) آزمائش کی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں سے جن پر فضل کیا ہے۔ (اللہ نے فرمایا) بھلا کیا اللہ شکر کرنے والوں سے واقف نہیں ۔

وما علینا الا البلاغ

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ چوھدری امان اللہ لک

مسٹر رؤف طاہر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ہؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہو گیا ہے ۔

Now I am taking up adjournment motion.

چوھدری امان اللہ لک کی تحریک التوائے کار نمبر 159 ہے ۔ اس میں ما سوائے ریزیڈنٹ ڈائریکٹر نیشنل سنٹر کے اضافہ کے اور کچھ نہیں ہے ۔

He is an employee of the Central Government and he has nothing to do with the Provincial Government.

چوھدری امان اللہ لک ۔ ۔ جناب والا ۔ گذارش یہ ہے کہ ریذیڈنٹ ڈائریکٹر کے خلاف طلبا نے احتجاج کیا ۔ احتجاج کے پیش نظر 50 طلبا کو گرفتار کر لیا گیا ۔ پہلی تحریک یہ تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ نئی تحریک میں دس کم کر دیے اس میں 50 آ گئے ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میری بات تو سنیں وہاں پر لڑکوں کی گرفتاری ہوئی اور انہیں کسی نا معلوم جگہ پر لے جایا گیا اور گیارہ تاریخ تک پکڑ دھکڑ جاری رہی ۔

مسٹر سپیکر ۔ پکڑنے کے بعد تو تعداد بڑھتی کم تو نہ ہوتی ۔ یہ آپ نے 9 تاریخ کو دی ہے ۔ باپ کی گرفتاری اور بھائیوں کی گرفتاری پہلے تحریک میں بھی نہ تھی اور نہ ہی بعد میں ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ اس میں ہے جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہ پہلی تحریک التوا میں ہے نہ بعد میں ہے ۔ آپ کے پاس تحریک کی کاپی نہیں ہے ۔ کیا آپ ہوا میں باتیں کر رہے ہیں ۔ اس میں یہ فقرہ نہیں ہے ۔ کسی کے باپ کی گرفتاری بھائی کی گرفتاری نہیں ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ اس میں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یا تو میں ان پڑھ ہوں یا آپ پڑھتے نہیں ہیں ۔ دونوں میں سے کوئی بات ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ اگر ہیں تو دونوں ہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے تحریک التوا نمبر 167 میں لڑکوں کی گرفتاری کا ایک فقرہ پڑھ کر سنا دیں ۔

I would admit it whether it becomes an adjournment motion or not.

آپ کہہ رہے ہیں کہ والدین کو گرفتار کیا ہے وہ فقرہ کہاں ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ مزید گرفتاریاں بدستور جاری ہیں ۔ طلبا کے والدین کو گرفتار کیا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے طلبا کا لکھا ہے کہ گرفتار ہوئے ہیں You made a positive statement گرائمر کا معمولی حساب ہے کہ جو subsequent clause ہوتی ہے وہ پرنسپل کلاز کو relate کرتی ہے ۔ پرنسپل کلاز میں یہ لکھا ہے کہ طلبا کو گرفتار کیا گیا ۔ اس کے بعد آپ نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ کچھ اور لوگ گرفتار کیے گئے اور گرفتاریوں کا سلسلہ مزید جاری ہے ۔

It will relate to the students. Any subsequent clause would immediately get connected with the principal clause. The earlier figure on the 9th is 60 and the subsequent figure is fifty.

جو مزید گرفتاریوں کے بعد وہ 50 ہے اب یہ کس قسم کا حساب ہے میری تو حساب میں ضرب غلط تھی لیکن آپ کی تو جمع تفریق بھی غلط ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ آپ جو فرما رہے ہیں وہ بلا جواز ہے آپ اس کو پڑھیں کہ والدین کو گرفتار کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں عوام کا کہاں ذکر ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ اس میں حساب کی کیا بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حساب کی بات ہے تحریک التوا نمبر 167 میں لکھا ہے کہ 50 لڑکے گرفتار کیے گئے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ آپ بات تو سنتے ہی نہیں ۔ طلبا کو گرفتار کیا گیا ہے ان کے والدین کو گرفتار کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کہاں لکھا ہے جہاں ان کے ماں باپ کے پکڑے جانے کا ذکر ہے ۔

This is what I am saying, please repeat the sentence.

چوہدری امان اللہ لک ۔ مزید گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے اس سے پہلے لڑکوں کی گرفتاری کا ذکر کیا ہے ۔

Mr. Speaker : This is what I am telling you.

وہاں لکھا ہے سیالکوٹ کے تینوں کالج پولیس کی تحویل میں ہیں اور مزید گرفتاریوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے،، اس سے پہلے لڑکوں کی گرفتاری کا ذکر ہے ۔ یہ بڑا بنیادی پرنسپل ہے جو تجزیہ ہم کرتے ہیں ۔ یہ کن کا ذکر ہو رہا ہے اس میں جو subsequent clause ہوتی ہے ۔

It imediately gets connected with earlier clause.

earlier clause میں آپ نے ذکر کیا ہے کہ لڑکوں کو گرفتار کیا گیا ۔ مزید گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے ۔ پھر ذکر کیا ہے کہ کالج پولیس کی تحویل میں ہیں ۔

It cannot be read about anybody else.

چوہدری امان اللہ لک ۔ آگے پڑھیں یہاں لکھا ہے کہ طلبا کے والدین کو ذلیل کیا گیا ہے ۔ اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ یہ سلسلہ وسیع پیمانے پر جاری ہے یہ تو پڑھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کہیں ذکر نہیں ۔ گم شدہ 50 طلبا میں سراسیمگی پیدا ہو گئی ہے یہ سراسیمگی کا سلسلہ اب وسیع پیمانے پر جاری کر دیا گیا ۔

I don't find any difference in the two. 167 cannot be entertained.

اس میں کون سا حالیہ وقوعہ ہے یہ 168 ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ صحافیوں سے اظہار ہمدردی کے طور پر ہم نے دو گھنٹے کے لیے بائیکاٹ کیا تھا اور یہ

تمام تحاریک التوا کار جس کا ذکر آیا dispose of ہو چکی ہیں ۔ آپ کی یہ روایت وہی ہے اور ہمیشہ یہ کرتے رہے ہیں کہ جب کوئی محرک موجود نہ ہو تو آپ اس تحریک کو defer کرتے رہے ہیں جناب والا ۔ اس دن غیر سرکاری کارروائی کا دن تھا تو تحاریک التوائے کار کے بعد ہاؤس ختم ہو گیا تھا ۔ میں نے آپ کے چیمبر میں بھی استدعا کی تھی کہ کچھ اہم تحاریک جو ہیں ان کو dispose of نہ فرمائیں۔ اس سے قبل بھی آپ defer کرتے رہے ہیں ۔ اس لیے وہ تحاریک جو زیادہ اہمیت کی حامل ہیں آپ مہربانی فرما کر ان کو take up فرمالیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کسی فاضل رکن نے بغیر اہمیت کے بھی کبھی کوئی تحریک التوائے کار دی ہے ۔

چوہدری حسین طالب ۔ آپ کے علم میں بہت سی روایتیں ہوں گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ زیادہ اہمیت والی تمام تحاریک التوائے کار ہو گئی ہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ اس کے علاوہ اگر کوئی ایسی تحاریک التوائے کار ہوں جن کی زیادہ اہمیت ہو تو آپ ان کو defer نہیں کریں گے ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ نہیں ایک محرک موجود نہیں تو ہم دوسرے محرک کی تحریک التوا کو لے لیتے ہیں ۔ اگر سارے محرک ایک ہی لیٹ کرکے باہر نکل جاتے ہیں تو پھر میرے لیے کام بڑا مشکل ہو جاتا ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ آپ کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے تھی کہ جس روز یہ بائیکاٹ کیا گیا تھا ۔ اس روز تحریک التوائے کار کو defer کر دینا چاہیے تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر تو میں بھی بائیکاٹ میں شریک ہو گیا جب کہ میں شریک نہیں ہوا ہوں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ لیکن آپ کو یہ علم ہے کہ یہ بائیکاٹ کس بنا پر کیا گیا تھا ، یہ محض صحافیوں سے اظہار ہمدردی کے طور پر کیا گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس وقت پہلے یہ کہا جا سکتا تھا کہ آپ یہ تحریک التوا نہ لیں کیونکہ ہم بائیکاٹ کر رہے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ یہ بات ہم اب بھی کر رہے ہیں اور آپ کے چیمبر میں بھی کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر آپ بعد میں تشریف لائے تھے ، پہلے تشریف نہ لائے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ یہ درست ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ اس لیے کہ ہمیں توقع نہ تھی کہ آپ انہیں اس طرح dispose of فرما دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال ، اب اس کے متعلق میں آپ سے بعد میں بات کروں گا ۔ ابھی تو شاید اس کی کوئی ضرورت ہی نہ پڑے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ مجھے یہ کہنے کی اس لیے ضرورت پڑی ہے کہ جس طرح سے آپ نے چوہدری امان اللہ لک کی تحریک التوا کا فیصلہ فرمایا ہے اور یہ کہا ہے کہ ان کی پہلی تحریک التوا dispose of ہو چکی ہے ۔ اس لیے اب یہ نہیں آ سکتی ، اس وجہ سے مجھے دوبارہ یہ استدعا کرنی پڑی کہ چونکہ انہیں یہ دوبارہ نوٹس دینا پڑا ہے ۔ اس لیے آپ مہربانی کرکے انہیں دوبارہ لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر آپ سے بات کرتے ہیں ۔ اب میں تحریک التوا نمبر 168 لیتا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ جناب نے یہ وعدہ فرمایا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا ۔ مجھے افسوس ہے ۔ آپ غلط بیانی نہ کریں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میں غلط بیانی نہیں کر رہا ہوں ، میں آپ کے سامنے حقیقت رکھ رہا ہوں کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ایسی کوئی بات نہیں ، اگر ان میں کوئی ایسی ہیں جو نظم و نسق عامہ سے پیش نظر نہیں آ سکتی تو ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ میرے پاس تشریف لائے تھے ۔ اگر آپ ساری بات کہلوانا چاہتے ہیں تو میں اس ایوان میں بیان کر دیتا ہوں لیکن براہ مہربانی آپ غلط بیانی نہ کریں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں غلط بیانی نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو بات آپ نے میرے چیمبر میں کی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں وہ بیان کر دوں تو کر دیتا ہوں ۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ ان میں کوئی اتنی اہمیت کی باتیں نہ تھیں اور چار دن آپ کو اور مل گئے ۔ اس کے بعد اگلے سیشن تک آپ کو بہت سے واقعات اور مل جائیں گے ۔ جن پر آپ کی تحاریک التوا بن جائیں گی ۔ آپ نے کہا کہ میں پہلی تحاریک میں ادھر ادھر کی بات لگا کر اور ان کو نیا رنگ دے کر نئی بات بنا دوں گا ۔ یہ بات میں یہاں کہنا نہیں چاہتا تھا لیکن آپ نے مجھے یہاں کہنے پر مجبور کر دیا ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ اس سے اگلی بات بھی فرما دیں کہ جو آپ نے کہا تھا کہ جو اہم ہیں وہ آپ لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کا طریقہ واردات ایوان کو بتا دوں ۔ میں یہ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن آپ مجھے مجبور کر دیتے ہیں حالانکہ یہ نہیں ہونا چاہیے ۔ آپ عملی طور پر کتنے poor ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ آپ اگلی بات بھی بتا دیجیے کہ جو آپ نے فرمائی تھی کہ جو اہم ہیں وہ تو ٹھیک ہیں ، وہ تو ایوان میں آئیں گی ۔ یہ واقعی بہت اہم ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے کبھی ایسے نہیں کہا ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جو غیر اہم تھیں ان کے متعلق آپ نے فرمایا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے کبھی ایسے نہیں کہا تھا ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ تو پھر ٹھیک ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے وہاں یہ نہیں کہا تھا تو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے یہ کہا ہی نہیں ۔ جو کچھ میں نے کہا تھا میں جانتا ہوں ۔

میاں محمد افضل وٹو ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ۔ میں دس تاریخ کو کسی کام کے سلسلے میں بہاولپور گیا ہوا تھا اور اس ایوان میں موجود نہ تھا ۔ میری غیر موجودگی میں ایک تحریک التوا بہاولپور میں بسوں کے متعلق تابش الوری صاحب نے پیش کی تھی اور اس پر علامہ صاحب نے کچھ اظہار خیال فرمایا تھا ۔ چونکہ فاضل وزیر مواصلات واقعات سے اچھی طرح سے آگاہ نہیں تھے کیونکہ میرے خیال میں ابھی چند روز ہوئے انہیں یہ محکمہ ملا ہے ۔ تو اس پر "نوائے وقت" نے گیارہ تاریخ کو ایک لمبی چوڑی خبر لگائی ۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلے تحاریک التوا لے لیں ، اس کے بعد آپ کے پوائنٹ کو لیتے ہیں ۔ اور میں آپ کو اس کے لیے پورا موقع دوں گا ۔

میاں محمد افضل وٹو ۔ شکریہ جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم اس بات کو چھوڑتے ہیں کہ میں نے وعدہ کیا تھا کہ نہیں ۔ اب میں تحریک التوا نمبر 168 لیتا ہوں ۔ چوہدری صاحب ۔ اس میں حالیہ واقعہ کیا ہے ؟ اس میں آپ ایسا فقرہ پڑھ دیں جس میں کسی حالیہ واقعے کا ذکر ہو ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میرے خیال میں اس میں حالیہ واقعہ یہ ہے کہ گیارہ تاریخ کو دس سے بارہ بجے تک صحافیوں نے علامتی ہڑتال کی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں یہ کہاں لکھا ہے ؟ اگر آپ کے پاس تحریک التوا کی کاپی نہیں تو میں بھجوا دوں گا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میرے پاس ہے جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو آپ یہ دیکھ کر مجھے بتائیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب ۔ میں اسی سلسلے میں عرض کر رہا ہوں کہ صحافیوں نے سیاہ پٹیاں باندھنے کا طریقہ کار بطور احتجاج اختیار کیا ۔ یہ طریقہ کار غیر موثر ہوا تو پورے پنجاب کے صحافیوں نے گیارہ دسمبر کو دس بجے سے بارہ بجے تک علامتی ہڑتال کی اور مزید دھمکی دی کہ اگر صحافیوں

پر ناروا پابندیاں ختم نہ کی گئیں تو پورے پنجاب کے صحافی اخبار نکالنے بند کر دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو اس میں حالیہ واقعے کی کون سی بات ہے ؟ انہوں نے ہڑتال کر دی تو کر دی ۔ بس ٹھیک ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ ہڑتال کر دی تو کر دی ، اخباریں بند ہو گئیں تو ہو گئیں اور صحافت بند ہے تو بند ہے ۔ تو پھر اس کا میں کیا جواب دے سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا یہ ہڑتال حکومت نے کرائی تھی اور یہ اخبار حکومت نے بند کرائے تھے ؟ اگر تو آپ کا موقف یہ ہوتا کہ انہوں نے ہڑتال کی اور کسی نے جا کر ان کو دھمکی دی یا ڈرایا یا پولیس نے کہا کہ یہ ہڑتال بند کر دو تو میں فوری طور پر اسے ایڈمٹ کر لیتا ۔ اب اس میں کوئی حالیہ واقعہ نہیں ۔ اس لیے مجھے افسوس ہے کہ میں اسے ایڈمٹ نہیں کر سکتا ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ پنجاب میں صحافی دو گھنٹے ہڑتال کرتے ہیں یہ ہڑتال ایک علامت ہے احتجاج کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے دو گھنٹے ہڑتال کر کے اپنے نقطہ نظر سے بہت اچھا کیا تو اس میں حالیہ واقعہ کیا ہے ؟

چوھدری امان اللہ لک ۔ اس میں صاف اور واضح ہے کہ ان پر حکومت پنجاب کی طرف سے اس حد تک ناروا پابندیاں لگائی گئی ہیں کہ وہ اخبارات نہیں نکال سکتے اور اپنی قومی ذمہ داری پوری نہیں کر سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چونکہ اس میں کوئی حالیہ واقعہ نہیں ، اس لیے میں اسے ایڈمٹ نہیں کر سکتا ۔ اب ہم تحریک التوا نمبر 169 لیتے ہیں ۔ شاید فاضل وزیر تعلیم اس وقت موجود نہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ مجھے ان کے محکمے کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے ، اگر آپ چاہیں تو میں وہ بتا دیتا ہوں ۔

قومی تحویل میں لیے گئے کالجوں کے اساتذہ کی طرف سے اپنے مطالبات منوانے کے حق میں غیر معینہ عرصہ کے لیے ہڑتال

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق" لاہور کی اشاعت مورخہ 11 دسمبر 1975ء کی خبر کے مطابق پنجاب کے مختلف شہروں میں قومی تحویل میں لیے گئے کالجوں کے اساتذہ نے اپنے مطالبات کے حق میں مورخہ 11 دسمبر 1975ء سے غیر معینہ عرصے کے لیے ہڑتال کر دی ہے ۔ سرکاری کالجوں کے اساتذہ پہلے ہی ہڑتال پر ہیں ۔ کالج ٹیچرز ایسوسی ایشن کے اعلان کے مطابق حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم نے ان کالجوں کو تحویل میں لینے کے بعد سابقہ مراعات سے بھی اساتذہ کو محروم کر دیا ہے اور حکومت پنجاب اساتذہ کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کی بجائے انتہائی سختی سے پیش آئی ۔ جس کی وجہ سے انہیں ہڑتال کرنی پڑی ۔ اس واقعے نے پورے پنجاب کے عوام میں شدید غم و غصہ پیدا کر دیا ہے ۔ اس واقعے پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ قومی تحویل میں لیے گئے کالجوں کے اساتذہ نے اپنے مطالبات پیش کیے تھے ۔ جن میں سے اکثر کو حکومت نے تسلیم کر لیا ہے اور انہوں نے اعلان بھی کر دیا ہے ۔ ایک تو مطالبات ایسے ہیں جن میں دوسرے محکموں مثلاً مالیات اور ایس ۔ اینڈ ۔ جی ۔ اے ۔ ڈی سے مشورہ لینا لازمی ہے ۔ چنانچہ ان مطالبات کے سلسلے میں ان محکموں سے رابطہ قائم ہے ۔ یہ درست نہیں کہ قومی تحویل میں لیے گئے کالجوں میں غیر معینہ عرصے کے لیے ہڑتال جاری ہے ۔ حکومت کی اطلاع کے مطابق تمام کالج اپنے نظام اوقات کے مطابق کام کر رہے ہیں اور یہ بات بھی بعیداز حقیقت ہے کہ حکومت ان سے سختی کے ساتھ پیش آئی ہے ۔ نئی صورت حال یہ ہے کہ حکومت نے نہایت فراخدلی سے کام لیتے ہوئے تمام اساتذہ کو معقول مراعات دی ہیں اور ان کے جائز مطالبات منظور کر لیے ہیں ۔ ان کی تنخواہیں اور دیگر مراعات حکومت کے کالجوں کے اساتذہ کے برابر کر دی گئی ہیں ۔ انہیں ایسی بے شمار

مراعات حاصل ہو گئی ہیں جن کا سابقہ ملازمت ہیں وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے ۔ مندرجہ ذیل مسائل کا تا حال کوئی تصفیہ نہیں ہوا ۔

سابقہ ملازمت کو پنشن کے لیے شمار کرنا اور تھرڈ ڈویژن لیکچراروں کو سکیل نمبر ستره دینا ۔ اس میں محکمہ ایس ۔ اینڈ ۔ جی ۔ اے ۔ ڈی سے رجوع کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کوئی ایسا بھی قانون ہو سکتا ہے کہ ایم ۔ اے فیل کو لیکچرار لگایا جا سکے اور انہیں سکیل نمبر بیس بائیس دیا جا سکے ؟

وزیر قانون ۔ چوہدری امان اللہ لک کی حکومت ہو تو شاید ایسا ہو جائے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ آپ اس بات کو چھوڑیں ۔ باقی بھی پڑھیں ۔

وزیر قانون ۔ حکومت کی اطلاعات کے مطابق اب ایسا کوئی مسئلہ نہیں اور ان کے بیشتر مطالبات حکومت نے منظور کر لیے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں پہلی بات یہ ہے کہ کیا ہڑتال ہے یا نہیں ۔

وزیر قانون ۔ ہڑتال تو ہے ہی کوئی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اصل بات یہ ہے کہ آیا وہ سرکار کے ملازم ہیں ، انہوں نے ہڑتال کی ہوئی ہے یا نہیں ؟

چوہدری امان اللہ لک ۔ وزیر قانون نے کیا فرمایا ہے کہ ہڑتال ختم ہو چکی ہے ، یا ہڑتال ہوئی ہی نہ تھی ۔

Mr. Speaker : Then I will keep it pending.

وزیر قانون ۔ نہیں جناب ۔ اس میں میں نے جو بات وضاحت کے ساتھ کی ہے وہ یہ ہے کہ تمام کالجوں میں پروگرام کے مطابق کام ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی کیا اطلاع ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک ۔ یہ صحیح تو نہیں فرما رہے ۔ اب آپ میرا خیال ہے جواب دے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں جواب نہیں دے رہا ۔ میں تو آپ کی تحریک التوا کا جواب ان سے طلب کر رہا ہوں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ آپ کے متعلق میں نے نہیں عرض کی ۔ آپ کے متعلق کرتا تو پہلے کرتا جب صحافیوں والی بات کی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ صحافی گورنمنٹ کے ملازم نہیں یہ گورنمنٹ کے ملازم ہیں۔ دونوں میں بنیادی فرق ہے ۔ اگر وہ سرکار کے ملازم ہوتے اور انہوں نے ہڑتال کی ہوتی تو میں اس کو ایڈمٹ کر لیتا ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں اس کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں ۔ ایک طرف ان کے مطالبات پر بھی غور فرما لیا گیا ہے ۔ ایم ۔ اے تھرڈ ڈویژن کے مطالبے کو رد کر دیا گیا ہے اور باقی کے مطالبات تسلیم کر لیے گئے ہیں ۔ مراعات ان کو دے دی گئی ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ ابھی آپ نے گورنمنٹ اور غیر گورنمنٹ ملازموں میں فرق کیا ہے ۔

What about the Press Trust or nationalised papers?

مسٹر سپیکر ۔ آپ کہہ دیں تو میں ان کو سرکار کا ملازم مان لیتا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ نیشنلائزڈ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی کیا رائے ہے کہ سرکار کے ملازم ہیں ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ نیشنلائزڈ تو ملازم ہو سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نیشنلائزڈ والی بات اور ہے ۔ اور پریس ٹرسٹ نیشنلائزڈ ہے بھی نہیں ۔ میں ابھی تک پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کا شیئر ہولڈر ہوں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I hope you are getting good dividends.

Mr: Speaker : I don't know whether I am getting good or bad dividends during the last 10 years.

آپ اگرچہ اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ ہڑتال نہیں ہوئی ۔ لیکن اس حقیقت کے پیش نظر کہ ان کے اکثر مطالبات مان لیے گئے ہیں اور تمام امور جو تصفیہ طلب ہیں ، ان پر گفت و شنید ہو رہی ہے ، یا غور ہو رہا ہے

In view of that, it is not pressed.

چوھدری امان اللہ لک ۔ ٹھیک ہے ۔ جناب والا ۔ آپ نے کھاد کی چوری کے متعلق میری تحریک التوا نمبر 166 پینڈنگ فرمائی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ نصراللہ خان دریشک صاحب نہیں ہیں ، ان کے بغیر مزا نہیں آئے گا ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب تو موجود ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ وہ بھی ایک دو منٹ میں تشریف لے آئینگے۔

Mr. Speaker : We can't wait for him indefinitely.

چوھدری امان اللہ لک ۔ ان کو بلوا لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ بلوا بھی لیتے ہیں ۔ کل بھی مطالبہ تھا چیف منسٹر صاحب کو بلوانے کا ۔

چوھدری طالب حسین ۔ وہ کوئی غلط مطالبہ تو نہ تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہرحال ، ان کا تشریف لانا ان کی صوابدید پر تھا ۔ میں ان کو کیسے بلا سکتا ہوں ۔

تحریک التوا نمبر 170 ۔ یہ کیا تحریک التوا بنتی ہے ؟ یہ میں نے پڑھی ہے ۔ میں نے اخباروں میں بھی دیکھی تھی ۔ یہ تو محکمے کے لیے بڑا مشکل ہو جائے گا کہ وہ کوئی نئی بات سوچ نہیں سکیں گے ۔ کسی نئی بات پر غور نہیں کر سکیں گے ۔ جو آج سے سو سال پہلے انگریز کوئی نئی بات کر گیا ہے ، اس میں ذرا بھی تبدیلی سوچی جائے گی تو

Every matter would become a matter for adjournment of this House.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ مسئلہ یہ نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے یہ لکھا ہے کہ سو سال کا طریق کار ختم کر دیا گیا ہے ۔ آپ نے یہاں اتنی تقریریں کی ہوئی ہیں اور till very recent period بات بھی کرتے رہے ہیں کہ کیا انگریز کا نظام یہاں آیا ہوا ہے اور یہ کیا ہو رہا ہے ۔ اس میں کوئی تبدیلی کیجیے ۔ اس کو اب بدلیے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ گزارش یہ ہے کہ جہاں تک میڈیکل داخلے کا تعلق ہے ، لئے طریق کار کے مطابق میرٹ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے میرٹ کا ایک نیا طریقہ کار جاری کیا ہے ۔ ٹھیک کیا ہے یا غلط

I cen't say that. Probably, you may not be in a position to make that statement.

چوہدری امان اللہ لک ۔ گزارش یہ ہے کہ جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے وہ لوگوں کے مفاد کے خلاف کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ لوگ کون ہیں ؟ "لوگ" سے مراد آپ کی ڈاکٹر ہی ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ نا اہل ڈاکٹر ، جن کو وہاں بھرتی کیا جائے گا جن کو وہاں داخلہ دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ایک لڑکا جو سال آخر میں سب سے زیادہ نمبر لیتا ہے اس کو پہلے کی طرح اول ہی رہنے دیا جائے اور وہ لڑکا جو چاروں امتحانوں میں throughout سیکنڈ آیا ہے اور ٹوٹل کر کے اس کی پوزیشن اول بنتی ہے ، چاروں امتحانوں کے حساب سے ، وہ آپ کو پسند نہیں ۔ یعنی جو لڑکا دو تین مرتبہ بیچ میں فیل ہو گیا ہے ۔ تھرڈ ایر یا فرسٹ پروفیشنل میں دو چار مرتبہ فیل ہو کے تیسرے چانس میں پاس کیا ہے ۔ لیکن آخری امتحان میں وہ سب سے زیادہ نمبر لے گیا ہے ، آپ اس کو فرسٹ مقرر کرنا چاہتے ہیں ۔ اور اس لڑکے کو جو throughout پاس ہوتا رہا اور سیکنڈ یا

throughout stand کرتا رہا ، پہلے تین امتحانوں میں اول آیا ہے ، آپ اس کو اول نہیں ہونے دیں گے ۔

Is that the conclusion? I have just put an illustration. Which of the two would you like to be put on top.

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں تو یہ استدعا کروں گا کہ یہ جو آپ نے فرمایا ہے ، اور آپ نے ورشن دی ، ممکن ہے صحیح دی ہو اور مفاد عامہ کے پیش نظر دی ہو ۔ یہی وزیر صحت بیان دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر صحت تو اس قسم کی بات تب کریں گے جب آپ پہلے مجھے مطمئن کر دیں گے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ آج تو آپ مطمئن ہوتے نظر نہیں آتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات نہیں ۔ آپ ذرا اس کو appreciate بھی کریں ۔ جب آپ تحریک التوا دیتے ہیں ، تو پہلے تھوڑا سا اس پر سوچ لیا کریں ۔ ایک بات تو مجھے سمجھ آ گئی کہ پولیس justified تھی ، نہ تھی ۔ پولیس نے کہیں سختی کی یا ہڑتال کرنے والے justified تھے ، نہ تھے ۔ یا کوئی گورنمنٹ کے ملازم تھے ۔ I can appreciate that. مگر یہ بات تو اب میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے ، اس میں مجھے بتائیے کہ آپ دونوں میں سے کس لڑکے کو چاہیں گے ؟ اس کو اول قرار دیں گے جو دو مرتبہ فرسٹ پروفیشنل میں فیل ہوا ہے ، تین مرتبہ بھی فیل ہوا ہے اور چوتھے چانس میں وہ پاس ہوا ہے ؟

چوھدری امان اللہ لک ۔ پہلی گزارش تو یہ ہے کہ جو لڑکا فائنل ایر میں فرسٹ سٹینڈ کرتا ہے ، اس کا کیریر اگر آپ ریکارڈ میں دیکھیں گے وہ ہر سالوں میں بھی قابل ہوگا ۔

Mr. Speaker : I can assure you that is not correct.

چوھدری امان اللہ لک ۔ آپ ریکارڈ میں دیکھیں گے تو اس میں کم از کم 90 فیصد وہ طلبہ آئیں گے جو شائننگ ہیں ، جو قابل ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ 10 فیصد کو آپ کس طرح exclude کریں گے ؟ مگر یہ آپ کیوں نہیں accept کرتے کہ جو واقعی لائق ہے ۔ جو فائنل ایر میں بھی فرسٹ آیا ہے پہلے تین امتحانوں میں بھی فرسٹ آجائے گا۔ اس لیے کوئی پیچیدگی نہیں پیدا ہوگی ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ گزارش یہ ہے کہ جو طریقہ کار اب اختیار کیا گیا ہے ، اس پر میں نے خود غور کیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ میں اس سلسلے میں تھوڑی سی وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔ یہ طریق کار تمام تعلیمی اداروں میں شروع ہو چکا ہے ، انجینیرنگ یونیورسٹی میں شروع ہو چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک طرف تو سمسٹر سسٹم کے لیے اتنا زور دیا جا رہا ہے It amounts to semester system.

وزیر قانون ۔ یونیورسٹی میں یہ رائج ہو چکا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اہلیت جانچنے کے لیے یہ زیادہ مناسب ہے ۔ جو لڑکا سال آخر میں کم طریقے سے اول آ جاتا ہے اور باقی امتحانات میں وہ اول نہیں آتا ، حتیٰ کہ دوسرے اور تیسرے سال میں بھی نہیں آتا اور آخری امتحان میں وہ اول آ جائے تو اس کو "میرٹ" تصور کر لیا جائے ۔ لیکن وہ لڑکا جو تمام سالوں میں بہتر پوزیشن حاصل کر کے ٹوٹل اوں پوزیشن حاصل کرتا ہے ، اس کو آپ میرٹ تصور نہیں کرتے ۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو زیادہ مناسب بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ برٹش پارلیمنٹ کا ایک تاریخی واقعہ ہے۔ برٹش پارلیمنٹ کے ایک فاضل رکن نے جو پہلی تقریر کی ، وہ اتنی عمدہ تھی کہ سب طرف سے تالیاں بجتی رہیں ۔ جتنی دیر تک وہ بولتے رہے ، دونوں ایوان کے دونوں اطراف سے ان پر تحسین کے ڈونگرے برسائے جاتے رہے ۔ اس کے بعد وہ جب تک پارلیمنٹ کے ممبر رہے ، دوسری تقریر نہیں کی ۔ کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ کہیں دوسری پرفارمنس شاید اس میعاد پر پوری نہ اترے ۔ اس ممبر کی کیفیت والی بات نہ کریں ۔ اب میں اگلی تحریک اٹھوا لیتا ہوں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہی جو آپ نے فرمایا ہے اور وزیر قانون نے بھی حکومت کے نقطہ نگاہ کی وضاحت مفاد عامہ کے پیش نظر کرنے کی کوشش کی ہے ۔ بہر حال پنجاب کے عوام میں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ گویا آپ مجھے اس بات پر قائل کرنا چاہتے ہیں کہ اس پر دس پندرہ منٹ کے قریب وقت لگا ہے ، اس لیے مجھے یہ ضرور ایڈمٹ کر لینی چاہیے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ ایڈمٹ کا مسئلہ نہ تھا ۔ مسئلہ یہ تھا کہ یہ امر واقعہ ہے کہ اس طریق کار کے بارے میں خبر کے بعد عوام میں جو خدشات ہیں ، ان کا دور کیا جانا لازمی ہے اور اس کی وضاحت ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پتا نہیں عوام بیچارے کہاں ہیں ۔ وہ جو فرسٹ یا سیکنڈ آتا ہے وہ پاکستان میں کبھی عوام کی خدمت کرتا ہے ، عوام بیچاروں کو آپ اس میں کیوں لا رہے ہیں ؟

چوھدری امان اللہ لک ۔ میری گزارش یہ ہے کہ عوام کے ہی متعلق ہے ۔ عوام ہی کے ہم نمائندے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو یہ عرض کی ہے کہ عوام تو بیچارے یونہی بیچ میں آپ کی تقریر میں آ گئے ۔

We go on to the next.

چوھدری امان اللہ لک ۔ پھر اس کا کیا ہوا ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے اب بھی الذزاہ نہیں لگایا تو کیا کیا جائے ؟ مجھے ضرور یہ کہنا چاہیے کہ

I can't admit this adjournment motion.

چوھدری امان اللہ لک ۔ میری گزارش یہ تھی کہ آپ اس پر پھر بھی نظر ثانی کرتے ہوئے حکومت کو یہ موقع دیں ۔ عوام میں واقعی یہ خدشہ اور خطرہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں یہاں حکومت کا ان معنوں میں کوئی ایجنٹ تو نہیں ہوں کہ حکومت کو کوئی موقع دوں ۔ حکومت اپنا موقع خود حاصل کر لے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اب تحریک التوا 170 لے رہا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ دریشک صاحب تشریف لے آئے ہیں ان سے تحریک التوا 166 کا جواب لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت ۔ جناب والا ۔ اس وقت حکومت کے جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کی تھی 560 ڈپو ہیں ان میں یکم دسمبر کو پانچ لاکھ ساٹھ ہزار میٹرک ٹن کھاد موجود تھی ۔ اس میں سے کچھ بک گئی ہے ۔ اس وقت ان تمام ڈپوؤں پر وافر مقدار میں کھاد موجود ہے ۔ تقریباً پانچ لاکھ ٹن کے قریب کھاد موجود ہے فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے عوام کی سہولت کے لیے پرائیویٹ لوگوں کو بھی ایجنسیاں دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا ان کو ایجنسیاں دی گئی ہیں ۔ دو کیسز چنیوٹ میں رجسٹر ہوئے ہیں جس میں کوئی وزن کی کمی تھی اور بلیک کرنے کی شکایت ملی تھی ۔ ہم نے تمام ایڈمنسٹریٹیو ڈیپارٹمنٹس کو سختی سے ہدایت کی ہوئی ہے خاص طور پر ایگریکلچر سپلائز کارپوریشن کو ہدایت کی ہوئی ہے کہ وہ اس چیز کا خاص طور پر خیال رکھیں ۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس قسم کی شکایات گورنمنٹ کے ڈپوؤں سے قطعی طور پر موصول نہیں ہوئیں ۔ یہ جو پرائیویٹ ایجنسیاں ہیں ان کے متعلق دو شکایات موصول ہوئی ہیں تو اس کا فوری طور پر تدارک کیا جائے گا ۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس قسم کا اگر کوئی specific instance ہمارے دوست ہمارے نوٹس میں لائیں ویسے حکومت اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہی ہے لیکن اس کے باوجود بھی ان کے نوٹس میں کوئی ایسا واقعہ آتا ہے تو وہ ہماری توجہ مبذول کرائیں ہم فوری پر کارروائی کریں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جو سٹیٹمنٹ وزیر موصوف نے دی ہے اور جو واضح ہدایات دی ہیں اس میں میں اضافہ کرتا ہوں کہ گجرات میں میں نے یہ صورت حالات اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے ۔ جس روز میں نے یہ تحریک التواء

دی تھی اس سے تین روز پہلے میں نے اس کی خود تحقیق کی تھی تو میں وزیر موصوف کی توجہ گجرات ضلع کی طرف اور خاص طور پر تحصیل پھالیہ کے واقعات پر منذول کراؤں گا ۔ اس یقین دھانی کے پیش نظر جو انہوں نے فرمائی ہے میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا اور میں مزید ان سے استدعا کروں گا کہ اس پر ضرور توجہ فرمائیں یہ واقعہ ہے کہ کھاد کم دی جا رہی ہے اس کی بلیک کی جا رہی ہے ۔

چوھدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ پیشتر اس کے کہ آپ اس کو dispose of کریں میں بھی اس سلسلے میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ اس سے قبل جب کہ گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کھاد صرف گورنمنٹ ڈپوؤں سے دی جائے گی ۔ پہلے پرائیویٹ ڈپو ہولڈر تھے پرائیویٹ ایجنسیاں تھیں اس میں مستقل طور پر عوام کی طرف سے گورنمنٹ کو شکایات تھیں کہ پرائیویٹ ایجنسیاں بلیک کرتی ہیں ۔ ہولڈنگ کرتی ہیں ۔ اور وقت پر عوام کو کھاد نہیں ملتی ۔ چنانچہ اس وقت یہ فیصلہ کیا گیا تھا پرائیویٹ ایجنسیوں کو ختم کرکے صرف گورنمنٹ کے ڈپوؤں کے ذریعے کسانوں تک کھاد پہنچائی جائے اب جناب والا ۔ ایک تو یہ کہ دوبارہ پرائیویٹ ایجنسیاں قائم کرکے کیا گورنمنٹ نے اپنی پالیسی بدل لی ہے ؟ اب گورنمنٹ کے جو ڈپو ہیں ان کے ذریعے کسانوں کو کھاد دینے کی بجائے دوبارہ پرائیویٹ ایجنسیوں کے ذریعے کھاد سپلائی کرنا چاہتے ہیں یہ تو گورنمنٹ کی پالیسی کے بالکل الٹ بات ہے ۔ دوسرے جناب یہ ہے کہ اب مستقل طور پر شکایات آنا شروع ہو گئی ہیں کہ جو کھاد گورنمنٹ کے ڈپوؤں یا پرائیویٹ ایجنسیوں کے ذریعے کسانوں کو دی جاتی ہے کسی بوری میں بھی کھاد پوری نہیں ہوتی ۔ اس سے قبل یہ شکایات نہیں تھیں لیکن اب مستقل طور پر چند مہینوں سے خرابیاں پیدا ہوئی ہیں اور یہ خبریں آنا شروع ہوئی ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کی گورنمنٹ کو خاص توجہ دینی چاہیے ۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ پیداوار بڑھانے کے لیے کھاد کسانوں کے دروازے تک دی جائے گی ان کو اس کے قرضے بھی دئے جا رہے ہیں لیکن دوسری طرف اگر وہ کھاد بوریوں میں پوری نہ تو اس سے جو نقصان کسان کا ہوگا بد دلی پیدا ہو گی وہ گورنمنٹ کے لیے بھی فائدہ مند نہیں ہوگی ۔ اس لیے اس پر زیادہ سخت کنٹرول کی ضرورت ہے اور یہ گورنمنٹ کو

اچھی طرح دیکھنا ہو گا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک ڈپو سے دوسرے ڈپو تک کھاد کو لے جانے کے اس عرصے میں جو اس میں سے کھاد نکالی جاتی ہے اور جو کسانوں کو کم کھاد دی جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ اس سے لازمی طور پر کسانوں میں بد دلی پیدا ہوتی ہے اور یہ ملک اور قوم کے مفاد میں نہیں ہے ۔ اس لیے میں یہ استدعا کرنی چاہتا ہوں کہ خاص طور پر اس معاملے پر توجہ دی جائے کہ کھاد اگر میسر ہے تو بوریوں میں پوری ملے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے ان کی بات سن لی ہے ۔

وزیر آبپاشی و برق قوت ۔ جی ہاں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب وہ اس کا جواب تو فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے ایک واضح شکایت آپ کے سامنے پیش کی ہے ۔

وزیر آبپاشی و برق قوت ۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں کوئی یقین دہانی کراؤں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اگر سمجھتے ہیں کہ ان کی بات میں وزن ہے تو پھر ضرور کرائیں ۔

وزیر آبپاشی و برق قوت ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ میں نے یہ عرض کی ہے کہ حکومت نے پرائیویٹ ڈسٹری بیوشن پر سو فیصدی پابندی قطعی طور پر کبھی بھی نہیں لگائی ۔ جب سے یہ سپلائز کارپوریشن بنی ہے میں نے پہلے دن بھی جب جواب دیا تھا تو اس میں عرض کی تھی کہ داؤد پرکولیس کی جو پروڈکشن ہے اس کا پچاس فی صد ان پرائیویٹ طور پر سیل کرنے کی اجازت تھی یعنی یہ کہ پہلے سو فی صد گورنمنٹ دیتی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ دوسری بات جو انہوں نے کہی ہے وہ وزن کے متعلق ہے کہ وزن کم ہوتا ہے ۔

وزیر آبپاشی و برق قوت ۔ جناب والا ۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے حکومت کی یہ پالیسی رہی ہے کہ عوام کو ان کے دروازے تک کھاد مہیا کی جائے

گی تو اس کے پیش نظر کیونکہ حکومت کے پانچ سو سالہ ڈپو تو پہلے ہی تھے چاہے ہزار ڈپو اور کھول دے ۔ دو ہزار ڈپو اور کھول دے ۔ عوام کے دروازے تک پہنچانا تقریباً تقریباً مشکل ہے کیونکہ اسی فیصد پہاری آبادی دیہات کی ہے اس لیے ہم نے پرائیویٹ ایجنسیاں مقرر کی ہیں تا کہ عوام کے دروازے پر کھاد میسر آ سکے ۔ جہاں تک ان کا یہ فرمانا ہے کہ ان پر سخت کنٹرول کیا جائے اس کے بارے میں عرض کروں گا اور میں اس معزز ایوان کو اور قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے اور بڑی سختی سے کنٹرول کریں گے ۔ ہم دیکھیں گے کہ اس میں نہ کھاد کی بوری میں کوئی کمی ہو اور نہ سپلائی میں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس موشن کو پریس نہیں کیا گیا ۔ میاں محمد افضل وٹو صاحب بیان دینا چاہتے تھے ۔

میاں محمد افضل وٹو ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ علامہ صاحب نے اس روز کچھ ایسا بیان دیا ہے جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اس عرصے میں یعنی 1972-1973-1974 اور جون 1975ء تک جو بسیں خریدی گئی ہیں ۔ اس میں میں نے یا میرے کسی بھی محکمے کے ملازم نے ان کے خریدنے میں کوئی کمیشن لی ہے جس کی وجہ سے وہ بسیں خراب خریدی گئیں اس کے بعد ملک کے ایک قومی سطح کے اخبار نے بھی اس خبر کو اس طرح سے شائع کیا ہے ۔ سر راہے میں دوسرے دن مزید جو کمی یا کسر تھی وہ پوری کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ میں پہلے تو یہ گزارش کروں گا کہ اس ملک میں پہلے ہی بد قسمتی سے سیاسی قدریں سیاسی ماحول سیاسی اشخاص جو ہیں ان کی حوصلہ افزائی بہت کم ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ملک میں اچھی قیادت اور سیاست میں شریف لوگ اچھے لوگ میں نہیں کہتا کہ ہیں نہیں بہت کم ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ملک کے اندر اور ملک کے باہر ملک دشمن طاقتیں کچھ اس طرح سے کام کرتی ہیں کہ ملکی محب الوطن محنت اور دیانت سے کام کرنے والے لوگ جو ہیں ان کو ابتداء سے ہی disappoint کرنے stress کرنے حتیٰ کہ ان کو مختلف ذرائع سے eliminate کرنے کی مسلسل کوشش جاری رہتی ہے ۔ ایسے حالات میں میں یہ نہایت ادب کے ساتھ ملک کی بقاء اور ترقی اور بہتری کی خاطر یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے

منجھے ہوئے بزرگ سیاستدان خاص طور پر علامہ صاحب جیسے بزرگوں کو چاہیے کہ ان کے کان میں ان کے ذہن میں اگر کوئی اس طرح کی خبر لائی جائے تو کم از کم وہ متعلقہ ادارے سے تصدیق کر لیا کریں۔ ایک لیڈر آف دی اپوزیشن یا سابقہ لیڈر آف دی اپوزیشن ہونے کی حیثیت سے ہر رکن اسمبلی کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی بھی ادارے کے کاغذات کی جانچ پڑتال قانونی طریقے سے اصولی طریقے سے کر سکتے ہیں۔ وہ ان کی جانچ پڑتال کریں اور اس کے بعد اگر وہ تسلی کر لیں کہ اس میں صداقت اور حقیقت ہے تو اس معزز ایوان کی سٹیج کو استعمال کریں۔ پبلک میں جائیں اور ہر طرح سے جو بھی ان چاہیے کریں۔ یہ ایک قومی فرض ہے کہ ایسا کرنا چاہیے لیکن وہ جیسے کہتے ہیں کان کوئی جانور لے جائے تو بغیر تحقیق کیے اس جانور کے پیچھے بھاگنے کی پالیسی جو ہے یہ بڑی مضر اور نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ بعینہ قوم اخبار قومی صحافت اور اچھے صحافی کا یہ فرض ہے کہ جب وہ اس طرح کی خبر سنے تو اپنے وطن عزیز کی بہتری اور بقاء کی خاطر وطن دشمنوں کے پروپیگنڈے جھوٹ مکر و فریب کا شکار ہو کر اس کو من و عن اس طرح سے شائع کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کی غلطی نہ کرے بلکہ اس کا فرض ہے کہ وہ خود اس معاملے میں جہاں تک ان کے اپنے وسائل میں تحقیق ہو سکتی ہے وہ کرے اور اس کے بعد اگر اس کی تسلی ہو جائے کہ یہ خبر صحیح ہے تو پھر اس کو جس طرح سے چاہے اس کی تشہیر کرے اور جس طرح سے چاہے اس کو شائع کرے بلکہ صرف خبر ہی نہیں اس پر ایڈیٹوریل جو بھی دل میں آئے وہ لکھے کیونکہ یہ بھی ان کا ایک فریضہ ہے۔ اور قومی خدمت کا تقاضا ہے۔ تو ان گزارشات کے ساتھ اب بھی میں ان حقائق کی طرف آتا ہوں اور وہ ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔ میں عموماً اس طرح کی باتوں کا نوٹس نہیں لیا کرتا۔ لیکن جب بات حد سے بڑھ جائے تو میں اپنے لیے نہیں، بلکہ اس ملک کے لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ حقائق کو عوام کے سامنے رکھا جائے۔ اور اس بات کی وضاحت ہو جائے یہ بسیں کون خریدتا ہے۔ غریب صوبائی وزیر یا کہ کسی صوبائی محکمہ ٹرانسپورٹ کے افسر کا اس میں کس حد تک ہاتھ ہے تا کہ سننے والے بین الاقوامی طور پر اور ملکی طور پر جو جاننے والے ہیں۔ وہ جان لیں کہ اتنے بڑے ایوان میں اتنی بڑی شخصیات اور اخبارات اس قدر ملکی حالات سے لاعلم ہیں۔

گزارش ہے کہ جتنی بھی ہیوی و ہیکلز ہیں یا کہ ٹرانسپورٹ کی وہیکلز جو کہ پاکستان میں درآمد کی جاتی ہیں اس کا صوبائی حکومت سے کسی طرح کا تعلق یا واسطہ نہیں ہے ۔ یہ جتنی بھی بسیں درآمد ہوتی ہیں یہ بورڈ آف انڈسٹریل مینیجمنٹ کے یونٹ ہیں ۔ مثلاً آٹوموبائیل کارپوریشن آف پاکستان کے یونٹ ہیں ۔ ریپبلک آٹوز ۔ نیشنل موٹرز ۔ عوامی موٹرز اور نیا دور اور ایک آدھ اور ہے ۔ یہ مرکزی ادارے ہیں جو کہ قومی تحویل میں لیے گئے ہیں ۔ یہ ادارے باہر سے چیسیز منگواتے ہیں اور اس کے بعد صوبائی حکومت خواہ وہ سندھ کی ہو ۔ بلوچستان کی ہو ۔ سرحد کی ہو ۔ یا کہ پنجاب کی ہو اس کو مرکزی حکومت کی مقرر کردہ قیمت پر دے دی جاتی ہیں ۔ ہمارے ان کے خریدنے یا ان سے کمشن لینے کا کسی قسم کا کوئی واسطہ نہیں ہے ۔ حیرت کی بات ہے کہ اتنی بڑی قومی سطح پر اور اتنی واضح اور سرکاری لیول پر طے شدہ بات کے متعلق اس معزز ایوان میں کہا جائے کہ صوبائی وزیر نے خریدی ہیں ۔ یا کہ کسی افسر نے خریدی ہیں اور وہ کمیشن کھا گئے اور غلط درآمد ہوئی ہیں ۔ یہ ہوا وہ ہوا ۔ کتنی افسوس کی بات ہے ۔

Mr. Speaker : You have ten minutes at your disposal please.

میاں محمد الفضل وٹو ۔ جناب والا ۔ یہ ایک قومی اہمیت کا مسئلہ ہے ۔ اس معزز ایوان کا بہت سا قیمتی وقت بھی اس طرح کی اور بہت سی باتوں میں ضائع ہو جاتا ہے ۔ اگر کسی کام کی بات کے لیے آپ تھوڑا سا وقت دے دیں تو جناب کی مہربانی ہوگی ۔ بہر حال میں کوشش کروں گا کہ میں اختصار سے کام لوں ۔

جناب والا ۔ سال 1973-1972 اور 1974 میں کل 3,400 کے قریب بسیں خریدی گئیں ۔ ان کے سودے طے ہوئے ۔ اس میں سے صرف 200 کے قریب غالباً 240 یا 250 کے قریب بسیں ایسی تھیں ۔ جن کے سودوں کے لیے براہ راست صوبائی حکومت کو کہا گیا کہ مرکزی حکومت اور اس وقت کے گورنر کی ہدایت پر اس سودے کی بات چیت کرے اور وہ تھی رومانیہ کی گورنمنٹ سے سودے کی بات رومانیہ کے پریذیڈنٹ چاؤسسکو پاکستان کے دورے پر آئے ان کا ایک معاہدہ ہماری حکومت کے ساتھ ہوا ۔ اس وقت

صوبہ پنجاب کے گورنر اور وزیر اعظم پاکستان کے حکم پر اور ان کی منشا پر پر مجھے حکم ہوا ۔ مرکز کا ایک ایکسپرٹ میرے ساتھ گیا ۔ ہمارے بورڈ کا ایک نہایت دیانتدار آفیسر انجینئر ساتھ گیا اور ہم نے جا کر رومانیہ کی حکومت سے 200 بسوں کی خرید و فروخت کی بات چیت کی جس کے لیے ہمیں کہا گیا تھا ۔ اس کی کہانی لمبی ہے ۔ اور ویسے بھی میں سمجھتا ہوں کہ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ فارن آفیئرز اور بین الاقوامی تعلقات کو متاثر کرتی ہیں ۔ اس لیے میں ان کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا ۔ کہ ہم نے کس قدر دور رس اور بہترین گفت و شنید کی ۔ اس کی تمام رپورٹ میں نے وزیر اعظم پاکستان اس وقت کے گورنر اور صوبائی کیبینٹ میں بھی پیش کی ۔ لیکن میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے یہ معاہدہ اس طرح سے نہیں کیا ۔ بلکہ وہ گورنمنٹ کا سے معاہدہ تھا ۔ وہ کسی پرائیویٹ کمپنی سے معاہدہ نہ تھا ۔ اس سے سوشلسٹ ریپبلک آف رومانیہ کی طرف سے کمشن لینے کا یعنی گورنمنٹ سے کمشن لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے ۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے یہ کیا کہ ہم اس طرح سے تمام بسیں نہ خریدیں گے ۔ ہم ٹوکن کے طور پاکستان میں 50 بسیں چلائیں گے ۔ پاکستان کے ماہرین کا بورڈ بیٹھ کر رپورٹ کرے گا کہ یہ بسیں درست ہیں ۔ ٹھیک چل سکتی ہیں یا نہیں ۔ تو پھر ہم لیں گے ۔ اور حکومت رومانیہ کی مہربانی یہ تھی کہ ٹوکن کے پر انہوں نے ہمیں یہ پیشکش کی کہ ہماری جو بہترین بس ہے وہ 10,000 ڈالر قیمت کی ہے ۔ ہم وہ بس 6764 ڈالر میں آپ کو دیں گے ۔ بلکہ اس کے ساتھ 7 ٹائر جب کہ ایک ٹائر 200 کا ہے یعنی 1400 ڈالر کے ٹائر مفت دیں گے ۔ ایک بیٹری سیٹ ۔ ایک ڈرائیور سیٹ اور ایک ونڈ سکرین جو کہ آگے بڑا شیشہ ہوتا ہے ۔ وہ دیں گے اور رومانیہ سے کراچی تک کا کرایہ ہم خود برداشت کریں گے ۔ آپ اندازہ لگائیں یہ تمام مراعات جو ہیں ان کی قیمت اڑھائی ہزار کے قریب بنتی ہے 6764 ڈالر میں سے 2500 ڈالر نکال لیں ۔ تو باقی صرف تقریباً چار ہزار ڈالر رہتے ہیں ۔ دس ہزار کے چیسز چار ہزار میں ٹوکن کے اور طور پر ہم لے رہے ہیں اور وہ چھ ماہ کی آزمائش کے بعد اگر ہمارے ماہرین کہیں گے کہ ٹھیک ہے تو لے لیں گے ورنہ نہیں ۔ تو آپ مجھے بتائیے کہ یہ معاہدہ قوم کے لیے نقصان دہ ہے یا کہ فائدہ مند ہوا ۔ کیا کہ وہ westernized کمپنیاں جو کہ

ہمارے ملک میں پہلے سے estalbished ہیں وہ نہیں چاہتی تھیں۔ اس کے علاوہ رومانیہ والوں نے ایک اور پیشکش کی کہ ہم یہ کارخانہ بھی آپ کے ملک میں لگانے کے لیے تیار ہیں۔ یہ ان کمپنیوں کی ایک بین الا قوامی سازش تھی جو کہ پہلے سے اس ملک میں اجارہ داری قائم کئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے ڈرائیوروں اور مکینکوں کو خریدا اور ملک میں بھر پور پراپیگنڈا کیا کہ یہ سودا طے نہ ہو اور پروان نہ چڑھے جس کے نتیجے میں معاہدہ بیچ میں رہ گیا۔ لیکن تاثر یہ ہے کہ معاہدہ ہوا اور 1200 بسیں خریدی گئیں۔ یہ ہیں اس عجیب و غریب اس ملک کے حالات اور واقعات۔

جناب والا۔ یہاں میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ جو 3400 بسیں تھیں جس میں بیڈفورڈ۔ بی۔ ایم۔ سی۔ فی ایٹ۔ اسوزو۔ موگارٹ پتا نہیں کتنے عجیب و غریب قسم کے میکس ہیں ان میں سے موگارٹ کا جو حشر ہوا اس کا تو کوئی بھی ذکر کرنے کے لیے تیار نہیں ہے لیکن رومانیہ کی حکومت کے پاکستان کے ساتھ مثالی تعلقات ہیں اور شیخ صاحب جناب سپیکر کو یاد ہوگا ابھی حال ہی میں ان کی اسمبلی کا ایک ڈیلیگیشن یہاں آیا ہوا تھا ان کے لیڈر نے جو باتیں کہی تھیں جناب سپیکر کو یاد ہیں۔ حاجی محمد سیف اللہ صاحب بھی اس وقت موجود تھے اسی کارخانے میں چالیس ہزار ٹریکٹرز سالانہ بنتے ہیں ان میں پندرہ ہزار وہ اپنے پاس رکھتے ہیں اور پچیس ہزار وہ برآمد کرتے ہیں وہ دنیا کی ایک بہترین فیکٹری ہے جس میں جہاز بنتے تھے اور جب جنگ عظیم رومانیہ کو روس نے فتح کیا تو اس کمپنی نے جہاز بنانے بند کر کے بسیں اور ٹریکٹرز بنانے شروع کر دیے اور پھر فرانس اور جرمنی کی جو وہیکل بنانے والی مشہور کمپنیاں ہیں ان کے لائسنس اور ان کی نگرانی میں یہ مشینیں بنتی ہیں۔

اس کے بعد جناب والا۔ بس باڈی کی بات آئی۔ جب ہماری عوامی حکومت بنی۔ تو اس وقت لاہور میں ہی نہیں بلکہ سارے پنجاب میں صرف چار سو بسیں تھیں۔ لاہور میں لوگ تین۔ تین گھنٹے تک انتظار کرتے تھے اور ہماری حکومت کی یہ پالیسی اور حکم تھا کہ فوری طور پر ہرحالت میں بسیں خرید کر اور باڈی بنا کر on road put کیا جائے اور عوام کی تکالیف دور کی جائیں۔ ہمارے پنجاب میں صرف دس باڈیاں مہینے میں تیار ہوتی تھیں اور تمام پنجاب کے بس باڈی بلڈرز کی capacity بیس یا پچیس باڈیوں کی تھی یعنی باڈی بنانے

والے ایک مہینے میں صرف ایک باڈی بنانے تھے چالیس باڈیاں بنانے والے سارے پنجاب میں نہیں بلکہ سارے پاکستان میں ہیں تو ان کو اگر ایک ایک باڈی دی جائے تو پچاس مہینے کی وہ اور دس ہماری یعنی ساٹھ بس باڈیوں سے زیادہ پاکستان میں نہیں بن سکتی تھیں ۔ تو جناب والا ۔ حکومت کی یہ خواہش تھی کہ ساٹھ نہیں ایک سال میں دو ہزار باڈیاں بنائی جائیں اور اس طرح سے دو سال میں تین ہزار یا کم از کم ساڑھے تین ہزار یا چار ہزار بس باڈیاں بنائی جائیں ۔ تو یہ ناممکن تھا ہم نے پنجاب میں کوئی شہر نہیں چھوڑا کوئی بس باڈی بلڈر نہیں چھوڑا جس کو ہم نے ٹینڈر کال کرکے lowest price پر منتیں کرکے بس باڈی بنانے کا ٹھیکہ نہیں دیا اور اس کے بعد یہ ایک لطیفہ ہے کہ ٹھیکہ دینے کا وزیر سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ بورڈ کے جو منیجنگ ڈائریکٹرز ہوتے ہیں ۔ (بورڈ کے پہلے مینیجنگ ڈائریکٹر نواب مشتاق تھے اس کے بعد بریگیڈئر خالد تھے اور اس کے بعد خالد جاوید صاحب جو اس وقت لاہور کے کمشنر ہیں) یہ ٹینڈرز کال کرتے ہیں ٹینڈرز open کرتے ہیں اور lowest ٹینڈر کو منظور کرتے ہیں اور اس کے بعد ٹینڈر منظور یا نامنظور کرنے کا سوال تب پیدا ہوتا جب بس باڈی بنانے والے موجود ہوتے جناب والا ۔ میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ سارے ملک میں کوئی ایسا بس باڈی بنانے والا نہیں ہے جس کی ہم نے منتیں کرکے بلا کر بس باڈی بنانے کا آرڈر نہیں دیا ماسوائے جو بدنام یا ناکارہ یا فراڈی ہیں باقی سب کو آرڈر دیے ہیں ۔ پھر اس میں بھی یہ پوری نہیں ہوئیں ہم نے ریلوے سے ایریگیشن سے اس کے بعد ہی جو ری پبلک اور یہ نیشنلائزڈ یونٹس ہیں اور وہ جو ہیوی کمپلکس ٹیکسلا ہے ان سے یہ بس باڈیاں بنوائیں ۔ میں کہہ یہ رہا تھا کہ نواب مشتاق ۔ خالد جاوید اور بریگیڈئر خالد اگر بے ایمان یا کرپٹ ہیں تو پھر میں بھی کرپٹ ہوں لیکن نواب مشتاق ۔ خالد جاوید یا بریگیڈئر خالد سے ملیں ان سے پوچھیں اور ان کی شہرت یا reputation معلوم کریں کہ وہ کس کام کے آدمی ہیں اور کس قسم کے آدمی ہیں ۔ مختصراً یہ کہ اگر اس کی داد نہیں دے سکتے تعریف نہیں کر سکتے کہ ہم نے معجزہ کیا ہے کہ ڈیڑھ سال میں دو ہزار سے زیادہ بس باڈیاں بنا کر دکھائیں اور بنا کر چلا کر دکھائیں یہاں تو اس ملک میں بے ایمانی کی حالت یہ ہے کہ یہاں ہم ہر شہر میں بس باڈی بنانے والے کی گردن پر تو کھڑے نہیں ہو سکتے ۔ اس ملک میں جہاں اور بے ایمانیاں اور جہاں اس طرح کے

ہتھکنڈے اور دوسری زیادتیاں ہوتی ہیں تو اس میں بھی اگر کسی ظالم بے ایمان نے بے ایمانی کر کے میٹریل میں کمی کر دی اور غلط میٹریل لگا دیا تو اس کے لیے ہم نے جرمانے رکھے ہیں ۔ ہم تو اس قسم کی کوششیں کرتے رہتے ہے لیکن اس ساری وضاحت کے باوجود میں یہ کہتا ہوں کہ بسیں خریدنے سے لے کر بسیں بنانے تک اور اس عرصہ میں میں نے اس محکمہ میں اپنے فرض کو اس قدر مقدس عزیز اور پاک سمجھا ہے جس طرح اپنی ماں ۔ بیٹی ۔ اور بہن کی عزت اور عصمت ہوتی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میری یہی کوشش تھی کہ میں دسمبر اور جنوری کی راتوں کو تین ۔ چار بجے جا کر صبح اٹھ کر جب لاہور شہر کے لوگ اور پنجاب کے لوگ سوئے ہوتے تھے اور جب ٹرانسپورٹ کے ڈرائیورز اور کنڈکٹرز پہلا فلیٹ نکالتے تھے تو میں ان کو جا کر ایڈریس کرتا تھا اور خدا ۔ وطن اور رسول کے واسطے ان کو دیتا تھا اور ان میں ہر وقت موجود رہتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے ملک میں ٹرانسپورٹ جو تھی اس کو 1973ء میں 2 کروڑ اور 16 لاکھ روپے سالانہ کا نقصان ہوتا تھا اور اس میں depreciation allowance ابھی شامل نہیں تھا اور رقم کا سود شامل نہیں تھا اگر وہ شامل کیا جائے تو یہ نقصان تین یا چار کروڑ سالانہ اس صوبہ کے محکمہ ٹرانسپورٹ کو ہو رہا تھا ۔ میں جناب والا ۔ صرف پانچ منٹ اور لوں گا بس میں اب sum up کر رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ میں نے کیا کیا یہ جو نقصان 73 - 1972ء میں تھا ۔ اس کو تین کروڑ سے گھٹا کر 74 - 1973ء میں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ کر دیا اور 74 - 1974ء میں ہم نے اس کو equalize کر دیا اور یہ نقصان ختم ہو گیا اور جنوری 1975ء سے جون 1975ء کی جو ششماہی ہے اس میں ہمیں کسی مہینے 7 لاکھ کا نفع ہوتا تھا یا کسی مہینے 2 لاکھ نقصان ۔ مختصراً برابر ہوتا تھا اور ساتھ depreciation allowance بھی نکالتے تھے اور 86 لاکھ سود بھی سالانہ دیتے تھے تو جناب والا ۔ اگر اس کو شامل کر لیا جائے تو تقریباً پچاس ۔ ساٹھ لاکھ سالانہ یہ محکمہ نفع دینے لگا اور اس طرح ایک میل کی آمدنی پہلے 1972ء میں ایک روپیہ 65 پیسے ہوتی تھی ہم نے دو روپے اور بائیس پیسے فی میل نکال کر دکھائی 1972ء میں ایک بس 170 روپے روز کماتی تھی تو جون 1975ء میں یہی بس 425 روپے یومیہ کماتی تھی جبکہ

پرائیویٹ بس ٹرانسپورٹرز پانچ سو روپے سے زیادہ نہیں کماتے تو ہم نے چار سو اور ساڑھے چار سو کے ٹارگیٹ کو حاصل کیا ۔ اس طرح سے پنجاب میں ٹوٹل بسیں 2155 تھیں جو چلتی تھیں ان میں سے پانچ سو بسیں 1960ء اور 1962ء کی خریدی ہوئی تھیں اور ناقابل استعمال تھیں اگر ان کو نکال دیا جائے تو یہ تقریباً 1600 بسیں بنتی ہیں ۔ ان میں سے 1400 بسیں چلتی تھیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ بمشکل 20 فیصد بسیں آف روڈ تھیں ۔ جناب والا ۔ دنیا کی بہترین آرگنائزیشن میں بھی یہ percentage نہیں ہے کیونکہ آخر کار چھوٹی یا بڑی مرمت کے لیے بسوں کی کچھ percentage رک جاتی ہے تو یہ مختصراً حقائق اور حالات تھے ۔

جناب والا ۔ میں اس کی روشنی میں پھر ادب کے ساتھ اپنے معزز اراکین حزب اختلاف اور اپنے وطن کے قومی اخباروں سے یہ گزارش کروں گا کہ خدارا کبھی بھی اس سلسلہ میں میرے کسی محکمہ کے متعلق خواہ وہ ایریگیشن کا ہو خواہ وہ لیبر کا ہو خواہ وہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا ہو خواہ وہ ہائی وے کا ہو یا ٹرانسپورٹ کا ہو کیونکہ بدقسمتی کہہ لیں یا خوش قسمتی کہہ لیں میرے پاس یہ کافی سے زیادہ محکمے رہے ہیں اور مجھے ان کی خدمت کرنے کا موقع ملا ہے کوئی بد خواہ کوئی ملک دشمن عنصر کوئی بھی اس قسم کی غلط بات کہے تو خدارا مجھے کم از کم اپنی عدالت میں مجرم کی حیثیت سے بلا کر میرا ایک بیان تو لے لیں اور اس کے بعد دنیا میں ملک میں اور ہر جگہ جا کر اس کی تحقیق کر لیں ۔ اگر سچ ہو تو پھر جو کچھ مرضی آئے کرو ۔ اس کے علاوہ میں یہ پیشکش کرتا ہوں کہ حکومت یا کوئی ادارہ کچھ کرے یا نہ کرے ۔ میں اب وزیر نہیں ہوں اور نہ میں حکومت میں ہوں میں ایک عام آدمی ہوں ۔ میں اس وطن کے ہر شہری کو پیشکش کرتا ہوں کہ وہ کسی بھی ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے جج کو خود nominate کرے اور میرے خلاف کوئی بھی جرم ہو تو وہ ان کی خدمت میں پیش کر دے ۔ بندہ وہاں پر بھی اس کی صفائی دینے کے لیے تیار ہے ۔ شکریہ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب سپیکر ۔ جناب میاں محمد افضل وٹو صاحب کے پوائنٹ آف ایکسپلینیشن پر تو کم توجہ

دی گئی ہے اور جب تک وہ وزیر رہے ہیں انہوں نے اپنی کارگزاریوں کو بتانے اور جتانے پر زیادہ اہمیت دی ہے ہم نے بڑے صبر و سکون کے ساتھ ان کی باتیں سنیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک میری ذات کا اور میرے ساتھیوں کا تعلق ہے ہم سب اس طرف بیٹھے ہوئے فاضل ارکان کی عزت کرتے ہیں۔ جو بات سید تابش الوری صاحب نے تحریک التوائے کار میں کہی تھی وہ بہاولپور کے متعلق کہی تھی اور اس میں آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں میں نے صرف اتنا کہا تھا کہ جب ان بسوں کی خریداری کا موقع آیا تھا تو اس وقت بھی بعض فاضل ارکان جو حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے یہ واویلا کیا تھا اور یہاں تحریکیں پیش کی تھیں کہ ان بسوں کی خریداری میں اور اس سلسلہ میں کوئی گھپلا ہوا ہے۔ نہ اس وقت میں نے میاں صاحب کا نام لیا تھا اور نہ ان پر میں نے اس بات کا الزام لگایا تھا کہ اس میں انہوں کوئی کمیشن کھایا ہے۔ جناب والا۔ آپ اچھی طرح ریکارڈ کو دیکھ لیں میں نے یہ کہا تھا کہ اگر ان کے کسی ماتحت افسر نے ایسی کوئی بات کی ہے تو موجودہ وزیر ٹرانسپورٹ صاحب اس بات کی کوشش کریں کہ آئندہ ایسا نہ ہونے پائے اور اگر ایسا کوئی واقعہ ہو گیا ہے تو اس کی تحقیق کریں۔ میں نے نہایت ہی نیک نیتی سے اور نہایت ہی سادہ الفاظ میں یہ بات بیان کی تھی۔ اس کا مطلب کسی طرح سے بھی میاں مشتاق صاحب کی integrity یا ان کی ذات پر کسی قسم کا الزام عائد کرنے کا نہیں تھا۔

جناب والا۔ ایک بات میں نے اور بھی کہی تھی اور آپ کا حافظہ مجھ سے زیادہ قوی ہے اور آپ کو یاد ہوگا میں نے یہ کہا تھا اور وزیر ٹرانسپورٹ صاحب کو آپ کے توسل سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ آخر اس کی وجہ بتائی جائے کہ ایک پرائیویٹ ٹرانسپورٹر جب ایک بس خریدتا ہے تو دوسرے سال اس بس میں سے ایک اور بس بنا لیتا ہے اور تیسرے سال اس میں سے اس کی تیسری بس بن جاتی ہے یہ پیش پا افتادہ حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور آپ کسی بھی ٹرانسپورٹر سے پوچھیں لیکن یہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کیسی بلا ہے کہ اس میں ہمیشہ خسارہ ہوتا ہے جس کا اب سابق وزیر ٹرانسپورٹ صاحب نے بھی اقرار فرمایا ہے کہ فلاں سن میں دو کروڑ کا خسارہ

ہوا تھا اگر خسارہ جوڑا جاتا تو وہ تین کروڑ بن جاتا تو پھر اس سن میں اتنا کم ہوا اور پھر وہ equalize ہو گیا برابر ہو گیا تو میں نے اس طرف توجہ دلائی تھی جس کو انہوں نے تسلیم کر لیا کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ میں یہ خرابی زیادہ سے زیادہ موجود ہے۔ یہ لوگوں کی اتنی خدمت کرتی ہے کہ اس کا نفع اور نقصان برابر رہا اور باقی تجارتی ادارے باقی ٹرانسپورٹر جب ایک بس خریدتے ہیں تو خریدتے چلے جاتے ہیں ایسی مثالیں ہمارے ممبران کی ہیں جو ٹرانسپورٹرز بھی ہیں جنہوں نے ایک بس خریدی اور آج وہ چالیس چالیس بسوں کے مالک ہیں۔ آخر آمدنی سے تو خزانہ ان پر نہیں گر پڑتا۔ تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے میاں صاحب کی integrity پر یا ان کی ذات پر کوئی شبہ نہیں کیا تھا یہ میں نے نہیں کہا تھا بلکہ ان کے ساتھیوں نے اس وقت واویلا کیا تھا۔ میں نے اس طرف توجہ دلائی تھی اور وزیر صاحب کو یہ کہا تھا کہ آئندہ بھی انہوں نے بسیں خریدنی ہیں تو اس قسم کا کوئی واقعہ رونما نہ ہو۔

حافظ علی امداللہ ۔ جناب والا۔ آپ جانتے ہیں کہ گزشتہ دور میں ہمارا ایک اصولی اختلاف رہا ہے۔ تو اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے بسوں کے سلسلے میں اسمبلی میں سوالات بھی کیے تھے اور دوسری باتیں بھی ہوتی رہی ہیں ان کے جوابات بھی ملتے رہے ہیں۔ تو اس قسم کی وضاحت جو سابق وزیر موصوف اور معزز ممبر نے کی ہے اگر وہ اس وقت وضاحت کر دیتے تو وہ معاملہ اس وقت ختم ہو جاتا۔ بہر حال اب جب کہ انہوں نے تمام اعداد و شمار دے کر یہ ثابت کیا ہے اور پھر ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کا حوالہ دیا ہے اور اس کے علاوہ تقدس، حرمت اور عزت تک کا واسطہ دیا ہے اور کہا ہے کہ میرا یہ جو فرض تھا اسے میں نے ماں بہن کے عصمتوں سے مقدم جانا ہے تو میرے لیے یہ فرض ہو جاتا ہے کہ میں یقین کر لوں کہ جو کچھ سابق وزیر موصوف نے فرمایا ہے وہ ٹھیک ہے۔ اور یہ بھی پیش کش کر دی ہے کہ اگر کوئی بدعنوانیاں ہوئی ہیں تو وہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہائی کورٹ کے جج کے ذریعے اس کی تحقیقات کروائے۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ ایک دو تحریکوں کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ فرمائیے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (ترمیم پنجاب) بل 1974ء (بل نمبر 31 آف 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 28 فروری 1976ء تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (ترمیم پنجاب) بل 1974ء (بل نمبر 31 آف 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 28 فروری 1976ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ لمیٹیشن (ترمیم) بل 1975ء (بل نمبر 51 آف 1975ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 28 فروری 1976ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ لمیٹیشن (ترمیم) بل 1975ء (بل نمبر 51 آف 1975ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و

پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں
28 فروری 1976ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک ثناءاللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشن (پنجاب امنڈمنٹ) ایکٹ 1973ء (پنجاب ریپیل) بل 1974ء (بل نمبر 27 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن و اطلاعات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 28 فروری 1976ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشن پنجاب (امنڈمنٹ) ایکٹ 1973ء (پنجاب ریپیل) بل 1974ء (بل نمبر 27 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن و اطلاعات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 28 فروری 1976ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون نفاذ (بین الاقوامی نظام) اوزان وپیمائش پنجاب مصدرہ 1975

(مسودہ قانون نمبر 64 بابت 1975)

(بحث جاری)

(کلاز 14 ۔ 21)

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم قانون سازی کو لیتے ہیں ۔ نمبر 14 سے لے کر 21 تک کے جو سیکشنز ہیں ۔

they relate to offences. I am taking up together.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ الگ الگ ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کس طرح الگ الگ ہوں گے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پھر سارا بل ہی اکٹھا لے لیں اور ایک ہی دفعہ کر لیں ؟ میں عرض کروں کہ جو پروسیجر چل رہا ہے یہ ان دنوں میں تو ہوتا تھا جب آبوزیشن ایوان میں نہیں تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ایوان کی بات نہیں ہے ۔ ایک ہی مضمون کے اگر مختلف سبجیکٹ ہوں تو ان کو اکٹھا لے لیا جاتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بالکل صحیح ہے ۔ ان میں الگ الگ ہوں ۔ لیکن جناب والا ۔ آپ اچھی طرح ان کو دیکھیں یہ صرف offence نہیں ہیں بلکہ ہر offence الگ الگ چیز کو relate کرتا ہے ۔

Mr. Speaker : Any who every member will have the opportunity to speak on each clause.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس کا ایک علاج اور بھی ہے وہ یہ کہ آپ حزب اختلاف کو request کر دیں یا آرڈر کر دیں کہ وہ ایوان سے باہر چلی جائے اور سارے کا سارا بل آپ پانچ منٹ میں پاس کر دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : I am taking up clause 14 to 21 together. They relate to offences.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جمعرات کو جب اجلاس کی یہ کارروائی زیر بحث تھی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اصل میں اس حساب سے یہ وقت آئے گا کہ میں کوئی ترمیم نہ پڑھوں ۔ کسی کو تقریر نہ کرنے دوں اور یہ کہوں کہ اب کلاز نمبر 14 زیر غور ہے ۔ جو اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں two days were fixed for this لیکن ایک دن گزر چکا ہے ۔

If you prefer that course, I am available for that, and if you don't prefer that then I am taking up the clause together.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Will we have the opportunity to oppose each clause or not ?

Mr. Speaker : If you have to address on your amendments even then you will address for one time, for the right of opposition as well as on your amendments.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : If the clauses pertain to different punishment ?

مسٹر سپیکر ۔ اب میں 14 سے 21 تک اکٹھی کلازیں لے رہا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ دوسرے یہ کہ میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے جو کہ بڑا اہم ہے ۔ جناب والا ۔ یہ تمام کلازیں ان سے relate کرتی ہیں جن کے offences بھی رکھے گئے ہیں ۔ standard weights اور دوسرے weights کے بارے میں کہ فلاں ہو فلاں نہ ہو ۔ تو اس سلسلے میں میں آپ کی توجہ آئین کی فیڈرل لسٹ کی طرف مبذول کراتا ہوں جس میں یہ ہے کہ ۔

Establishment of standard weights and measures

یہ سنٹر نے کرنے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے پتہ ہے مگر enforce ہم نے کرنے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ بالکل صحیح ہے اور مجھے اس سے بالکل اتفاق ہے ۔ اب ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں ۔ تقریر نہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کر رہا ہوں ۔ مگر آپ سنتے نہیں ہیں اس کو تقریر بنا دیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو بتایا گیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمارے سامنے جو بل رکھا گیا ہے اور جو کلازیں رکھی گئی ہیں ۔

They relate to the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement Bill, Bill, 1975.

جن سے مراد یہ ہے کہ سنٹر نے کوئی Weights and Measures (Interna-tional system) Act منظور کر لیا ہے ۔ weights establitsh کر لیے ہیں اور ان کو ہمیں enforce کرنا ہے ۔ جس کی کلاز 2 میں انہوں نے کہا ہے کہ The Weights and Measures (International system) Act 1975 کی definitions اس پر لاگو ہوں گی ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ کوئی بھی قانون سنٹر کی جانب سے Weights and Measures (International System) Act 1967 نہ کبھی پاس ہوا ہے نہ موجود ہے اور نہ ہی یہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کس کلاز میں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اسی میں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کلاز 2 پر بحث نہ کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سٹینڈرڈ ویٹس کیا ہوں گے ۔ کیا وہی ہوں گے ؟

Mr. Speaker : When that Clause comes we will look into it.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں کلاز 2 کو نہیں کہہ رہا ہوں ۔ سٹینڈرڈ ویٹس جس کے بارہ میں آپ offence قرار دے رہے ہیں اس کے علاوہ اگر کوئی دوسرے ہوں تو وہ offence ہوگا ۔ وہ قانون تو ابھی تک پاس نہیں ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب وہ کلاز آئے گی تو اس وقت دیکھا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سٹینڈرڈ ویٹس کہاں ہیں ۔ وہ قانون ہی نہیں ہے جس کے تحت یہ سٹینڈرڈ ویٹس کے قانون بنے ہیں ۔ جن کو آپ offence قرار دے رہے ہیں ۔ ہمیں بتا دیں کہ کس قانون کے تحت سٹینڈرڈ ویٹس منظور کر رہے ہیں ۔ enforce کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو کلاز 2 میں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس سے میرا کوئی سروکار نہیں ہے ۔ سٹینڈرڈ ویٹس وہی ہوں گے ۔ 67 ۔ 1966 میں کوئی ایسا قانون پاس نہیں ہوا ہے ۔

Mr. Speaker : When you come to it you can tell me.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں کہتا ہوں کہ تمام ملک میں سٹینڈرڈ ویٹس ہیں ہی نہیں ۔ اس قسم کا قانون ملک میں ہے ہی نہیں ۔ وہ کون سے سٹینڈرڈ ویٹس ہوں گے جس کے تحت قانون پاس ہوا ہے ۔

Mr. Speaker : When we will come to Clause 2 we will look into the matter.

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ کلاز 2 کا مسئلہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ مسئلہ کلاز 2 کا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں ۔ نہیں جناب

Mr. Speaker : Definition comes in Clause 2. It relates to section 2.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سٹینڈرڈ ویٹس کے بارہ میں انہوں نے offence قرار دے دیا ۔ دوسرے اوزان کو رکھنا جرم قرار دیا گیا ہے ۔ جب سٹینڈرڈ ویٹس ہیں ہی نہیں تو وہ رکھیں گے کیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب definition clause پر آئیں گے تو اس وقت دیکھ لیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہم ایک vague چیز کو پاس کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کو یہ کہہ رہا ہوں کہ definition clause میں یہ چیز دی ہوئی ہے ۔

When we will come to it will be seen.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میرا تمام ایکٹ پر اعتراض ہے ۔

Mr. Speaker : I have given my decision.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میرا اس کلاز پر بھی اعتراض ہے ۔

Mr. Speaker : Definitions are given in Clause 2. When we will come to it we will look into it.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جب تک سنٹر یہ ویشن کو establish نہ کرے ہم اس کو منظور نہیں کر سکتے ۔

Mr. Speaker : When we willl come to Clause 2, we will look into it.

سید ثابش الوری ۔ اس وقت کلاز 14 زیر بحث ہے ۔

سپیکر ۔ مجھے پتہ ہے ۔

سید ثابش الوری ۔ باٹ اور پیمانہ جات کی بجائے دوسرے باٹ کے استعمال کرنے کی ممانعت ہوگی ۔

Mr. Speaker : I have heard that and I have given my decision. The definitions are given in Clause 2.
آپ کی ultimate شکایت یہ ہے کہ کلاز 2 میں جو analysis کیا گیا ہے وہ definition موجود نہیں ہے ۔ میں نے کہا ہے ۔
When we will come to that we will look into it.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ ایکٹ enforce نہیں ہوا ۔

وزیر قانون ۔ غالباً 1967 کا جو قانون ہے اس کا نام اس وقت اور تھا اس کی ترمیم ہو چکی ہے ۔ آپ confuse کر رہے ہیں ۔ ذرا وہ ترمیم بھی دیکھ لیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ کو اس ترمیم کا حوالہ دینا ہوگا ۔

Mr. Speaker : Now we take amendment to Clause 14.

وزیر قانون ۔ اس کا نام تبدیل ہوگیا ہے ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ جب یہ قانون سازی ملتوی ہوئی تھی اس وقت کلاز 14 پیش کی تھی اس کے متعلق ترامیم پیش کی گئی تھیں تو آج کلاز 14 پر بحث ہو رہی ہے ۔

Mr. Speaker : I am taking up the other clauses also with that clause.

کلاز 15 میں کوئی ترمیم نہیں ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : We have opposed Clause 14 to Clause 21 and you have put 14 to 21.

Mr. Speaker : This is what I am doing.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ہم نے دوسری ترامیم کو oppse نہیں کیا ہے ۔ اس پر بولے نہیں ۔

Mr: Speaker : I am not saying that.

beyond the precedent حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آج آپ کا موڈ ہے ۔

Mr. Speaker : It is hundred per cent in accordance with the precedents.

Haji Muhammad Saifullah Khan : There is no such precedent in May's Parliamentary Practice.

Mr. Speaker : May's is full of that and there is full chaptere on this subject.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ May's کے استحقاقات کو آپ مانتے نہیں ۔

Mr. Speaker : Your privileges are codified.

سید تابش الوری ۔ آپ کی اپنی روایت ہے ۔

Mr. Speaker : I have takec up in the presence of the Opposition a number of clauses together in the past.

سید تابش الوری ۔ ایسا کبھی نہیں ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بالکل ہوا ہے ۔ اسی طرح ہوگا جیسے خاکوانی صاحب کہتے ہیں ۔

I assure you that this has been done.

آپ کی موجودگی میں ہوا ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Then what happens to C'ause 15.

مسٹر سپیکر ۔ آپ بات سنتے ہی نہیں ۔ آپ میری بات سنیں تو آپ کو معلوم ہو جائے ۔

I am calling them one by one upto clause 21.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ الگ ہیں ۔

Mr. Speaker : By 11.30 I am going just to call the clause and put it to the House.

سید تابش الوری ۔ ویسے اگر آپ چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : one or all.

Mr. Speaker : Two days have been fixed ; one has lapsed and the other day we have fixed for it. It is the fourth day.

سید تابش الوری ۔ آپ قانون سازی کی بجائے اپنے اختیارات استعمال کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر جتنا وقت لگنا چاہیے تھا اس سے زیادہ لگ گیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ دو دن پرنسپلز پر اور تین دن کلاز پر لگیں گے ۔

Mr. Speaker : Six days are sufficient for such a Bill ? This is my judgement.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ کس کتاب میں لکھا ہوا ہے ۔

Mr. Speaker : Let us be clear over this.

سید تابش الوری ۔ کلاز 14 پر ہماری ترامیم ہیں اگر ان کو منظور کر لیا جائے ۔ تو پھر کلاز 15 پر ہم بولیں گے ۔ اگر نہیں تو پھر ہم کیسے بولیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی یہ دلیل کہ اگر پہلی ترمیم منظور ہو جائے تو ہم دوسری ترامیم کے متعلق کیسے بول سکتے ہیں ۔ پہلے یہ دلیل آپ نے کبھی نہیں دی چار ترامیم بیک وقت لیتے رہے اور اکٹھی بھی کرتے رہے پہلی ترمیم یہ ہوتی ہے کہ کلاز حذف کر دی جائے ۔ اگر حذف کی منظور ہو جائے تو آپ تین پر کیسے بولیں گے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب ہر کلاز کی صورت مختلف ہوتی ہے اور اس پر اظہار خیال کرنا بھی مختلف ہوتا ہے ۔ ایک کلاز دوسری کلاز کے متعلق نہیں ہوتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کیوں نہیں بول سکتے ؟

سید تابش الوری ۔ یہ ایک دوسرے سے متضاد باتیں ہیں ہم نے علیحدہ علیحدہ ترامیم دی ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ ترمیم نمبر 35 پیچھے رہ گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 35 پیش ہو چکی ہے نمبر 40 تک پیش ہو چکی ہیں ۔ آپ نے پیش کی ہیں ۔

Mr. Nazar Hussain Mansoor : Sir, I move :

> That in sub-clause (3) of Clause 16 of the Bill, for the words "six months" occurring in line 3, the words 'three months'' be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (3) of Clause 16 of the Bill, for the words "six months" occurring in line 3, the words "three months" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : Sir, I move :

> That in sub-clause (3) of Clause 16 of the Bill, the comma and the words

",or with both" occurring in line 4, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (3) of Clause 16 of the Bill, the comma and the words ",or with both" occurring in line 4, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Clause 17. Amendment No. 43 Syed Tahir Ahmad Shah not present.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : I beg to move :

That in sub-clause (2) of Clause 17 of the Bill, for the words "one year," occurring in line 3, the words "two years" be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (2) of Clause 17 of the Bill, for the words "one year", occurring in line 3 the words "two years' be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 44. Syed Tahir Ahmad Shah not present.

Haji Muhammae Saifullah Khan : Point of order. The House is not in quorum.

Mr. Speaker : Let there be count... .....The count was taken. The House is not in quorum. The bell be rung..... Bells were rung ..... The House is in quorum. Yes, Mr. Nazar Hussain Mansoor.

Mr. Nazar Hussain Manssoor : I beg to move :

That in sub-clause (2) of Clause 17 of the Bill, the comma and the words ",or

with both" occurring in line 4, be deleted.

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 17 of the Bill, the comma and the words ",or with both", occurring in line 4, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Clause 18. Amendment No. 45. Syed Tahir Ahmad Shah not present.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : I beg to move :

That in sub-clause (3) of Clause 18 of the Bill, for the words "six months", occurring in line 3, the words "three months", be substitured.

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (3) of Clause 18 of the Bill, for the words "six months", occurridg in line 3, the words "three months" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 46 Syed Tahir Ahmad Shah not present.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : I beg to move : That in sub-clause (3) of Clause 18 of the Bill, for the word "five", occurring in line 4 the word "two" be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (3) of Clause 18 of the Bill, for the word "five" occurring in line 4, the word "two" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 47 Syed Tahir Ahmad Shah not present.

Mr. Nazar Hussain Mansoor : I beg to move :

> That in sub-clause (3) of Clause 18 of the Bill, the comma and the words ",or with both", occurring in lines 4-5, be deleted.

Mr. Speaker: The motion is :

> That in sub-clausc (3) of Clause 18 of the Bill, the comma and the words "or with both", occurring in lines 4-5, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad: Opposed.

Mr. Speaker: Claus 20. Amendment No. 48. Syed Tahir Ahmad Shah not present.

Mr. Nazar Hussain Mansoor: I beg to move -

> That in Clause 20 of the Bill, the words "or with both", occurriug in line 8, be deleted.

Mr. Speaker: The motion is :

> That in Clause 20 of the Bill, the words "or with both", occurring in line 8, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad: Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ سب سے پہلے مجھے اس طریقہ کار پر اعتراض ہے جس انداز میں آپ نے قانون سازی کا کام آج کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ بات ختم ہو گئی ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں نے تو اس سے قبل اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ مجھے تو فرق پڑتا ہے کیونکہ یہ جمہوری روایات کے خلاف ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس کے لیے آپ کا مشکور ہوں ۔ اب ہم اس بل کی کلاز کو لیتے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں بات کروں گا ، یہ تو نہیں کہ جیسے آپ چاہیں اسی طرح بات کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایوان میں تو یہی ہوتا ہے ۔ اگر میں بھی وہاں بیٹھا ہوتا اور مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع ملتا کہ میں کسی کی عزت کرتا اور کسی کی نہ کرتا ۔ تو یہ میری زبان بندی اس لیے ہے کہ یہ فرائض میرے سپرد کیے گئے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ بہر حال میں اس طریقے کے خلاف سخت اعتراض و احتجاج کرتا ہوں جو آپ نے قانون سازی کے سلسلے میں اختیار کیا ہے ۔ اس کے بعد میری گزارشات یہ ہیں کہ جس قسم کی سزائیں ان شقوں میں رکھی گئی ہیں کہ جو لوگ ان اوزان کے بارے میں عمل درآمد نہیں کریں گے ، جیسے کہ ایک کلاز میں کہا گیا ہے کہ جو اوزان ماضی میں صدیوں سے ، سالہا سال سے مستعمل تھے ، اگر چھ مہینوں کے اندر اندر اس قانون کے لاگو ہونے کے بعد انہیں ختم نہیں کیا جائے گا تو انہیں مختلف قسم کی سزائیں دی جائیں گی ۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس قسم کی سزائیں بالکل غلط ہیں یہ قانون جو بنایا جا رہا ہے ، ہمارے سماجی تقاضوں ، ہماری سوسائٹی کے تاریخی پس منظر میں اسے اس طریقے سے لاگو کرنا غلط ہے ۔ یہ عوام کے ساتھ ، دیہاتیوں کے ساتھ زیادتی ہوگی ۔ جیسے کہ آپ جانتے ہیں ہمارے ملک میں ناخواندگی کی شرح بہت زیادہ ہے اور اس قانون میں ایسی سزائیں تجویز کی گئی ہیں کہ بہت سے لوگ ، جو ان نئے اوزان کو سمجھیں گے ، ان سزاؤں کا شکار ہو جائیں گے ۔ میں

سمجھتا ہوں کہ اس قانون کو جس طریقے سے پیش کیا گیا ہے اس سے ہمارے تجارتی تقاضوں اور عوامی خواہشات کی تکمیل نہیں ہوگی اور جو مروجہ اوزان و پیمائش کے اصول ہیں ان میں ایک ایسی افراتفری اور ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے جن سے عام آدمی کے لیے عہدہ برآ ہونا مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی شقوں کے ذریعے لوگوں کو الجھن میں ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جیسے کہ یہ پارٹی دوسرے مسائل میں بھی لوگوں مختلف مشکلات اور الجھنوں سے دو چار کرتی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر نذر حسین منصور۔

مسٹر نذر حسین منصور۔ جناب سپیکر۔ حکومت پنجاب کے اس نئے نظام اوزان کی بنیادی حقیقت کو سمجھتے ہوئے، جیسے کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور جس طریقے سے یہ حکومت اس قانون کو پاس کرانا چاہتی ہے اور جتنی پیچیدگیاں اس بل میں رکھ دی گئی ہیں اور جتنے تضادات اس بل کی مختلف شقوں میں پائے جاتے ہیں اس کے پیش نظر یہ ضروری تھا کہ ہم اس بل پر شق وار غور کرتے اور پورے غور وخوض کے بعد اس بل کو پاس کرتے لیکن آپ کی نامعلوم دلچسپی کی وجہ سے ہم مجبور ہو کر ایک وقت سات شقوں پر بولنے کے لیے مجبور ہو گئے ہیں۔ تاہم میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ کلاز 15 سے پہلے کلاز 14 کی سب کلاز (1) اور (2) میں اتنا زبردست تضاد پایا جاتا ہے کہ اگر سب کلاز (1) ہی رہنے دی جاتی اور اس کے نیچے سب کلاز (2) نہ بھی ثبت کی جاتی تو بھی اس قانون کا مقصد پورا ہو سکتا تھا اور خاص طور پر آپ دیکھیں گے کہ حکومت نے حسب عادت جہاں دوسرے شعبوں میں دو عملی کی پالیسی اختیار کی ہے وہاں اس قانون میں بھی دو عملی اور دو رخی پالیسی اختیار کر رہی ہے۔ ایک جگہ حکومت کلاز 14 کے تحت سب کلاز (1) میں یہ کہتی ہے کہ اوزان و پیمائش چھ مہینے کے اندر تمام پنجاب کے علاقے میں لاگو کر دئے جائیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کلاز 2 میں یہ کہتی ہے کہ جہاں وہ سمجھے کی آفیشل گزٹ کے ذریعے ان علاقوں کو اس نئے نظام اوزان سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ پنجاب میں ڈیرہ غازی خان سے لے کر راولپنڈی تک یا بہاول پور سے لے کر سیالکوٹ تک کے حالات،

کاروباری حلقے ، تجارتی اور سماجی روابط اور رسم و رواج بالکل ایسے ہیں کہ ایک علاقے میں تو مستثنیٰ کر دیتے ہیں اور دوسرے علاقے میں آپ نہیں کرتے ۔ ایک علاقے میں آپ کہتے ہیں کہ یہ قانون چھ مہینے تک نافذ العمل ہو یا ہوگا اور اس کے ساتھ پنجاب کے کسی دوسرے علاقے میں اس کی زیادہ سے زیادہ تین سال تک استثنائی صورت رکھی جا سکتی ہے ۔ یہ بنیادی تضادات ہیں ۔ کلاز 14 میں اس کی تحتی ضمن (1) اور (2) میں صاف طور پر ظاہر ہے کہ قانون سازی کے سلسلے میں جو فعالیت حکومت کے ذمے ہے ، وہ پوری نہیں کر رہی ۔ اس سے نتیجہ یہ ہوگا کہ عوامی اور کاروباری حلقوں میں پیچیدگی پھیلے گی اور پریشانی ہوگی ۔ دو عملی اور دو رخی پالیسی کے تحت ایک جگہ تو آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ قانون نہیں نافذ ہوگا اور دوسری جگہ کہتے ہیں کہ کسی خاص علاقے میں یہ چھ ماہ تک کر دیا جائے گا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے کون سا بڑا قومی اور صوبائی یا جمہوری یا قانونی تقاضا آپ نے پورا کرنا ہے ۔ میں اس کے بغیر کچھ نہیں سوچ سکتا کہ حکومت دانستہ یا نادانستہ طور پر اس قسم کی قانون سازی کر رہی ہے کہ اس سے معاشرے اور کاروباری دائرہ عمل میں فساد ہوگا اور اس سے قیمتوں کے بڑھنے کا امکان ہوگا ۔ اس میں بد دیانتی اور بے ایمانی جیسے رجحانات بڑھیں گے ۔ اگر لیا نظام اوزان یہاں لاہور میں چلا دیا جائے گا کسی دوسرے علاقے کو مستثنیٰ کر دیا جائے گا تو چونکہ ایک ہی قسم کے کاروباری حالات ہیں تو اس تضاد سے لئی الجھن پیدا ہوگی جس سے لوگ اس قانون سے کما حقہ فائدہ نہیں حاصل کر سکیں گے ۔ مثال کے طور پر نصراللہ خان دریشک صاحب نے فرمایا کہ کھاد میں ایک جگہ پرائیویٹ ایجنسیز ہیں اور ایک جگہ گورنمنٹ ایجنسی ہے ۔ میں یہ establish کرنا چاہتا ہوں کہ یا تو گورنمنٹ کی ذہنیت ہی ایسی دو عملی اور دو رخی ہے اس کی وضاحت کر رہی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلاز مفاد عامہ کے بالکل خلاف ہے ۔ اس لیے آپ بہترین قانون سازی کے پیش نظر ایک ہی حکمت عملی اختیار کریں ۔

اس کے بعد کلاز 17 اور 18 میں کوئی ادارہ ، کوئی فرد کاروباری حلقے کا unstamped قسم کے اوزان بناتا ہے یا اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کے تحت آپ نے جو سزائیں رکھی ہیں تو جب آپ کہتے ہیں کہ کس علاقے

میں استثنائی صورت حال تین سال تک زیادہ سے زیادہ ہے ۔ چھ مہینے تک بھی ہے ۔ کسی علاقے کو مستثنیٰ کیا جائے گا ۔ کسی کو نہیں ۔ ایسا کیوں رکھا گیا ہے کیونکہ آپ سمجھتے ہیں کہ اگر نیا نظام اوزان فوری طوری پر نافذ کر دیا جائے گا تو لوگوں کو پہلے سے تربیت نہیں ہے ۔ نئے نظام اوزان کو پرانے کی جگہ اس طریقے سے نہیں لینے دیں گے ۔ اس لیے آپ نے تین سال یا چھ ماہ کی میعاد رکھی ہے ۔ جب آپ اس حقیقت کو مانتے ہیں کہ اس کا فوری نفاذ عوام کے مفاد کے خلاف ہے تو میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ پیوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ ایم ۔ پی ۔ اے گیلری میں جا رہے ہیں اور آ رہے ہیں ۔ آپ بتائیں کہ کیا یہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ ایسی شرط اپنے اوپر لگانے کے لیے ہیں تو پھر میں اس پر غور کرنے کے تیار ہوں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ آپ بتائیں کہ یہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہے ؟ کوئی بات تو انصاف کی کریں ۔ یہ کوئی طریقہ ہے آخر اسمبلی کا کوئی ڈیکورم ہوتا ہے

مسٹر سپیکر ۔ تو پھر میں ایک ریکارڈ رکھوں گا کہ آپ کتنی دفعہ آتے ہیں اور کتنی دفعہ جاتے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ۔ آپ نے بالکل ایک مچھلی مارکیٹ بنا دی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔ غالباً آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو بڑی باقاعدگی سے آنے جانے والوں میں شریک ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ کہاں جناب ؟

مسٹر سپیکر ۔ لابی میں آنا اور لابی میں جانا ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ میں لابی کی بات نہیں کر رہا ۔ میں تو ہاؤس کی بات کر رہا ہوں ۔ آپ دیکھیں تو سہی ادھر ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ میں لانی سمجھتا تھا ۔ **مسٹر نذر حسین منصور** ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ آپ اس کا فیصلہ تو کریں کہ کیا ایم ۔ پی ۔ اے جا سکتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ May's میں یہی لکھا ہے کہ یہ مناسب نہیں ۔ لیکن جانے پر پابندی اس نے نہیں لگائی ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ آپ میری تقریر کی طرف توجہ دیں ۔ یہ ضروری گزارشات ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو آپ کی تقریر بہت غور سے سن رہا ہوں ۔ رؤف طاہر صاحب نے مجھے disturb کیا تو ایک آدھ منٹ مجھے سمجھ نہ لگی ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وزیر قانون اور ریکارڈ اس بات کے گواہ ہیں کہ نئے نظام اوزان کو حکومت فوری طور پر نافذ العمل نہیں کر رہی ۔ تین سال کی مدت رکھی ہے اور بعض علاقے اس سے مستثنیٰ ہو جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ بات تو آپ پہلے کر چکے ہیں ۔ اب تو آپ آگے آگئے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ میں آگے جا رہا ہوں جب یہ خود مانتے ہیں کہ نیا نظام اوزان اس صوبے کے عوام اور کاریگر حلقوں کے لیے فوری پر نافذالعمل کرنا ضروری نہیں کیونکہ اس سے پیچیدگی پیدا ہوگی ۔ یہ نئی انٹروڈکشن ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے بعد آپ نے چھ کلازیں رکھی ہیں جس میں آپ نے چھ دفعہ بہت بھاری جرمانے کی شقیں رکھی ہوئی rigorous imprison-ment آپ نے رکھی ہے ۔ کہیں چھ مہینے کی قید کر رہے ہیں ، کہیں ایک سال کی قید بھی کر رہے ہیں ۔ کہیں پچیس سو روپے کا جرمانہ کیا جا رہا ہے ۔ کہیں forgery کے لیے اڑھائی ہزار روپے تک جرمانہ کیا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ قانون کے کامیاب نفاذ کے لیے سزائیں ضروری ہیں ۔ بنیادی طور پر کوئی قانون نہیں جب تک اس کے ساتھ تعزیری اور تادیبی اقدامات نہ کیے

جائیں ۔ لیکن جب آپ سمجھتے ہیں کہ یہ نیا نظام اوزان ہے ۔ پرانے وقت سے ، صدیوں سے لوگ اس کے خو گر ہیں ۔ آپ اس کے نفاذ میں تامل بھی ضرور محسوس کرتے ہیں ۔ ان حالات کے باوجود آپ اتنی بھاری سزائیں ، ڈھائی ہزار کے جرمانے ، چھ ماہ کی قید ، forgery پر ، unstamped پر ، مینوفیکچرنگ پر ۔ میں آپ کی وساطت سے حکمران طبقے سے یہ گزارش کروں گا کہ ہیں نے ترامیم دی ہوئی ہیں ۔ میں نے جرمانوں میں تخفیف کے لیے ترمیم دی ہے۔ سزاؤں کو کم کرنے کے لیے ترمیم دی ہوئی ہے ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ ذرا ان کی ترمیم نمبر 36 دیکھ لیں ، جہاں چھ مہینے کے بجائے آپ دو سال کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کوئی بات نہیں ۔ ان کو کہہ لینے دیجیے ۔ آپ تقریر جاری رکھیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ وہ علیحدہ کلاز کے لیے ہے ۔ یہ سات کلازیں ہیں ۔ ان میں چار پانچ کلازیں آپ پڑھیں ، اٹھارہ پڑھیں ، انیس پڑھیں ، سترہ پڑھیں ۔ یہ تمام سزاؤں کے متعلق ہیں ۔ میں اپنی ترامیم کے پیش نظر آپ سے گزارش کروں گا کہ جس طریقے سے میں نے جرمانوں میں تخفیف کے لیے استدعا کی ہے سزاؤں کو کم کرنے کے لیے کی ہے ، آپ ان پر ہمدردانہ غور کریں ۔ یہ عوام اور کاریگر حلقوں کے مفاد میں ہے ۔ نئے نظام اوزان کی روشنی میں اس کی جو ٹیکنکلٹی ہے اس کے نفاذ کے بعد جو پریشانی پیدا ہوگی اور آپ نے قانون کے اندر جو دانستہ یا نادانستہ تضادات پیدا کیے ہیں ، ان کے پیش نظر آپ عوام کے مفاد میں ، کاروباری حلقوں ، ریڑھی بان جو چھوٹے چھوٹے دکان دار ہیں ، ان کے لیے آپ سزائیں کم کر دیں ۔ ورنہ اس طریقے سے جو عملہ اس محکمے کے تحت کام کرے گا ، انسپکٹرز ، اسسٹنٹ انسپکٹرز ، ڈپٹی کنٹرولر ان کے لیے آپ رشوت اور ناجائز کمائی کا راستہ کھول رہے ہیں ۔ جرمانوں کے ذریعے غریب عوام کو تنگ کیا جائے گا اور وہ جرمانے کی رقم غریب عوام کاروباری حلقوں کی جیبوں سے جائے گی ۔ اس سلسلے کو بند کرنے کے لیے عوامی حکومت سے یہ پورے طور پر توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ نئے سرے سے میری ان گزارشات پر نظر ڈالے گی اور عوامی اور انقلابی ہونے کا ثبوت قانون سازی کے ذریعے دے گی ۔ اس کے بعد میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ آج جناب والا نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ اس اہم بل کی ان اہم تعزیراتی ضمنوں کو یکجا زیر بحث لایا جائے ۔ اگرچہ یہ ایک اور سزا کے مترادف ہے ۔ یہ ایک اور تعزیری حکم ہے جو جناب کی طرف سے صادر ہوا ہے ۔ لیکن چونکہ آپ اس ایوان کے صدر کی حیثیت سے ہمارے لیے واجب الاحترام ہیں واجب التعظیم ہیں اس لیے ہم نے اپنے احتجاج کو ریکارڈ تو ضرور کرایا ہے لیکن آپ کے حکم کی تعمیل میں ایک ناقابل عمل اور مشکل کام کی تکمیل پر اپنے آپ کو آمادہ کر لیا ہے ۔

جناب والا ۔ آج اس بل کی ضمن 14 سے لے کر 21 تک زیر بحث ہے اور یہ سب کی سب تعزیری ہیں اور اپنی نوعیت کے اعتبار سے عوام کے لیے ۔ تاجروں کے لیے ۔ صنعتکاروں کے لیے ایک نئی تلوار اور خوف کی دیوار کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ جناب والا ۔ ضمن 14 میں کہا گیا ہے کہ اس ضمن کے تحت دفعہ ھذا کے نافذ العمل ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ گزرنے کے بعد سٹینڈرڈ باٹ یا سٹینڈرڈ پیمانے کے ماسواء پیمانوں کے دیگر کوئی یونٹ کسی علاقے میں اشیاء یا معاہدات کے سلسلے میں استعمال نہیں ہوگا اور جناب والا ۔ اسی کی تحتی ضمن (2) میں کہا گیا ہے کہ سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے کسی بھی ایسے علاقے میں یا اشیاء یا معاہدوں کی کسی بھی ایسی نوعیت کے سلسلے میں جس کے لیے دفعہ ھذا نافذ العمل ہوئی ہے ایسے باٹ پیمانہ جات جو دفعہ ھذا کے نافذ العمل کے ہونے سے پہلے استعمال کیے جاتے تھے کہ استعمال کو ایسی مدت تک برقرار رکھنے کی اجازت دے دے جو اس تاریخ کے بعد تین سال سے متجاوز نہیں ہو گی ۔

جناب والا ۔ میرا اس ضمن میں بنیادی اعتراض یہ ہے کہ ان اوزان و پیمائش کی تقلید اس قدر مشکل ہے کہ چھ ماہ کا عرصہ انتہائی قلیل عرصہ ہے ۔ جب جناب وزیر موصوف نے اور عمال حکام نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ یہ ایک بین الاقوامی نظام ہمارے ملک میں پہلی دفعہ رائج کیا جا رہا ہے اور یقیناً ابھی اس کو سمجھنے کے لیے اور اس سے مانوس ہونے کے لیے وہ فضا پیدا نہیں ہوئی جس میں عام آدمی آسانی کے ساتھ اس نئے نظام کے مطابق لین دین کی سہولت

سے استفادہ کر سکے ۔ ایسی صورت میں جب خود حکومت یہ تسلیم کرتی ہے کہ یہ نظام مشکل ہے اور ابھی اس کی مناسب تشہیر نہیں ہو سکی تو صرف چھ ماہ کا یہ عرصہ مقرر کرنے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک ایسی پابندی اور ایسی مشکل شرط لوگوں کے لیے عاید کی جا رہی ہے جس سے بچنے کی اور جس سے نجات پانے کی ان کے لیے کوئی اور راہ نظر نہیں آتی ۔ اس لیے میرا یہ بنیادی اعتراض ہے کہ اس مدت کو اس وقت تک کے لیے ختم کر دیا جائے جب تک حکومت اس پوزیشن میں نہ ہو کہ وہ مناسب تشہیر کے ساتھ مناسب پراپیگنڈے کے ساتھ اس نظام کو عام کرنے میں لوگوں کو سمجھانے میں کامیاب نہ ہو جائے اور اس وقت تک اس مدت کو معطل رکھا جائے جب تک نئے نظام کے مطابق اوزان و پیمائش کے نئے آلات مناسب تعداد میں تیار ہو کر مارکیٹ میں نہ آ جائیں ۔

جناب والا ۔ میرا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ایک طرف چھ ماہ کی قلیل مدت مقرر کی گئی ہے جو کسی طور پر مناسب نہیں ہے اور دوسری طرف اسی کلاز کی تحتی ضمن میں حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے اور اپنے عمال و حکام کو یہ صوابدید دے رہی ہے کہ وہ اگر چاہیں تو کسی خاص علاقے میں کسی خاص چیز یا کسی خاص معاہدہ کی کسی خاص نوعیت کے سلسلے میں ایسا حکم گزٹ کے ذریعے جاری کر سکتی ہے جس کے تحت تین سال کی مدت تک انہیں استثنیٰ حاصل ہو جائے گا ۔ اور وہ تین سال تک مزید یعنی پرانے باٹ یا پرانے پیمانے استعمال کرنے کے حقدار قرار پا جائیں گے ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی صوابدید ہمیشہ حکومت غلط طور پر استعمال کرتی رہی ہے اور کرتی ہے اور اب آئندہ اس قسم کے غلط استعمال کا بہت بڑا اندیشہ اور خدشہ موجود ہے ۔ ایک طرف آپ عام لوگوں کے لیے صرف چھ ماہ کی مدت مقرر کر رہے ہیں لیکن خاص حالات میں خاص علاقے کے لیے ۔ کسی خاص کارخانے کے لیے یہ صوابدید دے رہے ہیں کہ وہ تین سال تک اس پیمانے اور اس باٹ کو استعمال کرنے کے مستحق قرار پا سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ نہ صرف یہ کہ یہ دو عملی ہے بلکہ اس طرح کی بدعنوانیوں سے ان کے لیے نئے چور دروازے کھولنے کا انتظام فرمایا جا رہا ہے ۔ نہ صرف یہی بلکہ اس بات کا بھی اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ حکومت مختلف طبقوں کے درمیان با اثر اور بے

اثر طبقوں کے درمیان ایک خلیج حائل کر دینا چاہتی ہے اور وہ یہ چاہتی ہے کہ عام آدمی غریب آدمی ، دکاندار تاجر ریڑھی والا اور مزدور جو ہے اس کو تو چھ ماہ کے اندر اندر اپنے نئے باٹ اور پیمانوں کو بدلنے پر مجبور کر دیا جائے لیکن جو با اثر لوگ ہیں ۔ جو بڑے کارخانہ دار ہیں ۔ جو بڑے تاجر ہیں ان کو اس استثنیٰ کا حقدار قرار دینے کی گنجائش رکھی جائے اور اس طرح سے جناب والا ۔ عمال و حکام کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ مختلف لوگوں سے اپنے مقاصد کے لیے ۔ اپنی ضروریات کے لیے ۔ اپنی مقتضیات کے لیے ایسے سودے کر سکیں کہ اس کے تحت وہ قانون کو موم کی ناک سمجھ کر جس طرح سے چاہیں استعمال کرنے کا حق حاصل کر لیں ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ہی اس ضمن کے تحت پورے صوبے میں ایک ایسی بحرانی اور دو عملی کی شکل پیدا ہونے کا امکان ہے جس کی طرف میں نے اپنی اصولی بحث میں بھی آپ کی توجہ مبذول کرائی تھی ۔ جناب والا ۔ صوبہ ایک ہے اور صوبے کے مختلف حصے ایک دوسرے سے مربوط ہیں ۔ ایک دوسرے سے قریب ہیں ۔ ایک دوسرے سے ملحق ہیں اور وہاں کاروبار اور تجارت کا ایک ہی نظام ایک ہی سسٹم رائج ہے ۔ ایک ہی قسم کے باٹ اور ایک ہی قسم کے پیمانے ہمارے استعمال میں آ رہے ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس ضمن کے تحت حکومت یہ اختیار حاصل کر لے کہ وہ کسی ایک علاقے میں کسی ایک شہر میں کسی ایک قصبے میں تو اس ضمن کو نافذ کر دے اور کسی دوسرے علاقے میں کسی دوسرے ضلعے میں کسی دوسری تحصیل میں انہیں نافذ نہ کرے ۔ جناب والا ۔ اگر ہم نے اس ضمن کا استعمال کیا اور اس کے تحت مختلف علاقوں میں مختلف نوعیت کے احکامات صادر کیے اور انہیں مختلف اداروں میں نافذ کرنے کوشش کی تو اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوگا کہ ہم ایک ہی صوبے میں مختلف قسم کا نظام رائج کر کے لوگوں کو ایک ایسی الجھن میں مبتلا کر دیں گے ایک ایسا خلجان ہم پیدا کر دیں گے جس سے نظام کاروبار مکمل طور پر ٹھپ ہو کر رہ جائے گا ۔ اس لیے جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ اس قسم کی متضاد مبہم اور غیر واضح ضمن کو جب تک ترامیم کے ذریعے واضح نہ کیا جائے اور انہیں اس قابل نہ بنایا جائے کہ انہیں پورے صوبے میں یکساں طور پر نافذ کیا جا سکے اس وقت تک یہ ضمن اور اس ضمن کے تحت یہ تعزیری قوانین ہمارے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتے ۔

جناب والا ۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اس قسم کی اصلاحی اور سماجی مہمات تعزیری قوانین کے ذریعہ سے حل نہیں کی جا سکتیں ۔ انہیں اس طرح سے حل نہیں کیا جا سکتا ۔ اس طرح سے انہیں لوگوں میں مقبول نہیں بنایا جا سکتا ۔ عام طور پر جب بھی اس قسم کے نظام ۔ اس قسم کی اصلاحات اور اس قسم کی مہمات نافذ یا رائج کی جاتی ہیں تو اس کے لیے سماجی ۔ ثقافتی اور تجارتی سطح پر مہمات کا آغاز کیا جاتا ہے ۔ اور ایک ایسا وقت دیا جاتا ہے تاکہ لوگ اپنے اپنے ذہنوں میں اسے قبول کرنے کے لیے آمادگی کا اظہار کریں ۔ لیکن ہم موجودہ نظام کو اصلاحی اور سماجی قرار دینے کے باوجود محض تعزیری بنانے پر اصرار کر رہے ہیں ۔ چنانچہ ضمن نمبر 14 کے تحت حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے کہ جو بھی شخص اس ضمن کے احکامات کی خلاف ورزی کرے گا تو وہ 6 ماہ قید با مشقت اور 2500 روپے جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا ۔ جناب والا ۔ ایسی شکل میں جب کہ عام دوکاندار ۔ عام تاجر ابھی اس نظام سے پورے طور پر آگاہ نہیں ہیں ۔ تو ان کے لیے 6 ماہ قید با مشقت اور 2500 روپے جرمانہ کی سزا دینا یا اس سزا کا سزاوار دینا کسی طور پر قرین انصاف نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ اگر آپ کسی طور پر بھی سزا کو ناگزیر قرار دیں تو قید با مشقت کا تو ہمیں قطعاً کوئی جواز نظر نہیں آتا ہے آپ مجھ سے اتفاق کریں گے اور خود وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ یہ تجارتی اور سماجی اصلاح قید با مشقت کے ذریعہ سے رائج نہیں کیا کرتے ۔ ایک مہذب اور جمہوری معاشرے میں اس قسم کی اصلاحات کو بتدریج اور شعوری طور پر ایک تشہیری مہم کے ذریعہ سے نافذ کیا جاتا ہے ۔ نہ صرف یہ کہ اس کے لیے نصاب میں تبدیلیوں کی ضرورت ہوگی ۔ بلکہ آدمی کو زبانی اور تحریری طور پر بتانے کی بھی ضرورت ہوگی ۔ اور اس کی سزاؤں کو بھی ہمیں زیادہ سے زیادہ مشتہر کرنا ہوگا ۔ لیکن یہ ہم سب کچھ اسی وقت کر سکتے اور اس قدر سخت سزائیں ہم اس وقت دے سکتے ہیں ۔ جب ہم پورے طور پر اس بات کا اطمنان کر لیں کہ ہر شہری چاہے وہ جوان ہو یا بوڑھا ۔ عورت ہو یا مرد ۔ اس قانون سے اور اس کی جزیات سے پورے طور پر واقف ہے اور اگر ہم اسے اس قانون سے واقف کرانے میں ناکام ہیں ۔ اور جب تک ہم اسے واقف نہیں کر لیتے تب تک اس قسم کی سزاؤں کو ہم کسی طور پر بھی اس قانون کے ذریعہ منظور نہیں کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس بل کی ضمن نمبر 15 میں جو کہ سٹینڈرڈ باٹوں وغیرہ کے طور پر معینہ مقدار سے مختلف مقدار طلب یا وصول کرنے کی ممانعت سے متعلق ہے اس کے تحت حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے ۔

> کہ کوئی بھی شخص اس مقدار سے کم یا زائد مال یا شے طلب یا وصول نہیں کر سکے گا اور نہ ہی طلب یا وصول کروا سکے گا جو کہ ایسے مال یا شے کے سلسلہ میں معاہدہ یا لین دین کے ذریعہ سے مقرر کی گئی ہو ۔ اور سٹینڈرڈ باٹ یا سٹینڈرڈ پیمانوں کی اصلاح میں متعین کی گئی ہو ۔

اور اس کی تحتی ضمن (2) میں کہا گیا ہے ۔

> جو شخص تحتی ضمن (1) کے احکامات کی خلاف ورزی کرے گا ۔ تو وہ جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا ۔ جو کہ ایک ہزار پانچ سو روپے تک ہو سکتی ہے ۔

جناب والا ۔ ہمارے ملک میں عوام کی تعلیم کی شرح سے آپ واقف ہیں ۔ ہم خود اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہمارے 85 فیصدی عوام دیہاتوں میں رہتے ہیں اور ابھی تک وہ اپنے آپ کو تعلیم کی ان کرنوں سے منور نہیں کر سکے ۔ جو کہ شہریوں کا حصہ ہیں ۔ اسی طرح سے ہمارے شہروں میں رہنے والے وہ کروڑوں مزدور اور سادہ لوح عوام بھی ابھی تک تعلیم کی سہولتوں سے پوری طرح سے استفادہ نہیں کر سکے ہیں ۔ اس کے پیش نظر ان سادہ لوح عوام کے لیے یہ بات انتہائی مشکل ہے کہ وہ اس نظام کو پورے طور پر سمجھ کر ہر باٹ اور ہر پیمانے کو اچھی طرح سے سمجھنے کے بعد کسی لین دین میں شریک ہو سکیں ۔ جناب والا ۔ سکے کا اعشاری نظام ہمارے ملک میں کئی سالوں سے نافذ ہے ۔ اور ہمارا پڑھا لکھا طبقہ بھی ابھی تک اس سے پوری طرح سے مانوس نہیں ہے ۔ آپ عام طور پر خود دیکھتے ہوں گے کہ گھروں میں اور بازاروں میں ابھی تک لوگ "آنہ ۔ دوانی ۔ چونی اور اٹھنی" کو سکوں کے طور پر نام لے کر استعمال کرتے ہیں حالانکہ انہیں پیسوں کے طور پر استعمال کرنا چاہیے ۔ اب "دوانی" نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے ۔ لیکن ہمارا عام آدمی ۔ ہمارا سادہ لوح دوکاندار اسی انداز میں اپنا حساب کتاب کرتا ہے ۔ میں اس بات سے

نظام جس کو رائج ہوئے کئی سال گزر چکے ہیں ۔ ابھی تک عوام میں اتنا مقبول نہیں ہو سکا کہ ہر آدمی اپنے روزمرہ کے معمولات میں ان سکوں کو ان کے صحیح نام اور کیفیت سے ان کا لین دین کر سکے ۔ تو آپ اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ اس نظام کے تحت ہر آدمی ۔ ہر دوکاندار اور ہر تاجر اس نئے باٹ اور اس نئے پیمانے کا نام لے کر سودا لے سکے گا ۔ یا خرید سکے گا ۔ یا فروخت کر سکے گا ۔ جناب والا ۔ آپ اگر اندازہ کریں کہ یہ ضمن کس قدر ظالمانہ اور قاتلانہ ہے ۔ تو میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس کے تحت اگر کوئی دوکاندار ۔ کوئی شخص یا کوئی مزدور یا چھابڑی والا یہ کہے کہ مجھے ایک سیر سبزی دے دو ۔ یا ایک پاؤ گوشت دے دو تو اس کو ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا مل سکے گی ۔ کیونکہ اسے کیلو گرام میں اور اونس میں چیزیں طلب کرنا ہوں گی ۔ جناب والا ۔ آپ اتفاق کریں گے کہ اگر اس ضمن کو من و عن نافذ کر دیا گیا تو آپ کا ملازم اور آپ کے بچے روزانہ ہزاروں روپے جرمانہ کی سزا پائیں گے اور تمام لوگ ایسے خلجان اور مشکل میں مبتلا ہو جائیں گے کہ ان کے لیے اس نئے نظام سے نجات پانا نا ممکن نظر آئے گا ۔ آج جب کہ ہم قانون سازی کر رہے ہیں ۔ ہم ان پیچیدگیوں اور مشکلات کا خیال کریں جو کہ ہمارے سادہ لوح عوام اس نئے ظالمانہ اور قاتلانہ قانون کے تحت محسوس کریں گے ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کلاز کو حذف کر دیا جائے اور اگر اس کو حذف نہ کیا جائے تو کم از کم اس میں ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا کو بالکل ختم کر دیا جائے ۔

جناب والا ۔ کلاز 16 بھی آپ نے اس ہاؤس میں پیش کی ہے جو کہ "غیر مہر شدہ تجارتی باٹ ۔ پیمانہ جات کی فروخت وغیرہ کی ممانعت" سے متعلق ہے اور اس ضمن کے تحت حکومت یہ اختیار حاصل کر رہی ہے کہ

> کوئی تجارتی باٹ پیمانہ آلہ یا آلہ وزن یا آلہ پیمائش تجارتی یا کہ کسی کاروباری لین دین کے لیے فروخت کسی حوالہ یا استعمال نہیں کیا جائے گا یا قبضہ میں نہیں رکھا جائے گا ۔ جب تک اس کی مصرحہ طریقہ پر تصدیق نہ کر دی جائے اور اس پر مہر ثبت نہ کر دی جائے ۔

جناب والا ۔ اس کلیہ کے بعد ایک اور خطرناک جملہ شرطیہ رکھا گیا ہے اور اس میں کہا گیا ہے ۔

> جہاں حکومت کی رائے میں کسی تجارتی باٹ یا پیمانہ یا اس کی کسی قسم کے بارے میں دفعہ ھذا کی مقتضیات پر عمل درآمد نہ کیا جا سکتا ہو ۔ تو حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعہ سے ایسے باٹ یا پیمانہ یا اس کی ایسی کسی قسم کو ایسی مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے ۔

جناب والا ۔ آپ ملاحظہ کریں ۔ اس سے پہلے کی ضمن میں یہ کہا گیا ہے کہ کسی علاقے میں یا کسی خاص اشیاء کے سلسلہ میں استثنا کا اختیار استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن یہاں پر ایک طرف تو یہ قرار دیا گیا ہے کہ کوئی تجارتی ادارہ یا کوئی بھی ادارہ کوئی تجارتی پیمانہ باٹ ۔ آلہ وزن یا آلہ پیمائش کسی تجارت یا کاروباری لین دین کے لیے فروخت حوالہ یا استعمال نہیں کیا جائے گا ۔ یا قبضہ میں نہیں رکھا جائے گا ۔ جب تک اس کی مصرحہ طریقہ پر مہر تصدیق نہ کر دی جائے ۔ اور اس پر مہر ثبت نہ کر دی جائے ۔ لیکن پھر وہاں پر حکام کے لیے یہ گنجائش رکھی جا رہی ہے کہ اگر کوئی حاکم یہ محسوس کرے کہ دفعہ ھذا کی مقتضیات پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا ہے ۔ تو کسی شخص کو بھی کسی ایک باٹ یا پیمانہ کے استعمال سے بھی استثنا کا حق بخش سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ایک طرح کی دو عملی پھر ہمارے سامنے آ رہی رہی ہے ۔ ایک طرف تو تمام لوگوں کے لیے ایک کلیہ نافذ کیا جا رہا ہے ۔ اور یہ قرار دیا جا رہا ہے ۔ کہ وہ قطعاً حقدار نہ ہوگا ۔ مگر دوسری طرف سے کسی ایک باٹ یا کسی ایک پیمانہ کے استثنیٰ کا اختیار حکومت اپنے پاس رکھ رہی ہے اور حکومت اپنے پاس کیا رکھ رہی ہے حکام کے پاس رکھ رہی ہے کیونکہ حکام اس قانون کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کا مجاز قرار دیے جا رہے ہیں ۔ اس لیے جناب والا ۔ یہ گزارش کروں گا کہ اس دو عملی کو بھی اس کلاز میں دور کرکے اس کو واضح طور پر اس طرح سے منظور کیا جائے کہ وہ تمام لوگوں کے لیے یکساں طور پر استعمال کیا جا سکے اور اسے مختلف لوگوں کو مختلف مفاد پہنچانے کے لیے آلہ کار نہ بنایا جا سکے ۔

جناب والا ۔ اس ضمن کی دو عملی کے باوجود اس میں بھی سزا قید بامشقت رکھی گئی ہے جو چھ ماہ تک ہو سکتی ہے اور جرمانہ پانچ ہزار روپے تک ہو سکتا ہے یا ان دونوں سزاؤں کا مستحق قرار پا سکتا ہے تو جناب والا ۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اگر اس جملہ شرطیہ کو ختم کر دیا جائے اور اس بل کو یا اس ضمن کو نافذ کرنے کی میعاد بڑھا دی جائے تب تو اس قسم کی سزا کا کوئی جواز پیدا ہو سکتا ہے لیکن جب تک یہ متضاد ضمن موجود ہے اور اس میں استثنیٰ کا حق حکام نے اپنے لیے محفوظ رکھ لیا ہے اس وقت تک ہم اتنی بڑی سزا اور اتنے بڑے جرمانے کو کسی طور پر صحیح قرار نہیں دے سکتے ۔

جناب والا ۔ اس بل کی ضمن نمبر 17 بھی ہمارے سامنے پیش کی گئی ہے جو لائسنس کے بغیر باٹ اور پیمانہ جات بنانے کی ممانعت کے متعلق ہے ۔ اس ضمن میں کہا گیا ہے ۔

> کوئی شخص ماسوائے مصرحہ ہیئت حاکمہ کے عطا کردہ لائسنس کے تحت یا اس کی شرائط کی مطابقت میں کوئی تجارتی باٹ یا تجارتی پیمانہ آلہ وزن یا آلہ پیمائش کی تیاری مرمت اور فروخت کا کاروبار نہیں کرے گا ۔

جناب والا ۔ اس کی تحتی ضمن میں کہا گیا ہے ۔

> جو شخص ان احکامات کی خلاف ورزی کرے گا وہ سزائے قید جو ایک سال تک ہو سکتی ہے یا سزائے جرمانہ جو دس ہزار روپیہ تک ہو سکتی ہے یا ہر دو سزاؤں کا مستوجب ہوگا ۔

جناب والا ۔ یہ عجیب ستم ظریفی ہے اور میں جناب وزیر قانون کو یاد دلاؤں گا کہ خود انہوں نے اپنی ایک تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ ہم نے ان باٹوں اور پیمانوں کو نئے نظام کے مطابق ڈھالنے کے لیے تقریباً پچاس لائسنس جاری کر دیے ہیں اور انہیں یہ اختیار دے رہا ہے کہ وہ جلد سے جلد نئے اوزان و پیمائش کے آلے تیار کر کے فراہم کریں لیکن مجھے حیرت ہے کہ وزیر قانون نے یا حکومت وقت نے کس قانون کے تحت ایسے لائسنس جاری کر دیے

ہیں ۔ ہم اس ضمن کے تحت یہ اختیار حاصل کر رہے ہیں کہ ہر شخص کو جو باٹ بنانا چاہتا ہو یا مرمت کرنا چاہتا ہو یا فروخت کرنا چاہتا ہو لائسنس لینے کا پابند ہوگا لیکن ہم دوسری طرف پہلے ہی پچاس کمپنیوں کو ایسے لائسنس جاری کر چکے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ قانون کی منظوری سے پہلے نفاذ کی ایک شکل ہے جو آپ کے سامنے بھی آئی ہے اور ہمارے سامنے بھی آئی ہے ۔ غالباً بامید منظوری ایسے لائسنس جاری کر دیے ہیں ورنہ آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ابھی ہم اس ضمن پر بحث کر رہے ہیں ۔ اس ضمن پر ترامیم زیر غور ہیں ابھی اس کو مجموعی طور پر زیر بحث لایا جا رہا ہے اور پھر منظوری کے لیے پیش کیا جائے گا اس کے بعد ہی ہم یہ لائسنس دینے کا اختیار حاصل کریں گے لیکن وزیر موصوف کے مطابق یہ لائسنس پہلے ہی جاری کر دیے ہیں اور اگر وہ لائسنس جناب والا ۔ جاری کر چکے ہیں تو انہیں کس طرح سے اس سٹینڈرڈ کے مطابق ان اوزان و پیمائش کے آلے ڈھالنے کا اختیار حاصل ہو گیا ۔

دوسری جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس میں لائسنس کا طریقہ ایجاد کرکے ہمارے صوبہ میں باٹ اور پیمانے بنانے والوں کی ایک نئی اجارہداری قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو ڈسکس ہو چکا ہے ۔ آگے فرمائیے ۔

سید ناہش الوری ۔ کہاں جناب والا ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو penalties پر ہیں ۔

سید ناہش الوری ۔ نہیں ۔ جناب والا ۔ میں تو کلاز نمبر 17 پر آ گیا ہوں ۔ میں تو خاصا تیز تیز چل رہا ہوں ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس لائسنس کی پابندی عائد کر کے ہم نے اس صوبہ میں open competition کے اصول کو شکست دے دی اور یہ اختیار حاصل کر لیا ہے کہ جس آدمی کو مناسب سمجھیں جس ادارے کو پسند کریں مخدوش حالات میں کسی مخدوش علاقے کے لیے لائسنس جاری کر دیں اور جو اسے نا پسند کرے تو اس کا لائسنس منسوخ کر دیں یا اسے سرے سے ہی جاری نہ کریں ۔ جناب والا ۔ ہمارے صوبہ میں لاکھوں افراد کو اس قسم کے باٹ اور پیمانوں کی ضرورت ہے اور بہت بڑی تعداد میں ہمیں

عوام کو فراہم کرنے کی ذمہ داری قبول کرنی پڑ رہی ہے لیکن دوسری طرف ہم لائسنس اور اس قسم کی دوسری پابندیاں عائد کرکے ایک ایسی اجارہ داری کو جنم دے رہے ہیں جو تجارت اور صنعت میں کسی طور پر پسندیدہ نہیں ہو سکتی ۔ جناب والا ۔ یہ کوئی ایسی صنعت نہیں ہے کہ اس کو بڑے پیمانے پر حکومت کسی طور پر کنٹرول میں لانے کی ذمہ داری ضرور سمجھے۔ جناب والا۔ یہ عام قسم کی ایک صنعت ہے ۔ کوئی بھی آدمی بٹ بنانے کا کام چھوٹے یا بڑے پیمانے پر کر سکتا ہے ۔ صرف یہ بات ضرور ہونی چاہیے کہ وہ متعلقہ اداروں میں متعلقہ حکام کے ساتھ ان کو اپنے اوزان و پیمائش کے آلے پیش کرے اور ان پر مہر تصدیق ثبت کرائے ۔ جناب والا ۔ جب یہ ذمہ داری عائد ہوگی کہ وہ کوئی بھی اپنے آلے اس وقت تک بازار میں فروخت نہیں کر سکے گا جب تک اس کے لیے متعلقہ محکمہ سے مہر تصدیق ثبت نہیں کرا لی گئی ہو تو پھر اس لائسنس کی کیا ضرورت ہے ۔ یہ لائسنس کی مزید پابندی کیوں عائد کی جا رہی ہے کیا اس لیے عائد کی جا رہی ہے کہ زندگی کے دوسرے شعبوں میں جس طرح سے حکمران پارٹی تقرریوں اور تبادلوں تک کو استعمال کر رہی ہے اسی طرح سے اب صنعت و تجارت میں لائسنس کی نئی پابندیاں عائد کرکے وہاں اپنی پسند کے لوگوں کو کھپانا چاہتی ہے اور اس طرح سے تجارت اور صنعت کے دروازے بھی بند کر رہی ہے اور یہاں بھی open competition کے ذریعے جناب والا ۔ زیادہ سے زیادہ اوزان و پیمائش کے آلات فراہم کرنے کی جو سہولت پیدا کی جا سکتی ہے اس پر بھی بالواسطہ طور پر پابندی عائد کر رہی ہے ۔

جناب والا ۔ اس سلسلہ میں مجھے اس اندیشے کا بڑی اظہار کرنا ہے کہ اگر لائسنس کے ذریعہ کم تعداد میں لوگوں کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ اس قسم کے آلات تیار کریں تو وہ پھر اپنی پسند کے مطابق ان کی قیمتیں مقرر کریں گے اور اپنی اجارہ داری کی بنیاد پر ایسی قلت اور مصنوعی قلت کی صورت حال بھی پیدا کر سکیں گے جو ہم مختلف صنعتوں میں مختلف تجارتوں میں روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں ۔ خود حکومت اس بات کی قائل رہی ہے کہ جتنا زیادہ competition ہو تجارت اور صنعت میں جتنا زیادہ مقابلہ ہو اتنی ہی اشیاء کی فراہمی ہوتی ہے اتنی ہی چیزیں سستی ہوتی ہیں لیکن جب ہم قانون

سازی کرتے ہیں ۔ جب ہم کوئی بل زیر بحث لاتے ہیں تو حکومت کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس میں اپنے لیے زیادہ سے زیادہ سیاسی اور کاروباری مفاد کی گنجائش رکھی جائے ۔

Mr. Speaker : Please come to the "offence". It is not the policiy which has been provided.

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں لائسنس کے متعلق ہی عرض کر رہا ہوں کہ لائسنس نہ لینے پر offence ہوگا ۔ میں تو اس لائسنس کی مخالفت کر رہا ہوں کہ لائسنس سرے سے ہونا ہی نہیں چاہیے ۔ حکومت نے یہ اختیار حاصل کر لیا ہے کہ کوئی باٹ یا کوئی پیمانہ بغیر مہر تصدیق ثبت کرائے بازار میں نہیں آئے گا ۔ جب یہ اختیار حاصل کر لیا ہے اور اس پر سزا الگ مقرر کر دی گئی ہے تو پھر یہ لائسنس کی نئی شرط کیوں عائد کی جا رہی ہے ۔ میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ ہمارا معاشرہ ابھی تک ایک مخلوط معیشت کا معاشرہ ہے جس کاروبار اور صنعت میں کھلے مقابلے کی اجازت ہے ۔ اس لیے یہاں بھی اس نئے نظام کے تحت عوام بڑے پیمانے پر اوزان و پیمائش کے آلے کی فراہمی ناگزیز ہو گی ۔ ضروری ہوگی ۔ اس لئے یہاں بھی ضروری ہے کہ اس لائسنس کی شرط کو ختم کرکے عام کیا جائے اور ان پر یہ پابندی باقی رکھی جائے کہ وہ جب بھی اپنی مصنوعات بازار میں لے آئیں گے تو ان پر پہلے مہر تصدیق ثبت کرائیں گے ۔ پھر جناب والا ۔ اس میں یہ اسی تک محدود نہیں ہے کہ کوئی مینوفیکچرر لائسنس حاصل کرے بلکہ اس کی مرمت کرنے والا اور کو فروخت کرنے والا بھی لائسنس لینے کا سزاوار ہوگا ۔ جناب والا ۔ یہ بات کسی طور پر سمجھ میں نہیں آتی کہ مینوفیکچرر کو تو آپ نے پابند کر دیا کہ وہ لائسنس لے کر ایسی اشیاء کو تیار کرے لیکن فروخت کرنے والے پر کیا ذمہ داری ہے کہ وہ بھی اس کے لیے لائسنس لے اور اس طرح سے بازار میں چند مخصوص دکانیں ہوں چند مخصوص لوگ ہوں جو ان باٹ اور ان پیمائش کے آلوں کو فروخت کرنے کی اجازت رکھتے ہوں ؟ تو جناب والا ۔ یہ بھی اس اعتبار سے superfluous اور ناجائز شرط ہے ۔ اس کو بھی عام ہونا چاہیے کہ وہ تصدیق شدہ پیمانے جو دوکاندار بھی اپنے پاس رکھنا چاہے اسے فروخت کر سکے اور اس کے لیے کسی لائسنس اور کسی اجازت نامے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے ۔

جناب والا ۔ اس طرح سے جو شخص مرمت کرتا ہے اور اگر کسی باٹ کے مرمت کرنے پر اب لائسنس ہو جائے یہ بالکل اسی طرح سے ہے جس طرح جوتی مرمت کرنے پر یا رفو کرنے پر آپ لائسنس عائد کر دیں ۔ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر لوگوں کو اس قسم کی پابندیوں اور سرکاری حکام کا محتاج بنا کر آپ پیچیدگیاں پیدا کر رہے ہیں جو معاشرے میں عام آدمی کی سہولت کے لیے نہیں بلکہ ان کے لیے عذاب کا باعث بن جائے گی ۔ اور پھر جناب والا ۔ اس سلسلے میں نہ صرف یہ کہ یہ غلط شرط عائد کی گئی بلکہ اس غلط شرط کی خلاف ورزی کے سلسلے میں ایک سال تک قید اور دس ہزار روپے تک جرمانے کی سزا رکھی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ صرف مرمت کرنے والا کوئی دکاندار کوئی باٹ فروخت کرنے والا اگر لائسنس کے بغیر باٹ یا کوئی فیتہ فروخت کر دے تو اس کو دس ہزار روپے جرمانے کی سزا دی جا سکے گی یا اسے قید یا جرمانہ دونوں سزائیں دی جا سکیں گی آپ جرم کی نوعیت تو دیکھئے عوام کی نوعیت یہ ہے کہ وہ کوئی باٹ کوئی پیمانہ کوئی فیتہ اپنی دکان پر بیچنے کے لیے لے آتا ہے اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس نے لائسنس نہیں لیا تو اسے دس ہزار روپے جرمانہ ہو سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ کوئی عوامی حکومت ۔ کوئی جمہوری حکومت جسے مزدوروں ، دوکانداروں اور تاجروں سے ہمدردی کا دعویٰ ہو وہ اس قسم کی ظالمانہ ضمن اور اس قسم کے تعزیری قوانین پر فخر نہیں کر سکتی اسے ایک نہ ایک دن اس سلسلے میں جوابدہ ہونا ہوگا ۔ اس کو اس احتساب کا مقابلہ کرنا ہوگا جو ان پابندیوں کے نتیجہ میں اور ان نالائق شرائط کے نتیجے میں عوام کو نت نئی الجھنوں اور نت نئے خلجان میں مبتلا کر دیں گے ۔

جناب والا ۔ ضمن 18 میں کہا گیا ہے :

> کوئی شخص سر رشتہ پیکٹ یا ڈبے میں بند کوئی شے نہ فروخت کرے گا نہ پیش کرے گا اور نہ ہی فروخت کی غرض سے اس کی نمائش کرے گا یا اپنے قبضہ میں رکھے گا تاوقتیکہ کہ اس پیکٹ یا ڈبہ پر یا اس پر چسپاں یا اس سے منسلک لیبل پر اس شے کا اصل وزن یا اس کی پیمائش درج نہ ہو جو اس میں بند ہے ۔ مگر شرط یہ ہے کہ دفعہ

ھذا کا اطلاق اس شے پر نہیں ہوگا جو بالعموم ناپ
یا تول سے فروخت نہ کی جاتی ہو ۔

اور پھر جناب والا ۔ سزا کے طور پر یہ اختیار حاصل کیا جا رہا ہے :

جو شخص تحتی دفعہ (1) کے احکامات کی خلاف
ورزی کرے گا وہ سزائے قید بامشقت جو چھ ماہ
تک ہو سکتی ہے یا سزائے جرمانہ جو پانچ ہزار
روپیہ تک ہو سکتی ہے یا دونوں سزاؤں کا
مستوجب ہوگا ۔

جناب والا ۔ سر بمہر پیکٹ یا ڈبے تیار کرنا کسی دوکاندار ، کسی رھڑی والے یا کسی تجارتی فرم کا کام نہیں ہوگا بلکہ یہ کام ان بڑے بڑے اداروں کا ہوتا ہے ، ان بڑے بڑے کارخانوں کا ہوتا ہے ۔ ان بڑے بڑے صنعت کاروں کا ہوتا ہے جہاں یہ چیزیں مختلف ڈبوں میں مختلف پیکٹوں میں ۔ مختلف اوزان میں اور مختلف پیمائش کے ساتھ بند کی جاتی ہیں لیکن یہاں اس سلسلے میں ان لوگوں پر براہ راست کسی سزا کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی جو تھوک کے حساب سے مارکیٹ میں ان ڈبوں کو تیار کرنے اور ان پیکٹوں کو بنانے کے براہ راست ذمہ دار ہیں ۔ لیکن عام دوکانداروں کو عام تاجروں کو اور عام خوردہ فروشوں کو اس قسم کی پابندیوں میں جکڑا جا رہا ہے کہ وہ آزادانہ طور پر کوئی چھوٹے سے چھوٹا کاروبار کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہے ۔ جناب والا ۔ آخر ایک دوکاندار کو کس طرح سے ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے کہ اس پیکٹ میں یا اس ڈبے میں یا اس ٹین میں یا کوئی چیز کوئی کپڑا یا کوئی سیال مادہ بند کیا گیا ہے اس کے صحیح وزن کا اس دوکاندار کو علم ہے اور وہ اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک ان پیکٹوں اور ڈبوں پر لگے ہوئے اوزان کی آپ نے تصدیق نہ کر دی ہو ۔ جناب والا ۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس بات کی واقعی ضرورت ہے کہ ہماری مارکیٹ میں ہر ڈبہ اور ہر پیکٹ صحیح وزن کے مطابق ہو لیکن اس کی پابندی ان کارخانوں پر ہونی چاہیے یا ان لوگوں پر ہونی چاہیے جو ان پیکٹوں اور ڈبوں کے بنانے کے ذمہ دار ہیں ۔ ان لوگوں پر اس کی ذمہ داری نہیں ہونی چاہیے جو فروخت کے لیے ان کے پاس لے کر آتے ہیں ۔ اگر آپ چور کی چوری ختم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو چور کی ماں تک پہنچنا ہوگا ۔ جناب والا ۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم نے جن لوگوں کو یہ اختیار

دیا ہوا ہے وہ کتنے با اثر ہیں ، کتنے با رسوخ ہیں اور کتنے بڑے سرمایہ دار ہیں ان کو آپ تحفظ فراہم کر رہے ہیں ۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم سرمایہ داروں کے مخالف ہیں اور ہم استحصال پسندوں کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں ۔ ہم صنعت کاروں کی ریشہ دوانیوں کو ختم کرنے کا عہد کر چکے ہیں ۔ لیکن جب آپ قانون بناتے ہیں تو آپ ان سرمایہ داروں ، ان استحصال پسندوں اور ان صنعت کاروں کو تحفظ فراہم کرتے ہیں ۔ عام دوکانداروں کو ، عام غریب لوگوں کو اور عام سادہ لوح عوام کو ایسی پابندیوں میں جکڑتے ہیں جو آج اس وقت آپ کے گریبان میں ہاتھ ڈالنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں ۔ آپ بھی کمزور کو کمزور تر کرنے کی اور قوی کو قوی تر بنانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں آپ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں ۔ یہ ضمن اس اعتبار سے انتہائی نا پسندیدہ ہے ۔ اس کے تحت عام آدمی کو ایسی ذمہ داری کی سزا دی جا رہی ہے جس کا وہ کسی طور پر کسی قانون کسی عدل کسی اصول کے تحت مستوجب قرار نہیں دیا جا سکتا اور نہ صرف یہ کہ اسے سزا دی جا رہی بلکہ اتنی شدید سزا دی جا رہی ہے کہ اسے ہزاروں روپے جرمانے ادا کرنے کا مستحق قرار دیا جا رہا ہے ۔ اس لیے جناب والا ، میں آپ سے گزارش کروں گا اور آپ کے توسط سے اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ اس بل کی کلاز کو سطحی انداز سے نہ دیکھا جائے ۔ اگر آپ غور و فکر سے مطالعہ فرمائیں تو اس نتیجے پر پہنچنے پر مجبور ہوں گے کہ ان غریب لوگوں کے ہاتھ باندھے جا رہے ہیں ۔ ان کی روٹی تنگ کی جا رہی ہے ۔ ان لوگوں کو نت نئی پریشانیوں میں مبتلا کیا جا رہا ہے ۔ اسی طرح سے اس کے لیے ایسی صورت پیدا کی جا رہی ہے کہ وہ دو وقت کی روٹی کمانے کے قابل نہ رہیں ۔ جناب والا ۔ ایک طرف تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اس ملک میں اور اس صوبے میں عام آدمی کے لیے ہر سہولت فراہم کرنے پر تلے ہوئے ہیں ۔ ہر روز یہ بھی اعلان سنایا جاتا ہے کہ ایک اور وعدہ پورا ہو گیا ہے ۔ ایک اور سہولت عوام کو دے دی گئی ہے ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تمام وعدے پورے ہو گئے ہیں ۔ جب کوئی نیا اقدام کیا جاتا ہے تو پھر ایک وعدے کا اضافہ ہو جاتا ہے معلوم نہیں کہ اس حکومت نے وعدے کتنے کئے ہوئے ہیں ۔

Mr. Speaker : Let us come to the point.

چوہدری محمد حنیف ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہو گیا ہے ۔ سید ثابش الوری ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ ضمن نمبر 19 ۔ 20 اور 21 جعلسازی سے متعلق ہے ۔ ضمن 19 کے تحت جعلی مہریں بنانے استعمال کرنے اور عام کرنے پر سزا تجویز کی گئی ہے ۔ ضمن 20 میں جعلی پیمانے کے استعمال کرنے یا فروخت کرنے کو سزا کا مستحق قرار دیا گیا ہے ۔ اور ضمن نمبر 21 پیٹنٹ متشکلہ غیر متشکلہ کے مرتکبہ جرائم کی سزائیں تجویز کی گئی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اعتبار سے یہ ضمن ضروری ہے کہ جعل سازی کا خاتمہ کرنے کے لیے واقعتاً ہمیں کڑی سزاؤں کا اہتمام کرنا ہوگا تا کہ عام آدمی جعل سازی کے نتیجے میں اپنی خرید و فروخت میں نت نئے فریبوں کا شکار نہ ہو سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ضمن میں کچھ سزاؤں کا اور اضافہ کر دیا جاتا تو یہ کسی طرح بھی انصاف کے منافی نہ ہوگا خاص طور پر متعلقہ محکمے کے وہ افسران جو اوزان و پیمائش کے سٹینڈرڈ متعین کرنے اور اس پر مہر تصدیق ثبت کرنے والے ہوں گے اگر وہ اس قسم کی جعلسازی یا کسی فراڈ کے مرتکب ہوں تو انہیں کڑی سے کڑی سزائیں ملنی چاہیں ۔ اسی طرح ایسے لوگ جو جعلی پیمانے بنانے میں مہارت رکھتے ہوں ۔ ان کی سختی کے ساتھ حوصلہ شکنی کی جانی چاہئے ۔ میں اس اعتبار سے اس ضمن میں بتائی گئی سزاؤں کو نہ صرف ضروری سمجھتا ہوں بلکہ اس بات کی ضرورت کا احساس رکھتا ہوں کہ انہیں زیادہ سخت بنا دیا جائے ۔ ان کے جرمانوں کی قیمت میں اضافہ کیا جائے ۔ اسی طرح جعلسازوں کو نیست و نابود کرنے میں کافی مدد ملے گی ۔

جناب والا ۔ مجموعی طور پر کلاز 14 سے 18 تک میں نے ان کے متعلق علیحدہ علیحدہ اظہار خیال کیا ہے اور میں ایک دفعہ پھر آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ یہ کلاز انتہائی ظالمانہ ۔ قاتلانہ اور عوام کے مفادات سے منافی ہیں ۔ ان کو کسی طور بھی موجودہ شکل میں قبول نہیں کیا جانا چاہیے اور پھر اس تاثر کو عام نہیں کرنا چاہیے کہ اس حکومت نے بحران پیدا کرنے اور ان پر قابو پانے کا وطیرہ اختیار کر لیا ہے پہلے ایک مشکل پیدا کی جاتی ہے

پہلے عوام کو ایک مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے پھر انہیں اس عذاب سے نکالنے کا مژدہ سنایا جاتا ہے ۔

Mr. Speaker : No general debate, it has no relevancy with the present clause.

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کر رہا ہوں کہ اس حکومت نے یہ وظیرہ اختیار کر لیا ہے کہ یہ خود ایک مشکل پیدا کرتی ہے اور پھر اس کے حل کا مژدہ سناتی ہے ۔

Mr. Speaker : The Government is not under discussion in that sense.

سید ثابش الوری ۔ اس کلاز کے ذریعے پھر نئی نئی مشکلات پیدا کی جا رہی ہیں ، نئے نئے بحرانوں کو جنم دیا جا رہا ہے اور جب لوگ چیخیں گے اور فریادیں کریں گے تو اس کے بعد حکومت کا ایک اعلان آئے گا کہ جو اس کا حل ڈھونڈھ رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : That is actually not relevant. Makdumaza Syed Hassan Mahmud.

سید ثابش الوری ۔ اس وقت سے پہلے کہ یہاں عوام کی طرف سے احتجاج ہو اور ان کے اضطراب کے نتیجے میں ہم پھر اس بل میں ترمیم کریں ۔ اسی وقت ترمیم کرلینی چاہیے ۔

Mr. Speaker : You could have said all this when principles were being discussed but not on the occasion of these clauses.

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ اچھی بات جس وقت بھی کہی جائے اور جتنی بار بھی کہی جائے ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ۔ آپ باہر چلے جائیں اور انہیں یہ مشورہ دے دیں ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب ۔ اچھی بات کا دہرانا تکرار احسن ہوا کرتا ہے اور جناب مجھے اجازت دیں کہ میں آخری بار یہ گزارش کروں کہ ہماری ترامیم کو قبول کرکے ان شقوں کو عوام کے لیے قابل فہم اور قابل قبول بنالیں

اور اس سے پہلے کہ عوام کے احتجاج کے نتیجے میں آپ نئی قانون سازی کریں، آج ہی ہماری ترامیم کو قبول فرما لیں -

Mr. Speaker : Makhdumazada Hassan Mahmud. Befor he starts with his speech, I would like to point out that he came to me and talked to me about these clauses and he would need the attention of the Law Minister on certain points.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : As we are supposed to deal with clauses 14 to 21 together, I would seek a little clarification from the Law Minister.

Mr. Speaker : One minute please. The House probably knows.

کہ جب سے ایوان کا وقت صبح نو بجے کیا گیا ہے تب سے جمعہ کے روز ایک بجے تک اور باقی ایام میں اڑھائی بجے تک ایوان کے اوقات کار ہوتے ہیں -

سید ناہش الوری - جناب والا - آپ نماز بھی یہاں پڑھ لیا کریں -

مسٹر سپیکر - میں تو نماز مسلم لیگ کے دفتر کے سامنے والی مسجد میں پڑھتا ہوں اور وہاں مولوی صاحب پورے اڑھائی بجے نماز شروع کرتے ہیں -

Makhdumazada Syed Hassan Mahmud : Before I make my general speech on the clauses inter-related to each other. I would seek some clarification in regard to Clause 15 with its marginal heading which is :

> Prohibition of demading or receiving quantity different from that determined in terms of standard weights etc.

If you kindly see the clause and explain what you mean by that, then I will continue with it.

Minister for Law : Otherwise it is ...

Mr. Speaker : Clear ?

Minister for Law : Sir, I read it :

> 15 (1). Notwithstanding any custom, usage, practice or method of whatever nature to the contrary, on person shall

demand or receive cause to be demanded or received, any quantity of goods or commodity in excess of or less than, the quantity fixed by the contract or dealing in respect of such goods or commodity and determined in terms of a standard weight or standard measure.

Whatever the quantity is fixed it shall be in accordance with that.

مسٹر سپیکر ۔ میں نے شاید آپ کو یہ واقعہ سنایا تھا کہ مارشل لاء کے دور میں لاہور میں ایک جرم ہوا تھا جس میں ایک پاؤنڈ کا اون کا پیکٹ کم وزن کا پایا گیا تھا

Actually three quarter weight was in practice.

اور مارشل لاء کے تحت اس کی سماعت ہوئی تو کم از کم ایک سو دوکانداروں نے یہ شہادت دی کہ تجارت میں ۔

3/4th of a pound is considered as a pound.

تو حکومت نے اس بات کو قبول نہیں کیا تھا ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :

یہ چیز نہیں

You have suggested exemptions for certain areas. The contents are bound to vary for supply of goods. This perhaps relates to that. What does the Law Minister mean by way of a practical example ? Whether it will be applicable ; he should give a practical example to the House where this clause will be made applicable.

وزیر قانون ۔ جہاں تک اس بل کی دفعات کا تعلق ہے مختلف علاقوں میں ان کو by gradual process ہم نافذ کرنا چاہتے ہیں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Just an example.

وزیر قانون ۔ ہم پہلے یہ فیصلہ کریں گے کہ یہ کلاز کہاں پر لاگو ہو گی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ کون سا موقع ہو گا ، کون سا علاقہ ہوگا ، کون سے واقعات ہوں گے کہ یہ کلاز لاگو کی جائے گی ۔

Mr. Speaker : Clause 15(1) is like that :

> Notwithstanding any custom, usage, practice or method of whatever nature to the contrary, no person shall demand or receive, cause to be demanded or received, any quantity of goods commodity in excess of or less than, the quantity fixed by the contract or dealing in respect of such goods or commodity and determined in terms of a standard weight or standard measure.

وزیر قانون ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اوزان سٹینڈرڈ ویٹ کے مطابق ہوں اور ان میں variations نہ ہوں ۔ مثلاً اگر کوئی چیز پاونڈ میں ملتی ہے تو کوئی شخص یہ کہے گا کہ مجھے سیروں کے حساب سے دو یا یہ کہ ایک سیر میں پورے دو پاؤنڈ میں تصور کرتا ہوں ۔ تو ایسی باتوں کو روکنے کے لیے یہ رکھا گیا ہے کہ variation کی اجازت نہ دی جائے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ تو اس میں یہ proviso لاگو نہیں ہو گی ۔

وزیر قانون ۔ یہ کوئی ضروری تو نہیں کہ یہ کلاز تمام پنجاب پر لاگو کی جائے یا یہ سارے پنجاب پر لاگو ہو سکتی ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک کلاز ہے جو لاگو نہیں ہوسکتی ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud: Mr. Speaker Sir, this will be applicable to the whole of the Punjab. The other clauses have provisos but this clause has no proviso.

Mr. Speaker. This is what he is saying that this will be applicable to the whole of the Punjab.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. There are contradictory clauses.

Mr. Speaker. You develop your arguments and they will listen to you.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. From the very clauses of the bill this is quite apparent that while Government in advance should have been ready with weights and measures to enforce this legislation within a specific period, they are not

ready to withdraw the previous weights and measures to replace the old one by the new.

Therefore it should the understood that the bill is being passed premature.

Mr. Speaker That stage has passed. We have already discussed those points.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Right Sir. I am coming to that. The Government is introducing two different systems. Mr. Speaker Sir, you perhaps are aware of the fact that in the rural areas particularly, there are retail centres and whole-sale purchase centres which are not necessarily within one province. Border areas of the Punjab get things from Peshwar, from Sukkur and enforcement of these acts in different provinces may or may not come at one and the same time but exemptions given to different areas will have tobe on the basis of the whole sale trade concerned with the retail business of the areas, otherwise it will create complications. Then secondly, our people are not educated. It will take a long time, as Mr. Tabish Alwari has mentioned, to understand the new system. I will not criticise the Minister for Agriculture for the wrong use of the word even when the law is being passed; the word "metric system" is being used as "metric system". which proves the fact as to how will it be difficult for an uneducated person to distinguish between the use of proper weights and measures.

There is lot of contradiction in this legislation, for example read clause 15 "Whoever contravenes the provisions of sub-section (1) shall be punishable with fine which may extend to one thousand and five hundred rupees" without realising that where exemption is being made people will be using the old weights and measures, no mention has been made whether that will be in contravention of the law if the previous weights and measures will be the legal weights and measures and new weights and measures in that restricted area will if used,also be permissible.This should have been clarified because once you change over to another system, even if you have given exemption to an area and a business man uses new

system to that extent it should be allowed and not be considered as contravention. No mention has been made.....

Minister for Law. It is allowed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Right.

Supposing the illiterate persons buy articles from a whole sale centre in the Punjab and bring that material to an area where metric is the measure and yard is no longer in the legal measures the price differential will be great and so confusing to the poor population that it will cause a lot of hardship to the people of the area. The penalties in comparison are far too high as my Hon'ble Friend Syed Tabish Alwari has mentioned, we should have put nominal penalties and less punishments on the traders otherwise the traders will be subjected to a great deal of hardship.

I also endorse the contention of Syed Tabish Alwari that in order to put this into immediate effect Government should have allowed all manufacturers to manufacture new weights and measures to their fullest capacity. Government could have placed checks on them by certification. To grant licences for the manufacture to a limited few will encourage a monpoly and an opportunity for profiteering which is undesirable in this case. We don't know whether the Government will even consider, granting licences to a certain number of additional manufacturers if they are anxious to manufacture weights and measures. Government should be liberal to allow them subject to the conditions that the products will be certified by the authorities determined under this law. Any discouragement would merely negate Government's policy of quick enforcement of this law.

Now in certain cases Mr. Speaker, as my Hon'ble friend Syed Tabish Alwari has said there may be cases pertaining to certain packages which may be imported, which may not conform to this international system as the fact remains that all the countries have not accepted this weights and measures system. These imported articles may be from various countries which have a different system. Now if these are brought in and traders will have to unpack them and repack which will cost the consumer and the country a lot of

money. At least there should be reasonable period of exemption for such commodities which are imported for disposal as happened in the case of medicines. We changed over to the generic system from the old system and certain period of time was given, an exemption was granted that those medicines which were purchased should be consumed in their normal period that is before the expiry of the date of use. This provision should have been made in this legislation that all these imported items which are based on other weights and measures should have been allowed to be consumed within a specific reasonable period before the Government could take the importes or retailers to task.

Minister for Law. New weights and measures can be mentioned on that.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. It is not possible.

Mr. Speaker. No polemics like that please.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. No it can't be done. Mr. Speaker, this law gives a very wide power to the Government. You might have known certain examples where cases have been registered because of personal grudges personal animosities officers, where arms have been put in certain places and recoveries have been made and innocent persons have been accused. Where both the weights and measure systems are in vogue and one is not withdrawn and replaced by the new one, it is quite possible to make an easy excuse for the harassment of persons in trade who may not see eye to eye with the party in power (Interruption) Sir, it is also possible that in the neighbouring village the weights and measures which under exemption should be legal weights and measures could be dumped in the next village and a case registered against a person. This can be an instrument of harasment to that extent. It would have been a proper step on the part of the Government by allowing longer period of six months to a year for having all the new weights and measures produced then fix a date, informing every body to obtain these from verious depots after depositig the old ones which should be destroyed as against the ones the Government have a discretion of two or

three years, one year or six months varying from place to place to dual systems of weights and measure will creat both confusion and hardship to the people, to the buyers, to the consumers, to the sellers, to the trade. At the same time it will give a handle to very small petty officers to misuse this law against the interest of the people in general which will not bring a good name to the Government. I would, therefore, suggest that we should enhance the time of enforcement and do away with the clause where the Government have the discretion to keep dual system in vogue and decline from using the old system anywhere because of non-availability of new weights and measures. If these weights and measures are not available why not wait till such times when every district, every town, every village, every shopkeeper can be made to buy the new weights and measures.

Mr. Speaker, as you know, for a long time and for long years and decades an old system has been in use. There have been very few cases of use of forged weights and we hardly how of such cases registered in this respect but with the new system it is quite possible, and likely that a large number of cases will be registered under this new Act as is the case of forgeries of currency notes.

It is hard for us to imagine as to what sort of stamp or marking the Government proposes to put on the new weights and measures to ensure that these will be no counterfiets. It cannot be as simple and easy as is in the case of currency notes printed in the Security Press of Pakistan. Government will have to take particular case to see that the markings are such as cannot be copied easily. After introduction of new system the Government must count through each and every area to begin with to satisfy themselves that the weights and measures introduced are true and rightly certified.

Especially in the rural areas where the farmers, who have earned a little money, have entered into trade it will be difficult for them to get the weights and measures checked. Goverament should appoint officers in different areas whereby each buyer of the new weight and measure can have a certificate that these have been purchased and they are bonafide

weights and measures otherwise the rural population will generally stand to suffer as far as the business transactions prevailing in the rural areas are concerned. Mr. Speaker, the very fact that very few restricted persons will manufacture weights and measures, it will take much longer time to introduce the system. The Government should have planned on a district-wise basis in coordination with other Provinces because I know for certain that at least my area buys all its stuff or its stock from the neighbouring Province of Sind and if you enforce this law in the District of Rahim Yar Khan or Tahsil of Sadiqabad who buy all their stuff from Sukkur which is their whole-sale market, it is going to be very difficult that one village belonging to Sind having exemptions will flourish in business next door having a new system in force. Besides the population migrates, and traders move within those areas which might have two different systems. It is quite possible that approved weights and measures could maliciously be used for register criminal cases. Further, if a person is found to possess in the sale centre an article packed which he may be having for his personal consumption, even that can make him liable to criminal proceeding. These are hard but placing possibilities which the Government must safeguard against.

Lastly Mr. Speaker, this Bill provides for very great arbitary powers for the officers for the implementation of this Act which could easily harm the people whom they wish to deleberately harm. I request the Government to reconsider the enforcement and penalising parts besides the period of enforcement which commences from 1st January. Government should notify only such date for commencement when Government is ready with all the new weights and measures and are in a position to withdraw the old weights and measures simultaneously. In that case this system will successfully work otherwise this could be come a new instrument of oppression and suppression.

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب سپیکر ۔ 14 سے لے کر 21 تک کی کلاز

کا تعلق زیادہ تر تعزیری ہے اور یہ کلازز مقرر کردہ خلاف ورزیوں کی صورت میں سزائیں دینے سے متعلق ہیں ۔ آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس قانون کا اطلاق بالآخر تمام صوبے پر ہونا ہے اور صوبے کی تمام تر آبادی صرف شہروں پر ہی مشتمل نہیں ہے بلکہ صوبے کی بیشتر آبادی جسے اگر 89 فیصد آبادی کہا جائے تو وہ دیہاتوں میں رہتی ہے اور جن لوگوں کا اس قانون کے اطلاق سے واسطہ پڑے گا ان میں سے بیشتر آبادی ان پڑھ ہے جن کو اس قانون کو سمجھنے اور اس قانون پر عملدرآمد کرنے میں اچھا خاصا وقت درکار ہوگا ۔ جناب والا ۔ جس قانون کی خلاف ورزیوں کے سلسلے میں سزاؤں کا تعین کر رہے ہیں وہ اس وقت رائج ہو رہا ہے جب صدیوں سے ایک پرانا نظام یہاں پر رائج رہا ہے اور ہماری تمام تر آبادی اس سے واقف رہی ہے ۔ اب اس قانون کو نافذ کرنے کے ساتھ ساتھ ہم نے اس کے اخلاقی پہلوؤں پر بھی نظر رکھنی ہے کیونکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قانون صرف تعزیر کی بناء پر موثر نہیں بنایا جا سکتا ۔ اس کا اطلاق صرف تعزیر کی بناء پر نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تبلیغ اور اخلاق پہلو بھی ہوا کرتا ہے جو لوگوں کو اس قانون کے اپنانے کے سلسلے میں ترغیب کرتا ہے اور آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ خوف کے ساتھ کوئی چیز نہیں اپنائی جاتی ۔ تعزیر کے ساتھ کوئی نظام نہیں اپنایا جا سکتا ۔ ہر نظام یا ہر اچھی چیز کو اپنانے کے لیے ترغیب کی سب سے زیادہ ضرورت ہوا کرتی ہے ۔ اس سلسلے میں جناب کلاز 14 کی جہاں تک theme کا تعلق ہے اس کی سب کلاز (1) کو میں انتہائی طور پر appreciate کرتا ہوں ۔ theme بہت ہی اچھی رکھی گئی ہے اور میری اس گزارش سے اتفاق کیا گیا ہے کہ فوری طور پر اگر اس کو لاگو کر دیا گیا یا فوری طور پر لاگو کرنے کے بعد اس کے انعقاد پر عمل درآمد اس شکل میں کیا گیا کہ آج حکم ہوتا ہے مثال کے طور پر کہ صوبہ پنجاب میں یہ نظام لاگو ہوگا اور وہ تمام پرانا اوزان و پیمائش کا نظام یکسر ختم کر دیا جائے گا یا اس کو فوری طور پر ممنوع کر دیا جائے گا تو میں مانتا ہوں کہ وہ نہیں ہو سکتا ۔ نہیں ہو سکے گا یہ بالکل ناقابل عمل بات ہے اور اس تفہیم کے تحت انہوں نے چھ ماہ کی مدت دی ہے کہ چھ مہینے کے عرصے تک اس نظام کا لاگو ہونا اس قانون کے اطلاق ہونے کے بعد چھ مہینے تک حکومت درگزر کرے گی ۔ اگر پرانے نظام

کے تحت کہیں کہا جائے یا پرانے اوزان ، میں آلات اس لیے نہیں کہتا کہ ہمارے چند دوست الرجک ہیں - - -

وزیر قانون - ہم تو بالکل الرجک نہیں ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - ملک صاحب تو ہو رہے ہیں - میں آپ کی بات نہیں کر رہا - خیر میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اس کے تحت جو خوف اور وہ چیز جو لوگوں کے ذہنوں کے اندر تھی اس سے پہلے کہ شاید اس نظام کا اطلاق ہونے کے فوراً بعد ہم اس نظام کو سمجھ سکیں گے یا نہیں - ہمیں موقع دیا جائے گا یا نہیں دیا جائے گا تو آپ نے ایک موقع فراہم کر دیا ہے - اب میں آپ سے ایک گزارش کروں گا کہ اگر آپ اس سے اتفاق کر چکے ہیں ابتدا میں کہ ان کو سہولت دی جائے ان کو موقع دیا جائے تو آپ اپنی آبادی کے تعلیم کے تناسب کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ سوچیں کہ چھ ماہ کی جو مدت آپ نے دی ہے کیا یہ مدت کافی ہے ؟ کیا یہ مدت صحیح ہے ؟ کیا اس مدت کے اندر آپ تمام تر دیہاتی آبادی کو راغب کر سکیں گے یا اس قابل بنا سکیں گے کہ وہ اس نظام کو اچھی طرح سمجھ سکیں جب کہ 14 سال کے عرصے کے اندر جناب والا - ہم سکول کے اعشاری نظام کو بھی نہیں سمجھ سکے اور اب بھی آپ جا کر دیکھیں کہ اب بھی اگر کوئی دیہاتوں میں بارگیننگ کرتا ہے یا کوئی لین دین ہوتا ہے عملی طور پر جا کر دیکھیں تو وہاں پر آنے ، دونیاں چونیاں چل رہی ہیں calculations کے حساب سے - تو آپ کیا اندازہ لگاتے ہیں کہ اس قسم کے نظام کو جس کے تمام تر پیمانہ جات کے نام ابھی تک ہمیں بھی یاد نہیں ہو سکے ہم بھی نہیں سمجھ سکے وہ آپ کے دیہاتی عوام سمجھیں گے میں یہ استدعا کرتا ہوں صوبے کے مفاد کی خاطر عام آدمی کی خاطر کہ آپ لاہور میں بیٹھ کر لاہور کی بات نہ کریں آپ لاہور کے شہریوں کا موازنہ لیاقت اور کے دیہات سے نہ کریں - آپ ان کی تعلیم کا اوسط ان کے برابر نہ سمجھیں آپ عام آدمی کے متعلق سوچا کریں - آپ جب بھی کوئی قانون بنائیں تو عام آدمی جس حد تک سوچ سکتا ہے سمجھ سکتا ہے اس کو مد نظر رکھا کریں - میں استدعا کروں گا کہ اول تو جس طرح آپ نے ایک discretionary powers سب کلاز (2) میں رکھی ہیں کہ تین سال تک کسی علاقے کو استثنیٰ کیا جا سکتا ہے یہاں پر بھی بجائے اس کے کہ آپ اپنی صوابدید پر رکھیں کہ

جہاں آپ چاہیں یہ مدت بڑھا دیں ۔ جہاں چاہیں کم کر دیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ سب کلاز (2) کی ضرورت تک ہی نہ رکھیں بلکہ عمومی طور پر اول تو تین سال جس طرح آپ نے محسوس کیا ہے کہ تین سال تک آپ استثنیٰ دے سکتے ہیں اور وہ تین سال کے استثنیٰ کی ضرورت اس لیے آپ نے باقی رکھی ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ کم از کم پیریڈ سمجھنے کے لیے تین سال ہونا ضروری ہے تو کیوں چھ مہینے کی بجائے آپ تین سال کا عرصہ نہیں رکھ دیتے کہ تین سال تک آپ اس سے در گزر کریں گے اور لوگوں کو موقع دیں گے کہ وہ اس نظام کے ساتھ ساتھ سابقہ نظام بھی اگر کہیں چلتا رہے جس کو چلانے کی وہ کوشش نہیں کریں گے بلکہ ہر شخص یہ کوشش کرے گا کہ ہم اس کو جلد از جلد اپنائیں ۔ پھر میں ذاتی طور پر اس نظام کو بہتر سمجھتا ہوں ۔ ذاتی طور پر میں اس کے حق میں ہوں ۔ اگر مخالفت کرتا ہوں تو اس بنا پر کہ ہمارا عام آدمی ان تعزیروں میں پھنس کر آپ کے پنجے میں نہ آ جائے اور یہ ملک ایک قید خانے کی صورت اختیار نہ کر جائے ۔ آپ کے جو حکام ہیں وہ اس کا غلط استعمال کر کے بجائے فائدہ دینے کے بھرائی کیفیت پیدا نہ کر دیں ۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ اسے رائج کریں ۔ ضرور نافذ کریں ۔ مگر عمل کے ساتھ اخلاقی پہلوؤں پر مد نظر رکھتے ہوئے ۔ اور اس مدت کو زیادہ کریں ۔ جو کہ کم از کم 3 سال ہونی چاہیے ۔ اگر تین سال نہیں کر سکتے ہیں ۔ تو اس میں کمی کر دیں ۔ مگر 6 ماہ کی مدت ہر لحاظ سے کم ہے ۔ اور پھر آپ اگر چاہیں گے تو آپ کے لیے مشکلات پیدا ہو جائیں گی ۔ پھر آپ کو سارے صوبے میں مدت بڑھانی پڑے گی اور وہ بہتر نہیں ہے ۔ بلکہ جب قانون سازی ہو رہی ہو تو تمام پہلوؤں کو سامنے رکھ کر اور سوچ کر ہمیں فیصلہ کرنا چاہیے ۔ جناب والا ۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ کلاز 14 کی سب کلاز (2) کے تحت استثنا کا اختیار حاصل کیا جا رہا ہے ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ تین سال کا استثنا حکومت دے سکتی ہے ۔ مگر استثنا ایریا کو دیں ۔ ایریا کا جہاں تک تعلق ہے ۔ آپ نے جس طرح 6 ماہ کا استثنا دیا ہے ۔ اس میں اس حد تک رکھ دیا ۔

Government may, be notification in the Official Gazette permit the continuance of the use in any Area in which, or in relation to any class of goods or under-

taking in respect of which, this section has come into force, of such Weights and Measures which was in use immediately before the date of such coming into force or such period not exceeding three years from the date, as may be specified in the notification.

جناب والا ۔ یہ میری سمجھ سے باہر ہے کہ ایریا کی بجائے اجناس کو اشیاء کو اور چیزوں کو آپ مختص کریں ۔ اور آپ یہ کریں کہ کپاس کی سابقہ نظام ہر وزن کی اجازت دی جا سکتی ہے ۔ اور گندم کو آپ موجودہ نظام سے تولیں گے ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ قانون بن رہا ہے یا کہ قانون کے ساتھ مذاق ہو رہا ہے ۔ چیزوں کے استثنا کی کیا ضرورت ہے ۔ جس علاقے کے لیے آپ مشکل سمجھتے ہیں ۔ جہاں آپ سمجھتے ہیں کہ یہ نظام لاگو نہیں ہو رہا ہے یا کوئی اور وجوہات ایسی ہیں ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ خصوصی اختیارات کیوں حاصل کر رہے ہیں ۔ جنرل کی تو میں حمایت کر چکا ہوں ۔ تو اس کے لیے آپ ایریا کو مستثنیٰ قرار دیں ۔ اور ایریا کے علاوہ جو خاص اشیا کے بارے میں تعین کیا گیا ہے میں اس کے حق میں نہیں ہوں ۔ بلکہ یہ کافی زیادہ پیچیدگیاں پیدا کرے گا ۔ جناب والا ۔ آپ کلاز 14 کی سب کلاز (3) کو دیکھیں ۔ اس میں تجویز کی گئی ہے ۔ ایک طرف تو تسلیم کر رہے ہیں ۔ کہ نفاذ کے 6 ماہ بعد تک درگزر کریں گے اور پھر 6 ماہ قید اور 2500 جرمانہ ہوگا ۔ جناب والا ۔ آپ قوانین دیکھیں جب نیا قانون نافذ ہوا کرتا ہے تو سزاؤں کے بارے میں احتیاط کی جاتی ہے ۔ آپ ٹریفک کے قوانین اور موٹر وہیکلز ایکٹ کو اٹھا کر دیکھیں ۔ یہ جانیں لے لیتے ہیں ۔ اس میں بھی انہوں نے پروویژن رکھی ہوئی ہے کہ اگر پہلی مرتبہ ہو بلکہ پیور فوڈ ایکٹ میں ہے جس سے کہ انسانی جانوں کا تعلق ہے اس میں خاص گنجائش رکھی گئی ہے کہ کسی شخص سے پہلی دفعہ اگر جرم کا ارتکاب ہو جائے تو اسے جرمانہ کی سزا دی جائے گی ۔ اور پھر دوبارہ وہ اسی جرم کا ارتکاب کرے تو اسے قید کی سزا دی جائے گی ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ان پڑھ عوام اس کو اتنی جلدی نہیں سمجھ سکیں گے اور پھر بھی آپ نے استثنیٰ نہیں دیا ۔ جناب والا ۔ میں ایسی بات نہیں کہہ رہا ہوں جو کہ قانون میں نہ ہو سکتی ہو ۔ جو قانون میں جائز اور روا نہ ہو بلکہ انہیں بنائے ہوئے قوانین سے میں نظیریں ثابت کر سکتا ہوں

کہ اس قسم کے اخلاقی قوانین میں یہ رکھا جاتا ہے کہ پہلی مرتبہ بہت کم سزا دی جاتی ہے ۔ کیونکہ اس میں نیت کا دخل کم ہوا کرتا ہے اور دانستہ ہوتی ہیں ۔ تو اس نظام کو اپنانے کے سلسلہ میں بھی آپ اس میں گنجائش رکھیں کہ اگر پہلی دفعہ کوئی شخص جرم کا ارتکاب کرے تو اسے 100 روپے جرمانہ کی سزا دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ترمیم تو آپ نے پیش نہیں کی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں ساری کلاز پر بول رہا ہوں ۔ اور اس میں تجاویز دے سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تجاویز تو ترمیم کی فارم میں ہوتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں کلاز کو as a whole oppose کر رہا ہوں ۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ بل کو ختم کر دیں ۔ پرنسپل پر نہیں کلاز کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز دے سکتا ہوں ۔ جن کی ترامیم اب بھی دی جا سکتی ہیں ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ پہلی مرتبہ کے ارتکاب پر سو روپے جرمانہ کی سزا دیں ۔ میں آپ کو بتا دوں کہ اس کی زد میں سب سے پہلے چھوٹے چھوٹے کاروباری لوگ آئیں گے ۔ بڑے بڑے اداروں کے پاس اچھا عملہ مشینریاں اور ساز و سامان ہوتے ہیں ۔ انہیں قطعاً دیر نہ لگے گی ۔ اور اس کی زد دیہاتوں پر پڑے گی ۔ آپ کے انسپکٹر چھوٹے شہروں میں پہنچیں گے ۔ ریڑھی والے اور غریب دوکانداروں کے پاس جائیں گے ۔ جن کو ابھی پتہ نہیں ہوگا کہ کیا چیز نافذ ہے ۔ خدا کے لیے ان پر کم از کم رحم کریں ۔ اور پہلی دفعہ کے ارتکاب پر اس کو کم کریں ۔ اور سزاؤں میں تخفیف کریں ۔ البتہ دوبارہ اگر جرم سرزد ہو تو پھر وہ واقف ہوگا پھر بے شک زیادہ سے زیادہ سزا دیں ۔ بیشک 6 ماہ قید اور 2500 روپے جرمانہ کی سزا رکھ دیں ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۔ البتہ پہلی مرتبہ جب آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ 6 ماہ وہ سمجھیں گے ۔ تو پھر آپ کو اس پر نظر ثانی کی انتہائی ضرورت ہے ۔ معاشرے سے آپ واقف ہیں ۔ حکام سے آپ واقف ہیں کہ کس طرح سے وہ اس قانون کو استعمال کریں گے ۔ اگر آپ کے پاس فرشتے آ جائیں ۔ یا natural justice پر ایمان رکھنے والے آدمی آ جائیں تو پھر ہمیں کوئی

اعتراض نہیں ہے ۔ مگر وہ ابھی میسر آنے بڑے مشکل ہیں ۔ اس کے لیے بہت وقت درکار ہے ۔ معاشرے میں بہت تطہیر کی ضرورت ہے ۔ جو آپ کے اور میرے بس میں نہیں ہے ۔

اب میں کلاز نمبر 15 کی طرف آتا ہوں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نے بھی وضاحت چاہی ۔ حالانکہ یہ کلاز نئی کلاز نہیں ہے ۔ اس کلاز کی interpretation وہ نہیں ہے جو کہ وزیر قانون نے فرمائی ہے ۔ اس میں اصل بیماری جس کے لیے یہ کلاز رکھی گئی ہے کچھ اور ہے ۔ مجھے یاد ہے اس لیے میں وضاحت کر رہا ہوں ۔ ہمارے ہاں ایک چیف جسٹس جسٹس فیض محمد صاحب ہوا کرتے تھے ۔ وہ قانون میں interpretation پر وکلا کی رائے کو کم دخل دیتے تھے ۔ وہ اسمبلی کے debates منگوا لیا کرتے تھے ۔ اور بحث کے دوران debates پڑھا کرتے تھے ۔ کہ legislators کا کیا view تھا ۔ جب انہوں نے یہ قانون بنایا تو ان کا مدعا کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب آپ نے ایک نئی controversy چھیڑ دی ہے۔

That how far the intention of the legislators where material, and it will be decided by the Court.

The House is adjourned till 22.12.1975 on Monday, at 3.30 P.M.

(اسمبلی کا اجلاس 22 دسمبر 1975ء بروز سوموار ساڑھے تین بجے بعد دوپہر تک کے لیے ملتوی ہو گیا ۔)

قومی اسمبلی کے مباحثے

پہلی عوامی اسمبلی (سیکنڈ) کا پہلا دور (اجلاس)

سوموار ۔ 22 دسمبر 1975ء

(دوشنبہ ۔ 18 ذوالحج 1395ھ)

• اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے تین بجے سہ پہر منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۭ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝

پ ۹ ۔ س ۷ ۔ رکوع ۱۲ و ۱۳ ۔ آیات ۱۸۳ تا ۱۸۵

اور ہماری مخلوقات میں سے ایک وہ لوگ ہیں۔ جو حق کا راستہ بتاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ ان کو ہم بتدریج اس طرح پکڑیں گے۔ کہ ان کو معلوم بھی نہ ہوگا۔ اور میں تو ان کو مہلت دیئے جاتا ہوں۔ بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ کیا انہوں نے غور نہیں کیا۔ کہ ان کے صاحب رسالت کو (کسی طرح) کا جنون نہیں ہے۔ وہ تو کھلم کھلا ڈرانے والے ہیں۔ کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت میں اور جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں۔ ان پر نظر نہیں کی۔ اور اس بات پر (غور) نہیں کیا۔ کہ عجب نہیں ان کا وقت قریب آگیا ہو۔ تو اس کے بعد وہ اور کس چیز پر ایمان لائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

ٹریکٹروں کے لیے تیل کی قلت

***5181 ۔ سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ پنجاب کے متعدد علاقوں میں ٹریکٹروں کے لیے تیل کی قلت کے باعث اکتوبر 1973 کے آخر تک فصل ربیع کی کاشت کو نقصان پہنچا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو تیل کی قلت کا سبب کیا تھا اور آئندہ کے لیے تیل کی قلت کو دور کرنے کے لیے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ اکتوبر 1973 کے دوسرے پندرھواڑے سے ٹریکٹروں کے لیے ڈیزل آئل مطلوبہ مقدار میں دستیاب نہیں ہو رہا تھا ۔ لیکن ربیع کی کاشت چونکہ ماہ دسمبر کے آخر تک چلتی رہتی ہے اس لیے ماہ اکتوبر میں تیل کی قلت سے ربیع کی کاشت پر کوئی خاص برا اثر نہیں پڑا تھا ۔ سیلاب زدہ علاقوں میں حکومت نے اپنے خرچ پر ٹریکٹر اور ڈیزل آئل مہیا کیا تھا ۔

(ب) (1) اگست 1973 کے ہولناک سیلابوں کی وجہ سے شاہراہیں اور ریلوے لائنیں جگہ جگہ سے ٹوٹ گئی تھیں اور ان کی مرمت اور ٹریفک کی بحالی پر کافی عرصہ لگا ۔ تیل مہیا کرنے والی فرموں کا موقف یہ تھا کہ انہیں چونکہ تیل کراچی سے آیا ہے اور ذرائع نقل و حمل اس وقت تک پوری طرح بحال نہیں ہوئے تھے ۔ لہذا وہ مطلوبہ مقدار میں تیل مہیا کرنے سے قاصر رہیں ۔

(2) بہر حال حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کی دن رات کوششوں سے ذرائع آمدورفت جس قدر جلد ممکن تھا بحال ہو گئے اس کے ساتھ تیل کی قلت بھی دور ہو گئی۔

(3) حکومت اب ان حالات سے بالکل با خبر ہو چکی ہے اور ہنگامی حالات اور سیلاب وغیرہ کی صورت میں تیل کی سپلائی برقرار رکھنے کے لیے ذخائر بنا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں مرکزی حکومت ایک سکیم پر عمل کر رہی ہے جس کے ذریعہ ملک کے بالائی حصہ میں تیل کے ذخائر قائم کیے جا رہے ہیں۔

زمیندار لمیٹڈ کو قرضے کی فراہمی

*5343۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبائی حکومت نے زمیندار لمیٹڈ واقع شاداب پروجیکٹ لاہور کو بطور امداد یا قرضہ کتنی رقم فراہم کی ہے۔

(ب) مذکورہ رقم کمپنی مذکور کو کس مقصد کے تحت دی گئی تھی کیا وہ مقصد پورا ہو گیا۔

(ج) کمپنی مذکور نے مذکورہ پروجیکٹ میں جو دفاتر قائم کیے ہیں اس کا فی کمرہ کتنا کرایہ حکومت کو ادا کرنا پڑتا ہے اور سالانہ کتنا کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

(د) یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ کمپنی دیہات میں کرایہ کی مد میں بہت زیادہ وصول کر رہی ہے؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) صوبائی حکومت نے کمپنی مذکورہ کو بطور امداد یا قرضہ کی کوئی رقم فراہم نہیں کی۔ تاہم مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کی سفارش پر زرعی ترقیاتی بنک آف پاکستان نے کمپنی مذکورہ کو مبلغ دو لاکھ اسی ہزار (2,80,000) روپے فروری 1972 میں بطور قرضہ فراہم کیا۔

(ب) قرضہ مذکورہ برائے تعمیر گودام منظور دیا گیا تھا ۔ اور مقصد پورا ہو گیا ہے ۔

(ج) 1-8-74 سے پہلے کمپنی مذکورہ نے کرایہ فی کمرہ بحساب ایک صد روپیہ (100) ماہانہ مقرر کیا تھا ۔ جبکہ سٹور اور گودام کا کرایہ علی الترتیب 60 روپے اور 125 روپے ماہانہ تھا ۔ 1-8-74 کے بعد کمپنی مذکورہ نے کرایہ فی کمرہ 100 روپے سے 300 روپے کرایہ سٹور 60 روپے 500 روپے اور کرایہ گودام 125 روپے سے 1000 روپے اور کرایہ کیٹین 70 روپے 1500 روپے ماہوار تک بڑھا دیا ہے ۔ مجموعی کرایہ جو کہ مختلف محکمہ جات کو ادا کرنا پڑتا ہے ۔ مبلغ 31,200 روپے بنتا ہے ۔

(د) جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔ عمارت مذکورہ کے محل وقوع کے لحاظ سے 1-8-74 سے قبل کرایہ کی شرح بھی زیادہ تھی ۔ اور موجودہ شرح کرایہ کمپنی نے یکطرفہ مقرر کیا ہے بالکل ہی بعید از عقل ہے ۔ عمارت کی موجودہ حالت کو مدنظر رکھا جائے تو اتنا کرایہ مال روڈ کے محل وقوع میں بھی نا مناسب ہے ۔

مارکیٹ کمیٹیوں کے لیے ارکان اور چیئرمین کا تقرر

*5804 ۔ میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں کتنی مارکیٹ کمیٹیوں کو چیئرمین اور ارکان کی بجائے ایڈمنسٹریٹر چلا رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر متعلقہ کمیٹیوں کی حدود میں قیام نہیں کرتے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چیئرمینوں اور ارکان کی عدم موجودگی میں ان اداروں کی کارکردگی پر برا اثر پڑتا ہے ۔

(د) کیا حکومت ان اداروں کی اصلاح کے لیے ارکان اور چیئرمین مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک ۔

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) صوبے کی تمام مارکیٹ کمیٹیوں کو ایڈمنسٹریٹر چلا رہے ہیں ۔

(ب) نہیں ۔ جو مارکیٹ کمیٹیاں ضلع کے صدر مقام پر واقع ہیں ان کے ایڈمنسٹریٹر کمیٹی کے صدر مقام پر رہائش پذیر ہیں ۔ چونکہ ایک ایڈمنسٹریٹر کے تحت بعض جگہ ایک سے زیادہ مارکیٹ کمیٹیاں ہوتی ہیں اس لیے وہ تمام کمیٹیوں کی حدود میں رہائش نہیں رکھ سکتا ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) مارکیٹ کمیٹیوں کے کاشتکار ممبران کا چناؤ ڈسٹرکٹ کونسل کے ذریعے کیا جاتا ہے ۔ اس وقت ڈسٹرکٹ کونسلیں کام نہیں کر رہی ہیں ۔ اس لیے کمیٹیوں کے ارکان کا تقرر ممکن نہیں ہے ۔ البتہ جونہی ڈسٹرکٹ کونسلیں کام شروع کریں گی مارکیٹ کمیٹیوں کے ارکان کا انتخاب بھی ہو جائے گا ۔ چیئرمین کا انتخاب کمیٹی کے ارکان خود کرتے ہیں ۔

کپاس کی فصل پر تحقیق

*5840 ۔ میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا حکومت کپاس کی موجودہ قسموں کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کر رہی ہے ۔

(ب) کیا کپاس کی عمدہ فصل پیدا کرنے کے لیے اس کے بیج (بنولہ) پر کوئی ریسرچ کی جا رہی ہے ۔

(ج) کپاس کے بیج پر گزشتہ تین سالوں میں اگر کوئی ریسرچ ہوئی ہے تو اس کے نتائج سے آگاہ فرمایا جائے ۔

(د) ریسرچ مذکور کے سلسلے میں حکومت کے قائم کردہ ادارہ پر ہر سال کیا خرچ آتا ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) کپاس کے موسمی سال 1974-75 کے شروع میں مرکزی حکومت نے اعلان کیا تھا کہ حکومت اس طرح کی پالیسی وضع کرے کہ کپاس کے کاشتکاروں کو عمدہ کپاس کی قیمت 90 روپے فی من حاصل ہو سکے جس کا بعد میں 80 روپے فی من اعلان کیا گیا عالمی منڈی میں کپاس کی قیمت 90 سنٹ سے گر کر 43 یعنی 60 فیصدی کم ہو گئی لیکن اس کے باوجود حکومت نے فیصلہ کیا کہ کپاس کی مارکیٹ کو مستحکم رکھا جائے جس سے پاکستانی زمینداروں کو عالمی منڈی میں 60 فیصدی کمی کے مقابلہ میں صرف 20 فیصد کمی برداشت کرنا پڑی سرکاری کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ مقامی منڈیوں میں کپاس کی خرید شروع کی جس کے لیے 134 اے سی عمدہ روئی کی قیمت 200 روپے فی من مقرر کی اور اس طرح کپاس کی قیمت 78 روپے فی من کے قریب رہی ۔

(ب) کپاس کی عمدہ فصل پیدا کرنے کے لیے تحقیقات کا کام صوبہ میں لائلپور ملتان اور ساہیوال کے سنٹروں میں ہو رہا ہے ۔ کپاس کی نئی نئی اقسام کاشت کے لیے زمینداروں کو دی جا چکی ہیں اور ان سے پیداوار اور ریشے کے لحاظ سے بہتر اقسام زیر تحقیق ہیں ۔ توقع ہے کہ یہ اقسام جلد ہی عام کاشت کے لیے زمینداروں کو دی جائیں گی ۔

(ج) اس کے علاوہ خالص نسلی بیج ہر سال چار صد من (400) کے قریب سرکاری فارموں کو دیا جاتا ہے جس کو دو تین مراحل میں بڑھا کر زرعی کارپوریشن کے ذریعہ زمینداروں کو مہیا کیا جاتا ہے ۔ گذشتہ 3-4 سالوں میں محکمہ نے کپاس کی اچھی قسمیں نکالی ہیں ۔ جو درج ذیل ہیں ۔

	نام قسم	سال	مخصوص علاقہ
(1)	ڈی 9 (دیسی کپاس)	1971	لاہور ۔ سیالکوٹ ۔ گجرات ۔ گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کے علاقے
(2)	ایم ۔ ایس 40-39	1970	کوٹ ادو تحصیل و ضلع مظفر گڑھ (لمبے ریشے والی قسمیں)
(3)	149 ایف	1972	ملتان ۔ ساہیوال مظفر گڑھ ۔ ڈیرہ غازیخان ۔

(د) سال 73-1972 میں کاٹن سیکشن لائلپور اور کاٹن سیکشن ملتان کا بجٹ 845010 روپے تھا ۔

ضلع جہلم میں سرکاری جنگلات

*6157 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع جہلم میں سرکاری جنگلات کی اراضی کا کل رقبہ کیا ہے ۔

(ب) یہ جنگلات کہاں کہاں واقع ہیں اور وہاں کس کس قسم کے درختوں کی پرورش کی جا رہی ہے ۔

(ج) مذکورہ ضلع میں یکم جنوری 1973ء تا 30 اپریل 1974ء کے دوران نئے جنگلات کے لیے کہاں کہاں مزید قطعات اراضی مخصوص کئے گئے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔

(الف)	ریزرو فارسٹ	1,64,385	ایکڑ
	ان کلاس فارسٹ	78,395	ایکڑ
	روڈز (سڑکوں کے کنارے)	227	میل
	ریلوے لائن کے ساتھ	37	میل

(ب) یہ جنگلات ضلع جہلم کی تحصیل جہلم چکوال اور پنڈ دادن خان کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

(1) مرتفع علاقوں میں پھلائی اور کاہو کے درخت پائے جاتے ہیں۔

(2) میدانی علاقوں میں شیشم اور کیکر کے درخت ہیں۔

(ج) مندرجہ ذیل رقبہ جنگلات میں منظور شدہ ورکنگ پلان کے مطابق کام کرایا گیا ہے۔

ری سٹاکنگ پروگرام

(الف) (1) ٹلا آر ایف سی کمپارٹمنٹ	75	271 ایکڑ
(2) لہری	33	283 ایکڑ
(3) نلی	47	298 ایکڑ
(4) کرنگل	1	285 ایکڑ
(5) اڑا	28	299 ایکڑ
(6) سمرقند	17	264 ایکڑ
		1700 ایکڑ

(ب) افر سٹیشن ورکنگ سرکل۔

(1) ٹلا کمپارٹمنٹ نمبر	9	324 ایکڑ
(2) ٹلا کمپارٹمنٹ نمبر	62	402 ایکڑ
(3) ٹلا کمپارٹمنٹ نمبر	63	263 ایکڑ
(4) جلالپور	37	293 ایکڑ
(5) جلالپور	40	273 ایکڑ
(6) نلی	55	236 ایکڑ
(7) پیلو	3	323 ایکڑ
(8) سریالی	29	253 ایکڑ
(6) سنبل نارتھ	8	343 ایکڑ
(10) سمرقند نارتھ	5	321 ایکڑ

(11)	سمرلند	1	318 ایکڑ
(12)	ایضاً	26	284 ایکڑ
	میزان		3639 ایکڑ

(ج) پروٹیکشن ورکنگ سرکل

(1)	ٹلا کمپارٹمنٹ نمبر	7	241 ایکڑ
(2)	ایضاً	53	257 ایکڑ
(3)	نلی	29	194 ایکڑ
(4)	دلجیہ	15 بی	119 ایکڑ
(5)	ڈلوال	6	309 ایکڑ
(6)	کسک	8	274 ایکڑ
(7)	ایضاً	9	278 ایکڑ
(8)	نور پور	17	268 ایکڑ
(9)	نور پور	18	264 ایکڑ
	میزان		2204 ایکڑ

چک سپیر کے جنگل کی کٹائی

*6511 ۔ مرزا فضل حق ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک سپیر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کا 25 ایکڑ اراضی پر مشتمل جنگل پاکستان کے دفاع کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چک سپیر کے نمبردار برکت علی ولد میراں بخش کو جنگل کاٹنے کی اجازت دی گئی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اجازت دینے کی کیا وجہ ہے اور یہ اجازت کس نے دی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) یہ جزوی طور پر درست ہے کہ یہ رقبہ فارسٹ ایکٹ 1927 کی دفعہ 38 کے تحت جنگل لگانے کی خاطر لیا گیا تھا ۔ یہ غیر مسلم رقبہ تھا اس رقبہ میں پاکستانی افواج کی یونٹیں کبھی کبھی اپنا کیمپ لگاتی ہیں ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے حاجی برکت علی نمبردار چک سپیر نے تقریباً 20 ایکڑ 0 کنال 7 مرلہ اراضی خسرہ نمبر 4 تا 15 80-64-63-56-55-52-51 تا 88 جو غیر مسلم کی ملکیت تھی اپنے نام محکمہ سیٹلمنٹ نے اپنے کلیم کے عوض بغیر رضا مندی محکمہ جنگلات الاٹ کروالی ۔ حالانکہ مذکورہ رقبہ بمعہ دوسرے رقبہ کے بذریعہ نوٹیفیکیشن نمبری 4496-Gll-F-A-57/1955 مورخہ 23-9-1957 30 سال کے لیے زیر دفعہ 38 فارسٹ ایکٹ 1927 جنگل لگانے کی خاطر حاصل کیا تھا اس رقبہ میں سے اس نے 8 ایکڑ زمین سے درخت کاٹ کر زرعی فصلیں اگانی شروع کر دیں ۔ محکمہ جنگلات نے اسے فصل اگانے سے روکا تو اس نے ہائی کورٹ میں رٹ دائر کر دی اور حکم امتناعی حاصل کر لیا ۔ یہ رٹ ابھی زیر غور تھی کہ اس نے گورنمنٹ کو درخواست دی کہ مذکورہ رقبہ واگذار کیا جاوے ۔ جس پر حکومت نے حکم دیا کہ درخت اور جنگل کی پیداوار متنازعہ رقبہ پر محکمہ جنگلات فروخت کرکے رقبہ مذکورہ واگزار کر دے جب محکمہ نے مذکورہ رقبہ پر درخت کاٹنے کی کوشش کی تو اس نے ہائی کورٹ میں ایک اور رٹ دائر کر دی اور پھر حکم امتناعی حاصل کر لیا ابھی تک دونوں رٹ درخواستیں ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہیں ۔

(ج) محکمہ نے کوئی اجازت نہیں دی جیسا کہ پیرا (ب) کے جواب سے عیاں ہے ۔

زرعی ورکشاپس کا قیام

*6544 ۔ ملک شاہ محمد محسن ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے صوبہ کے تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں زرعی ورکشاپ قائم کرکے کاشت کاروں کو زرعی آلات مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس فیصلہ پر کہاں تک عمل درآمد ہو چکا ہے اور اگر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہوا تو حکومت اس پر کب تک عمل کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر زرعی ورکشاپ قائم کرنے اور وہاں زرعی آلات بنا کر کاشتکاروں کو فراہم کرنے کی کوئی سکیم حکومت پنجاب محکمہ زراعت کے زیر غور نہیں ۔ البتہ محکمہ زراعت کی ورکشاپیں ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر موجود ہیں ۔ جہاں محکمہ کے اپنے بلڈوزر ، ٹریکٹر اور دیگر مشینری مرمت ہوتی ہے ۔ علاوہ ازیں ان ورکشاپوں میں زمینداران کے ٹریکٹر اور زرعی آلات کی مرمت کا بھی انتظام ہے ۔

ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے لیے امدادی رقوم میں ایزادی

*6672 ۔ رانا رب نواز نون ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویل کے مالکان کو بطور امداد ملنے والی رقم کی شرح ساڑھے سات ہزار روپے فی ٹیوب ویل اس وقت مقرر کی گئی تھی ۔ جب 500 روپے فی کھمبا خرچ تھا ۔ اب جب کہ خرچ 1500 روپے فی کھمبا ہے تو ایسی صورت میں کیا حکومت امدادی رقم میں اضافہ کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس اضافہ کی شرح کیا ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کو کسی قسم کی امداد محکمہ زراعت کی وساطت سے نہیں دی جا رہی ہے ۔ واپڈا کی طرف سے 75000 روپے فی ٹیوب ویل بجلی کی لائن کے اخراجات میں چھوٹ دی جاتی ہے ۔ جس کا بوجھ دیگر صارفین پر پڑتا ہے اگر یہ چھوٹ مزید بڑھ دی جائے تو اس کا بوجھ بھی دوسرے صارفین پر ہی ڈالنا ہوگا جو کہ

واپڈا کے لیے ممکن نہیں۔ اور اگر یہ خرچ واپڈا خود برداشت کرے تو پھر واپڈا ترقی کے منصوبوں پر روپیہ نہیں لگا سکے گا اور نہ ہی نئے کنکشن دے سکے گا۔

کاشتکاروں کو کھاد کی فراہمی

*6825۔ رانا کے۔ اے محمود خان۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع شیخوپورہ کی فیروز والہ تحصیل میں خریف 1974 کے دوران بہت سے ایسے کاشتکاروں کو بھی کھاد قرضہ پر دی گئی تھی جن کی مملوکہ زمین نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان سے قرضہ کی وصولی کس طرح کی جائے گی؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک)۔ خریف 1974ء میں چاول کی زیادہ اگاؤ کی مہم کو کامیاب بنانے کے لیے حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن کسانوں کو کھاد اور چاول کے کیڑے سے بچاؤ کے ادویات خرید کے لیے قرضے کی سہولتیں مہیا کرے۔ اور یہ قرضے محکمہ زراعت کے فیلڈ اسسٹنٹ کی تصدیق پر دئے جائیں اسی پالیسی کے تحت ضلع شیخوپورہ کی تحصیل فیروز والہ میں خریف 1974ء کے دوران کاشتکاروں کو کھاد قرضہ پر دی گئی لیکن ایسے کاشتکار جن کی کوئی مملوکہ زمین نہیں تھی یعنی جو مزارعہ مستاجر تھے ان کو قرضہ کی سہولت نمبردار یا کسی دیگر ذمہ دار فرد کی تصدیق اور ضمانت پر دی گئی تھی۔ ایسی صورت میں ضامن جو ہر صورت بحیثیت آدمی ہے اس رقم کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے اور یہ رقم ضامن سے بھی وصول کی جا سکتی ہے۔

کھاد کی تقسیم میں دھاندلیاں

*6826۔ رانا کے۔ اے محمود خان۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کاشتکاروں کو دھان کی فصل کے لیے کھاد زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن نے ادھار مہیا کی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کھاد کی سپلائی کے لیے محکمہ زراعت کے فیلڈ اسٹاف نے پرمٹ جاری کئے تھے ۔ اگر ایسا ہے تو بتایا جائے کہ موضع کوٹ بھوچہ تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں محکمہ زراعت کے فیلڈ سٹاف نے ایسے کتنے پرمٹ جاری کئے اور ان پر کتنے افراد کو کھاد مہیا کی گئی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ زراعت سے موضع مذکور کے چند افراد نے شکایت بھی کی ہے کہ ان کے نام پر جعلی دستخطوں اور انگوٹھوں سے دیگر افراد کو کھاد مہیا کی گئی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو شکایت کنندگان کی تعداد کیا ہے اور یہ کھاد کن کن افراد نے جعلی طور حاصل کی ہے اور اس کی کل مالیت کیا ہے ۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ حکومت نے اس جعل سازی کے خلاف اب تک کیا اقدام کیا ہے اور اگر نہیں تو کیوں ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت کہ مذکورہ جعلسازی میں متعلقہ محکمہ کے فیلڈ سٹاف کے کچھ افراد ملوث ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو وہ کون ہیں اور حکومت ان کے خلاف کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ہ) کیا متعلقہ ریکارڈ جعلسازی میں ملوث افراد سے حکومت نے لے لیا ہے اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ کاشتکاروں کو دھان کی فصل کے لیے پنجاب زرعی ترقیاتی کارپوریشن نے کھاد ادھار مہیا کی ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ کھاد کی سپلائی کے لیے محکمہ زراعت کے فیلڈ اسٹاف نے پرمٹ جاری کئے تھے چنانچہ سکنہ کوٹ بھوچہ تحصیل فیروز والہ ضلع شیخوپورہ میں بھی فیلڈ اسٹاف نے ایسے پرمٹ جاری کئے کل 42 افراد کو پرمٹ جاری کئے گئے اور ان میں سے صرف 37 افراد کھاد وصول کر سکے ۔

(ج) یہ درست ہے محکمہ زراعت کو موضع مذکور کے چند افراد نے شکایت کی ہے - جن کی کل تعداد سات ہے - محکمہ زراعت نے جعلسازی سے کھاد حاصل کرنے والے آٹھ افراد کے خلاف پولیس کو مقدمات درج کروا دئے ہیں - جن کے نام یہ ہیں - ارشاد علی غلام احمد - رحمت علی - امانت اللہ - محمد شفیع - نواب دین - محمد صادق اور عنایت علی - دیسی کھاد کی کل مالیت کے متعلق اعداد و شمار جمع کیے جا رہے ہیں -

(د) یہ درست ہے اس جعلسازی میں متعلقہ فیلڈ اسسٹنٹ محمد شفیع باجوہ ملوث ہے - وہ گرفتار ہو چکا ہے -

(ہ) متعلقہ ریکارڈ پولیس نے اپنی تحویل میں لیا تھا -

صوبہ میں گندم کے بیج کی فراہمی

*6829 - ملک محمد اعظم - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں گندم کے عمدہ بیج کی کمی ہے اور کاشتکاروں کو اس کے حصول کے لیے دقت کا سامنا ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت عمدہ بیج کی فراہمی کے لیے کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) - (الف) حکومت کی طرف سے کاشتکاروں کی تمام گندم کے بیج کی ضروریات پوری نہیں کی گئیں - حکومت کی طرف سے صرف تھوڑی مقدار میں عمدہ قسم کا بیج افزائش نسلی اور نئی اقسام کو فروغ دینے کے لیے بندوبست کیا جاتا ہے - پچھلے سال مندرجہ اقسام کا بیج پنجاب زرعی ترقیاتی کارپوریشن کی وساطت سے تقسیم کیا گیا -

(1) چھوٹے قد والی میکسیکن اقسام - تقریباً تین لاکھ من -

(2) سانگل ۔ پاری ۔ لاڑاپور 73 پٹھواز ۔ تقریباً چھ ہزار من ۔

(ب) اس سال تقریباً چھ لاکھ من مندرجہ بالا گندم کی اقسام کا بیج کاشتکاروں کو فراہم کرنے کا بندوبست کیا گیا ۔ اس کے علاوہ تقریباً سوا تین لاکھ من عمدہ قسم گندم کا درآمد شدہ بیج بھی مہیا کیا گیا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ جس وقت موسم کاشت گزر جاتا ہے تو اس وقت بیج پہنچتا ہے ۔ اس دفعہ بھی یہی ہوا ہے اور ہمیشہ یہی عمل ہوتا ہے ۔ کیا اس کے gear up کرنے کا آپ بندوبست کریں گے ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ اس طرف ضرور توجہ دیں گے اور آئندہ ان کو شکایت نہ ہوگی ۔

کاشتکاروں کو معاوضہ کی ادائیگی

*7139 ۔ **خان تاج محمد خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے روڈی مائنر تحصیل بھکر ضلع میانوالی کے ساتھ ہزاروں ایکڑ اراضی غریب کاشتکاروں سے حاصل کرکے 51 ۔ 1950 میں جنگل لگایا تھا مگر ابھی تک کاشتکاروں کو مذکورہ زمین کا معاوضہ نہیں دیا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کاشتکاروں کو معاوضہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے ، اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ یہ رقبہ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (T.D.A.) نے خریدا تھا اس کا علم (T.D.A.) کو ہے محکمہ جنگلات نے اس رقبہ کی قیمت تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (T.D.A.) کو ادا کر دی ہوئی ہے ۔

(ب) اس کا علم تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (T.D.A.) کو ہے جس سے متعلقہ جواب لیا جائے۔

خان تاج محمد خان ۔ جناب والا ۔ یہ محکمہ کس کے پاس ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ یہ محکمہ تو چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے ویسے یہ اگر مزید وضاحت چاہتے ہیں تو یہ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں میں data collect کرا کر جس سٹیج پر ان کا کیس پہنچا ہوگا ان کو بتا دوں گا ۔

گندم کی کاشت

*7145 . **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے صوبہ میں گندم کی کاشت کم کی جا رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت گندم کی زیادہ کاشت کے لیے کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ یہ درست نہیں ہے کہ صوبہ میں گزشتہ چند سالوں سے گندم کی کاشت کم کی جا رہی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل گوشوارہ سے ظاہر ہے ۔

سال	رقبہ		پیداوار	
1971 - 72	104.50	لاکھ ایکڑ	52.02	لاکھ ٹن
1972 - 73	107.50	ایضاً	56.03	ایضاً
1973 - 74	109.04	ایضاً	55.57	ایضاً
1974 - 75	104.90	ایضاً	56.94	ایضاً

سال رواں میں مقابلتاً خشک سالی رہی ۔ بارشیں کم ہوئیں ۔ اور دریاؤں و نہروں کا پانی اتنا کم رہا جس کی مثال گزشتہ بیس سالوں میں نہیں ملتی ۔ اس

کے باوجود تقریباً 104·90 لاکھ ایکڑ پر گندم کاشت ہوئی جس سے 56·94 لاکھ ٹن پیداوار ہوئی ۔

(ب) گندم کی زیادہ رقبہ میں کاشت اور فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لیے حکومت نے مندرجہ ذیل اقدامات کیے ہیں ۔

(1) گندم کی سرکاری قیمت خرید جو کہ 72 - 1971 میں 17 روپے من تھی ۔ بڑھا کر 75 - 1974 کی فصل کے لیے 37·50 روپے فی من مقرر کی گئی ہے ۔

(2) کھاد کی قیمتیں دسمبر 1974ء اور جنوری 1975ء کے مہینوں میں ساڑھے بارہ فیصد کم کر دی گئی تھیں ۔ تاکہ کاشتکار زیادہ مقدار میں گندم کی فصل کے لیے کھاد خرید کر کے استعمال کر سکیں ۔

(3) صوبہ میں ٹیوب ویل لگانے کے لیے سب سڈی سکیم کے تحت اس سال سب سڈی کی رقم بڑھا دی گئی ہے تاکہ کاشتکار زیادہ تعداد ٹیوب ویل لگا کر زیادہ گندم اگائیں۔ سابقہ اور موجودہ سب سڈی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

قسم رقبہ	سابقہ	موجودہ
بارانی	8000 روپے	12000 روپے
سیلابہ	6000 ،،	10000 ،،
سکارپ کے علاقہ جات	4000 ،،	8000 ،،

(4) گندم کی کاشت اور فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لیے حکومت نے زیادہ زرعی قرضہ جات کا بندوبست کیا ہے تاکہ چھوٹے کاشتکار زیادہ مقدار میں پیداواری عوامل استعمال کر سکیں ۔ اس مقصد کے لیے جو قرضے دیے گئے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

سال	کل رقم قرضہ
1972 - 73	5·56 کروڑ روپے
1973 - 74	24·99 ایضاً
1974 - 75	12·10 ایضاً

(5) حکومت نے بجلی کے ٹیوب ویل لگوانے کے لیے اس سال ایک خاص پروگرام کے تحت ربیع کے موسم میں 993 ٹیوب ویلوں کے لیے کنکشن دلوائے ہیں ۔

(6) محکمہ زراعت کے عملہ نے خاص پروگرام کے تحت گندم کی پیداوار بڑھانے کے لیے مہم شروع کر رکھی ہے ۔

محکمہ جنگلات میں خالی آسامیاں

*7279 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ جنگلات میں اس وقت کتنی آسامیاں خالی پڑی ہیں ۔ ہر درجے کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے اور حکومت مذکورہ خالی آسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ محکمہ جنگلات پنجاب میں مندرجہ ذیل آسامیاں خالی ہیں ۔

(1) ناظم اعلیٰ جنگلات ۔ 1
(2) ناظم جنگلات ۔ 1

ان آسامیوں کو پر کرنے کے لیے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن اور ایڈمنسٹریٹیو ڈیپارٹمنٹ میں ضروری کارروائی کی جا رہی ہے ۔

(3) مہتمم جنگلات ۔ 2
(4) نائب مہتمم جنگلات ۔ 4

ان آسامیوں کے لیے بھرتی کیے گئے ملازم دوسرے محکموں اور نیم سرکاری اداروں میں ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں ۔ ان کو واپس بلانے کے لیے ضروری کارروائی کی جا رہی ہے ۔

(5) گریڈ 1 سے 15 تک کی آسامیاں ۔ 200

لئے قوانین کے مطابق ان آسامیوں کو پر کرنے کے لیے مختلف کمیٹیوں کی تشکیل کی جا رہی ہے ان کی تشکیل کے بعد تمام آسامیوں کو پر کرنے کا کام مکمل کر لیا جائے گا ۔

صوبہ میں جراثیم کش ادویات کی پیداوار

*7408 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں جراثیم کش ادویات تیار کرنے کے کل کتنے کارخانے اور فیکٹریاں اس وقت کام کر رہی ہیں ۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ فیکٹریوں میں جراثیم کش ادویات کی پیداوار میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس بارے میں کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) پنجاب میں کرم کش ادویات تیار کرنے کا صرف ایک کارخانہ کالا شاہ کاکو میں ہے ۔ جو بی ۔ ایچ ۔ سی اور ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی تیار کرتا ہے اس کے علاوہ دو پلانٹ لاہور میں ایسے لگے ہیں ۔ جو باہر سے درآمد شدہ ادویہ کے اصل جوہر سے دانہ دار اور مائع ادویہ تیار کر سکتے ہیں ۔

(ب) حکومت کی خواہش یہی ہے کہ صوبہ دوسری صنعتوں کی طرح کرم کش ادویات کی تیاری کو بھی فروغ حاصل ہو ۔ اس سلسلہ میں حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ کرم کش ادویہ تیار کرنے کے کارخانے لگائے جائیں ۔ لاہور میں مذکورہ بالا دو دو پلانٹ نجی سرمایہ سے لگے ہیں ۔ آئندہ سال میں دو مزید پلانٹ لگ جانے کی توقع ہے ۔ ان چھوٹے قسم کے کارخانوں کو کام مہیا کرنے کے لیے موجودہ سال تقریباً پچاس فیصد ادویہ صرف اصل

جوہری شکل میں منگوائی جا رہی ہیں ۔ اور انہیں استعمال کے قابل بنانے کے لیے دانہ دار اور مائع شکل میں مقامی کارخانوں میں تیار کرایا جائے گا یہ اس سلسلہ میں پہلا مرحلہ ہوگا ۔ جلد ہی ادویہ تیار کرنے کا کام بھی صوبہ میں شروع ہو جائے گا ۔ اس مقصد کے لیے مرکزی حکومت اور چند بیرونی فرموں کے مابین بات چیت ہو رہی ہے امید ہے کہ تقریباً دو سال کے اندر مزید دو تین قسم کی ادویہ صوبہ میں تیار ہونی شروع ہو جائیں گی ۔

صوبہ میں پٹ سن کی کاشت

*7447 ۔ **چوہدری امان اللہ نک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب کو پٹ سن میں خود کفیل بنانے کے لیے کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کس کس ضلع کی کتنے کتنے ایکڑ اراضی میں پٹ سن کاشت کی جائے گی اور اس کے لیے کاشتکاروں کو کس قسم کے بیج مہیا کیے جائیں گے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) حکومت صوبہ پنجاب کو 1980ء تک پٹ سن میں خود کفیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے پنجاب کی دو ملوں واقع جڑانوالہ و مظفرگڑھ کو پوری ضرورت کا خام پٹ سن مہیا کرنے کے لیے پنجاب میں 80 ہزار تا ایک لاکھ ایکڑ پٹ سن کا زیر کاشت رقبہ درکار ہے ۔ ہر سال رقبہ بتدریج بڑھانے سے اتنا رقبہ سال 1980ء تک با آسانی زیر کاشت لایا جا سکتا ہے ۔

(ب) 1975ء میں کم از کم 10 ہزار ایکڑ رقبہ پر پٹ سن بویا گیا ۔ ضلع وار تقسیم مندرجہ ذیل تھی ۔ یہ تجویز کردہ رقبہ تھا ۔ اصل زیر کاشت رقبہ کے متعلق معلومات جمع کیے جا سکتے ہیں ۔

ڈویژن	ضلع	رقبہ (ایکڑوں میں)
ملتان	مظفر گڑھ	4000
	ملتان	600
	ساہیوال	400
		5000
بہاولپور	بہاولنگر	300
	رحیم یار خان	100
	بہاولپور	100
		500
سرگودھا	سرگودھا	400
	جھنگ	450
	لائلپور	600
	میانوالی	200
		1650
لاہور	لاہور	320
	سیالکوٹ	500
	شیخوپورہ	1000
	گوجرانوالہ	500
		2320
راولپنڈی	گجرات	200
		200
	مجموعہ میزان صوبہ پنجاب	10670

سر دست پٹ سن کی دو اقسام پہلی دار (کارکورسر ادلی ٹوریسر) اور ڈوڈی دار (کارکوسر کیپسیر لیرسر) کا بیج مہیا کیا گیا ہے ۔ یہ دونوں اقسام دلیا میں موجودہ تمام اقسام سے زیادہ پیداوار دیتی ہیں تاہم زیادہ پیداوار دینے والی اقسام دریافت کرنے کے لیے تحقیقاتی کام جاری ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ سپلیمنٹری سر ۔ جناب والا ۔ اگر پٹ سن کا ایریا مختص کرنے کے لیے صرف دریائی اور نشیبی علاقہ کا انتخاب کریں ۔ تو کیا یہ بہتر نہ ہوگا ۔ میں تھوڑا سا جناب کی اجازت سے عرض کروں گا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ سپلیمنٹری نہیں ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ جناب والا ۔ وہ تو ختم ہو گیا ۔ لیکن ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ کی تجاویز قیمتی ہیں ۔ تو بہتر ہے کہ آپ وزیر صاحب کو یہ تحریری طور پر بھجوا دیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ جناب والا ۔ صرف تھوڑی سی گزارش ہے کہ جڑانوالہ یا مظفر گڑھ میں جو جوٹ ملز لگی ہوئی ہیں وہاں اراضیات نہری مربعوں والی ہیں جہاں پر کپاس اور کماد کاشت ہوتے ہیں اس کی بجائے اگر ہم پٹ سن اگائیں تو national point of view سے وہ ہماری cash crops ہیں ہمیں فائدہ نہ ہوگا ۔ اگر دریائی رقبہ میں کاشت کریں تو میانوالی ضلع میں دریائے سندھ کا 13-14 میل چوڑا bed ہے وہاں مفید ثابت ہوگا ۔ اور وہاں ملز لگائیں ۔ اس پر غور کریں تو مناسب ہوگا ۔

Mr. Speaker: This is no supplementary, I am not going to allow.

صوبہ میں گندم کی کاشت

***7465** ۔ **راؤ مراتب علی خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 75 - 1974ء میں صوبہ میں کتنے رقبہ پر گندم کی کاشت کی گئی ہے اور 74 - 1973ء میں کتنے رقبہ پر گندم کی کاشت کی گئی تھی اور کتنی مقدار گندم کی پیداوار ہوئی تھی ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ 75 - 1974ء میں صوبہ پنجاب میں 1,04,19,000 ایکڑ رقبہ پر گندم کی کاشت کی گئی ۔ سال 74-1973 میں صوبہ پنجاب میں 1,09,04,000 ایکڑ رقبہ پر گندم کی کاشت کی گئی تھی جس سے 55,75,300 ٹن گندم حاصل ہوئی تھی ۔

کھاد کی فراہمی

***7465 (الف)** ۔ **راؤ مراتب علی خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) حکومت نے 75 - 1974ء میں کسانوں کو رعایتی نرخوں پر کس قدر کھاد فراہم کی ۔

(ب) مذکورہ کھاد کی رعایتی داموں پر فراہمی سے حکومت کو کس قدر خسارہ اٹھانا پڑا ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) 75 - 1974 میں کسانوں کو جو کھاد رعایتی نرخوں پر فراہم کی گئی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

(1) بذریعہ زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن
1,79,429 میٹرک ٹن

(2) بذریعہ نجی شعبہ 94,148 میٹرک ٹن

2,73,577 میٹر ٹن

(ب) رعایتی نرخوں پر کسانوں کو کھاد فراہم کرنے سے 4,72,70,016.40 روپے بطور سب سڈی خرچ کرنے پڑے ۔ کھاد کے نرخوں میں کمی کی رعایت مرکزی حکومت کی ہدایت کے تحت 19 دسمبر 1974ء سے از جنوری 1975ء کے عرصہ کے لیے دی گئی تھی ۔

محکمہ زراعت کے سپرے مکینکوں کو نئے پے سکیلوں کی عطائیگی

*7476 ۔ **چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسمیان غلام رسول ۔ محمد علی ۔ غلام محمد اور محمد حسین عرصہ 22 سال سے محکمہ زراعت میں بطور سپرے مکینک کام کر رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ملازمین کو 1950 کے پے سکیل کے مطابق تنخواہیں دی جا رہی ہیں اور نئے قومی پے سکیلوں سے مذکورہ ملازمین کو اب تک محروم رکھا گیا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملازمین کو اب تک نئے پے سکیلوں سے محروم رکھنے کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) محکمہ ھذا میں سپرے مکینک کی کوئی آسامی موجود نہیں ہے ۔ متذکرہ افراد کے متعلق پوری تفصیل موجود نہیں کہ وہ کہاں کام کر رہے ہیں ۔

(ب) جواب (الف) کے پیش نظر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

(ج) جواب (الف) بالا کے پیش نظر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

ورک چارج ملازمین کی مستقلی

*7477 ۔ **چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ لائلپور کے ملازمین کو ابھی تک مستقل نہیں کیا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے مذکورہ انسٹیٹیوٹ کو ایک چٹھی نمبر سی ۔ ایف ۔ ڈی ۔ پی آر مورخہ 31 اکتوبر 1972ء

اس نوعیت کی جاری کی کہ پچاس فیصد ورک چارج ملازمین کو یکم مارچ سے مستقل کر دیا جائے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ابھی تک کسی ورک چارج ملازم کو مستقل نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک)۔ (الف) یہ حقیقت نہیں کہ حکومت نے پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ لائلپور کے ملازمین کو ابھی تک مستقل نہیں کیا۔

(ب) 31 اکتوبر 1972ء کو مراسلہ جس کا حوالہ سوالنامہ میں دیا گیا ہے ان میں آسامیوں کا ذکر ہے جن کو نیشنل پے سکیل میں تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ جن ملازمین کو 1-7-1972 اور 1-7-1973 سے ریگولر کیا جانا تھا ان کی منظوری بروئے مورخہ 30-10-1973 موصول ہوئی۔ جس کی تعمیل کی جا چکی ہے۔

(ج) یہ درست نہیں کہ ابھی تک کسی ورک چارج ملازم کو مستقل نہیں کیا گیا۔ جملہ بیلداران۔ خاکروبان۔ فیلڈ مین وغیرہ کی نصف تعداد کو 1-7-1972 سے اور بقایا نصف کو 1-7-1973 سے ریگولر کیا جا چکا ہے۔

گندم کے بیج کی خرید

*7610۔ **میاں منظور احمد موہل**۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبائی حکومت 76-1975 میں وفاقی حکومت کی وساطت سے کس قدر گندم کا بیج بیرونی ممالک سے منگوا رہی ہے اور کیا یہ درآمد ہونے والا بیج صوبہ میں پیدا ہونے والے بیج سے اعلیٰ قسم کا ہوگا۔

(ب) اگر صوبہ میں پیدا ہونے والا بیج درآمد ہونے والے بیج سے بہتر قسم کا ہوگا تو کیا صوبائی حکومت نے اسے خریدنے کا کوئی

پروگرام بنایا ہے ۔ اگر ہاں تو اس کی تفصیل اور بھاؤ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے

(ج) جن زمینداروں نے لائلپور نمبر 73 سائدل بار ۔ ہاری اور پوٹھوہار اقسام کا گندم کا بیج پیدا کیا ہے ان سے حکومت کس بھاؤ مذکورہ بیج خرید رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) صوبائی حکومت نے 1975-76 میں وفاقی حکومت کی وساطت سے (12000 ٹن) تین لاکھ پچیس ہزار من زیادہ پیداوار دینے والی مختلف قسم کا گندم کا بیج میکسیکو سے منگوا کر دیا ہے جس کی فروخت کاشتکاروں میں جاری ہے ۔ ان اقسام کی فی ایکڑ پیدا وار دینے کی صلاحیت صوبہ میں پیدا ہونے والی اقسام کے مقابلہ میں یقیناً بہتر ہوگی ۔ بیج تصدیق شدہ ۔ خالص معیار اور بیماریوں سے مبرا ہونے کے لیے زہر آلود ہے۔

(ب) زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن کاشتکاروں کو مہیا کرنے کے لیے صرف وہی بیج خرید کی ہے جو ایک مجوزہ طریقے سے پیدا کیے گئے اور تصدیق شدہ ہوں فصل کو برداشت کرنے کے لیے صرف بنیادی بیج استعمال کیے جاتے ہیں ۔ ان کے لیے ہر وہ عمل بروئے کار لایا جاتا ہے ۔ جس سے صاف صحت مند اور ہر قسم کی بیماری سے مبرا بیج پیدا ہو ۔ حکومت کی مقرر شدہ ایجنسی کھڑی فصل کا وقتاً فوقتاً معائنہ و نگرانی کرتی رہتی ہے ۔ اور حاصل شدہ گندم کو بطور بیج اس وقت تک تصدیق نہیں کیا جاتا جب تک لیبارٹری میں تجربہ نہ کرایا جائے ۔ اس طریقہ کار کے تحت جتنا بیج پروگرام کے مطابق پیدا کیا گیا ہو خرید کر لیا جاتا ہے ۔ غیر تصدیق شدہ اور عام طریقہ سے پیدا کی گئی گندم بطور بیج نہیں خریدی جاتی ۔ صوبہ پنجاب میں مندرجہ ذیل اقسام کے تصدیق شدہ بیج 1975-76 کے لیے حاصل کیے گئے ۔

	نام اقسام گندم	مقدار بیج (لاکھ من)
.1	چناب نمبر 70	3.20
.2	ایس اے نمبر 42	0.50
.3	میکسی پاک	0.45
.4	ہلیو سلور	0.05
.5	بارانی نمبر 70	0.14
	نئی اقسام	
.6	ہاری نمبر 73	0.65
.7	لائلپور نمبر 73	0.29
.8	سانڈل	0.33
.9	پوٹھوار	0.25
.10	بلاک 4	0.05
.11	میکسیکو سے درآمد شدہ نئی اقسام	3.25

(ج) تصدیق شدہ بیج نزدیک ترین منڈی میں قیمت خرید کے دن دیسی گندم کے زیادہ سے زیادہ بھاؤ سے پانچ روپے فی من زیادہ پر خرید کیا جاتا ہے۔

مسٹر خالد احمد ہاشمی فارسٹر گجرات کی سنیارٹی

*7625 ۔ مسٹر محمد اکبر منہاس ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مسٹر خالد احمد ہاشمی فارسٹر گجرات کی سنیارٹی کے تعین وغیرہ کی بابت عدالتوں نے جو فیصلے کیے تھے فارسٹر مذکور کی کئی تحریری درخواستوں کے باوجود محکمہ جنگلات نے ان پر ابھی تک عمل درآمد نہیں کیا۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو عدالتوں کے فیصلوں پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) مسٹر خالد ہاشمی کے حق میں ایڈمنسٹریٹو سول جج راولپنڈی نے فیصلہ دیا تھا اس فیصلے کے خلاف جو اپیل ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں دائر کی گئی وہ خارج ہو گئی تھی بعد ازاں سولسٹر کی ہدایت کے مطابق ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی گئی اس اثناء میں ٹریبونل قائم ہو گیا چنانچہ کیس ہائی کورٹ سے ٹریبونل منتقل ہو گیا جہاں پر کچی پیشی 3-12-74 کو ہوئی اور 19-2-75 کی تاریخ باقاعدہ سماعت کے لیے مقرر ہوئی مگر اس روز کیس کی شنوائی نہ ہوئی کیونکہ متعلقہ ایکٹ میں کوئی ترمیم صوبائی اسمبلی کے زیر غور تھی بعد ازاں تاریخ پیشی کی اطلاع ٹریبونل یا گورنمنٹ پلیڈی کی طرف سے ابھی تک وصول نہیں ہوئی ۔

(ب) چونکہ محکمہ کی اپیل زیر سماعت عدالت ہے لہذا فارسٹر کی درخواست پر کارروائی ملتوی کی گئی ۔

پٹ سن کی کاشت

*7733 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سقوط ڈھاکہ کے بعد 1972-73 1973-74 اور 1974-75 میں صوبہ میں پٹ سن کی کاشت کا تجربہ کن کن اضلاع میں کامیاب رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پٹ سن جیسا ریشہ مہیا کرنے والا ہی کوئی پودا دریافت کیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کا نام کیا ہے اور یہ کہاں کہاں کاشت ہو رہا ہے اور اس کا بیج عوام کو کہاں سے کس بھاؤ دستیاب ہو سکتا ہے ۔

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) سقوط ڈھاکہ کے بعد وفاقی حکومت نے پٹ سن کی فصل کو پاکستان ہی میں فروغ دینے کے لیے 1972 میں ایک سکیم شروع کی تھی ۔ ابتدائی

طور پر صوبہ کا تفصیلی سروے کرنے کے بعد مندرجہ ذیل علاقہ جات پٹ سن کی کاشت کے لیے منتخب کیے گئے تھے ۔

(ا) دریاؤں کے نشیبی علاقے جہاں سیلابی پانی کی وجہ سے دوسری کاشت شدہ فصلوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے ۔

اس میں دریائے سندھ کا نشیبی علاقہ جو کہ کالا باغ سے شروع ہو کر پنجند تک جاتا ہے ۔ دریائے چناب کا نشیبی علاقہ جو کہ رسول نگر چنیوٹ اور جھنگ کے دوسرے علاقے پر مشتمل ہے ۔ دریائے راوی کا نشیبی علاقہ بھائی پھیرو اور سیدوالا کے علاقے شامل ہیں ۔ علاوہ ازیں جہلم کا نشیبی علاقہ جس میں بھالیہ تحصیل شامل ہے ۔

(2) وہ علاقے جن میں نمکیات کا تناسب بڑھنے کی وجہ سے کپاس کی پیداوار دن بدن کم ہو رہی ہے ۔ مثلاً مظفر گڑھ لائل پور ۔ شیخوپورہ ۔ جھنگ اور سرگودھا اضلاع کے کچھ حصے ۔گذشتہ دو سالوں میں زیادہ کاشت مندرجہ ذیل اضلاع میں کی گئی تھی ۔

(1) مظفر گڑھ	(2) ملتان
(3) بہاولنگر	(4) شیخوپورہ
(5) لائلپور	(6) جھنگ
(7) گوجرانوالہ	(8) سرگودھا

ان کے علاہ دوسرے اضلاع کے کچھ حصوں میں بھی پٹ سن کی کاشت کو فروغ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ جن میں بہاولپور ۔ میانوالی ۔ سیالکوٹ لاہور اور گجرات کے اضلاع شامل ہیں ۔

(ب) ابھی تک کوئی ایسا پودا دریافت نہیں ہوا جس سے پٹ سن جیسا ریشہ حاصل کیا جا سکے ۔ مقامی طور پر کچھ پودوں سے معمولی پیمانہ پر کچھ ریشہ حاصل کیا جاتا ہے ۔ مثلاً سن کھپ یا فلیکس وغیرہ ان کا ریشہ معیار میں پٹ سن کے ریشے سے کمتر اور کمزور ہوتا ہے ۔ ان کی فی ایکڑ پیداوار بھی پٹ سن کے مقابلے میں بہت کم ہے ۔ مزید برآں سیسل اور کھپ کئی سالوں کے بعد ریشہ کی پیداوار کے لیے تیار ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اس

رقبہ میں اور کوئی فصل کاشت نہیں کی جا سکتی ۔ ان وجوہات کی بنا پر ان فصلوں کی کاشت منافع بخش نہیں ہو سکتی ۔

باغات کی پڑتال کی سالانہ رپورٹ

*7778 ۔ ڈاکٹر محمد صادق ساہی ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر محکمہ زراعت پنجاب کے پاس باغات کی پڑتال کی سالانہ رپورٹ معرض التوا میں پڑی ہوئی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کتنے عرصے سے اور اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ب) کیا مذکورہ رپورٹ کے بارے میں محکمہ انہار کی جانب سے ڈائریکٹر مذکور کو یاد دہانی کرائی جاتی رہی ہے یا نہیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) باغات کی پڑتال ہر ایگزیکٹو انجینئر کے حلقے میں جدا جدا ہوتی ہے اور متعلقہ ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت ہر سال باغات کے متعلق صورت حال کا جائزہ لیتے ہیں ۔ یہ جائزہ اور پڑتال صوبائی سطح پر نہیں ہوتی ۔

(ب) صوبائی سطح پر یاد دہانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ البتہ اگر کسی خاص ڈویژن ۔ ضلع یا ایکسین کے حلقے کے باغات کی کسی رپورٹ کے متعلق معلومات درکار ہیں تو وہ مہیا کیے جا سکتے ہیں ۔

تحصیل نارووال میں فصلوں کو چوہوں اور سوروں سے محفوظ رکھنا

*7790 ۔ مسٹر محمد انور علی بٹ ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل نارووال میں چوہوں اور سوروں کا بہت زور ہے ۔ اور اس سے فصلوں کی بہت تباہی ہوئی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ فصیل میں فصلوں کو ان سے محفوظ رکھنے کے لیے کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (الف) نارووال علاقہ میں سرحد کے قریب ہونے کی وجہ سے بعض اوقات سور وقتی طور پر زور پکڑ جاتے ہیں ۔ اس موذی جانور کے تدارک کے لیے ہر ذریعہ اختیار کیا جا رہا ہے ۔ لیکے لگا کر ان میں بیاری پھیلائی جاتی ہے زہریلے طعمے جگہ جگہ رکھے جاتے ہیں ۔ کاشتکاروں کو ان کو مارنے کی ترغیب دی جاتی ہے ۔ سور مارنے والے کو فی جانور ایک سو روپے انعام بھی حکومت کی طرف سے دیا جاتا ہے ۔

(ب) چوہے کم و بیش ہر جگہ موجود ہوتے ہیں اور اکثر اوقات فصلوں کے نقصان کا باعث بنتے ہیں ۔ چوہوں کی تلفی کے لیے کاشتکاروں کو زہریلی ادویات چوتھائی قیمت پر مہیا کی جاتی ہیں ۔ یہ ادویات محکمہ زراعت کے زرعی معاونوں کے پاس وافر مقدار میں موجود رہتی ہیں ۔ چوہوں کی تلفی کے لیے محکمہ زراعت کی طرف سے وقتاً فوقتاً مہم بھی چلائی جاتی ہے ۔

صوبہ میں شجر کاری کے لیے جنگلات کا رقبہ

*7816 ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1970ء اور 1973 کے دوران صوبہ میں جنگلات کا کل کتنا رقبہ تھا اور کیا حکومت صوبہ میں مزید شجر کاری کے ذریعے موجودہ جنگلات کے رقبے میں اضافہ کرنے کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو وہ اقدامات کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ (I) تفصیلات رقبہ زیر تحویل محکمہ جنگلات دوران 1970 اور 1973 مندرجہ ذیل ہے ۔

	1970-71	1971-72	1972-73
(i) رقبہ جنگل (ایکڑ)	13,94,279	14,13,893	15,39,997
(ii) لمبائی سڑکات و انہار و ریلوے (میل)	29,349	29,726	31,928
(iii) رقبہ چراگاہ (ایکڑ)	85,97,316	69,32,676	69,32,676

72 ۔ 1971 میں 16,64, 640 رقبہ چراگاہ از چولستان بے زمین لوگوں کی آبادی کے لیے محکمہ مال کو منتقل کر دیا گیا۔

2 ۔ حکومت جنگلات کی توسیع کے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے ۔

(i) پہاڑی علاقوں میں غیر آباد شاملات دیہہ زمین خرید کر ان پر جنگل لگائے جائیں گے ۔

(ii) دریائی علاقوں میں ناقابل کاشت زمین خرید کر ان پر شجر کاری کی جائے گی ۔

(iii) ملکیتی زمینوں پر مالکان کی رضامندی سے شجرکاری کی جا رہی ہے ۔

(vi) سڑکوں نہروں اور ریل کے کنارے خالی جگہوں پر شجرکاری کی جا رہی ہے ۔

3 ۔ 1973 کے بعد صوبہ میں مختلف منصوبوں کے تحت شجرکاری کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

19/3-74 - ایک کروڑ روپیہ کے سالانہ ترقیاتی منصوبہ کے تحت تقریباً 4350 ایکڑ زمین اور 1635 میل سڑکوں اور نہروں کے کنارے درخت اگائے گئے ۔ سرکاری جنگلات میں ایک کروڑ سولہ لاکھ پودے لگائے گئے جب کہ 49 لاکھ پودے دوسرے سرکاری محکموں اور عوام میں تقسیم کئے گئے ۔

1974-75 - ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ کے سالانہ ترقیاتی منصوبہ کے تحت 4250 ایکڑ زمین اور 3854 میل سڑکات اور نہروں کے کنارے

شجرکاری کی گئی ۔ 300 ایکڑ زمین پر ذخیرہ لگایا گیا ۔ سرکار کے زیر انتظام جنگلات میں ایک کروڑ پودے لگائے گئے جب کہ عوام اور دوسرے سرکاری محکمہ جات کو 53 لاکھ پودے رعایتی نرخوں پر مہیا کئے گئے ۔

1976-76 - کے ترقیاتی منصوبہ کے تحت تقریباً 5 ہزار ایکڑ زمین اور 2500 میل نہروں اور سڑکوں کے کنارے شجرکاری کی جائے گی ان میں 270 ایکڑ شاملات دیہہ 300 ایکڑ دوہائی غیر آباد زمین اور 2720 ایکڑ ملکیتی رقبہ شامل ہیں ۔

اس کے علاوہ 1000 ایکڑ پر ذخیرہ لگایا جائے گا ۔ سال رواں میں 90 لاکھ پودہ جات محکمہ جنگلات لگا چکا ہے جب کہ 8) لاکھ پودہ جات دوسرے محکموں اور عوام کو رعایتی قیمت پر مہیا کئے گئے ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 74 ۔ 1973ء میں جو ایک کروڑ روپے کی رقم شجرکاری کے لیے مختص کی گئی اور 75 ۔ 1974ء میں ایک کروڑ اور پچاس لاکھ روپے کی رقم شجرکاری پر خرچ کی گئی تو جناب والا ۔ یہ جو شجرکاری کی جاتی ہے ۔ کیا اس کا بھی کوئی طریقہ کار ہے اور جب یہ درخت لگائے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکٹر ۔ یعنی آپ یہ پوچھنا چاہتی ہیں کہ کیا یہ preserve ہوتے ہیں ؟

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جی ۔ جناب ۔ کیا اس کی چیکنگ کا بھی کوئی طریقہ کار ہے؟ یہ جو شجر کاری ہو چکی ہے اور آپ نے کروڑوں روپیہ خرچ کیا ہے کیا واقعی وہاں پر درختوں کی شجرکاری ہو چکی ہے اور کیا آپ نے وہاں پر چیکنگ کی ہے ۔ اس کا کیا طریقہ کار ہے ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ اس کی باقاعدہ فیگرز دی گئی ہیں کہ اس دوران میں یہ جو رقم 74 ۔ 1973ء میں خرچ کی گئی ہے ۔ اس سے تقریباً 4300 ایکڑ زمین پر درخت لگائے گئے اور 1653 میل لمبی سڑکیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کے پوچھنے کا مطلب یہ ہے کہ کیا وقتاً فوقتاً ان کو چیک بھی کیا جاتا ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جی ۔ بالکل checking کی جاتی ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ اس کا طریقہ کار کیا ہے ۔ آخر یہ درخت حکومت provid کرتی ہے ۔ اس کے ریٹ وغیرہ کیا ہیں میں نے یہ عرض کیا ہے وزیر موصوف ذرا اس سلسلے میں جو طریقہ کار ہے وہ بیان فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ اس میں نہیں آ سکتا ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ آسکتا ہے یہ تو بڑا لمبا چوڑا سوال ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کا جواب لمبا چوڑا ہے لیکن اس کا سوال لمبا چوڑا نہیں تھا ۔ اس کی لمبائی کا تعلق سوال سے نہیں جواب سے ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ وزیر صاحب اس سلسلے میں ایک دورہ کر لیں اور دیکھ لیں تاکہ درختوں کی دیکھ بھال کے لیے مناسب اقدامات کئے جاسکیں ۔

بلڈوزروں کا کرایہ

*7870 ۔ **صوفی نذر محمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ ایگریکلچرل انجینیئرنگ کاشتکاروں جو بلڈوزر کرایہ پر دیتے ہیں ان کا کرایہ فی گھنٹہ کیا ہے اور کیا اس کرایہ میں اضافہ کرنے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ محکمہ زرعی انجینیئرنگ کاشتکاروں کو رعایتی نرخوں پر بلڈوزر کرایہ پر مہیا کرتا ہے ۔

شرح کرایہ " نہ نقصان نہ نفع " کے اصول پر مقرر کی جاتی ہے اور کاشتکاروں کو اس مقرر کردہ کرایہ پر 20 یا 25 فیصد کی چھوٹ دی جاتی ہے ۔ کرایہ فی گھنٹہ جو کہ کاشتکاروں سے وصول کیا جاتا ہے ۔ مندرجہ ذیل ہے ۔

قسم بلڈوزر	شرح کرایہ فی گھنٹہ
(1) ایم ۔ 100	
(2) فاولر چیلنجر 33	54-00
(3) بی ٹی ڈی ۔ 20	40-00
(4) ڈی ۔ 6 ٹی ڈی ای 14 ٹی ڈی 15	
(5) فیٹ اے ڈی ۔ 7 (6) ڈی 4 (7) ٹی ڈی ۔ 14	30-00

مندرجہ بالا کرایہ جات جولائی 1972ء میں مقرر کئے گئے تھے ۔ جولائی 1974ء کے بعد اب تک مزدوروں اور دیگر ملازمین کی تنخواہوں میں ، ڈیزل اور تیلوں اور فاضل پرزوں کی قیمتوں میں کافی اضافہ ہوا ہے ۔ جس کی وجہ سے کرایہ میں اضافہ بھی ناگزیر ہو گیا ہے ۔ بدیں وجہ کرایہ میں اضافہ کرنے کی سکیم حکومت کے زیر غور ہے ۔ ابھی اس سلسلے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا ۔

صوفی لذر محمد ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ بلڈوزروں کے کرایوں میں اضافہ نہ کرنے پر غور کیا جائے گا ؟

مسٹر سپیکر ۔ معزز رکن یہ پوچھ رہے کہ کیا کم کرنے پر غور کیا جائے گا کیونکہ آپ نے پہلے بتا دیا ہے کہ یہ کرایہ no profit no loss basis پر مقرر کیا گیا ہے ۔ مگر وہ پوچھتے ہیں کہ کیا یہ کرایہ مزید کم کیا جائے گا ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں نے جواب کے آخر میں پڑھا ہے کہ چونکہ اب ڈیزل اور فاضل پرزوں کی قیمتیں بڑھ چکی ہیں اس لیے کرایوں کے

بڑھانے پر تو حکومت غور کر رہی ہے ۔ لیکن کرائے مزید کم ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

مرکزی حکومت سے پنجاب کے لیے ٹریکٹروں کی حصولی

133 ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) مرکزی حکومت کی طرف سے 1972 سے لے کر 1975 تک صوبہ پنجاب کو کتنے ٹریکٹر مہیا کئے گئے ۔

(ب) حکومت نے جن افراد کو یہ ٹریکٹر پرمٹوں پر دئے ان کے نام اور پتے بتائے جائیں ؟

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ 1972 سے 1974 کے شروع تک ٹریکٹروں کی تمام تر الاٹمنٹ زرعی ترقیاتی بنک کے ذمے تھی ۔ 1974 میں ٹریکٹروں کی کچھ تعداد نقد قیمت پر فروخت کے لیے صوبائی حکومت کو بھی دی گئی ۔ زرعی ترقیاتی بنک مرکزی حکومت کے ماتحت کام کرتا ہے ۔ انہیں مطلوبہ معلومات مہیا کرنے کے لیے لکھا گیا ہے ۔ جب یہ تفصیلات وصول ہوں گی تو اس کے ساتھ صوبائی حکومت کی الاٹمنٹ کی تفصیل شامل کر کے پیش کر دی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے لیکن ان کا مجھے ٹیلیفون آیا ہے اس لیے

I will take that up afterwards.

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ اب میں تحریک التوائے کار لیتا ہوں ۔ یہ تحریک التوا نمبر 172 چوہدری امان اللہ لک صاحب کی ہے ۔

اردو ڈائجسٹ کے ایڈیٹر الطاف حسن قریشی اور پرنٹر اعجاز حسن کی 49 ۔ ڈی ۔ پی ۔ آر کے تحت گرفتاری ۔ رسالے کے ڈیکلریشن کی منسوخی اور پریس کی ضبطی کا نوٹس

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت مورخہ 18 دسمبر 1975ء کی خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے اردو ڈائجسٹ کے ایڈیٹر الطاف حسن قریشی اور پرنٹر اعجاز حسن کو 49 ڈی ۔ پی ۔ آر کے تحت گزشتہ رات سمن آباد لاہور میں ان کی اقامت گاہ سے گرفتار کر لیا ہے ۔ رسالہ کا ڈیکلریشن منسوخ کرنے اور پریس ضبط کرنے کے نوٹس بھی جاری کر دئے ہیں ۔ ہر دو معزز صحافیوں کو بدیں جرم گرفتا کیا گیا ہے کہ انہوں نے اردو ڈائجسٹ کے شمارہ نومبر 1975ء میں ایک مضمون بعنوان " دیوار پر کیا لکھا ہے " شائع کیا ۔ جس میں حلقہ نمبر 6 لاہور میں کئے گئے پولیس مظالم کی نشاندھی کی گئی تھی ۔ جناب الطاف حسن قریشی اور اعجاز حسن انتہائی قابل احترام اور محب وطن صحافی ہیں اور پورے پنجاب میں انتہائی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں ۔ ان کی گرفتاری نے پورے پنجاب کے عوام میں شدید غم و غصہ پیدا کر دیا ہے اور عوام میں یہ تاثر پیدا ہو چکا ہے کہ حکومت پنجاب آزادی تحریر و تقریر کے تمام دروزاے بند کر چکی ہے اور حزب مخالف کے ترجمانوں کو بلاوجہ جیلوں میں دیا جا رہا ہے ۔ یہ واقعہ انتہائی اہم اور سنگین ہے ۔ اس پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے ۔

لاء منسٹر صاحب اس کی کیا پوزیشن ہے ۔ ان کو detain کیا گیا ہے یا کسی مقدمے میں گرفتار کیا گیا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب سپیکر ۔ پوزیشن یہ ہے کہ ایک Maintenance of Public order Ordinance کے تحت اس کی اشاعت کے بارے میں پابندی لگائی گئی اور اس حکم کی اطلاع برائے تعمیل حسب ضابطہ اردو ڈائجسٹ کے پبلشر الطاف حسن قریشی اور اعجاز حسن قریشی کو دی گئی

مذکوہان نے ماہ نومبر کے اردو ڈائجسٹ کے شمارے میں اس حکم کی خلاف ورزی کی ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اصل میں میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ انہیں کسی مقدمے میں گرفتار کیا گیا ہے یا detain کیا گیا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ ڈی ۔ پی ۔ آر کے تحت ان کو گرفتار کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈی ۔ پی ۔ آر میں کیس بھی چل سکتا ہے اور detain بھی کیا جا سکتا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ ان کو گرفتار کیا گیا ہے اور show-cause نوٹس بھی دیا گیا ہے ۔

Mr. Speaker : Have they been produced in any court ?

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ یہ تو مجھے پتہ کرنا پڑے گا ۔

Mr. Speaker : I admit this motion Those who want the House to be adjourned may rise in their seats ... (A count was taken). It does not get the required number of members. Therefore it falls.

عبدالرحمان جامی صاحب ۔ آپ نے دو تین تحاریک التوائے کار دے دی ہیں مگر ان میں توکسی واقعہ کا ذکر نہیں ہے اس میں آپ کہتے ہیں سنٹرل گورنمنٹ نے الاوئنس دے دیا ہے اور صوبائی گورنمنٹ نے الاؤنس نہیں دیا ۔ اب اس میں واقعہ کیا ہوا ہے ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں پورے صوبے میں agitaion جاری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی بات ٹھیک ہوگی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ occurrence یہ ہے کہ حکومت نے یہ وعدہ کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو ابھی عبدالرحمان جامی صاحب کی بات کر رہا ہوں ان کی جو تحریک التوائے کار میرے پاس ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ مرکز نے فیصلہ کر لیا ہے لیکن صوبے نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا ۔ No occurrence is involed in it.

مسٹر عبدالرحمان جامی ۔ جناب والا ۔ مرکزی حکومت نے اپنے ملازمین کو کرایہ مکان الاؤنس 20 فیصد کے حساب سے دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جی ۔ مرکز نے دیا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ صوبے نے نہیں دیا تو پھر یہ تحریک التوائے کار نہیں ہوسکتی ۔

مسٹر عبدالرحمان جامی ۔ جناب والا ۔ ان کا بھی اتنا ہی حق بنتا ہے جتنا کرایہ مکان الاؤنس اور آمد و رفت الاؤنس سنٹر کے ملازمین لیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری صاحب ۔ آپ کی بات واقعاتی طور پر اپنی جگہ پر ٹھیک ہوگی ۔ مگر اس میں کوئی واقعہ نہیں ہوا ۔ اس لیے یہ کوئی occurrence نہیں ہے ۔ لہذا یہ کوئی تحریک التواء نہیں بنتی ۔ تحریک التواء بننے کے لیے کسی حالیہ واقعہ کا رونما ہونا یا وقوع پذیر ہونا بہت ضروری ہے ۔ اسی طرح آپ کی ایک اور تحریک بھی ہے جس میں آپ نے ایک بڑے لمبے مراسلے میں اس کا انکشاف کیا ہے اور اس میں آپ نے اتنی تاخیر سے خط لکھا ہے کہ اب میں اس میں کیا کر سکتا ہوں جس نے آپ کو خط لکھا ہے اس کو چاہیے تھا کہ آپ کو بہت پہلے خط لکھ دیتا کہ پچھلے چند مہینوں میں چوری اور ڈاکہ زنی کی وارداتوں میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے ۔ اب اس مراسلہ نگار کو پہلے تو خیال نہیں آیا کہ جب نیا نیا شیشن شروع ہوا تھا تو آپ کو لکھ دیتا ۔ پھر شائد آپ کی تحریک التواء میں recent occurrence آجاتی ۔ تو یہ تحریک التوا نمبر 174 کو میں admit نہیں کر رہا ۔

اب اگلی تحریک التوا نمبر 175 سید طاہر احمد شاہ صاحب کی ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ اس کو ملتوی کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر میں دیکھوں گا ۔ ابھی میں نے اس پر فیصلہ نہیں کیا اس طرح کا سید تابش الوری صاحب کا بھی کیس ہے ۔ یہ نمبر 176 ہے ۔ اس

میں انہوں نے کہا ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ کے فلاں گریڈ والوں کو پانچ پیشگی ترقیاں دی گئی ہیں اور اسی گریڈ کے اور ٹیچرز کو یہ ترقیاں نہیں دی گئیں ۔
But then no occurrence is involved.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ occurrence یہ ہے کہ پورے صوبے میں اساتذہ نے اس معاملے پر احتجاجی مہم جاری کی ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کا تو اس میں کوئی ذکر نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انہوں نے نوٹس بھی دیا ہوا ہے اور حکام کے نوٹس میں یہ چیز آ چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر اس کے باوجود کوئی واقعہ نہیں بنتا اور آپ کی اس تحریک میں تو ان کا ذکر ہی نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس میں ذکر موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ دیکھ لیں ۔ اس میں کوئی ذکر نہیں ہے ۔ آپ اس تحریک کی نقل لے لیں ۔

سید تابش الوری ۔ یہ اساتذہ کے سلسلے میں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ یہ ہے کہ گریڈ 17 کے کالج کے ٹیچرز کو پانچ پیشگی ترقیاں مل گئی ہیں اور گریڈ 17 کے سکول ٹیچرز کو یہ ترقیاں نہیں ملی ہیں تو اس میں کوئی occurrence نہیں ہے ۔ اب گورنمنٹ نہیں دیتی ہے تو نہ دے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں اساتذہ سے یہ وعدہ کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس تحریک کی ایک نقل لے لیں کیونکہ یہ آپ کے پاس اس وقت نہیں ہے ۔ آپ دیکھیں ۔ اگر اس میں کوئی ایسا فقرہ ہے تو آپ پڑھ دیں ۔ آپ نے صرف امتیازی سلوک کا ذکر کیا ہے اس کے آگے اور کچھ نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں صورت یہ ہے کہ ۔۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ یہ بتانا نہیں ہے ۔ سید صاحب آپ بھی دیکھ لیں کہ کسی واقعہ کا اشارۃ کنایتاً اس میں کوئی ذکر نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہی گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ اس سلسلے پورے صوبے میں agitation جاری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی بات ٹھیک ہوگی ۔ لیکن آپ دیکھیں کہ تحریک التوا میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے تاکہ اس پر میں غور کر سکتا کہ اس کا affect کیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے یہی عرض کیا ہے کہ اس امتیازی سلوک سے سکولوں کے اساتذہ میں جو پہلے ہی محرومیوں کا شکار ہیں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

Mr. Speaker : In 176 no occurrenee is involved. Therefore it is disposed of accordingly.

حکومت کی طرف سے بہاولپور کے کیمپوں میں مقیم بہاری خاندانوں کا گزارہ الاؤنس بند کرنا

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ بہاولپور کے کیمپوں میں مقیم بہاری خاندانوں کے لیے حکومت کی جانب سے گزارہ الاؤنس اور دیگر مالی امداد کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں غیر آباد بہاری جن میں اناھج ضعیف افراد اور بیوائیں شامل ہیں انتہائی معاشی پریشانی کا شکار ہو گئے ہیں ۔

یہ کب سے بند ہوا ہے یہ کونسے وزیر کرتے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ یہ مہاجرین کی آبادکاری کے سلسلے میں وظائف ملتے تھے ۔

وزیر قانون ۔ اس کو جناب کل تک ملتوی کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سے پہلے بھی اسی قسم کی ایک تحریک التوا آئی تھی یہ کس کی ذمہ داری ہے ؟

وزیر قانون ۔ وہ لاہور کے بارہ میں تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں

that they would like to study. It is therefore postponed.

ضلع بہاولپور میں یوم سیاہ کے موقع پر دفعہ 144 کی وجہ سے حزب اختلاف کے جلسہ و جلوس پر پابندی

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع بہاولپور میں دفعہ 144 کے نفاذ کے باعث حزب اختلاف کی جماعتوں کو 19 دسمبر 1975 کو یوم سیاہ کے موقع پر جلسہ و جلوس سے روک دیا گیا اور دو دو تین تین افراد کی قطار میں چلنے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی جس کی وجہ سے عوام حکومت کے خلاف اپنے جذبات و احساسات کے اظہار اور آزادی اجتماع کے بنیادی حق سے محروم ہو کر رہ گئے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : You know my approach on the question of detention.

Minister for Law : Yes Sir. I know that. But your honour has already given a ruling in this respect, and this is slightly distinctive. The distinction is that in the order, which was passed by the District Magistrate on the 9th of December 1975, the taking out of any procession, collection of five or more persons, who shall not walk in two, three, four or in single file manner with the intent to lead a procession, was prohibited under this particular order. Later on, this order was challenged in the High Court and the writ petition was dismissed.

competency کی magistrate سے متعلق ہے ۔ وہ تو ۔ مسٹر سپیکر

Minister for Law : Sir, there was a competent order by an authority which was challenged in a competent court and the writ was dismissed subsequently. If they tried to take out a procession, the Government was well within is legitimate rights.

مسٹر سپیکر ۔ وہ دو دو تین تین کہہ رہے ہیں ۔

Minister for Law : In this particular order under section 144 even this was prohibited and this was considered to be well within the rights of the District Magistrate. In this case I think the distinction is very much there. Your honour has already given a ruling. So it is purely an administrative action which has been taken by the Government and this adjournment motion cannot be entertained.

سید نابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کو معلوم ہے کہ دو دو تین تین کی قطاروں میں نکلنے پر اس سے پہلے کبھی بھی پابندی نہیں تھی اور عوام تو دفعہ 144 پر مسلسل احتجاج کرتے ہیں کہ اس پورے صوبے کو دفعہ 144 کے تحت چلایا جا رہا ہے لیکن یہ ایک قدم اور آگے بڑھ گئے ہیں کہ دو دو تین تین کی قطاروں پر بھی پابندی عائد کر دی ہے ۔ اس طرح سے ہماری سیاسی اور سماجی سرگرمیاں معطل ہو کر رہ گئی ہیں ۔

Minister for Law : This is a question which pertains to an order passed on the 9th of December, 1975 by the District Magistrate. This adjournment motion is not of recent occurrence because the hon'ble Member says... ...

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ حالیہ واقعہ ہے کہ 19 دسمبر 1975ء کو جلوس نکالنے کی کوشش کی اور حزب اختلاف نے یوم سیاہ کو منانے کا پروگرام بنایا جسے انہوں نے روک دیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کس تاریخ کو آرڈر ہوا ۔

سید نابش الوری ۔ جناب ہمیں ان کے آرڈر کا علم 19 تاریخ کو ہوا ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب اس کا نوٹیفیکیشن ہو جاتا ہے جو باقاعدہ

طور پر بورڈ پر چسپاں ہو جاتا ہے ۔ اس کا باقاعدہ اعلان کیا جاتا ہے ۔ ڈی سی کے دفتر کے بورڈ پر بھی لگا دیا جاتا ہے ۔ ڈسٹرکٹ بار کے بورڈ پر بھی لگا دیا جاتا ہے ۔ Therefore I can't entertain it

سید تابش الوری ۔ یہ واقعہ ہے کہ یوم سیاہ کے موقع پر جلوس نہیں نکالنے دیا ۔

Mr. Speaker: The order had been passed much earlier. In view of that I can't entertain it.

صوبائی حکومت کی گریڈ 17 کے کالج لیکچراروں کی چالیس فیصد آسامیوں کو گریڈ 18 میں تبدیل کرنے کی یقین دہانی پر عمل کرنے میں ناکامی

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں گورنمنٹ کالجوں کے لیکچراروں کے وفد کے مطابق صوبائی حکومت گریڈ 17 کے کالج لیکچراروں کی چالیس فیصد آسامیوں کو گریڈ 18 میں تبدیل کرنے کی یقین دہانی پر عمل کرنے میں ناکام ہو گئی ہے جس سے لیکچراروں اور تعلیمی حلقوں میں ہیجان و اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ہم نے کوئی یقین دہانی نہیں کرائی ہے وہ تو کہتے ہی رہتے ہیں جس طرح انہوں نے یوم سیاہ کا ذکر کیا ہے اسی طرح انہوں نے 40 اور 60 کا ذکر کر دیا ہے اور اخبارات میں آتا رہتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر تعلیم کہہ رہے ہیں کہ یقین دہانی نہیں کرائی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ بھی اخبارات کا روزانہ مطالعہ کرتے ہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ لیکچررز ایسوسی ایشن نے اپنے مطالبات منوانے کے لیے ہڑتال تک کی تھی اور ان کے مطالبات اخبارات میں آتے رہتے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی تحریک التوا کا basis تو یہ ہے کہ گورنمنٹ نے ایک وعدہ کیا تھا جس پر عملدرآمد نہیں کیا مگر وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے کوئی وعدہ ہی نہیں کیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب ملک غلام نبی صاحب نے نہیں کیا تھا ۔ پہلے جو وزیر تعلیم تھے ان سے ان کے مذاکرات ہوئے تھے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آج کے وزیر تعلیم جو کل کے وزیر تعلیم تھے اور جو انہوں نے کہا ہے اس کے لیے جواب دہ ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ ان کو معلوم کر لینا چاہیے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ چونکہ یہ مسئلہ سنٹرل گورنمنٹ کے پاس ہے اور ہمارے سنٹرل منسٹر ایجوکیشن نے تمام ملک کے سیکریٹریز کی ایک میٹنگ بلائی ہے ۔ اس لیے یہ تحریک اس میٹنگ میں پیش ہوگی اور اس پر سوچ بچار ہوگا ۔ اس لیے بہتر ہے وہ اس میٹنگ کا انتظار کریں دیکھیں وہاں کیا فیصلہ ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker : You take notice of these facts?

Minister for Education : Yes.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر تعلیم بتا سکتے ہیں کہ صوبائی حکومت اس میٹنگ میں ہمدردانہ طور پر لیکچررز کے نقطہ نظر کو پیش کرے گی اور اپنے موقف کو منوا سکے گی ۔ کیا یہ یقین دہانی کرا سکتے ہیں تاکہ ان کے لیے اطمینان کا باعث بن سکے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ہمیں پوری طرح ہمدردی ہے یہ 50/40% کی جو بات ہے میں بحیثیت وزیر اس کے خلاف ہوں کیونکہ یہ ایک چاپلوسی پر مبنی سکیم ہے ۔ جو لوگ ایسے مطالبات کر رہے ہیں انہوں نے تمام صوبے کی فضا کو مکدر کر دیا ہے میں اس کے حق میں نہیں ہوں ۔ اگر سنٹرل گورنمنٹ دینا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : In view of the statment of the Minister concerned, the motion is not pressed.

پنجاب میں سرکاری ملازمین کے زیر تعلیم بچوں کو پبلیکویلنٹ فنڈ سے وظائف کا نہ ملنا

مسٹر سپیکر ۔ اگلی تحریک التوائے کار ۔ سید تابش الوری یہ تحریک

پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے مسئلہ یہ ہے کہ ایک خبر کے مطابق صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمین کے زیر تعلیم بچوں کو ہر سال کتب اور سٹیشنری کی خرید کے لیے بینولینٹ فنڈ سے جو سالانہ وظائف دئے جاتے رہے ہیں انہیں ختم کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ملازمین میں ہیجان مایوسی اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ یہ ایک جنرل ٹاپک کا سوال ہے کہ بینویلینٹ فنڈ میں فنڈ ہوگا تو ضرور دیا جائے گا ۔ نہیں ہوگا تو نہیں دیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک قسم کا رجحان پیدا ہوتا جا رہا ہے اور اس نے گداگری کا انداز اختیار کر لیا ہے جو ہماری نئی پود کے لیے زیادہ بہتر ثابت نہیں ہوگا تو فنڈز نہیں ہوں گے تو نہیں ملے گا ۔ ہوں گے تو ضرور ملیں گے ۔

سید قابش الوری ۔ آپ نے جواب ملاحظہ فرما لیا ۔ اگرچہ یہ ان سے متعلق نہیں تھا لیکن آپ نے ان کے ذاتی علم کا اندازہ فرما لیا ہے اگر انہیں کسی بات کا علم نہیں ہے تو جواب نہ دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو ایس اینڈ جی اے ڈی سے متعلق ہے ۔

سید قابش الوری ۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کابینہ کی مشترکہ ذمہ داری ہوتی ہے ۔

سید قابش الوری ۔ اس معزز ایوان میں وزیر موصوف جو بات کہہ رہے ہیں انہیں یہ احساس ہونا چاہیے کہ انہوں نے لفظ گداگری استعمال کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ رجحان عام ہو گیا ہے پہلے حکومت نے یہ فنڈ خود قائم کیا اور ایسے ملازمین کو جو قبل از وقت انتقال کر جائیں ان کے یتیم بچوں اور یتیم بچوں کے لیے وظائف دیے جاتے ہیں ۔ گورنمنٹ نے خود یہ فنڈ قائم کیا ہے اور وظائف دیے جاتے رہے ہیں ۔ وہ اب بند کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے ۔ اس سلسلے میں وزیر موصوف کو روشنی ڈالنی چاہیے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : On a personal request to the Minister for Education.

Minister for Edudation : Pleas take your seat. It is not connected with the present matter.

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ کب ہوگا ۔ انہوں نے یہ پوچھا ہے لیکن ان کے انداز سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ کوئی حالیہ واقعہ ہے ۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا یہ کوئی حالیہ واقعہ ہے ۔

وزیر قانون ۔ آپ اسے کسی اور وقت لے لیں تو میں اس کا جواب دے دوں گا ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : On a point of privilege. My privilege is viz-a-viz the Education Minister of Punjab. Recently, I have seen in the papers that certain colleges have been raised to the Intermediate level. In Campbellpur, District Fateh Jang has been selected as a place for the Intermediate College. I have no doubt that it will be useful there but Hazro has precedence. You would appreciate that it is a bigger town with a dense population and in the whole of the district there is no Intermediate College. It was promised by the Minister for Education that a College will be opened there and it was also promised by the ex-Minister for Education. I think it has been a breach of faith with me. Let him explain.

Minister for Education : I don't think there is any breach of faith. When your turn comes you will get a College. We have not gone back on it. The College will be opened when we have funds and you have the proper site on which to erect this college.

Mr. Taj Muhammad Khanzada: Aren't these colleges opened where the density of population is very high? Malik Sahib, is it not a breach of faith?

Mr. Speaker : There is no breach of faith. He has said that he sticks to his promise.

ایسی تحاریک میں سب سے پہلے میں یہ دیکھتا ہوں کہ اس میں واقعہ کولنیا ہوا ہے ۔ اس کے بعد میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ واقعہ حالیہ ہے یا نہیں ہے تو

میں اس طرح ان کا تجزیہ کرتا ہوں ۔ سید قابش الوری ! تحریک التواء کار نمبر 181 ۔

پنجاب یونیورسٹی کے بی ۔ اے اور ایم ۔ اے کے امتحانات کے انعقاد اور ان کے اجرا میں غیر معمولی تاخیر

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام بی اے اور ایم اے کے امتحانات کے انعقاد اور ان کے نتائج کے اجرا میں غیر معمولی تاخیر ہوئی ہے ۔ یہ تاخیر بعض صورتوں میں چودہ ماہ سے تجاوز کر گئی ہے ۔ 1973ء کے ایم اے کے سالانہ امتحانات 1974ء میں ہوئے نتیجہ دسمبر 1974ء میں نکلا ۔ مگر جن امیدواروں کی کمپارٹمنٹ تھی ان کے لیے روایت کے خلاف علیحدہ ضمنی امتحان کا اہتمام نہ کیا گیا اور 1974ء کے ایم اے کے امتحانات جب اگست 1975ء میں ہوئے تو 1973ء کا ضمنی امتحان لیا گیا ۔ پھر 1975ء کے بی اے اور ایم اے کے سالانہ اور ضمنی امتحانات کے نتائج ابھی تک جاری نہیں کیے گئے جس سے ہزار ہا طلباء اور طالبات کے قیمتی وقت اور سرمائے کا ضیاع ہو رہا ہے اور ان میں احتجاج و اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

جناب والا ۔ امتحان لیٹ ہونے کی وجہ سے نتیجہ 14 مہینے لیٹ ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر تعلیم ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ۔ میں نے آج ہی یونیورسٹی کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ جتنی جلدی ہو سکے نتائج کا اعلان کیا جائے ۔ اس میں بھی یہ مشکل اس لیے پیش آئی کہ یونیورسٹی کے ملازمین کی یونین نے ہڑتال کر دی تھی اور ہنگامے ہوتے رہے جن کے لیے ہم سب شرمسار ہیں ۔ ان باتوں کو جو اس یونین نے مطالبات کی صورت میں پیش کی تھیں ان پر کنٹرول کرنے کے بعد ہم نے یونیورسٹی کی توجہ اس طرف

مبذول کرائی ہے ۔ اب وہ یہ نتائج تیار کر رہے ہیں اور یہ جلد ہی شائع کر دیے جائیں گے ۔

Mr. Speaker : And all these delays will be rectified in due course of time.

Minister for Education : Very shortly.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ملک غلام نبی بڑے قابل احترام وزیر تعلیم ہیں لیکن انہوں نے ان تحاریک التوا کا کبھی پورا مطالعہ نہیں فرمایا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب آپ کی اس ایوان میں بڑی contributions ہیں ۔ آپ نے پہلے کبھی اس قسم کے ریمارکس نہیں دیے اور اب بھی اس قسم کے ریمارکس نہیں ہونے چاہئیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اگر انہوں نے مطالعہ فرمایا ہوتا تو یقیناً وہ اس انداز میں اس کا جواب نہ فرماتے ۔ میں نے کہا ہے کہ 1973ء کے سالانہ امتحانات 1974ء میں ہوئے اور 1974ء میں جن کی کمپارٹمنٹ آئی انہیں 1975ء میں ضمنی امتحان دینے کی اجازت دی گئی ۔ اصل میں انہیں یہ امتحان 1973ء میں دینا تھا لیکن انہیں یہ کہا گیا کہ وہ یہ امتحان 1975ء میں دے دیں اور اس امتحان کا نتیجہ بھی آج تک نہیں نکلا حالانکہ تین سال ہو گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے

Such delays will be rectified in a very short time.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انہوں نے ہنگاموں کا ذکر کیا ہے لیکن پورے تین سال تو ہنگامے نہیں ہوتے رہے ۔

وزیر تعلیم ۔ آپ چند روز اور انتظار کر لیں ۔ اگر نتیجے شائع نہ ہوئے تو جیسے آپ کہیں گے ہم کر لیں گے ۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے 73-74-75 کا تو ذکر کیا ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ کتنے طالب علم تھے ۔ اگر آپ نے یہ بتایا ہوتا کہ کل کتنے طالب علم ہیں جن کی کمپارٹمنٹ آئی ہے تو میں زیادہ بہتر جواب دے سکتا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ کی یہ سب باتیں بجا ہیں لیکن جو امتحان 1975ء کے آخر میں ہوا ہے اس کے نتائج بھی ابھی تک نہیں نکلے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ بہت جلد نکلیں گے اور delay کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ it will be rectified shortly. اگر آپ کوئی assurance چاہتے ہیں تو یہ بڑی comprehensive assurance ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہاں تو ابھی تک "بہت جلد" کا بھی تعین نہیں ہوا ۔

وزیر تعلیم ۔ اگر حالات اچھے ہوئے تو یہ کام جلدی ہو جائے گا اور اگر خراب ہو گئے تو میں کیا کر سکتا ہوں ۔ یہ تو آپ پر منحصر ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جب موجودہ وزیر تعلیم بات کرتے ہیں تو ہمیں شیخ مسعود صادق کی یاد تازہ ہو جاتی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ وہ بھی تو میرے بھائی تھے ۔

Mr Speaker : In view of the assurance extended by the Minister for Education that steps will be taken shortly in the matter, this motion is not pressed. Now we go on to the next item.

راجہ جمیل اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں ذاتی وضاحت کے سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ خیر تو ہے ؟

راجہ جمیل اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں کل کی "نوائے وقت" کی خبر کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جس میں جناب حنیف رامے نے یہ خبر لگوائی ہے اور زیب داستان کے لیے بڑھا چڑھا کر لکھا ہے تو میں اس کی حقیقت بیان کرنی چاہتا ہوں ۔ اس میں لکھا ہے کہ مسلم لیگ کے ورکروں نے میرا گھیراؤ کیا ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پیپلز پارٹی میں شامل ہونے کے بعد اور پہلے بھی ایک نہیں ، درجن نہیں بلکہ لاہور کے سینکڑوں ورکرز میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے نوٹس بھی بھیجا ہوا ہے پیر پگاڑا کو کہ ان کا احتساب کیا جائے کیونکہ وہ اس شرط پر آئے تھے کہ پارٹی کی قیادت قبول کریں گے

اور پارٹی کا دستور قبول کریں گے ۔ جن ورکروں کا اخبار میں ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کوئی بھی مسلم لیگ کا ورکر نہ تھا بلکہ وہ ان کے تنخواہ دار تھے ۔ "نوائے وقت" نے لکھا ہے کہ میں ان سے ملنے گیا تھا ، میں گیا ضرور تھا لیکن ان سے ملنے نہیں گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ صاحب بات یہ ہے کہ جب کوئی واقعہ ایوان سے باہر ہوتا ہے اگر تو اس سے آپ کا استحقاق مجروح ہو یا اس ایوان کا وقار مجروح ہو تو اس واقعہ کو یہاں بیان کیا جاتا ہے باقی جو سیاست کی بات ہے کہ کسی نے اخبار میں خبر لگوا دی کہ آپ کا گھیراؤ کیا گیا تو آپ نے کہہ دیا ہے کہ نہیں کیا گیا ۔

راجہ جمیل اللہ خان ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کہا گیا کہ میں حنیف رامے صاحب کو ملنے کے لیے گیا ہوں ۔ ۔ ۔

چوھدری طالب حسین ۔ ہمارے بارے میں بھی تو اخباروں میں آتا رہتا ہے ۔ہم نے تو کبھی نہیں کہا ۔

Has something been said in the House ? On what point he is rising ?

راجہ جمیل اللہ خان ۔ انہوں نے خبر لگوائی ہے کہ انہوں نے میرا گھیراؤ کیا تھا ۔

چوھدری طالب حسین ۔ خبریں تو پھر ہمارے متعلق بھی لگائی جاتی ہیں ۔ اگر اس طرح وضاحت کرنے کی اجازت دی گئی تو بڑی اچھی بات ہے ۔ ہم پھر روز وضاحتیں کیا کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بات یہ ہے کہ کوئی واقعہ جو اس ایوان سے باہر ہوتا ہے ۔ جب تک اس کا اس ایوان سے تعلق ظاہر نہ کیا جا سکے ، اس کو کس طرح یہاں پیش کیا جا سکتا ہے ؟

راجہ جمیل اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اتنے بڑے سینیٹر ہو کر اتنا بڑا جھوٹ بولیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ بات تو پھر سینیٹ میں ہی کی جا سکتی ہے ۔ یہاں صوبائی اسمبلی میں تو نہیں کی جا سکتی ۔

راجہ جمیل اللہ خان ۔ حالانکہ میں ان سے ملنے کے لیے گیا تو انہوں نے یہ کہا کہ کمرے میں چلو ۔ میں بے غیرت نہیں ہوں ۔ ۔ ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جھوٹ کی بات نہیں ۔ جھوٹ تو پھر بڑے بڑے بول رہے ہیں ۔

Would you like to have their names.

سٹر تاج محمد خان زادہ ۔ کیا حنیف رامے صاحب کو ملنے کی کوئی ممانعت ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات نہیں ۔

راجہ جمیل اللہ خان ۔ انہوں نے دو کرائے کے آدمی بھیجے تھے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک واقعہ جو اس ایوان سے باہر ہوتا ہے ۔ جس کا اس ایوان سے تعلق نہ ہو تو وہ یہاں پیش نہیں ہو سکتا "دی پنجاب پبلک سروس کمشن ایگزامینشن ریفارمز بل" کون پیش کر رہے ہیں ؟

مسٹر رؤف طاہر ۔ وہ پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں ۔ تو یہ ان کی اپنی مرضی ہے ۔ اس کے بعد مسلم لیگ کے دفتر میں جا کر ذاتی طور پر یقین دہانی کرانے کی کیا ضرورت ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب پبلک سروس کمشن ایگزامینیشن ریفارمز بل ۔ ۔ ۔ ۔

راجہ جمیل اللہ خان ۔ انہوں نے ایک نکتہ اٹھایا ہے ۔ میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں ۔

Mr. Speaker : I have not taken notice of that.

مسودہ قانون

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

مسودہ قانون (اصلاحات امتحانات) پبلک سروس کمیشن پنجاب مصدرہ 1975ء

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب پبلک سروس کمیشن ایگزامینیشن

ریفارمز بل 1975ء (مسودہ قانون (اصلاحات امتحانات) پبلک سروس کمیشن پنجاب مصدرہ 1975ء) (مسودہ قانون نمبر 77 بابت 1975ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب پبلک سروس کمیشن ایگزامینیشن ریفارمز بل 1975ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standisng Committee. The report to come within 15 days.

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر اب میں قانون سازی کا کام روک کر علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی تحریک استحقاق لیتا ہوں ۔ علامہ صاحب اپنی تحریک استحقاق پڑھیے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میرے پاس تو نہیں ۔ جناب کے پاس ہو تو ایسے ریفر کر دیجیے ۔

ڈاکٹر زبیر ۔ سروسز ہسپتال کی طرف سے ادویات کا فراہم نہ کرنا

مسٹر سپیکر ۔ میں پڑھ کر ریفر کر دیتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل واضح مسئلے کو جو اس اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 20 دسمبر 1975ء کو میں نے سروسز ہسپتال میں ٹیلیفون کیا جو ڈاکٹر زبیر نے سنا ۔ میں نے انہیں بتلایا کہ مجھے اپنے لیے تھایامائسین کمپاؤنڈ کیپسولز کی ضرورت ہے ۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں یہ دوائیاں جاری کرتا ہوں آپ آدمی بھیج کر منگوا لیں ۔ میں نے مسٹر اسلم ڈسپنسر سروسز ہسپتال کو ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس دوائی مذکور لینے کے لیے بھجوایا تو ڈاکٹر مذکور نے دوائی دینے سے انکار کر دیا اور مجھے یہ دوائی بازار سے خریدنی پڑی ، جب کہ قانوناً میں اپنے علاج کے لیے ہسپتال مذکور سے ادویات لینے کا مجاز ہوں ۔ ڈاکٹر صاحب مذکور کے اس امر سے میرے حقوق کی پامالی ہوئی ہے ۔

آپ assert کر رہے ہیں کہ اسے مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ اس تحریک استحقاق کو مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

It is referred to the Privileges Committee. The report to come by 31st of January, 1976.

There shall be a short break of 20 minutes. We shall re-assemble at 5.25 p.m.

(The House then adjourned)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسودات قانون

دی پنجاب ویلفیئر (اینڈ میرز الٹر لیشنل سسٹم الفورسمنٹ) بل 1975

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ گذشتہ sitting میں میں یہ عرض کر رہا تھا ۔ میں نے درخواست کی تھی ۔ اور یہ مطالبہ کیا تھا کہ موجودہ قانون جو کہ نافذ کیا جا رہا ہے ۔ اس کا 89 فیصدی غیر تعلیم یافتہ آبادی پر برا اثر پڑے گا ۔ میری یہ درخواست کرنے کا مطلب یہ نہ تھا کہ آپ اس کو نافذ نہ کریں ۔ بلکہ میں نے تائید کی تھی کہ وقت کی ضرورت کے مطابق قانون کا نفاذ ضروری ہے ۔ مگر اس کے نفاذ کے بارے میں نرمی برتنا انتہائی لازمی ہے ۔ اور جو جو سزائیں آپ نے اس میں تجویز کی ہیں ۔ وہ سزائیں کسی شکل میں بھی اس قانون کی implementation میں فائدہ نہیں پہنچائیں گی ۔ بلکہ ایک بحران کی صورت پیدا کریں گی ۔ اور عوام میں ایک اضطراب کی کیفیت طاری ہو جائے گی ۔ جناب والا ۔ اس لیے میں نے یہ عرض کیا تھا کہ

کسی سے اگر کوئی نا دانستہ غلطی ہو جائے ۔ یا دانستہ بھی ہو جائے تو پہلی بار اس کے لیے کم سے کم سزا تجویز کریں ۔ کیونکہ بہت سی غلطیاں نا دانستہ اور نہ سمجھنے کی بنا پر ہوں گی ۔ اور اس کا ثبوت اس امر سے دیتا ہوں کہ جس قانون کی implementation کو خود حکومت وقت بھی نہیں سمجھ سکی ہے ۔ وہ بھی صحیح decimal system قائم نہیں کر سکی ہے ۔ تو آپ کیا توقع رکھتے ہیں ۔ کہ اس صوبے کے غریب ان پڑھ عوام وہ اسی لئے حساب اور نئے نظام سے کس طرح واقف ہوں گے ۔ جناب والا ۔ میں اس ایوان میں حکومت کی طرف سے جاری کردہ ایک اشتہار پیش کرتا ہوں ۔ جو کہ اس تاریخ کے بعد کا جاری کردہ ہے ۔ جب کہ میں نے ان خدشات کا اظہار کیا تھا ۔ محکمہ صنعت کی طرف سے کل کی تاریخ کا جاری شدہ اشتہار ہے جس میں عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ نئے اوزان کا نظام آپ کے لیے قطعاً غیر مفید نہیں ہے ۔ اور اس کے ذریعہ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ۔

Mr. Speaker : Let us not discuss the priciples.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی ہاں جناب والا ۔ میں یہی کہہ رہا تھا کہ عوام اس کو سمجھ نہیں سکے ہیں ۔ اس کی سزاؤں کے بارے میں آپ نرمی برتیں ۔ یہی میں عرض کر رہا ہوں کہ جب تک حکومت خود نہیں سمجھ سکی ہے ۔ اور وہ خود اشتہارات میں دے رہی ہے کہ آپ کی قمیض کے لیے تین گز کپڑا درکار ہے اور جب یہ نظام نافذ ہو جائے گا ۔ تو آپ کی قمیض کے لیے ہونے تین میٹر کپڑا درکار ہوگا ۔ اور آگے پھر وہ اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ جو کپڑا دس روپے گز آتا ہے تو تین گز کی قیمت 30 روپے ہوتی ہے اور پھر وہی کپڑا جب میٹر کے حساب سے دیا جائے گا تو وہ ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Come to the Clause .....Haji Sahib

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں کلاز پر ہی آ رہا ہوں کہ جو offences آپ نے رکھی ہیں ۔ لوگ نا حق سزا پائیں گے ۔ وہ سمجھ نہ سکیں گے جن کو حکومت بھی نہیں سمجھ سکی ہے ۔ جیسے وہ خود لکھ رہے ہیں ۔ کہ 10 روپے گز کا کپڑا 16 روپے میٹر بکے گا ۔ اور اس قیمت 11 روپے میٹر کے حساب سے ہونے تین میٹر کی قیمت اشتہار میں 30 روپے دے رہے

ہیں ۔ جب وہ سوا تیس روپے بنتی ہے ۔ یعنی آپ کے پہلے اشتہار کے مطابق جو کہ اس قانون کے نفاذ کے وقت آپ جاری کر رہے ہیں ۔ اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ بھی نہیں سمجھ سکے ہیں ۔ اور عوام بھی نہیں سمجھ سکے ہیں ۔ اور پھر جب صحیح calculation کی جائے ۔ تو عوام کو اس سے خسارہ ہوگا ۔ کسی نئی چیز کے اپنانے سے خسارہ تو ہوتا ہے ۔ مگر اس کو اپنانے کے لیے تعزیر کی بہ انتہائی کوشش کی جائے کہ اول تو وہ ہونی نہیں چاہیے ۔ اور اخلاق پہلو زیادہ ہوں ۔ اگر تعزیر ہم نے کرنی ہے ۔ تو کم سے کم کر لیں ۔ اس حد تک کم کریں ۔ جس حد تک عوام قبول کر سکیں ۔ اور جو ان کے لیے نقصان دہ نہ ہو ۔

جناب والا ۔ اس قانون کی شق 15 کے بارے میں عرض ہے کہ میں اس کے contents سے مکمل اتفاق کرتا ہوں ۔ اس کی وہ تعریف نہیں ہے جو کہ آپ نے فرمائی تھی ۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہی ہو اور میں غلط سمجھا ہوں جس چیز سے میں اتفاق کر رہا ہوں ۔ اگر اس کی واقعی interpretation یہی ہے کہ کسی شخص کو کسی شہر میں اس امر کی اجازت نہ ہو کہ وہ مقرر کردہ سٹینڈرڈ سے زیادہ contracts کے ذریعہ وصول کرے ۔ ہمارے دیہاتوں میں جناب والا ۔ یہ عام رواج ہے کہ وہاں جب کوئی contracts کرتے ہیں سودا ہم من کا کرتے ہیں ۔ اور جب تولتے ہیں تو 42 سیر لیتے ہیں ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : This is exactly whta I said.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں یہی عرض کر رہا تھا کہ اگر مقصد اور interpretation یہ ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلاز نہایت ضروری ہے اور بہتر ہے ۔ یہ حیرانی کی بات ہے جناب والا ۔ کہ جن جرائم کے بارے میں رعایت کی ضرورت ہے وہاں ضرور سختی برتی جاتی ہے اور جہاں سختی کی ضرورت ہے ۔ جو جرائم پہلے اس صوبے میں عام ہیں جو کہ موذی مرض کی شکل اختیار کر چکے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Let us restrict ourselves to the present clause.

آپ اس کو generalize نہ کریں ۔

That stage has passed long ago.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ایسے جرائم کے لیے جو موذی مرض کی

شکل اختیار کر چکے ہیں ۔ ان کے لیے سزا زیادہ تجویز کریں ۔ جب کہ انہوں نے اس جرم کی سزا صرف 1500 روپے رکھی ہے اور اس میں قید وغیرہ کی کوئی سزا نہیں ہے ۔ اس مرض کو اگر آپ نے ختم کرنا ہے ۔ اور اگر آج آپ چاہتے ہیں کہ مرض ختم ہو ۔ اور صحیح معنوں میں اس کا سدباب آپ کرنا چاہتے ہیں ۔ تو پھر آپ اس کے لیے تعزیری سزائیں تجویز کریں ۔ تاکہ لوگوں کو ڈر رہے ۔ اور وہ غریب کسان اور ان غریب لوگوں کو جن کو آڑھتی اور کاروباری لوگ لوٹتے ہیں اور وہ ایک من کا ان سے سودا کرتے ہیں ۔ اور ان سے لوٹ کھسوٹ کر ایک من کے بدلے 42 سیر لیتے ہیں ۔ ان کا تدارک ہو سکے ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ اس سزا میں نرمی کی طرف توجہ کی جائے اور کلاز نمبر 15 کی سزا میں سختی کی طرف توجہ کی جائے تاکہ یہ جرم ختم ہو سکے ۔

جناب والا ۔ کلاز نمبر 16 کی طرف میں ان کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ جہاں تک اس کو جرم قرار دینے کا سوال ہے کہ کوئی بھی شخص اگر کسی قسم کے کاروبار میں جانچ پڑتال کئے ہوئے اوزان استعمال نہیں کرتا تو اس کو سزا لازمی دی جائے اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے اور کسی قیمت پر ۔ ۔ ۔

> Clause 6 (1) No commercial weight or measure or weighing instrument or measuring instrument shall be sold, delivered, used or possessed for use in any transaction of trade or commerce unless it has been verified and stamped in the prescribed manner.

اس کے لیے جناب والا ۔ اگر اتنا تجویز کر دیا جاتا جو پہلی شق میں ہے تو اس سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں تھا ۔ یہ بالکل درست ہے مگر جو proviso اس میں add کر دی گئی ہے ۔ اس proviso کے تحت کوئی بھی شخص unverified اور unstamped قسم کے اوزان سے کاروبار کر سکتا ہے بشرطیکہ حکومت اس کو اجازت دیدے میں نہیں سمجھتا کہ حکومت کو کس طرح یہ اختیار حاصل ہو سکتا ہے یا کوئی قانون ایسا بن سکتا ہے کہ لاقانونیت کی اجازت دے دی جائے یا کسی قانون میں یہ provide کر دیا جائے کہ کوئی شخص جو قتل کرے گا تو وہ موت کی سزا کا مستوجب ہوگا بشرطیکہ وہ حکومت کے ایما پر قتل کرے تو اسے کوئی سزا نہ ہو گی ۔ یہ تو کوئی ایسی

بات نہیں ہے ۔ اس میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک assumption آ جاتی ہے کہ کورٹ کی طرف سے یا executor کی طرف سے ان پر ہوتا ہے مگر ان کو اجازت نہیں لینی پڑتی بلکہ ان کو قانون اجازت دیتا ہے قانون کے اندر یہ proviso ہے یہاں تو حکومت کے لیے رکھ دیا گیا ہے کہ حکومت اگر چاہے تو اس قسم کے اوزان کو جو اس قانون کے مطابق نہ ہوں جو سٹیمپڈ نہ ہوں اور جو verified نہ ہوں ان کو کسی خاص ایریا یا کسی خاص مقام یا کسی خاص جگہ کے لیے اجازت دے سکتا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ پنجاب میں کوئی ایسا خطہ ہو یا کوئی ایسی جگہ ہو جہاں کوئی بھی ذی شعور شہری اس چیز کو برداشت کر سکے کہ وہاں پر آپ لاقانونیت کی اجازت دے دیں اور باقی جگہوں پر اس قانون کو نافذ کریں ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ یہ proviso قطعی طور پر غیر ضروری ہے اور اس proviso کو ہر قیمت پر حذف کر دینا چاہئے ۔ جہاں تک سب کلاز نمبر 1 کا تعلق ہے وہ اس لحاظ سے جامع اور درست ہے اس لیے مجھے اس سے اتفاق ہے اور میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ اس امر سے بھی کوئی کلام نہیں ہے اور اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جہاں اس قسم کے غلط میزانوں کے ساتھ غلط کاروبار کیا جا رہا ہو یا پڑے ہوں وہاں آپ ان کا چالان کریں ان کے خلاف کارروائی کریں انہیں سزا دیں ۔ مگر جہاں آپ نے شق (بی) سب کلاز (2) میں جو رکھا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی مہذب معاشرہ کے لیے درست نہیں ہے بالخصوص جب ایجنسی کے بارے میں بھی آپ کو علم ہے ۔ اپنے ملازمین کے بارے میں بھی جانتے ہیں کہ اس قانون کا جس طریقہ سے استعمال ہوتا رہا ہے یا ہوگا ۔ اس سے آپ بے خبر نہیں ہیں ۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ صرف یہ لکھ دینے سے کہ on behalf of trader یعنی کسی تاجر کا کوئی ملازم ۔ کوئی ایمپلائی وہ اگر غلط قسم کے میزانوں سے کاروبار کرتا ہوا پکڑا جائے یا وہ اس کے پاس موجود ہوں تو اس کی سزا بھی اس تاجر کو دی جائے اور پھر یہ لکھ دیا گیا ہے کہ وہ خود ہی ثابت کرتا رہے یا پھر اس کے توسل سے ہو ۔ قانون کو اگر آپ نے موثر بنانا ہے تو ایمپلائز کی responsibility دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ سیدھے سادھے الفاظ میں لکھئے تا کہ وہ نوکر وہ ملازم جس کو آپ گنجائش دے رہے ہیں

اس کو بھی یہ پتا ہو کہ اگر غلط قسم کے میزانوں سے میں کسی کے کہنے پر چاہے اپنے تاجر کے کہنے پر کاروبار کروں چاہے اپنے ملک کے کہنے پر کروں تو میں ہی سزا وار ہوں گا ۔ مجھ کو ہی سزا ہو گی ۔ تو وہ انکار کر دے کہ صاحب میں ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں ۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ یہ جزو (بی) جو ہے یہ بھی قطعی طور پر frivolous ہے اور اس سے موجودہ قسم کی corruption بھی بڑھے گی اور غلط طریقہ سے ناحق طریقہ سے لوگوں کو پریشان کیا جائے گا اور جن کے عام میں بھی کوئی چیز نہیں ہو وہ ناحق پریشان اور ذلیل ہوتے پھرتے ہیں ۔ پہلے ان کے چالان ہو جاتے ہیں ۔ بعد میں وہ ثابت کرتے پھرتے ہیں کہ میرا یہ ارادہ نہیں تھا تو جناب والا ۔ اس کے بارے میں بھی میں کہوں گا کہ یہ نہایت ہی بہتر قانون بنائیں تاکہ لوگ اس سے خوف محسوس نہ کریں بلکہ اسے اپنے لیے ایک اچھا نظام اور قانون سمجھیں ۔

جناب والا ۔ ضمن 17 میں انہوں نے ان میزانوں کے بنانے ۔ مرمت کرنے اور فروخت کرنے کے لیے لائسنس جاری کرنے کا اختیار حاصل کیا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کیونکہ اگر لائسنس جاری نہیں کئے گئے تو اس کے دو قسم کے اہتمام ہوتے ہیں ایک تو مثال کے طور پر صوبہ کے پانچ لاکھ میزانوں کی یا اس قسم کے آلات کی ضرورت ہے ۔ جناب والا ۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میں غلطی سے آلات کہہ گیا ہوں وہ ذرا وزیر صاحب allergic ہو جاتے ہیں تو جناب والا ۔ اس کے لیے اگر یہ کھلی چھٹی دے دی جائے اور لائسنس جاری نہ کئے جائیں تو اس سے بہت زیادہ نقصانات پہنچ سکتے ہیں اور اس سے ایک اچھا خاصا میٹیریل بالخصوص دھات کا میٹیریل ۔ لوہے کا میٹیریل جس کی پہلے ہی ہمارے پاس قلت ہے اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے اور اس کی ریگولیشن بھی صحیح طریقہ سے نہیں ہو سکتی مگر بنانے کی حد تک ۔ مینوفیکچرنگ کی حد تک اس کا اگر لائسنس رکھیں تو اس کے لیے کوئی قباحت نہیں ہے ۔ وہ بہتر ہے اور میں پورے طور پر اس کی تائید اور اس سے اتفاق کرنے کے لیے تیار ہوں ۔ مگر یہاں تو مرمت پر لائسنس ہے اور فروخت پر بھی لائسنس ہے اور یہ آپ کو پتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں بھی لوگوں نے انہیں بیچنا ہے ۔ ہر شخص نے آ کر بڑھی بان نے آ کر اور چھوٹے چھوٹے کاروباری آدمیوں نے آ کر ہر ایک آپ کے لائسنس یافتہ ڈیلروں سے تو نہیں

خرید کرنے یہ تو ہمیشہ ہوتا آیا ہے اس طریقہ سے ہوتا آیا ہے کہ بنانے پر لائسنس ہوتا تھا پھر manufacturers اس کو بنا کر بازار میں بھیج دیا کرتے تھے اور وہ اس طرح بکا کرتے تھے جس طرح بکتے ہیں ۔ اگر نہیں ہوتا رہا ہے تو یہ چیز بالکل غلط ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ اچھی چیز تجویز کریں ۔ آپ کیوں مکھی پر مکھی مارنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ آپ ایک غلطی کو دھرانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ آپ کو چاہیے کہ اس غلطی کی اصلاح کریں ۔ باٹ بنانے کے لیے آپ لائسنس جاری کریں اور اس کی فروخت یا اس کی مرمت پر شخص کے لیے آزاد چھوڑ دیں کیونکہ اس نے آپ کے لائسنس یافتہ mannfacturers سے لے کر جانا ہے اور پھر اس کے بعد اس کی کوئی قباحت تک نہ رہے ۔ اس پر تو باقاعدہ ٹھپہ بھی لگا ہوتا ہے اور اس کا نام بھی لکھا ہوتا ہے جس کو آپ لائسنس دینا ہے تو پھر یہ آپ کے لیے complications پیدا کرے گا اور اگر آپ کی نیت میں یہ نہیں ہوگا تو وہ جو آپ کے اس قانون کے executors ہیں نفاذ کرنے والے ہیں وہ اس سے قطعی طور پر غلط فائدہ اٹھائیں گے اور وہ ایک ۔ ایک دکاندار کا چالان کریں گے کہ یہ آپ بغیر لائسنس کے کیوں فروخت کر رہے ہیں جب کہ وہ آپ کے لائسنس یافتہ افراد سے ہی لے کر دیہاتوں ۔ گاؤں اور دوسری جگہوں پر جا کر یہی باٹ ۔ یہی ترازو یہی پیمانے فروخت کرے گا ۔ تو اس کے بارے میں بھی آپ توجہ دیں ۔ قانون بیشک آپ سخت سے سخت بنائیں مگر اس قدر بنائیں جو implement ہو سکے ۔ جس کا نفاذ ہو سکے ۔ قانون تو کئی بنے ہوئے ہیں مگر ان پر نفاذ نہیں ہو سکا اور وہ بیکار پڑے رہتے ہیں ۔ اس لیے جناب والا ۔ قانون صحیح اور جامع بنائیں اور اس کے لیے میں بھی آپ سے استدعا کروں گا کہ مہربانی کر کے اس میں آپ نے فروخت اور مرمت پر جو پابندیاں رکھی ہیں وہ آپ ختم کر دیں اور اس کے لیے میں پھر یہی عرض کروں گا کہ اس قسم کے مہلک جرائم کے کے لیے جن کے پہلے ہم لوگ عادی ہو چکے ہیں یا جن کا لوگ مدت سے ارتکاب کر رہے ہیں ان کے لیے سنگین سے سنگین تر سزائیں رکھیں باقی جو نئے قانون کے نفاذ کی نئی سزائیں ہیں ان میں تخفیف کی صورت پیدا کی جائے ۔ پہلی ۔ دوسری اور تیسری بار اس سزا کے بارے میں بھی میں آپ سے یہی گزارش کروں گا ۔

جناب والا ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر میرے فاضل وزیر قانون معمولی سی توجہ اب بھی فرمائیں یا پہلے فرماتے تو وہ یقینی طور پر اس سے اتفاق کرتے کہ یہ قانون جامع نہیں ہے ضمن 18 کو جناب والا ۔ دیکھ لیا جائے اس میں انہوں نے یہ provide کیا ہے کہ sealed قسم کے جو پیکٹس ہوں گے ڈبے ہوں گے ان پر لازمی ہے کہ وہ net weight کی مہر لگا کر دے ۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۔ بالکل جائز ہے بلکہ درست ہے ۔ اس سے ہمیں بالکل اتفاق ہے مگر یہ پابندی آپ بنانے والے پر لگائیں ۔ بنانے والے کو اس چیز کی سزا دیں جس نے وہ ڈبہ اپنی فیکٹری سے unsealed باہر بھیجا ہے کیونکہ سیلڈ کی حد تک تو ہر شخص دیکھ سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ مجھے بتائیں کہ چھوٹے چھوٹے کاروباری آدمی اور وہ لوگ جو الف ۔ ب ۔ تک نہیں پڑھ سکتے اور وہ اپنا نان شبینہ روز مرہ کی اس روزی سے اور کاروبار سے حاصل کرتے ہیں اور یہ sealed قسم کے پیکٹس اپنی دکانوں پر رکھ کر بیچتے ہیں اور جن کو پتہ نہیں اور جو پڑھ لکھ نہیں سکتے وہ پہلے تو جا کر کسی سے پڑھوائیں پہلے تو وہ تحقیق کریں کیونکہ ان پر آپ نے جرم رکھ دیا ہے یعنی گھی کا ڈبہ لیور برادرز بنائیں اور جرم کا ارتکاب فلاں فرد کرے ۔ وہ اس پر نٹ ویٹ درج نہ کریں اور سب سے پہلے تو وہ چھابڑی والا پکڑا جائے وہ کریانہ فروش پکڑا جائے جس کی دکان سے وہ ڈبہ فراہم ہوتا ہے ڈبہ پکڑا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد سلسلہ چلتا رہے گا کہ کہاں سے وہ ڈبہ آیا اور کس نے بیچا اور تب جا کر اس کا کوئی حل نکلے ۔ جناب والا ۔ خدا کے لیے دیکھیں ۔ یہ نہ سمجھیں کہ چلو بن جائے گا ۔ نہیں implement ہو گا تو کوئی بات نہیں ۔ یا وہ لوگ نرمی برت لیں گے وہ خود ہی یہ سمجھ لیں گے کہ اس کا قصور نہیں ہے اور وہ اسے چھوڑ دیں گے تو جناب والا ۔ میری یہی گزارش ہے کہ آپ قانون ہی بنائیں اور اس میں اختیارات کا تعین بھی کریں جس میں لوگوں کی سہولیات کو آپ پورے طور پر مد نظر رکھ کر اس قسم کی language رکھیں ۔ جناب والا ۔ میں اس میں عرض کروں گا کہ اس کلاز کے تحت اب بھی کوئی بری بات نہیں ہے ۔ ہمیشہ اچھی چیز جس وقت آئے اس کی درستگی کی جا سکتی ہے ۔ آپ اس میں مینوفیکچرر پر پابندی لگائیں لیکن اس غریب پر پابندی نہ لگائیں اور اس ان پڑھ پر پابندی نہ لگائیں لیکن جو بیچارہ پڑھ نہیں سکتا اور بیچارہ ناحق مارا جاتا ہے اس کے لیے

سزا بھی چھ مہینے یا جرمانہ پانچ ہزار روپے تک ہے ۔ کوئی تخصیص نہیں ہے کہ مینوفیکچرر جو ہیرا پھیری کرتا ہے اسے بھی اس طریقے سے چھ ماہ سزا اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ ہوگا اور وہ بیچارہ جو ایک ڈبہ بنائے وہ بھی اسی جرم کا ارتکاب کرے گا اور سزا بھگتے گا ۔ اس پر بھی چھ ماہ اور وہی پانچ ہزار روپیہ جرمانہ ہے ۔ اس لیے یہ کسی حالت میں بھی انصاف کے تقاضے پورا نہیں کرتا لہذا اس طرف بھی میں آپ کی توجہ دلاؤں گا ۔

جناب والا ۔ اب آپ کلاز 19 پر آ جائیے ۔ میں حیران ہوں کہ بھیڑ بکری گائے اونٹ سب کے لیے ایک بھاؤ ۔ forgery, counter-feiting of stamp اور اس کے ساتھ ساتھ اوزان کی معمولی کمی بیشی چاہے اوزان کے گھس جانے سے چاہے اس اوزان کے ٹوٹ جانے سے ہو جائے ۔ چاہے دانستہ یا نادانستہ کسی وجہ سے ہو جائے ۔ سب برابر کے جرم کے مرتکب ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں اس error کی پروویژن بھی رکھی ہوئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ وہ کہاں ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ وہ آگے ایک کلاز میں آئے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کونسی ہے ۔ میں ابھی دیکھ لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ margin of error کے سلسلے میں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ margin of error اور بات ہے ۔ جناب والا ۔ میں جو عرض کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ مثال کے طور پر باٹ گھس جاتا ہے تو اس میں وہ دیکھ لیں گے ۔ اور جو گھسائی کی کمی یا بیشی ہے وہ اور بات ہے ۔ یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ ایک آدمی جعل سازی کا ارتکاب کرتا ہے جو اکثر ہوتا رہتا ہے ۔ یہ مرض عام ہو گیا ہے ۔ اس جعل ساز کو بھی وہی سزا اور جو آپ کی سٹیمپ کو counter-fiet کرتا ہے جو forgery کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ جس کے decreasing کے بھی کوئی شائبے پائے جائیں اور اسی میزان میں چاہے یہ چیزیں جس وجہ سے بھی ہوئیں لیکن میں کہتا ہوں کہ جو سزا آپ نے تجویز کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں ۔ مگر یہ سزا اسے دینی چاہیے جس کے پیمانے کم و بیش ثابت ہوں ۔ جو

forgery کرے counter-feiting of stamp کرے ۔ جو اس قسم کے مہلک جرم کا ارتکاب کرے اس کے لیے سنگین سے سنگین سزا تجویز کریں ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ان کے تحت آپ کے حصے ہیں یا آپ کو پہلے سے علم ہے کہ کون لوگ جرم کریں گے ۔ آپ جرم کو دیکھ کر ۔ جرم کی نوعیت کو دیکھ کر سزا تجویز کریں ۔ تاکہ اس کا صحیح حل ہو سکے اور موثر ہو سکے ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ کلاز 19 کے تحت آپ نے جو دو سال کی سزا اور دس ہزار روپے تک جرمانہ رکھا ہے یہ صرف ان لوگوں کے لیے رکھیں جو میزان میں کمی بیشی کریں ۔ forgery کریں counter-feiting کریں ۔ ان کے لیے تو آپ کم از کم دس سال رکھیں اور زیادہ سے زیادہ موت کی سزا رکھیں تاکہ اس قسم کے جرائم کا قلع قمع ہو سکے ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم اس چیز کے خلاف ہیں بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی قانون اس وقت تک موثر نہیں ہو سکتا جب تک اس میں جائز قسم کی تجویز نہ رکھی جائے ۔ مگر وہ ہر لحاظ سے جائز ہونی چاہیے اور کمی کی صورت میں بھی اور بیشی کی صورت میں بھی جرم کے مطابق ہونی چاہیے کہ یہ جرم کتنی سزا کا مستوجب ہے اور اس جرم کے لیے کیا سزا ہونی چاہیے ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس طرف بھی آپ توجہ فرمائیں ۔

جناب والا ۔ کلاز 20 میں ایک بڑا پرانا لفظ چلا آ رہا ہے ۔

whoever knowingly uses, sells disposes of or exposes for sale any weight or measure... ...

میں نہیں سمجھتا کہ ایسا کونسا آپ کے پاس پیمانہ آ گیا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ چیزیں کبھی بھی صحیح ثابت نہیں ہوئیں ۔ ان کا ہمیشہ غلط استعمال ہوتا رہا ہے چاہے وہ یہ دانستہ کر رہا ہے یا نادانستہ کر رہا ہے اور پھر اس کا اختیار کس کو ہے ؟ بیشک آپ اس قسم کی پرویژن رکھیں مگر ان کے لیے جو instructions جاری کریں جو ہدایات جاری کریں ان میں آپ اپنی اس انتظامیہ کو اس امر کی خاص طور پر ہدایت کر دیں کہ اس قانون کے تحت ہر حالت میں چالان کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ وہ خود ہی موقع پر اس ہر چیز کا اندازہ لگائیں اور انکوائری کریں کہ یہ جرم کا ارتکاب دانستہ یا نا دانستہ کر رہا ہے یا knowingly یا unknowingly کر رہا ہے اس کا تصفیہ انتظامیہ ہی موقع پر کرے تاکہ وہ بیچارے دھکے نہ کھاتے پھریں ۔ اور ہمیشہ ہوتا یہ ہے کہ

وہ تو اپنے چالان کر کے چلے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عدالت میں جاؤ اور ثابت کرو کہ آپ کا جرم بنتا ہے یا نہیں ۔ تو ان چیزوں سے بہرحال ہمیں ہر قیمت پر پرہیز کرنا چاہیے ۔

جناب والا ۔ اب آخر میں آپ کلاز 21 پر آ جائیں ۔ جس میں آپ نے body corporate uncorporate اور فرمز وغیرہ کے بارے میں یہ تجویز کیا ہے کہ ان کی طرف سے کسی قسم کے جرم کا ارتکاب ہو تو اس کی سزا کس کو اور کس طرح دی جائے ۔ آپ جانتے ہیں کہ بڑی بڑی فرمیں ہیں بڑے بڑے ادارے ہیں ۔ کس کا جرم ہے یا کس کا جرم نہیں ہے تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس discretion کو ختم کریں اور ایک سیدھا سا پیمانہ رکھیں ۔ میں چاہے جرم کا ارتکاب آپ کے کہنے پر کرتا ہوں چاہے جرم کا ارتکاب اپنی مرضی سے کرتا ہوں مجھے ہر قیمت پر سزا ملنی چاہیے ۔ کیونکہ جب میں بالغ ہوں عاقل ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جرم ہے یہ کام مجھے نہیں کرنا چاہیے پھر اس چیز کا مطلب کیا کہ جناب یہ فلاں کے کہنے پر کیا گیا ہے لہذا اس کو بھی شامل کرو یا فلاں کے کہنے پر نہیں کیا گیا تب بھی اس کو شامل کرو ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ چاہتے ہیں کہ اس کو abetment کی سزا ملے اور substantive قانون کی سزا نہ ملے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس کا غلط استعمال ہوتا ہے ۔ جو اس جرم میں پکڑا جائے اس کو اس کی سزا دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک طرف تو آپ ابھی غریبوں سے بڑی ہمدردی کر رہے تھے اور دوسری طرف آپ نے غریبوں کی پٹائی شروع کر دی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں کہ نہ اسلام کا قانون اس امر کی اجازت دیتا ہے نہ دنیا کا کوئی قانون اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ غریب اگر امیر کے کہنے پر کسی جرم کا ارتکاب کرے تو وہ قابل معافی ہے اور اپنی دانست میں کرے تو وہ قابل معافی نہیں ہے ۔ جرم جس حالت میں سرزد ہو ۔ جس کے کہنے پر سرزد ہو وہ جرم ہی رہتا ہے ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم اس قانون کو practically دیکھ چکے ہیں یہ پہلی دفعہ نافذ نہیں ہو رہا ہے بلکہ پہلے بھی اس قسم کے قوانین اس صوبہ میں نافذ رہے ہیں ۔

اور وہ تو ویسے بھی بچ جاتے ہیں اور سب کچھ ہوتا رہتا ہے ۔ ملازمین کو ویسے بھی خوف نہیں آتا اور وہ سمجھتے ہیں کہ ٹھیک ہے وہ ہمارے ساتھ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ذمہ دار ہیں تم فکر نہ کرو ۔ تو یہ تمام حالات آپ ملازمین کے ذہن نشین کرا دیں کہ چاہے جس کے کہنے پر بھی آپ جرم کریں گے جرم آپ کا ہی بنے گا ۔ اور سزا آپ کو ہی ملے گی ۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ میری ان معروضات کے پیش نظر مجھے امید ہے کہ جناب وزیر قانون صاحب اور جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اگر صحیح معنوں میں اس نظام کو نافذ کرنا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ صوبے کے عوام اس نظام کو اپنائیں اس کو اپنا سمجھیں اور بین الاقوامی برادری میں اپنے آپ کو شریک تصور کریں تو پھر انہیں اس امر کا موقع دیں کہ وہ اس کو سمجھیں اور اس کی سزاؤں کے بارے میں اسی طریق پر نظر ثانی فرمائیں جس طریق پر میں نے گزارشات پیش کی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ لاء منسٹر صاحب ۔ آپ کچھ فرمائیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جی ہاں ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے حزب اختلاف کے دوستوں کی تقاریر کو بڑے غور سے سنا ہے ۔ چند دوستوں نے تقاریر میں جو اعتراضات اٹھائے تھے ان کا جواب تو آج ایک طرح سے حاجی محمد سیف اللہ خان دے چکے ہیں اور الزامات جناب سید تابش الوری صاحب نے اٹھائے تھے اور جن خیالات کا اظہار انہوں نے اپنی تقریر میں کیا تھا. اس سلسلے میں میرا اپنا دیانتداری سے یہ مؤقف ہے کہ انہوں نے غالباً اس قانون کی ان پرووِیژن کو صحیح طور پر نہیں سمجھا اور آج حاجی محمد سیف اللہ خان نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے وہ بھی اس طور پر صحیح اور درست نہیں ہیں جس طریقے پر قانون میں پرووِیژنز رکھی گئی ہیں ۔ مثلاً ایک اعتراض انہوں نے گزشتہ روز یہ اٹھایا تھا کہ حکومت اپنے طور پر یہ اختیار لینا چاہتی ہے کہ بعض kinds of goods کو وہ exempt کر دے بلکہ exemption جو ہونی چاہیے وہ صرف area-wise ہونی چاہیے اور خاص ٹریڈ کو exempt نہیں کیا جانا چاہیے ۔ میں صرف ان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت موجودہ قانون کو رائج کرنے کے لیے یہ چاہے کہ ایک صنعت جیسے پٹرول کی sale ہے اس کو سارے پنجاب میں ہم نے لاگو کرنا ہے تو اس کے لیے جو

میٹرز ہیں ممکن ہے وہ ایک دم تبدیل نہ کیے جا سکیں ۔ اس لیے بعض اوقات اور بعض حالات میں مختلف تجارت ہونے والی چیز کو ایکسپورٹ کرنے کے لیے نہایت ضروری ہے ۔ اور وہ خدشات جو دفعہ 15 کے تحت ہیں انہوں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ اس کے لیے سزا ہونی چاہیے ایک فائدہ دفعہ 15 سے یہ ہوگا کہ تمام null and void ہو جائیں گے ۔ بلکہ ہر وہ شخص جو اس قانون کی خلاف ورزی کرے گا اس کے لیے اس کے ساتھ ساتھ جرمانے تجویز کر دیے گئے ہیں ۔ انہیں پرویزو کے بارہ میں اعتراض ہے کہ حکومت کو اختیار نہیں ہونا چاہیے ۔ کسی قسم کے ویٹس کو جسے حکومت سمجھتی ہے کہ enforce ہوں گے کہ ان اوزان کو exempt کرے اس سلسلے میں ان کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے کچھ certified weights رکھے ہیں لیکن اگر حکومت محسوس کرے کہ وہ تصدیق شدہ اوزان جو دوسری حکومتوں نے پاکستان کے اندر certify کیے ہیں وہ درست ہیں تو ان کو exempt کرنے کے لیے حکومت کے پاس پروویژن ہونی چاہیے ۔ کچھ انٹرنیشنل ایجنسیاں جو اوزان بناتی ہیں اور ان کے اوزان بنانے کی شہرت درست ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کے پاس ایسے اختیارات ہونے چاہیں کہ وہ ایسے اوزان کو مستثنیٰ قرار دے سکے ۔

اس کے بعد اس بارہ میں اعتراض ہے کہ مینوفیکچرنگ کی اجازت ہونی چاہیے ۔ اس کے لیے سید تابش الوری صاحب نے کہا کہ کھلے عام اجازت ہو ۔ حاجی صاحب کا خیال ہے کہ اس پر لائسنس ہو ۔ آج بھی جو اوزان کی فروخت ہے اس پر بھی لائسنس ہے ان کو عام اجازت نہیں ہے ۔ اگر اس کی عام اجازت دے دی جائے تو جعلی قسم کے ویٹس بازار میں آ جائیں گے ۔ یہ اتنی بڑی تجارت نہیں ہے جس کے لیے اپوزیشن کے دوست یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شاید حکومت نے اس پر ممانعت کر دی ہے ۔ اس چھوٹی سی تجارت کے لیے لائسنس ڈیلر مقرر کرتے ہیں اور unstamped weights فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے اس لحاظ سے یہ جامع اور نہایت ضروری دفعہ ہے ۔

اس کے ساتھ دفعہ 18 پر دوستوں نے اعتراض کیا ہے اگر کسی شخص کے اوزان گھس جائیں تو اس پر جرمانہ ہو سکتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص کریمینل لا جانتا ہے کہ ایسے حالات میں جب کہ اوزان حکومت کی

طرف سے نشان زدہ ہوں گے اگر وہ قدرتی طور پر گھس جائیں گے تو کوئی جرمانہ نہیں ہوگا ۔ جرمانہ ایسی صورت میں ہوگا جب کوئی اس کو tamper کرتا ہے یا وزن کو کم کرتا ہے یا وزن کو بڑھاتا ہے ۔ اس ملک میں کریمنل لا اس قدر وحشیانہ نہیں ہوا ہے کہ اگر قدرتی طور پر اوزان گھس جائیں تو یہ اس کے بس کی بات نہیں ہے یہ اس نے خود نہیں کیا ہے ۔ اس ملک کے کریمنل لا کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے ۔ آج کا جو قانون ہے اس میں ایسی کوئی پرووپژن نہیں ہے کہ جو چیز غیر ارادتاً ہو جائے ۔ یہ قوانین ان لوگوں کے لیے ہیں جو لوگ ارادتاً ان جرائم کے مرتکب ہوئے ہوں ۔ اگر کوئی شخص وزن کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہے یا اگر کوئی شخص وزن کو بڑھانے کی کوشش کرتا ہے تو یہ قانون ان لوگوں کے لیے ہیں ۔ یہ عوام کے حق میں ہے کہ ایسی کیوں اجازت دی جائے جو لوگوں کو دھوکا دینے میں مدد کرے اور وزن کو درست کرنے کی بجائے کم کریں ۔

یہاں ایک اور اعتراض بار بار کیا جا رہا ہے کہ جو پیکنس فروخت کے لیے ہوں گے اگر ان پر وزن نہیں لکھا ہے تو چھوٹے تاجر مارے جائیں گے ۔ جناب والا ۔ اس پرووِیژن میں واضح ہے کہ وہ شخص جو مینوفیکچر کرے گا مینوفیکچر کرنے کے بعد یہ تو نہیں کہ وہ بازار میں رفت لے جائے ۔

He will offer it for sale.

اگر وہ اس کا وزن نہیں لکھتا ۔ اس کو بازار میں بیچتا ہے اور وزن درست نہیں لکھا تو وہ سزا کا مستحق ہے ۔ اگر کوئی شخص اس کو خریدے اور اس پر وزن نہ لکھا ہو تو یہ اس کی ذمہ داری ہے ۔ وہ بھی اس جرم کے ساتھ سزا کا مرتکب ہے کہ اس پر غلط وزن لکھا ہے ۔ یہاں لکھا ہے کہ

whosoever offers for sale.

اور جو وزن لکھے بغیر بکے گا تو وہ جرم ہوگا ۔ اگر یہ دانستہ طور پر ہے تو وہ جرم ہے ۔ حاجی صاحب کا یہ کہنا ہے کہ ایسے اشخاص جو دوکاندار یا کاروباری ادارے میں کام کرتے ہیں اگر یہ ان کے علم میں ہو کہ یہ جرم کر رہے ہیں تو ان کو سزاوار ٹھہرائیں ۔ اگر کوئی ٹریڈر یا مینوفیکچرر یا کوئی دوسرا شخص غلطی سے یا علم کے بغیر یہ جرم کرے تو کریمنل لاء کا یہ بنیادی اصول ہے کہ وہی شخص قصوروار ہوگا جس کے علم میں ہے ۔ جو

بات میرے علم میں نہیں ہے اس کے لیے میں سزا کا مستحق نہیں ۔ اور جن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے میں دیانتداری سے محسوس کرتا ہوں کہ یہ خدشات بے بنیاد ہیں اور یہ عوام کے فائدے میں جاتا ہے ۔

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in sub-clause(1) of Clause 14 of the Bill, for the words "six months" occurring in line 4, the words "one year" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in sub-clause (1) of Clause 14 of the Bill, for the words "six months" occurring in line 4, the words "two years" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in sub-clause (2) of Clause 14 of the Bill, for the word "three years" occurring in line 7, the words "one year" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in sub-clause (3) of Clause 14 of the Bill, for the words "six months" occurring in line 3, the words "one year" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in sub-clause (3) of Clause 14 of the Bill, for the words "six months" occurring in line 3, the words "three months" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :-

That in sub-clause (3) of Clause 14 of the Bill, for the word "two" occurring in line 4, the word "one" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Now the question before the House is :

That Clause 14 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 15)

Mr. Speaker : Now the question before the House is :

That Clause 15 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 16)

Amendment No. 41.

Mr. Speaker : The question before the House is :

That in sub-clause (3) of Clause 16 of the Bill, for the words "six months" occurring in line 3, the words "three months" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Amendment No. 42

The question before the House is :

That in sub-clause (3) of Clause 16 of the Bill, the comma and the words "or with both" occurring in line 4, be deleted.

Mr. Speaker : (The motion was lost)

Now the question before the Hous is :

That Clause 16 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 17)

Mr. Speaker : The question befor the House is :

That in sub-clause (2) of Clause 17 of the Bill, for the words "one year" occurring in line 3, the words "two yeras" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 17 of the Bill, the comma and the words "or with both" occurring in line 4, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 17 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)
Clause 17 form part of the Bill

(Clause 18)

Mr: Speaker : The question before the House is :

That in sub-clause (3) of Clause 18 of the Bill, for the words "six months" occurring in line 3, the words "three months" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 18 of the Bill, for the word "five" occurring in line 4, the word "two" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 18 of the Bill, the comma and the words "or

with both" occurring in lines 4-5 be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 18 do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

Clause 18 of the Bill form part of the Bill.

(Clause 19)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 20)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 20 of the Bill, the words "or with both" occurring in line 8, be dcleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question before the House is :

That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 20 form part of the Bill.

(Clause 21)

Ir Speaker : The question before the House is :

That Clause 21 of the Bill do stand of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 21 form part of the Bill.

(کلاز 22)

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 22 بل کا حصہ بنے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کلاز نمبر 22 تو ابھی تک پیش ہی نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ پیش تو اسی طرح ہوتی ہے ، میں نے تو کہہ دیا ہے کہ اب کلاز نمبر 22 ایوان کے سامنے ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ نے یہ نہیں کہا ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اب سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر 22 بل کا حصہ بنے ۔ تو یہ ابھی تک پیش نہیں ہوئی ۔ آپ پہلے اسے پیش فرمائیں اور اس کے بعد سوال پیش کریں ۔

چوہدری محمد حنیف ۔ جناب سپیکر ۔ کورم نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ معزز ممبران کی گنتی کی جائے ۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا ہے ۔ اب بل کی کلاز نمبر 22 زیر غور ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا ہوں کہ جب آپ کہہ دیتے کہ فلاں کلاز بل کا حصہ بنے تو اس کے بعد صرف " ہاں " یا " نہ " میں اس کا جواب دیا جا سکتا ہے اور اس پر بحث نہیں کی جا سکتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی وہ سٹیج نہیں آئی ۔ ابھی تو یہ ہے کہ یہ کلاز زیر غور ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ نہیں ۔ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ کلاز بل کا حصہ بنے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب نے اعتراض کیا تھا کہ میں اس میں ایک بات چھوڑ گیا ہوں ۔ ان کے کہنے کے مطابق مجھے پہلے یہ کہنا چاہیے تھا کہ

" اب اس بل کی کلاز نمبر 22 زیر غور ہے " ۔ جو میں نے بعد میں کہا تھا ۔
حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس امر سے کوئی اختلاف نہیں اور یہ اچھی چیز ہے صوبہ پنجاب کی ایک جگہ کے سٹینڈرڈ اوزان و پیمانہ جات صوبے کے دوسرے حصوں میں بھی جائز تصور ہوں گے مگر اس میں اس امر کی گنجائش نہیں رکھی گئی جو ابھی ابھی فاضل وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ ہم نے اس قانون میں گنجائش رکھ دی ہے کہ دوسرے صوبوں کے میزان ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو ترمیم تجویز کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی ہاں ۔

Mr. Speaker : You can't speak on amendment that has not been moved.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کلاز قطعی طور پر نہیں ہونی چاہیے اس لیے کہ اس سے شکوک و شبہات پیدا ہوں گے ۔ چونکہ اس میں اس امر کی وضاحت نہیں اور یہ مبہم بنائی گئی ہے کہ صرف صوبہ پنجاب کے مہر شدہ اوزان و پیمانہ جات صوبہ کے دوسرے حصوں میں بھی جائز تصور ہوں گے یا دوسرے صوبوں کے بھی ۔ مثلاً اگر کوئی شخص سندھ سے یہ اوزان خریدتا ہے تو کیا وہ بھی جائز تصور ہوں گے ۔ چونکہ اس کلاز کے تحت اس امر کی توضیح بھی ہے کہ صرف وہ مہر شدہ میزان صحیح تصور ہوں گے کہ جو اس صوبہ میں بنائے گئے ہیں اور وہ صوبہ کے کسی دوسرے حصہ میں استعمال ہوتے ہیں ۔ اس میں دوسرے صوبہ کا سوال پیدا نہیں کیا گیا ۔ چونکہ اس میں زیادہ تر شکوک و شبہات ہوں گے اور لوگوں کے اندر ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہوگی ، بالخصوص ان علاقوں میں جو سرحدی علاقے میں واقع ہیں ، جو ایک دوسرے صوبے سے ملحق ہیں ، جہاں یہ تعین کرنا بڑا مشکل ہوگا ۔ لہذا میں استدعا کروں گا کہ یا تو رولز کے ذریعے حکومت جس طرح چاہے ان کی توضیح کرے ۔ چونکہ رولز کے تحت خاص اختیارات دیئے گئے ہیں اور اس میں ایک خاص کلاز دے دینے سے بہت سی

پیچیدگیاں پیدا ہوں گی لہذا میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور یہ کلاز نہیں ہونی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 22 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز نمبر 22 بل کا حصہ بنتی ہے

(کلاز ۔ 23)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 23 زیر غور ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ لیکن آپ سوال پیش کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 23 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز نمبر 23 بل کا حصہ بنتی ہے ۔

(کلاز ۔ 24)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 24 زیر غور ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اس مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔ مسٹر طاہر احمد شاہ (موجود نہیں) حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس کلاز کے تحت حکومت نے وہ غلطی جو میزان کی کمی بیشی کے سلسلے میں برداشت کی جا سکتی ، اس کو کو prescribe کرنے کے اختیارات حاصل کئے ہیں ۔ مگر ان میں ان وجوہات کو ظاہر نہیں کیا گیا کہ کس قسم کی غلطی ہو ۔ غلطی تو وہ غلطی تصور ہو گی جو پہلے مہر لگاتے وقت پورے میزان دئے گئے تھے ، بعد میں گھس

گئے ، ان میں کسی قسم کی معمولی کمی ہو گئی ، بیشی ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص ان کا وزن بڑھا دے ، یہ تو اس ملک میں نہیں ہو سکتا ۔ ویسے یہ ہو سکتا ہے کہ لیتے وقت اور باٹ اور دیتے وقت اور باٹ استعمال ہوں تو اس کے لیے میں چاہتا تھا کہ اس کی وضاحت کر دی جائے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو بڑا واضح ہے ۔ آپ منٹ میں جائیں تو وہاں بھی errors specify کی ہوئی ہوتی ہیں کہ اتنی permissible ہوتی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں اس بات کی کوئی وضاحت نہیں ، یہ مبہم اور vague ہے ۔ اس کی وضاحت کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر وزیر متعلقہ جواب دینا چاہتے ہیں تو دے دیں لیکن I would rule it out as irrelvant. اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 24 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز نمبر 24 بل کا حصہ بنتی ہے ۔

(کلاز ۔ 25)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 25 زیر غور ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر روؤف طاہر ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔ مسٹر طاہر احمد شاہ (موجود نہیں ہیں) حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا آپ سوال پیش کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 25 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز 25 بل کا حصہ بنتی ہے ۔

(کلاز ۔ 26)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 26 زیر غور ہے :

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 26 بل کا بنے
(تحریک منظور کی گئی)

کلاز نمبر 26 بل کا حصہ بنتی ہے ۔

(کلاز ۔ 27)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 27 زیر غور ہے ۔ سوال یہ ہے :

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے پہلے پرنسپل پر عرض کیا تھا اور مجھے امید تھی کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے گی ، مگر نہیں دی گئی ۔ جس کی بنا پر میں کلاز نمبر 27 کی مخالفت کر رہا ہوں ۔ اس میں آپ نے اس ترمیم کے تحت کی گئی کسی بھی offence کی cognizance کے اختیارات تفویض کئے ہیں جو کنٹرولر یا انسپکٹر یا anyother person authorized in this behalf by the government. کو حاصل ہوں گے اور میں نے عرض کیا تھا کہ پہلے بھی ہمارے پاس نظاموں کا قانون نافذ رہا ہے اس میں بھی اختیار اسی کی پاس رہا ہے جن کو لوکل اتھارٹیز استعمال نہ کر سکتی تھیں اور جس کی وجہ سے وہ قانون موثر طور پر نافذ نہ ہو سکے یا ان پر عمل درآمد نہ کیا جا سکا ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ آپ لوکل اتھارٹیز کو statutory powers باقاعدہ واضح طور پر دیں جس طرح مثال کے طور پر ٹاؤن کمیٹیاں یا میونسپل کمیٹیاں مارکیٹ کمیٹیاں اور اس طرح کے اداروں کے سربراہوں کو آپ اختیار دیں specifiy کر کے بجائے اس کے کہ آپ کہہ دیں کہ ہم نے لکھ دیا ہے authorized by the government ، کسی کو بھی ہم دے سکتے ہیں اگر کسی کو ہی دینے تھے تو پھر کنٹرولر اور انسپکٹر سے آپ کو خصوصی دلچسپی کیا پیدا ہو گئی کہ ان

کا نام تو آپ نے تعین کر دیا ، مخصوص کر دیا ، اس قانون میں درج کر دیا اور دوسری اتھارٹیز ، بالخصوص لوکل اتھارٹیز جن کا تعلق day to day ہوتا ہے ، جنھوں نے آپ کا قانون صحیح معنوں میں موثر بنانا ہے اور السداد کرنا ہے اور جن تک چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے آدمی کی approach آسانی سے ہوتی ہے ۔ وہ اس کے پاس اپنی شکایت فوراً درج کرا سکتے ہیں اور اسی روز کی شکایت اسی روز ہو جاتی ہے ۔ آپ کے انسپکٹروں نے تو بڑی شان اور شوکت سے دورے کرنے ہیں ۔ کسی مصلحت کی بنا پر یا کسی اور طریقے سے ۔ غریب آدمی کی رسائی اس قانون تک مشکل ہو جائے گی اگر اس کو کسی نے monthly دے دی یا کسی قسم کے پیسے دے دئے ۔ لوکل اتھارٹیز کے متعلق ایسا کوئی امکان نہیں ہوا کرتا یا تو آپ کنٹرولر اور انسپکٹر کو بھی حذف کر دیجیے اور تمام تر اختیارات اپنے پاس رکھیے کہ آپ جن کو اختیار چاہیں دیں تا کہ اسی شکل میں ان کو بھی وہ اختیارات برابر کے مل جائیں اور اگر دینے ہیں ، specify کرکے دینے ہیں statutory powers کرکے دینے ہیں تو پھر لوکل اتھارٹیز کو بھی اس میں شامل کریں تا کہ یہ قانون موثر طور پر نافذ ہو سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 27 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز نمبر 27 بل کا حصہ بنتی ہے ۔

(کلاز ۔ 28)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 28 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 28 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز نمبر 28 بل کا حصہ بنتی

(کلاز ۔ 29)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 29 زیر غور ہے ۔

سید تابش الوری ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

سپیکر ۔ مسٹر رؤف طاہر ، مسٹر نذرحسین منصور ، مسٹر طاہر شاہ ، (کوئی فاضل رکن موجود نہ تھا) ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ بل کی ضمن نمبر 29 میں کہا گیا :

> حکومت سرکاری جریدے میں نوٹیفیکیشن کے ذریعے اور ایسی شرائط و قیود کے تابع جنہیں عاید کرنا وہ مناسب سمجھے کسی ادارے ، طبقہ اشخاص کسی شے یا تجارت وزن یا پیمائش کے کسی آلے کو جو نوٹیفیکیشن میں مصرحہ کسی کاروبار کے علاوہ کسی دیگر مقصد کے لیے استعمال کرنے کا ارادہ ہو قانون ھذا کے بعض احکامات سے مستثنیٰ کر سکتی ہے ۔

جناب والا ۔ جیسا کہ اس ضمن سے پورے طور پر واضح ہے ، استثنیٰ کا یہ اختیار حکومت کسی خاص غیر معمولی حالات کے تحت حاصل کرنا نہیں چاہتی بلکہ استثنیٰ کا اختیار عمومی طور حاصل کیا جا رہا ہے ۔ اس سلسلے میں یہ اختیار بھی حاصل کیا جا رہا ہے کہ کسی ایک فرد یا کسی ایک ادارے یا کسی ایک طبقے یا کسی اوزان و پیمائش کے ایک آلے کے سلسلے میں بھی نوٹیفیکیشن کے ذریعے یہ استثنیٰ بخش دیا جائے کہ اگر حکومت کسی پر مہربان ہو اور اسے قانون وقت سے مستثنیٰ کرنا چاہتی ہو تو وہ بلا روک ٹوک اس قانون سے ماورا ہو کر اپنے پرانے طریق کار کے مطابق کاروبار کرتا رہے گا ۔ جناب والا ۔ اس طرح سے پھر مختلف طبقوں اور عوام کے مختلف حصوں کے درمیان امتیازات کی دیواریں کھڑی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ، حالانکہ قانون کی نظر میں سب لوگ مساوی حیثیت رکھتے ہیں ۔ قانون سب کے لیے یکساں طور استعمال کیا جاتا ہے ۔ لیکن یہاں اس ادعا کے باوجود کہ حکومت جمہوری حکومت ہے ، جمہور کی فلاح و بہبود اور جمہور کو سماجی ، معاشی اور قانونی انصاف فراہم کرنے میں کسی کے ساتھ کوئی امتیاز روا رکھنا نہیں چاہتی ۔ لیکن یہاں عملاً ہم دیکھ رہے ہیں کہ بل کی اس ضمن کے تحت مختلف طبقوں کے درمیان ، مختلف تجارتی اور کاروباری حلقوں کے درمیان امتیاز پیدا کیا

جا رہا ہے ۔ اس کے نتیجے میں محکمہ متعلقہ کے حکام کو یہ اختیار حاصل ہو جائے گا کہ وہ جس کو پسند کریں اس کو اس قانون کی جزئیات و کلیات سے مستثنیٰ کر دیں اور جسے ناپسند کریں ، اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے معتوب ہی قرار نہ دیں ، بلکہ اس پر تمام تعزیری قوانین بھی اطلاق پذیر کر سکیں ۔

جناب والا ۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اگر ہم واقعی اس صوبے اور ملک میں ایک حقیقی عدل و انصاف کے اصول کے مطابق فلاحی معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے قول و عمل میں اتفاق کرتے ہوئے عملاً اس بات کا مظاہرہ کرنا ہوگا کہ ہم کسی طبقے کو قانون سے بالاتر نہ سمجھتے ، کسی بڑے تجارتی ادارے کو کسی چھوٹے ادارے پر فوقیت نہ دیتے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ وزیر موصوف اس کی کیا توجیح پیش کر سکیں گے کہ کسی ایک ادارے ، طبقے یا کسی ایک شے کو مستثنیٰ قرار دینے کا اختیار کس مقصد کے لیے حاصل کیا جا رہا ہے ۔ آخر وہ کون سا معیار اور پیمانہ ہوگا جس کے تحت آپ مختلف طبقوں کا مقابلہ و موازنہ کرکے انہیں ایک دوسرے سے بہتر یا ایک دوسرے کم تر ثابت کرنے کی اہلیت اپنے آپ میں پیدا کریں گے ۔ اس اعتبار سے نہ صرف یہ کہ یہ عدل و انصاف کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہے بلکہ دستور نے ہر شہری کو جو بنیادی حقوق دئے ہیں اور جس کے تحت ہر شہری برابر کی حیثیت رکھتا ہے ، یہ ضمن دستور کی اس بنیادی روح کے بھی خلاف ہے ۔

میں ان گزارشات کے ساتھ اس ایوان سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ کوئی ایسی کلاز ، کوئی ایسی ضمن منظور نہ کریں گے جس وجہ سے ہمیں معاشرے میں نہ صرف یہ کہ دستور سے منحرف ہونے والوں کا نام دیا جائے ، بلکہ ایسے قانون ساز ادارے کا نام دیا جائے جو عوام کی مرضی اور ووٹوں سے منتخب تو ہوئے لیکن عوام کے مختلف طبقوں کے درمیان امتیازات قائم کرنے کے لیے قانون سازی کر رہے ہیں ۔ مجھے توقع ہے کہ میری ان واضح گزارشات کے ساتھ وزیر قانون اس کلاز پر نظر ثانی فرمائیں گے اور اسے حذف کرانے میں میری حمایت کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس ترمیم کو فارملی موو کر دیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ اس کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 29 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 30)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 30 زیر غور ہے ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔ مسٹر لذر حسین منصور ۔ مسٹر طاہر احمد شاہ ۔ ان میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 30 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 31)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 31 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 31 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 32)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 32 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 32 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کلاز ۔ 33

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 33 زیر غور ہے ۔

Minister for Law : Sir, I move :

That Clause 33 of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : Then I am putting it to the House.

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 33 کو delete کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Clause 33 stands deleted.

(کلاز ۔ 2)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ کرنل راجہ جمیل اللہ خان ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ان میں سے کوئی موجود نہیں ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 2 بل حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد کرنل راجہ جمیل اللہ خان ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move the amendment :-

That for sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :-

(3) It shall come into force at once.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

That for sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, the following be substituted, namely :-

(3) It shall come into force at once.

Minister sor Law : I oppose it Sir.

Sardar Saghir Ahmad : I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب سپیکر ۔ اس سلسلے میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ حاجی صاحب ۔ یہ اب کس طرح ہو سکتا ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیوں نہیں ہو سکتا ۔ ویسے جناب والا ۔ مجھے ان کے اس امر سے اتفاق ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے شاید میری اس دلیل سے اتفاق کر لیا ہے کہ وہ اس کو فوری طور پر نافذ نہیں کرنا چاہتے ۔ ہم نے یہ فوری طور پر نافذ کرنے کی جو تجویز پیش کی تھی یہ جو ترمیم تھی یہ اپنی ان ترامیم کو سامنے رکھتے ہوئے دی تھی کہ اگر وہ منظور ہوجائیں اور معقول مدت اس کے نفاذ کے لیے مل جائے تو آئندہ تین سال کی جو ہماری تجویز تھی یا دوسری گزارشات جو ہم نے کی تھیں وہ منظور ہو جاتیں ۔ تو اس صورت میں ہم نے یہ کہا تھا کہ پھر یہ قانون فوری طرور پر لاگو کر دیں کہ یہ صوبے کے لیے مفید ہوگا کیونکہ وہ ترامیم منظور نہیں کی جا سکیں اور اب وہ بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ ان ترامیم کے بغیر یہ قانون نافذ نہیں ہونا چاہیے لہذا میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ فوری طور پر نافذ نہیں ہونا چاہیے ۔ اس لیے میں اپنی ترمیم واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا ایوان اس کی اجازت دیتا ہے ؟

آوازیں ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب آپ کی بھی یہی پوزیشن ہے ۔

سید نابش الوری ۔ میں نے تو اپنی ترمیم پیش ہی نہیں کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کا Preamble زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کا preamble بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں دی گئی اس لیے یہ خود بخود بل کا حصہ بنتا ہے ۔ اب ہم بل کی تیسری خواندگی پر آتے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب ویٹس اینڈ میٹرز (انٹرنیشنل سسٹم انفورسمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ویٹس اینڈ میٹرز (انٹرنیشنل سسٹم انفورسمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

The Bill stands passed

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ میں کافی دنوں سے یہ سوچ رہا تھا کہ فاضل اراکین عشائیے پر بلاؤں مگر وہ کوئی پروگرام ایسا بن گیا تھا ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ ۔ ڈنر پر بلائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ عشائیہ ڈنر ہی ہوتا ہے ۔ میرا خیال تھا کہ 23 دسمبر کو میں ڈنر دوں گا لیکن اس دن جناب شہزادہ سہانوک کمبوڈیا کے سربراہ تشریف لا رہے ہیں ۔ 25 کو پھر گورنر صاحب ان کو کھانا دے رہے ہیں ۔ کل پرائم منسٹر صاحب نے بلایا ہے ۔ تو بیچ میں 24 کی تاریخ نکلتی ہے اگر دوست مہربانی کریں ۔ ۔ ۔

سید احمد نواز شاہ گردیزی ۔ ویسے جناب رمضان شریف تو ہے نہیں ۔ آپ کسی بھی وقت کسی بھی کھانے پر بلا لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن کل پرائم منسٹر صاحب نے اکثر دوستوں کو بلایا ہوا ہے ۔ اور پھر اکثر دوست مجھ سے اتفاق کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں تو اس لیے 24 کی رات کو کھانا ہم ہیں لاؤنج میں کھائیں گے ۔ تمام فاضل اراکین کو مدعو کیا جاتا ہے ۔

چوہدری محمد یعقوب احمد علی ۔ جناب سپیکر ۔ پرتکلف ہونا چاہیے ۔

(قہقہے ۔)

مسٹر سپیکر ۔ آپ اگر تکلیف کریں گے تو پرتکلف ہی ہو جائے گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جناب والا ۔ میں اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام فاضل ارکان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ آئندہ مالی سال یعنی 1977ء ۔ 1976ء کی ابتدا جنوری میں ہو رہی ہے تمام فاضل اراکین سے درخواست ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے سلسلہ میں جو کوئی تجاویز ہوں تشکیل دے کر 7 جنوری تک محکموں کے سیکرٹری صاحبان کے پاس بھیج دیں ۔ اس مضمون کا ایک خط بھی میں نے تمام فاضل اراکین کو لکھا ہے ۔ وہ تو چند دن میں ملے گا ۔ اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ عرض کر دینا چاہتا تھا ۔ شکریہ ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ میری اس سلسلہ میں ایک گزارش یہ ہے کہ بجٹ تقاریر بھی ہوتی ہیں اور اس میں بھی جو تجاویز رہ جاتی ہیں حکومت خود بخود consider کر لیتی ہے ۔ یہ اچھی بات ہے کہ آپ نے پہلے ہی بتا دیا ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ اس بات کی گارنٹی نہیں ہے کہ ہم اگر سیکرٹری صاحبان کے پاس بھیجیں تو یہ تجاویز آپ کے پاس پہنچ جائیں گی ۔ پہلے بھی ہیلز ورکس پروگرام کے سلسلہ میں ہم تجاویز بھیجتے رہے ہیں لیکن ان کا بھی کوئی علم نہیں ہے ۔ یا تو آپ اس بات کی ضمانت دیں کہ یہ آپ کو ضرور مل جائیں گی ۔ ورنہ پھر ہم آپ ہی کے پاس بھیج دیتے ہیں ۔ کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری تجاویز آپ کے پاس پہنچ گئی ہیں اور آپ یہ سمجھتے ہیں ہمیں اطلاع نہیں دی گئی ۔ آپ اپنی جگہ پر مطمئن ہو جاتے ہیں ۔ اسی لیے بہتر ہے کہ ہم آپ کے پاس ہی بھیج دیں ۔

وزیر خزانہ ۔ آپ اگر چاہیں تو مجھے بھی ایک کاپی بھیج دیں لیکن بہتر وہی ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ۔

دی یونیورسٹی آف دی پنجاب (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء

وزیر قانون و پارلمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ دی یونیورسٹی آف دی پنجاب (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ۔ فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ۔

کہ دی یونیورسٹی آف دی پنجاب (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے اسے فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ opposed

سید تابش الوری ۔ opposed

چوہدری طالب حسین ۔ opposed

دی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی (فورتھ امنڈمنٹ) بل 1975ء

وزیر قانون و پارلمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ دی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی (فورتھ امنڈمنٹ) بل 1975ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ دی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی (فورتھ امنڈمنٹ) بل 1975ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ opposed

سید تابش الوری ۔ opposed

دی یونیورسٹی آف ایگریکلچر لائلپور (فورتھ امنڈمنٹ) بل 1975ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی یونیورسٹی آف ایگریکلچر لائلپور (فورتھ امنڈمنٹ) بل 1975ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ دی یونیورسٹی آف ایگریکلچر لائلپور (فورتھ امنڈمنٹ) بل 1975ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ opposed

سید تابش الوری ۔ opposed

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ جس طریقہ سے پیش کیے جا رہے ہیں اس طرح ہی take-up کیے جائیں گے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح ہی ہوں گے ۔

دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور (سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ opposed

سید تابش الوری ۔ opposed

Mr. Speaker : The House is adjourned till 9.00 A.M tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 23 دسمبر 1975ء بروز منگل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوگیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس

منگل ۔ 23 دسمبر 1975ء

(سہ شنبہ ۔ 19 ذوالحج 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں نو بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ○
اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا
عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ز سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ز لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ○

پارہ ۲۰ سورہ ۲۸ رکوع ۹ آیات ۵۱ تا ۵۵

اور ہم پے در پے ان لوگوں کے پاس ہدایت کی باتیں بھیجتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، اور جب (قرآن) اُن کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم (اس پر ایمان لے آئے) بلاشبہ وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور ہم تو اس کے پہلے سے فرماں بردار ہیں ۔

ان لوگوں کو دوگنا بدلا دیا جائے گا کیونکہ وہ صبر کر رہے ہیں ۔ اور بھلائی کے ذریعہ بُرائی کو دُور کرتے ہیں، اور جب کبھی بے ہودہ بات سُنتے ہیں تو اس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال ۔ تم کو سلام ۔ ہم حاسدوں کے خواستگار نہیں ۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

Mr. Rauf Tahir : Sir, there is no quorum.

Mr. Speaker : Let there be a count. (Count was taken The House is not in quorum. Let the bells should be rung. (Bells were rung). Now the House is in quorum. Question hour begins. Chaudhry Amanullah Lak.

Mr. Rauf Tahir : Question No. 4385.

Mr. Speaker : One has to rise and then read the number.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں یہاں بیٹھا ہوا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیٹھنے کی بات نہیں ہے ۔

One cannot have that indulgence. You come in, go out and then expect that the Speaker would wait for you. Don't expect that indulgence.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں نے 4385 بولا ہے ۔

مسٹر رؤف ظاھر ۔ جناب والا ۔ میں نے بھی بولا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اگلا سوال کریں ۔ ۔ ۔ اگر آپ کا سوال 4386 ہے ۔

Otherwise I will go to the next number,

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ کونسا طریقہ کار ہے ۔

Mr. Speaker : That you adopted. Why did you leave the House.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں تو ہاؤس میں موجود تھا ۔ شروع سے موجود تھا ۔

Mr. Speaker : When I twice called your name, you were not in your seat.

مسٹر رؤف ظاھر ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ سوال پڑھا ہے ۔

Mr. Speaker : I don't take notice of anything which is said while the member is sitting in his seat.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ کونسے جرم کی مجھے سزا دے رہے ہیں۔ میں تو یہاں بیٹھا ہوا تھا ۔

Mr. Speaker : I don't know. I cannot count members in the lobby otherwise the House would never be short of quorum.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں تو باہر گیا ہی نہیں ہوں ہاؤس میں بیٹھا ہوا تھا ۔

Mr. Speaker : You were not in your seat, therefore, you were not in the House.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں ہاؤس میں موجود تھا اور رؤف طاہر صاحب نے پڑھ دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق ۔ سوال نمبر 4507

You have to expect only reciprocal co-operation. It cannot be unilateral.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ زیادتی آپ کیوں کر رہے ہیں ۔ کوئی اس کا جواز ہو تو آپ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جواز کی بات تو یہ ہے کہ

You were not present in your seat.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں ہاؤس میں موجود ہوں ۔ اور صبح سے اس ہاؤس میں موجود ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے پتہ ہے ۔

We were together for about twenty minutes in my Chamber. I know that but still you were not in your seat.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں نے سوال کا نمبر کھڑے ہو کر پکارا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے کھڑے ہو کر نہیں کہا ۔ اچھا جی مرزا فضل حق۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میری عرض تو سنیں ۔ میں نے کھڑے ہو کر کہا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یعنی آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو ساری سہولت مل جائے اور ہم انتظار کریں ۔ It cannot be to ways

چوھدری امان اللہ لک ۔ سہولت تو ہمیں نہیں ملتی ۔ سہولت تو کسی اور کو ملتی ہے ۔

Minister for Education : If you kindly permit me, I would like to answer the Hon'ble Member's question. Give him another chance.

مسٹر سپیکر ۔ آپ دونو ایک دوسرے کو contradict کر رہے ہیں ۔ آپ کہتے ہیں کہ میں ہاؤس میں اپنی سیٹ میں موجود تھا اور مسٹر رؤف طاہر کہتے ہیں کہ میں نے سوال نمبر پکارا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں اپنی سیٹ میں موجود تھا ۔ میں اپنی سیٹ پر اب بھی موجود ہوں ۔ باہر بھی نہیں گیا ہوں ۔ اس کی یہ سزا کیوں ؟

Minister for Education : Kindly permit me to answer his question. Give him another chance

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس میں نقصان کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس میں بڑا نقصان ہے ۔ نقصان کیوں نہیں ہے ۔ اس میں ایسا نقصان ہے جو آپ appreciate نہیں کر سکتے ۔ اپنے سوال کے لیے

you want your person to be counted. To-day's proceedings would have started with you. You raised an objection of quorum. The number was counted and you preferred to be absent. Then you have to suffer for that. You cannot eat the cake and have it. You can only do one of the two things.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے ۔

Mr. Speaker : When I called your name for the second time I noticed you entering the House. I don't sit here blind. When I called you for the second time, even then you were not in your seat. You had just opened the door and you were half in the lobby and half in the House. I am not blind.

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں نے کیا قصور کیا ہے ۔ ہاؤس نے کیا قصور کیا ہے ؟

Mr. Speaker : Why were you not present in the House. when the proceedings started?

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں موجود تھا ۔ اور صبح سے موجود ہوں ۔ اور اس ہاؤس کے اندر موجود ہوں ۔

Mr. Speaker : I do not take notice of that. So for as the proceedings of the House are concerned, I cannot count the members sitting in the lobby.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں لابی میں نہیں گیا ہوں ۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ میں ہاؤس کے اندر تھا ۔ اور اب بھی یہاں ہوں ۔

Mr. Speaker : You were not here when your name was called.

چوھدری امان اللہ لک ۔ کہاں تھا ۔ جناب والا ۔

Mr. Speaker : You were in the lobby. You entered this House in my presence. Don't think that I am blind and I cannot see.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ آپ صرف انتقامی کارروائی کر رہے ہیں ۔ اور اس ممبر کے ساتھ کر رہے ہیں جو باقاعدگی سے حاضر رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انتقامی کارروائی کی کیا بات ہے ۔ I have not vengeance یعنی یہ کوئی طریقہ ہے کہ جب count کرنے لگے ہیں اس وقت you left the House آپ نے سوچا ایک ممبر کم ہو جائے گا others are not fools.

چوھدری امان اللہ لک ۔ یہ طریقہ ہے کہ سپیکر اس طرح سے کرے ؟

مسٹر رؤف طاہر ۔ کورم پورا کرنے سے ' نہ کرنے سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

But the member was not present. I am just telling the member that he canot have the cake and eat it. Either he has to be present or he has to be absent.

مسٹر رؤف طاہر ۔ کورم ہوتا ہے ۔ یا نہیں اس سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ کورم پورا رکھنا تو party in power کا کام ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ان کا کام ہوگا

I know that and I have always advised them accordingly.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ میں نے کھڑے ہو کر سوال کا نمبر 4385 کہا ۔

Mr. Speaker : Chaudhry Amanullah Lak had been called second time and then you should have read the second question.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں نے پہلے کہا ہے ۔ 4385

چوہدری امان اللہ لک ۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا ہوگا اب آپ میرے سوال کی اجازت دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ غصہ کی بات نہیں ہے ۔ آپ لابی میں تھے اور آپ غصے والی بات کرتے ہیں کہ آپ ہاؤس میں تھے ۔ آپ اس ایوان میں سب ممبروں کے سامنے اور میری موجودگی میں داخل ہوتے ہیں اور 60 50 ممبران کی موجودگی میں آپ کہتے ہیں کہ میں سیٹ میں بیٹھا ہوں ۔

Yon make that statement. I am really surprised about things which are not seen by us or witnessed by other members. What would be your statement. I would not like to pass that observation.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ آپ کی observations بالکل بے بنیاد ہیں میں اسمبلی میں موجود تھا اور تلاوت کے وقت بھی موجود تھا ۔

Mr. Speaker : You were not in your seat. You were not in the House.

اسمبلی سے مراد ہال سے باہر ہے تو

you were surely there and that doesn't matter. This is immaterial. The material thing is the question of principle that neither you were in the seat nor in the House

آپ میرے سامنے دروازے میں داخل ہوئے ۔ آپ میرے سامنے دروازے میں تھے ۔

you were half in the lobby and half in the House.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ آپ ذرا ان ممبران سے اس بات کی تصحیح کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ جب میرے سامنے تھے تو میں ان سے کیا پوچھوں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں اٹھ کر جانے والا تھا ۔ پھر میرا نام پکارا گیا اور میں پھر واپس آ گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ باہر جانے والے تھے یا اندر آنے والے تھے ۔ آدھا دروازہ کھلا تھا اور آدھا بند تھا ۔ اور

you were half in the lobby and half in the House.....

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ جب میرا نام پکارا گیا تو میں اندر آ گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ Then I cannot wait for that یعنی آپ کو پتہ ہے کہ تلاوت ہو رہی ہے ۔ یا پھر نمبر count ہو رہے ہیں ۔

And immediately after that your name comes first on the list.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ ان کی جگہ کوئی ممبر کہہ سکتا ہے اور میں نے کہا ہے ۔

Mr. Speaker : Let us not enter into that controversy Chaudhry Aman Ullah Lak. question No. 4385. be answered.

گورنمنٹ ہائی سکول (برائے طلباء) پھالیہ ضلع گجرات میں اساتذہ کی کمی

***4385 ۔ چوھدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول (برائے طلباء) پھالیہ ضلع گجرات میں 1960ء سے 1972ء تک ہر سال کتنے اساتذہ کی منظوری تھی اور کتنے اساتذہ کام کرتے رہے اور ہر سال طلباء کی تعداد کتنی رہی ۔

(ب) مذکورہ سکول میں 1973ء کے لیے کتنے اساتذہ کی منظوری ہے

اور اس وقت کتنے اساتذہ کام کر رہے ہیں نیز طلباء کی تعداد کتنی ہے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال رواں کی مقررہ تعداد سے بہت کم اساتذہ کام کر رہے ہیں جب کہ طلباء کی تعداد سابقہ سالوں سے بہت زیادہ ہے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس طرح سے سکول کا تعلیمی معیار ختم ہوتا جا رہا ہے ۔

(ہ) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اساتذہ کی کمی کی وجوہات کیا ہیں ۔ کیا حکومت فوری طور پر مذکورہ سکول میں اساتذہ کی مقررہ تعداد کی کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) گورنمنٹ ہائی سکول پھالیہ میں 1960 سے منظور شدہ آسامیوں کے مطابق حسب ذیل اساتذہ کام کر رہے ہیں ان سالوں میں تعداد طلباء درج ذیل ہیں ۔

نمبر شمار	سال	تعداد منظور شدہ	تعداد تعینات	تعداد طلباء
1	1960	20	20	455
2	1961	20	20	408
3	1962	20	20	401
4	1963	29	29	418
5	1964	29	29	501
6	1965	29	29	520
7	1966	29	29	569
8	1967	29	29	662
9	1968	30	30	803
10	1969	30	30	792
11	1970	30	30	759
12	1971	30	29	775
13	1972	31	30	938

(ب) سکول ہذا میں 1973ء میں 35 اساتذہ کی منظوری ہے جن میں سے 34 اساتذہ کام کر رہے ہیں ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) 1970ء تا 1973ء کے نتائج امتحانات میٹریکولیشن درج ذیل ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ تعلیمی معیار بتدریج بڑھ رہا ہے ۔

نمبر شمار	سال	نتیجہ
1	1970	69.00 فیصد
2	1971	80.92 فیصد
3	1972	85.05 فیصد
4	1973	91.09 فیصد

(ہ) چونکہ اساتذہ کی کوئی کمی نہیں ہے اس لیے سوال کے جواب کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ سوال نمبر 4386 ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں ۔ کہ بسیار کوشش کے باوجود وہ کاغذات میسر نہ آ سکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کوئی اتنا مشکل سوال ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ نہیں جناب والا ۔ یہ ایک پرانا کیس ہے ۔ سال 1960ء سے لے کر تمام کاغذات تلاش کرنے ہیں ۔ کچھ وجوہات ایسی ہیں کہ یہ نہیں مل سکے ہیں ۔ میں بعد میں اس کا جواب دے دوں گا ۔

Mr. Speaker : It shall be repeated.

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق ۔ چوہدری علی بہادر نہیں ہیں ۔

موضع ڈاھر الوالہ تحصیل چشتیاں میں لڑکوں کے لیے انٹر کالج کا اجراء

*5901 ۔ حافظ علی اسد اللہ ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت موضع ڈاھرالوالہ تحصیل چشتیاں میں عوامی نمائندوں کی طرف سے لڑکوں کے لیے انٹر کالج کے اجراء کے لیے 1971ء سے لے کر آج تک

بارہا پر زور مطالبہ کیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ڈاھرانوالہ میں انٹر کالج کب تک کھولا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔

آئندہ مالی سال 76-1975 میں متعلقہ سکیم کے تحت مناسب رقم مختص ہونے کی صورت میں استحقاق کی بنیاد پر غور کیا جا سکتا ہے ۔ وزیر اعلیٰ کی ہدایت یہ ہے کہ آئندہ سالوں میں ایسی پالیسی بنائی جائے کہ ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر ڈگری کالج برائے خواتین اور طلباء قائم کیا جائے ۔

جناب والا ۔ یہ جواب جو ہے اس کے متعلق یہ جانے والے وزیر اعلیٰ نے کہا تھا اور انہوں نے ہدایت کی کہ آئندہ سالوں میں ایسی سکیم ہو ۔ صرف یہ ایک وعدہ تھا اور اس پر ہم بھی قائم ہیں ۔ جب ہماری مالی حالت اچھی ہوگی شاید ہم اس وقت اس کو پورا کر سکیں ۔

Makhdumzapa Syed Hassan Mahmud : I would like to ask the Minister the meaning of this phrase "Janewala Chief Minister and Anewala".

مسٹر سپیکر ۔ وہ سب کو پتہ ہے ۔

چشتیاں میں لڑکیوں کے لیے انٹر کالج کا اجراء

*5902 ۔ حافظ علی اسد اللہ ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چشتیاں سے بہاولنگر 30 میل اور بہاولپور 105 میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔

(ب) کیا یہی حقیقت ہے کہ چشتیاں میں لڑکیوں کے لیے کوئی انٹر کالج نہیں ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چشتیاں کے عوامی نمائندگان 1971 سے لڑکیوں کے لیے انٹر کالج کے لیے مسلسل مطالبہ کر رہے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چشتیاں میں لڑکیوں کے لیے انٹر کالج کی منظوری دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) چشتیاں سے بہاولنگر 28 میل اور چشتیاں سے بہاولپور 80 میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔

(ب) یہ بھی درست ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) جی ہاں ۔ آئندہ مالی سال 76 ۔ 1975ء میں متعلقہ سکیم کے تحت مناسب رقم مختص ہونے کی صورت میں استحقاق کی بنیاد پر غور کیا جا سکتا ہے ۔

گورنمنٹ ڈگری کالج گوجر خان کی لائبریری کی تعمیر

*6034 ۔ مرزا خالق حسین ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دو سال قبل گورنمنٹ ڈگری کالج گوجرخان کی لائبریری کی تعمیری شروع کی گئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس تعمیر کام کا عرصہ ایک سال سے بند ہے ۔ اگر ایسا تو کیا حکومت اس ادھوری عمارت کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔ تین سال قبل 1970-71 میں تعمیر شروع کی گئی تھی ۔

(ب) جی ہاں ۔

گورنمنٹ مڈل سکول جھالہ اور جنڈ نجار کا درجہ

*6281 ۔ مرزا خالق حسین ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا درست ہے کہ گورنمنٹ مڈل سکول جھالہ اور جنڈ نجار تحصیل گوجر خان نکو سال 75-1974ء میں ہائی سکول درجہ [illegible]

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) - جی نہیں - 1974-75ء میں گورنمنٹ مڈل سکول جھاٹہ اور جنڈ نجار کو ہائی کا درجہ دینے کے لیے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل راولپنڈی نے سفارش نہیں کی تھی - اس لیے انہیں ہائی کا درجہ نہیں دیا جا سکا - 1975-76ء میں بھی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل راولپنڈی نے ان سکولوں کی سفارش نہیں کی - مالی سال 1976-77ء میں استحقاق کی بنا پر ان سکولوں کے درجہ بڑھانے پر غور کیا جائے گا -

---

جلالپور پیروالہ (ملتان) میں طالبات کے سکول میں ہوسٹل کی تعمیر

*6384 - **دیوان سید غلام عباس بخاری** - کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیر والہ (ضلع ملتان) گرلز مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے مگر اس میں مڈل پاس طالبات کے لیے ہوسٹل نہیں ہے - اگر ایسا ہے کیا حکومت مذکورہ ہائی میں ہائی کلاس کی طالبات کے لیے ہوسٹل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) - جی ہاں - گورنمنٹ گرلز مڈل سکول جلالپور پیروالہ ضلع ملتان کو 1973-74ء کے دوران ہائی سکول کا درجہ دیا گیا تھا - اس سال وہاں نویں جماعت کی طالبات زیر تعلیم ہیں - جن کی تعداد صرف چار ہے - لہذا وہاں فی الحال ہائی کلاسز کی طالبات کے ہوسٹل کی ضرورت نہیں ہے -

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - اس سکول کو ہائی کا درجہ حال ہی میں دیا گیا ہے - اس لیے طالبات کی تعداد کم ہے مگر یقیناً اس میں اضافہ ہوتا رہے گا - تو کیا میں وزیر موصوف سے توقع رکھوں کہ سالانہ ترقیاتی پروگراموں میں جو اب تجویز ہو رہے ہیں ان میں کوئی فنڈز مختص کیے جائیں گے کیونکہ جب طالبات کی تعداد بڑھ جائے گی تو فوراً تو وہ ایڈمیشن نہیں ہو سکے گی ؟

وزیر تعلیم - جناب والا - اگر سید صاحب یقین دلائیں کہ وہاں طالبات کی تعداد بڑھ جائے گی تو انشاء اللہ ان کو یقین دلاتا ہوں -

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ

صرف وہاں کا مسئلہ نہیں ہے یہ تو پورے پنجاب کا مسئلہ ہے کہ طلبہ اور طالبات کی تعداد بڑھ رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے یقین دلا دیا ہے ۔

جلالپور پیروالہ ضلع ملتان کے گورنمنٹ پرائمری سکول میں فرنیچر کی فراہمی

*6386 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان کے گورنمنٹ پرائمری سکول کے طلباء کی تعداد تقریباً 500 ہے مگر اس میں بچوں کے بیٹھنے کے لیے ٹاٹ اور اساتذہ کے لیے کرسیاں مہیا نہیں کی گئیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے بچوں کے ٹاٹ اور اساتذہ کے لیے کرسیاں اور دیگر ضروری فرنیچر مہیا کرے گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) تعداد طلباء درست ہے ۔ گذشتہ سال کو پانچ صد (500) روپے کا سامان از قسم کرسی ۔ میز ۔ ٹاٹ ۔ ٹائم پیش ۔ چاک سامان سپورٹس اور لائبریری بکس مہیا کیا گیا ۔

(ب) آئندہ سال سکول کو مزید سامان دینے کے لیے کوشش کی جائے گی ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ پیلیمنٹری ۔ جناب والا ۔ میں نے سوال یہ کیا تھا کہ اساتذہ کے کرسیاں نہیں ہیں اور بچوں کے بیٹھنے کے لیے ٹاٹ مہیا نہیں کئے گئے اور جواب یہ دیا گیا ہے کہ پانچ سو روپے دیئے گئے ہیں ۔ یعنی پانچ سو کی تعداد کو پانچ سو روپے دیئے گئے ہیں ۔ ایک روپیہ per head گیا ہے ۔ یہ جواب نہیں چاہیے تھا ۔ جناب والا ۔ میں تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اساتذہ کے لیے کرسیاں دی گئی ہیں یا نہیں اور بچوں کے لیے ٹاٹ خرید کر

دئے گئے ہیں یا نہیں ۔ کیونکہ مجھے مٹی پر بیٹھنے ہیں ؟ تو جناب والا ۔ اس کا مجھے کوئی جواب نہیں ملا ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ٹاٹ بھی دئے ہوئے ہیں اور کرسیاں بھی دے دی ہوئی ہیں ۔ چونکہ پیسہ بہت کم ہوتا ہے اور ان کی requirement کے لیے یہ رقم کافی نہیں ہوتی اور چونکہ ہم نے سارے پنجاب کے سکولوں میں یہ رقم تقسیم کرنی ہوتی ہے اس لیے اس رقم میں سے اگر اس کے حصہ کے مطابق پانچ سو روپے آئیں گے تو اسی میں سے ہم ان کے لیے کرسیاں اور ٹاٹ مہیا کر سکتے ہیں ۔ اس سے زیادہ تو ہم نہیں کر سکتے ۔

ملتان یونیورسٹی کا قیام

*6397 ۔ میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل حکومت نے ملتان یونیورسٹی کے قیام کے لیے دس لاکھ سے زائد روپیہ مختص کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ روپیہ وقت پر مطلوبہ کام پر خرچ نہ ہو گا ۔ اگر ایسا ہے تو کام وقت کے اندر نہ کرانے کی ذمہ واری کس پر ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونیورسٹی کے قیام کے لیے زمین منتخب کی گئی تھی لیکن یہ انتخاب بعد میں منسوخ کر دیا گیا تھا ۔

(د) حکومت نے مذکورہ یونیورسٹی کے قیام کے لیے موجودہ سال کے بجٹ میں کتنی رقم مختص کی اور کیا یہ رقم کافی ہوگی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ 1973-74ء کے بجٹ میں ملتان یونیورسٹی کے مہمارف اور حصول اراضی کی مد میں مختلف دس لاکھ روپے کی رقم مل گئی تھی ۔ جو کلکٹر صاحب ملتان کے پاس حکومت پنجاب نے بذریعہ ڈرافٹ بھیج دی تھی تاکہ

منشا قانون ہابت حصول اراضی کی نشفی کی ۔ جا کر کارروائی حصول اراضی کی جا سکے ۔

(ب) یہ تمام رقم دس لاکھ روپے 1973-74ء میں محکمہ تعلیم نے خرچ کر لی تھی ۔

(ج) یہ درست ہے کہ یونیورسٹی کے قیام کے لیے زمین منتخب کی گئی تھی لیکن اسے بعد میں منسوخ نہیں کیا گیا تھا ۔

(د) 1974-75 میں 5 لاکھ روپے حصول اراضی ملتان یونیورسٹی کے لیے مختص کئے گئے تھے جو فیصلہ جناب کلکٹر صاحب حصول اراضیات ملتان بقدر ایک لاکھ چون ہزار روپے ناکافی ٹھہرے اور یہ مزید رقم ایک لاکھ چون ہزار روپے بھی 1974-75ء میں خرچ ہو چکے ہیں اور مطلوبہ اراضی کلیتاً حاصل کی جا چکی ہے اور چون کا رقم برائے حصول اراضی ملتان یونیورسٹی مبلغ 16,53,101/74 ہے محکمہ تعلیم ادا کر چکا ہے سال رواں یعنی 1975-76 کے بجٹ میں -/20,00,000 ہے (بیس لاکھ روپے) رکھے جا چکے ہیں ۔ منازل عمل کے اعتبار سے اس یونیورسٹی کے قیام کے لیے یہ رقم اس سال رواں کے لیے کافی ہے ۔

ماڈرن سٹینڈرڈ ہائی سکول کو قومی تحویل میں لینا

*6522 ۔ مسز حمیدہ بیگم کھوکھر ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ماڈرن سٹینڈرڈ ہائی سکول لاہور کو ابھی تک قومی تحویل میں نہیں لیا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ ماڈرن سٹینڈرڈ ہائی سکول کو اب تک قومی تحویل میں نہ لینے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں ۔

(i) سکول میں طلباء کی تعداد بہت کم ہے ۔ یعنی صرف چھ ہائی میں 18 طلباء ہیں ۔

(2) عمارت ہائی سکول کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی ۔

(3) سکول کی عمارت میں ایک ورکشاپ قائم ہے اس لحاظ سے بھی غیر موزوں ہے ۔

صوبہ بلوچستان سے آئے ہوئے مدرسین کی تعداد

*6527 ۔ میر بلخ شیر مزاری ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد صوبہ بلوچستان سے کچھ مدرسین صوبہ پنجاب میں بھیجے گئے تھے اگر ایسا ہے تو ان کی کل تعداد کیا تھی اور کیا ان مدرسین کے لیے اس وقت حکومت نے بجٹ میں علیحدہ رقم مختص کی تھی ۔

(ب) کیا مذکورہ مدرسین پورے صوبہ پنجاب میں کھپانے مقصود تھے ۔

(ج) پچھلے دو سالوں کے دوران ضلع ڈیرہ غازی خان کی نئی منظور شدہ آسامیوں پر ضلع کے مذکور کے کتنے سکولتی امیدوار تعینات کیے گئے تھے اور کتنی آسامیوں پر بلوچستان سے آمدہ مدرسین کو پنجاب کے دیگر اضلاع سے تبادلہ کرکے ڈیرہ غازی خان میں تعینات کیا گیا ۔

(د) اگر ضلع ڈیرہ غازی خان کی مذکورہ خالی آسامیوں پر دیگر اضلاع سے تبدیل کر کے بلوچستان سے آمدہ مدرسین کو تعینات کیا گیا ہے تو کیا حکومت ضلع مذکورہ کے سکولتی امیدواروں کو دوسرے اضلاع میں بلوچستان سے آنے والے مدرسین کی جگہ تعنات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیرتعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ وہ یونٹ ٹوٹنے کے بعد صوبہ بلوچستان سے ایسے مدرسین جو پنجاب کے مستقل سکولتی تھے ، صوبہ پنجاب میں بھیجے گئے تھے جس کی کل تعداد 1366 تھی ۔ ان میں سے بیشتر مدرسین کو پہلے سے موجودہ

خالی آسامیوں پر تعینات کیا گیا اور جو باقی بچ گئے تھے ان کے لیے حکومت نے نئی آسامیاں منظور کیں ۔ اس طرح نئی منظور ہونے والی آسامیوں کے لیے بجٹ میں علیحدہ رقم بھی مہیا کی گئی جب کہ خالی آسامیوں کے لیے بجٹ کی منظوری پہلے ہی سے موجود تھی ۔

(ب) جی ہاں مذکورہ مدرسین کو پورے صوبے پنجاب میں کھپانا مقصود تھا ۔

(ج) پچھلے دو سالوں کے دوران ضلع ڈیرہ غازی خان میں مندرجہ ذیل آسامیاں نئی منظور کی گئیں ۔

	ایس ای ٹی	جے ای ٹی	ایس وی	پی ٹی آئی	ڈی ایم	او ٹی	جے وی
مردانہ	60	44	24	16	6	11	242
زنانہ	7	15	4	7	—	—	215
میزان	67	59	28	23	6	11	457

(2) ان منظور شدہ آسامیوں پر ڈیرہ غازی خان کے سکونتی مندرجہ ذیل امیدواروں کو تعینات کیا گیا ۔

	ایس ای ٹی	جے ای ٹی	ایس	پی ٹی آئی	ڈی ایم	او ٹی	جے وی
مردانہ	14	31	12	11	4	9	149
زنانہ	6	5	3	7	3	—	214
میزان	20	36	15	18	7	9	385

(3) ان منظور شدہ آسامیوں پر مندرجہ ذیل تعداد میں بلوچستان سے آمدہ مدرسین کو پنجاب کے دیگر اضلاع سے ڈیرہ غازی خان میں تبدیل کیا گیا ۔

مردانہ	46	13	12	5	2	2	73
زنانہ	1	—	1	—	—	—	1
میزان	47	13	13	5	2	2	74

ڈیرہ غازی خان کے دس امیدوار دو بلوچستان سے آمدہ مدرسین کی خالی کی گئی آسامیوں پر دوسرے اضلاع میں تعینات نہیں کیا گیا اور نہ ہی حکومت اب کوئی ارادہ رکھتی ہے کیونکہ بلوچستان سے آمدہ مدرسین کو صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں تعینات کر دیا گیا ہے ۔

مولوی اللہ رکھا ٹیچر گورنمنٹ غلام دین ہائی سکول لینگری کی درخواستوں پر کارروائی

*7053 ۔ **چوہدری مشتاق احمد** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ غلام دین ہائی سکول مینگڑی تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ کے اورنٹیئل ٹیچر مولوی اللہ رکھا او ٹی پاس تربیت یافتہ اور مولوی فاضل ہیں مگر محکمہ تعلیم نے اپنے ریکارڈ میں انہیں غیر تربیت یافتہ ظاہر کیا ہوا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ٹیچر نے محکمہ تعلیم کے افسران کو بارہا اس نوعیت درخواستیں پیش کی ہیں کہ انہیں ریکارڈ میں تربیت یافتہ ظاہر کیا جائے مگر تا حال ان درخواستوں پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متذکرہ درخواستوں پر مناسب کارروائی کی جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ اورنٹیئل ٹیچر مولوی اللہ رکھا مذکورہ کو محکمہ تعلیم نے اپنے ریکارڈ میں غیر تربیت یافتہ ظاہر کیا ہوا تھا ۔

(ب) درخواست موصول ہوئی تھی ۔ ضروری کارروائی کی گئی اور سے فکسیشن کمیٹی کو لکھ دیا گیا ہے کہ اس کو او ٹی ٹرینڈ ٹیچر کا سکیل دیا جائے ۔

(ج) مناسب کارروائی کی جا چکی ہے ۔

سرکاری تحویل میں لیے گئے پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی آسامیاں

*7164 ۔ **مسز حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو سرکاری

تعویل میں لیتے وقت ان میں وہ آسامیاں ختم کر دی گئیں جن پر 58 سے زائد عمر کے اساتذہ و دیگر ملازمین کام کر رہے تھے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کمی کی وجہ سے تعلیمی معیار گرنے سے بچانے کے لیے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جی ہاں درست ہے ایسی بہت سی آسامیاں قومیانے کے وقت ختم کر دی گئی تھیں لیکن اس کمی کو پورا کرنے کے لیے حکومت نے سال رواں میں ۔

355 سینئر انگلش ٹیچر

45 جونیئر انگلش ٹیچر

720 ورلیکلر ٹیچر

یعنی 1120 آسامیاں منظور کی ہیں اس کے علاوہ 1975-76 میں مزید آسامیاں مانگی گئی ہیں جو ضرورت کو پورا کر دیں گی ۔

گورنمنٹ مڈل سکول نورنگ آباد تحصیل شکر گڑھ میں ایس وی اساتذہ کی کمی

*7237 ۔ **چوہدری مشتاق احمد** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ گورنمنٹ مڈل سکول نورنگ آباد تحصیل شکر گڑھ میں ایس وی ٹیچرز کی کتنی آسامیاں ہیں اور کیا یہ آسامیاں طلباء کی تعداد کے مطابق کافی ہیں اگر نہیں تو کیا حکومت اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ گورنمنٹ مڈل سکول نورنگ آباد تحصیل شکر گڑھ میں ایک ایس وی ٹیچر کی آسامی منظور شدہ ہے اور اس وقت ایک ایس وی ٹیچر مذکورہ سکول میں کام کر رہا ہے ۔

مذکورہ سال میں 249 طلباء ہیں ۔ norm کے مطابق ایس وی ٹیچرز کی تین آسامیاں ہونی چاہیں ۔ ایس وی اساتذہ کی آسامیاں بڑھانے کا معاملہ زیر غور ہے ۔

سروسز رولز کمیٹی کی ترامیم کی اشاعت میں تاخیر

*7265 ۔ **مسٹر چھ اکبر منہاس** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پولی ٹیکنیک کمرشل انسٹیٹیوٹس کے اساتذہ کی شکایات کے پیش نظر قواعد تقرری (جریدی آسامیاں) محکمہ فنی تعلیم مغربی پاکستان بابت 1966 میں سقم اور عدم یکسانی کو دور کرنے کے لیے سروسز رولز کمیٹی نے 1969-70 میں چند ترامیم منظور کی تھیں جن کا مسودہ چیف سیکرٹری نے بھی منظور کر دیا تھا اور محکمہ قانون نے اسے درست کر کے محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کو گزٹ کرنے کے لیے ارسال کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ترامیم کو ابھی تک صوبائی جریدہ میں شائع نہیں کیا گیا جس سے پولی ٹیکنک کمرشل انسٹرکٹروں کی پریشانی بڑھ رہی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تقریباً دو سال پیشتر ناظم فنی تعلیم نے محکمہ تعلیم کو ایک یاد داشت ارسال کی تھی کہ مذکورہ ترامیم کو فی الفور شائع کیا جائے اور انہیں نافذ کیا جائے لیکن ایجوکیشن سیکرٹریٹ نے تا حال مزید کوئی کارروائی نہیں کی حالانکہ ناظم فنی تعلیم انہیں بار بار یاد دہانی کرا چکے ہیں ۔

(د) مذکورہ ترامیم جنہیں سروسز رولز کمیٹی اورچیف سیکرٹری نے منظور کر دیا ہے انہیں نافذ کرنے اور ان کی اشاعت میں تاخیر کرنے کی وجوہ کیا ہیں ۔

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔ محکمہ تعلیم کو ترامیم پر اعتراض تھا ؟

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی نہیں بلکہ ناظم انی تعلیم نے سروس رولز برائے درجہ اول و درجہ دوم کے دو مسودے برائے منظوری پیش کیے ۔

(د) اشاعت و نفاذ میں تاخیر بعض نکات پر محکمہ تعلیم اور سروس رولز سب کمیٹی کے مابین اختلاف رائے اور بعد ازاں انتظامی اصلاحات کے اعلان کی وجہ سے ہوئی ۔

جعلی اسناد کا سکینڈل

*7343 ۔ ڈاکٹر حلیم رضا ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لائلپور میں جعلی اسناد کے ذریعہ محکمہ تعلیم میں سرکاری ملازمتوں میں ہزاروں لوگ متعین ہیں ۔

(ب) کیا حکومت ایسے اساتذہ کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو خود تو پرائمری پاس ہیں لیکن جعلی سند حاصل کرنے کے بعد میٹرک تک کی جماعتوں کے طالب علموں کو تعلیم دینے کے علاوہ حکومت کا لاکھوں روپیہ بطور تنخواہ وصول کر چکے ہیں ۔

(ج) آیا جعلی اسناد کے اس سکینڈل میں ملوث اعلیٰ افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی جا رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) اس سلسلے میں مدرسین اور دیگر ملازمین کی سندات برائے پڑتال تعلیمی افسر لائلپور کے پاس اکٹھی ہو گئی ہیں اور وہ متعلقہ محکموں سے ان کی تصدیق کروا رہے ہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ جن ملازمین کی سندات جعلی پائی گئیں ان کے خلاف قواعد کے تحت کارروائی کی جائے گی ۔

(ج) اگر اس سکینڈل میں کوئی اعلیٰ افسر ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی تا حال اس قسم کی کوئی رپورٹ نہیں ملی ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ ابھی تک کتنے اساتذہ کے خلاف انضباطی کارروائی ہو چکی ہے یا پرچے درج ہو چکے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اگر ڈاکٹر حلیم رضا صاحب اس کے لیے علیحدہ سوال پوچھ لیں تو میں ساری details دریافت کر کے بتا دوں گا ۔

موضع رھڑکہ بالا و بھیرو وال ضلع گجرات میں ھائی سکول کا درجہ

*7369 ۔ **چوھدری لال خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع گجرات تحصیل پھالیہ میں موضع رھڑکہ بالا و بھیرو وال میں کوئی ھائی سکول موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے طلباء کو کافی دور دراز قصبوں کے سکولوں میں جانا پڑتا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ موضع جات میں ھائی سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) پانچویں پنچسالہ منصوبے میں مڈل سکول رھڑکہ بالا اور بھیرو وال کے بارے میں دوسرے سکولوں کے ساتھ استحقاق کی بنیاد پر غور کیا جائے گا ۔

گورنمنٹ سیدہ ماڈل سکول بھوگیوال کی عمارت کے مالکان کو کرایہ کی ادائیگی

*7793 ۔ **چوھدری عبدالغنی** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ سیدہ ماڈل سکول بھوگیوال ضلع لاہور کو صوبائی حکومت نے 1972ء میں اپنی تحویل میں لیا

تھا اور وہ اب تک ایک کرائے کی عمارت میں جاری ہے۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت کے مالکان کو ابھی تک کرایہ کی ادائیگی ابھی تک نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی عمارت کے مالکان کو کرایہ کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) سیدہ سائل پرائمری سکول بھوگیوال ضلع لاہور 1-10-72 سے نہیں 19-12-73 سے قومی تحویل لیا گیا تھا اور اس وقت سے کرائے کی عمارت میں جاری ہے۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) سکول کے کرائے کا بل دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کو ماہ فروری 1975ء میں بھیجا گیا تھا جس پر مذکورہ دفتر نے یہ اعتراض لگایا کہ عمارت گورنمنٹ سیدہ پرائمری سکول بھوگیوال کا تشخصی سرٹیفکیٹ ازاں دفتر ایکسائز و ٹیکسیشن مہیا کیا جائے چنانچہ اس امر کی اطلاع مالک مکان کو بذریعہ پیڈ سٹریس دی گئی تا کہ وہ مطلوبہ سرٹیفکیٹ پیش کرے لیکن مطلوبہ سرٹیفکیٹ آج تک پیش نہیں کیا گیا۔ سرٹیفکیٹ کے مہیا ہونے پر بل دوبارہ دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل کو بھیجا جائے گا اور کرایہ کی ادائیگی کا انتظام کیا جائے گا۔

پہلی جماعت کے بچوں کے لیے کتابوں کی مفت فراہمی

*7820۔ بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پہلی جماعت کے بچوں کو مفت کتابیں فراہم کرنے کے سلسلے میں اب تک یہ کتب کتنے مدارس میں کتنے بچوں کو فراہم کی گئی ہیں؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ وفاقی حکومت کی منسٹری آف ایجوکشن کی ہدایت پر 1974-75 تعلیمی سال کے دوران پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے صوبہ پنجاب کے 26880 پرائمری سکولوں کے 500,937 پہلی جماعت کے بچوں کو مفت کتابیں فراہم کیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ جو پرائمری تک بچوں کو مفت کتابیں مہیا کی گئی ہیں اور آئندہ حکومت کتنی رقم خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ آئندہ کے لیے اس میں ضمنی سوال نہیں آ سکتا ۔ آپ پہلا ہی پوچھیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ اچھا جی ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان کر سکیں گے کہ اس سلسلے میں حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ وفاقی حکومت کی ہدایت پر اپریل 1974ء سے شروع ہونے والے تعلیمی سال کے دوران صوبہ بھر کے 26880 پرائمری مدارس میں پہلی جماعت کے 937500 بچوں کو مفت کتابیں فراہم کی گئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ رقم پوچھ رہے ہیں کہ

what is the amount spent on it.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں وہی دیکھ رہا ہوں ۔ وفاقی حکومت نے ساڑھے سینتیس لاکھ روپے کی رقم حکومت کو فراہم کی ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ یہ ساڑھے سینتیس لاکھ روپے کی ساری رقم خرچ کی گئی ہے یا یہ فراہم کی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ یہ وہ رقم ہے جو فراہم کی گئی ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ میں پوچھ رہی ہوں کہ اس سلسلے میں کل کتنی رقم خرچ کی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں پہلے ہی دیکھ رہا ہوں ورنہ میں ان کو زبانی جواب تو دے دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر وہ آپ کو کوئی فگر بتا دیں تو پھر آپ assurance motion یا پرولیج موشن لے آئیں گی ۔ اس لیے ۔

he wants to give you the correct reply.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ چونکہ اس میں ہمیں خسارہ اٹھانا پڑا ہے اس لیے اب ہم نے چار کتابوں کے سیٹ کی قیمت 5 روپے 15 پیسے رکھ دی ہے اور وہ سارے کا سارا روپیہ خرچ ہو گیا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ وہ سارے کا سارا روپیہ خرچ ہو گیا ہے ۔ تو اسی لیے میں نے پوچھا ہے کہ حکومت بچوں پر کتنا خرچ کر رہی ہے ؟

ووزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ حکومت اس سلسلے میں بہت زیادہ خرچ کر رہی ہے ۔

لیڈی میکلیگن ہائی سکول لاہور میں طالبات کی تعداد

*7823 ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لیڈی میکلیگن ہائی سکول برائے طالبات لاہور میں اس وقت طلباء اور استانیوں کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ سکول میں چھٹی جماعت تک کی بچیوں کو بیٹھنے کے لیے کمرے فراہم نہیں کیے جاتے ۔ نتیجتاً بچیوں کو شدید گرم موسم میں درختوں کے سائے میں بیٹھنا پڑتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس تکلیف کو رفع کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کرنے ارادہ رکھتی ہے ۔

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ بالا مدرسے میں موسم گرما کے دوران پینے کا پانی میسر نہیں آتا ۔ کیونکہ ٹلکے نہیں چلتے جس کی بناء پر طالبات کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) تعداد طالبات 3230
تعداد اساتذہ 141

(ب) جی ہاں ۔ پرائمری سکول میں جماعت چہارم تک چند کمروں کی کمی ہے ۔ پانچویں اور چھٹی جماعت کے دو ماہ تک کمروں کی تعمیر مکمل ہو جائے گی ۔

(ج) سکول ھذا میں موسم گرما میں طالبات کو پانی کی تکلیف ضرور ہوتی ہے اور اس کمی کو عارضی انتظام سے پورا کر دیا جاتا ہے تاہم لیڈی میکلیگن ٹریننگ کالج کی وساطت سے نیا ٹیوب ویل لگوانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ سوال جو میں نے دو سال پہلے دیا تھا لیکن اب جزو (ب) کے جواب میں وزیر موصوف نے لکھا ہے کہ چھٹی جماعت کے دو ماہ تک کمروں کی تعمیر مکمل ہو جائے گی ۔ تو کیا ایسا تو نہیں کہ وہ تعمیر مکمل ہو گئی ہو ؟

مسٹر سپیکر ۔ دو سال تک نہیں ہو سکتی ۔ اس میں آپ تھوڑی سی رعایت کر دیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ یہ بات نہیں ۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ چونکہ یہ دو سال کا پرانا سوال ہے ہو سکتا ہے کہ کمرے تعمیر ہو چکے ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے کہا ہے کہ دو سال کی میعاد میں کچھ ڈیڑھ سال کی چھوٹ کر دیں پھر آپ کا سٹیٹمنٹ ٹھیک ہو جائے گا ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ یہ ہو سکتا ہے کہ تعمیر مکمل ہو گئی ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ اصل میں آپ ان سے نہیں پوچھ رہے کہ دو سال کے بعد سوال آیا ہے بلکہ

It is a reflection on our office.

جو کہ factually ٹھیک نہیں ہے ۔ چھ مہینے بڑی مشکل سے آپ کے سوال کی تاریخ ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ دو سو نئے کی میعاد انہوں نے بتائی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ کمرہ تعمیر ہو چکا ہو ۔ انہوں نے دو سال پہلے کا جواب دیا ہے ۔ ان کو یہ verify کرنا چاہیے تھا ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں بچوں کو بڑی تکلیف ہے اور وہ زمین پر بیٹھتے ہیں تو وزیر صاحب یہ چیز نوٹ کر کے پوچھ سکتے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا اس کا جواب نہیں ملا ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں نے جواب دے دیا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ مکمل جواب نہیں ملا ۔

وزیر تعلم ۔ جناب والا ۔ ہم تو نیا ٹیوب ویل لگانے کی فکر کر رہے ہیں کیونکہ روز بروز قیمتیں بڑھ رہی ہیں ۔ نیا ٹیوب ویل لگانے کے لیے بھی ہم کوشش کر رہے ہیں ۔ فی الحال وہ ساتھ والے میکلیگن کالج سے پانی حاصل کر لیتے ہیں ۔ جناب والا ۔ تکالیف تو بہت ہیں مثلاً کسی جگہ کمرہ نہیں ہے کہیں ٹاٹ نہیں ہے ۔ کہیں پانی نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : You don't appear to be satisfied.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس کا میں پتہ کر کے بتا دوں گا ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جی ٹھیک ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ٹیوب ویل لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو یہ کب تک مکمل ہو سکے گا ؟

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب ۔ ان کا سوال آپ نے سن لیا ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جی کن کا ؟

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں یہ دریافت کروں گا کہ انہوں نے جو فرمایا ہے کہ ٹیوب لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو یہ کب تک مکمل ہو سکے گا ؟

مسٹر سپیکر ۔ وہ پوچھ رہے کہ ہیں ٹیوب ویل کے لگ جانے کی کب تک توقع ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میرا خیال ہے کہ ان گرمیوں سے پہلے لگ جانا چاہیے کیونکہ پانی کی ضرورت گرمیوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ کیا گرمیاں مئی سے شروع ہوتی ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ وہ ٹیوب ویل گرمیوں سے پہلے لگ جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ We have some impression کہ summer کب شروع ہوتی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ چودہ اپریل سے شروع ہوتی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ پانی کی پیاس تو جون میں لگتی ہے ۔

قومی تحویل میں لیے گئے کالجوں کے لیکچراروں کا چناؤ

*7849 ۔ **رانا پھول محمد خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں پرائیویٹ کالج حکومت پنجاب نے اپنی تحویل میں لے کر ان کو گورنمنٹ کالج قرار دے دیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ قومی تحویل میں لیے جانے والے مذکورہ کالجوں میں تعینات لیکچراروں کو گورنمنٹ ملازمت میں لیکچرار مقرر کر دیا گیا ہے ۔ مگر پبلک سروس کمیشن کو ان کا چناؤ کرنے کا کیس نہیں بھیجا گیا ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے منظور شدہ پرائیویٹ کالجوں کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور اب یہ کالج حکومت کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا کالجوں میں تعینات لیکچراروں کو گورنمنٹ ملازمت میں لیکچرار مقرر کر دیا گیا ہے یہ تقرریاں مارشل لاء ریگولیشن نمبر 181 کی دفعہ 7 (2) کے تحت اور سروس رولز برائے قومیائے گئے کالجوں کی دفعہ 5 کے تحت عمل میں لائی گئی ہیں۔ یہ سروس رولز پبلک سروس کمیشن کے منظور کردہ ہیں۔

میٹرک پاس طالب علم کو جمہوری سکاؤٹ میں بھیجنا

*7853۔ ڈاکٹر غلام بلال شاہ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حقیقت ہے کہ ملک غلام محمد، ڈائریکٹر ایجوکیشن سرگودھا ڈویژن کے لڑکے محمد سلیم کو آل ورلڈ سکاؤٹ جمبوری میں سرگودھا ڈویژن کی نمائندگی کرنے کے لیے بھیجا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ محمد سلیم نے میٹرک پاس کر رکھا ہے اور اس نے امسال الف۔ اے کا امتحان دیا ہوا ہے جس کے نتائج کا ابھی اعلان نہیں ہوا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ میٹرک پاس لڑکا ہوائز سکاؤٹ زمرے میں نہیں آتا۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ لڑکے کو سکاؤٹ جمبوری میں بھیجنے کی کیا وجوہ تھیں اور سرکاری فنڈز کو بے جا طور پر استعمال کرنے اور اپنے منصب کے اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھانے والے افراد کے خلاف کیا کاروائی کی جائے گی۔

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی)۔ (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔ وہ میٹرک پاس ہے اور اس سال اس نے ایف۔ اے بھی پاس کر لیا ہے۔

(ج) جی نہیں۔

(د) جزو (ج) کا جواب نفی میں ہے لیے اس سلیم اختر ملک کو ورلڈ سکاؤٹ جمبوری میں بھیج کر نہ تو سرکاری فنڈ بے جا طور پر صرف کیا گیا اور نہ ہی کسی نے اپنے منصب کے اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے جس کی بناء پر اس کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے۔

حلقہ نمبر 6 کے انتخاب میں پولنگ اسٹیشنوں پر متعین لیڈی ٹیچرز سے بد سلوکی

*7857 ۔ **مسٹر نذر حسین منصور** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حلقہ نمبر 6 کے حالیہ ضمنی انتخاب میں پولنگ اسٹیشنوں پر متعین لیڈی ٹیچرز سے کسی نے بد سلوکی اور بد تمیزی کی۔ اگر ایسا ہے تو اس سلسلہ میں حکومت نے کون سے اقدامات کئے جس سے معزز خواتین لیڈی ٹیچرز کی عزت اور وقار بحال ہو سکے؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ جی نہیں۔ ایسا کوئی واقعہ دفتر ھذا کے علم میں نہیں لایا گیا۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ عرض یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ابھی تک جواب نہیں آیا۔ لیکن حلقہ نمبر 6 میں جن لیڈی ٹیچرز سے بد سلوکی ہوئی وہ وزیر موصوف، وزیر اعظم پاکستان، وزیر اعلیٰ پنجاب اور تمام کے نوٹس میں ہے۔ یہ تمام واقعہ اخبارات میں آ چکا ہے اور یہ زیر دست زیر بحث مسئلہ چلا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ابھی تک ہمارے نوٹس میں نہیں لایا گیا تو میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر موصوف اس کی وضاحت کریں کہ کیا ان کو نہیں پتہ کہ ان کے ساتھ کیا واقعہ ہوا ہے؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ معزز رکن کو یہ علم نہیں ہے کہ علم کی کئی نوعیتیں ہوتی ہیں۔ ایک اخباری دنیا ہوتی ہے جس میں ہمیں کسی مسئلے کا پتہ چلتا ہے۔ ایک ہماری آپس کی بحث و تمحیص کا علم ہوتا ہے۔ کچھ ایسے مسئلے ہوتے ہیں جو کہ گورنمنٹ کے دفتر میں یا اس محکمے کو کوئی کارروائی

کے طریقے پر بھیجے جاتے ہیں ۔ آپ کی طرف سے محکمہ تعلیم کو یہ شکایت کی جانی چاہیے تھی کہ وہاں پر کچھ لیڈی ٹیچرز جو گئی تھیں ان کے ساتھ ایسا مظاہرہ ہوا ہے ۔ ویسے ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ اخباری دنیا میں یا استحقاق کی صورت میں یا ویسے بحث کی صورت میں وہاں پر کچھ ہوا اور انہوں نے احتجاج کیا اور یہ سب کچھ ہوا لیکن جس طرح ہمارے پاس اس کو آنا چاہیے تھا وہ طریقہ اختیار نہیں کیا گیا ۔ آپ نے سوال پوچھا ہے تو اس کا جواب ہے ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں آئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ محکمے کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں آئی ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں آئی کہ ہم فگرز سے بتا سکیں کہ کوئی ایسا معاملہ ہوا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ جہاں تک وزیر موصوف کے اس بیان کا تعلق ہے اس کو میں مانتا ہوں لیکن جہاں تک اس محکمے کے ذمہ دار افسران کا تعلق ہے یعنی اس کالج کی جو پرنسپل ہے آپ بھی اس محکمہ کے ذمہ دار اور سربراہ ہیں آپ سب کو پتہ ہے تو ایسا کون سا طریقہ ہوتا ہے ؟ جناب والا ۔ میں نے یہ سوال دیا ہے کہ لاہور کے حلقہ نمبر 6 کے حالیہ ضمنی انتخاب میں پولنگ اسٹیشنوں پر جن خواتین کی ڈیوٹی لگائی ہے کیا ان سے بد سلوکی نہیں ہوئی اور یہ حقیقت ہے ۔ اس کا جواب آنا چاہیے تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر نذر حسین منصور تقریر نہیں ۔ آپ وہ بات کریں جو آپ کہنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو باقاعدہ دفتری طور اطلاع تھی کہ لیڈی ٹیچرز کے ساتھ بد سلوکی کی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں دفتری طور پر کوئی اطلاع نہیں ملی ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپ کی وضاحت کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ میں خود وہاں پر گیا تھا ۔ میں نے ان کو یقین دلایا ہے کہ اگر ایسی کوئی حرکت ہوئی ہے جن سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو آئندہ کوئی ایسی بات نہیں ہو گی اور حکومت پوری طرح ان

معاملات پر توجہ دے گی ۔ ہماری بچیاں ہماری طالبات اگر کسی سرکاری کام کے لیے اپنا وقت اور اپنی خدمات پیش کریں تو ایسی بات آئندہ کبھی نہیں ہونگی جو ان کے جذبات کو مجروح کرے اور جو وہ محسوس کریں یا وہ غیر محفوظ تھیں یا ان کے ساتھ بد سلوکی کی گئی ہے ۔ تو میں نے خود جا کر ان کو یقین دلایا تھا اس کے بعد وہ جس صورت میں مجھ سے مطمئن ہوئیں ۔ میں نے ان کو مطمئن کیا ۔ پھر جناب وزیر اعظم صاحب نے ان کو یقین دلایا ۔ تو سمجھتا ہوں کہ یہ بات اگر پہلے ہوئی ہے تو آئندہ اس کے بعد ایسی کوئی بات نہیں ہوگی ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ وزیر موصوف سے جو بد سلوکی لاہور کالج فار ویمنز میں ہوئی تھی اس کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں ان کی طرح تنگ دل نہیں ہوں کہ اگر انہوں نے جذبات کی رو میں بہہ کر کچھ نازیبا کلمات کہہ بھی دئے ہیں تو کوئی حرج نہیں ۔ وہ میری اپنی بچیاں ہیں ۔ میں ان کے خلاف کارروائی کیسے کر سکتا ہوں ۔

سید نابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ انہیں ذاتی طور پر علم ہے کہ وہاں پر جو واقعات ہوئے ہیں ۔ کیا انہوں نے ان کی تحقیقات کا حکم صادر فرمایا ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ معزز رکن کو آگاہ ہونا چاہیے کہ میں خود وہاں پر موجود تھا اور میں نے حکم دے دیا ہے کہ آئندہ ان کے ساتھ اس قسم کی زیادتی نہیں ہو گی ۔ مجھے خود افسوس ہے اور میں نے انہیں مکمل طور پر یقین دلایا ہے کہ اگر آپ کے ساتھ اس قسم کی کوئی زیادتی ہوئی ہے تو آئندہ نہیں ہو گی ۔

سید نابش الوری ۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ اس واقعہ کی تحقیقات فرمائی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ تحقیقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیا حلقہ نمبر 6 کے حالیہ ضمنی انتخابات میں پولنگ سٹیشنوں پر متعین ایجنٹ ٹرچرز سے کسی نے بد سلوکی اور بد تمیزی کی ۔

اگر ایسا ہے تو اس سلسلے میں حکومت نے کون سے اقدامات کئے جس سے معزز خواتین لیڈی ٹیچرز کی عزت اور وقار بحال ہو سکے اور آئندہ ایسا کوئی خطرہ لاحق نہ ہو سکے ؟ اس کا جواب دیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں نے تحقیقات کرائی ۔ پتہ بھی چلا کہ کسی جگہ پر وہ درست تھے کسی جگہ پر ہم ٹھیک تھے ۔ لیکن اس کے باوجود جو کچھ بھی ہوا ہے اس کے لیے میں شرمسار ہوں اور مستقبل میں ایسا نہیں ہوگا ۔ خواتین ہمارے لیے باعث عزت ہیں اور ہم کوشش کریں گے کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی بھی بد سلوکی نہ ہو ۔ اور ان کا احترام کیا جائے ۔ آپ نے چند دنوں میں دیکھا ہوگا کہ اس حکومت اور وزیر اعظم صاحب نے خود یقین دلایا ہے طالب علموں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دے رہے ہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ جو کچھ اساتذہ کے ساتھ ہوا ہے میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ بیگم ریحانہ سرور نے عورتوں کے پولنگ سٹیشنوں پر جو کام کیا ہے یہ خود بتا سکتی ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔ وہاں پر لیڈی اساتذہ کے ساتھ کوئی بد سلوکی اور بد تمیزی نہیں ہوئی ہے ۔ یہ پولنگ سٹیشن نمبر 16 کی بات کر رہے ہیں ۔ وہ میرے پاس نہیں تھا میں 44 ۔ 45 سٹیشنوں کی انچارج تھی ۔

Mr. Speaker : I would request the Hon'ble Member to withdraw these remarks.

بیگم ریحانہ سرور ۔ میں اس کے خلاف شدید احتجاج کرتی ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ کونسے حصے کے خلاف میں یہ مانتا ہوں کہ آپ نے بہت کام کیا ہے ہم تو اس کا اعتراف کرتے ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ میں نے صحیح کام کیا ہے میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہے ۔

Mr. Speaker : You should withdraw these words.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب ۔ میں ان کے خلاف احتجاج نہیں کرتا بلکہ میں اپنے تمام الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ ہم صرف 1975ء کی عورتوں کی بات نہیں کرتے آپ عورتوں کی توہین نہ کریں ۔ عورتیں خدمت کرتی ہیں اور کرتی رہیں گی ۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔ جناب سپیکر ۔ ان دنوں میں بھی یہاں موجود تھی اور میرے پولنگ سٹیشن پر موجود تھی ۔ یہاں پر من گھڑت قصے کہانیاں اور بے بنیاد کہانیاں بیان کی جاتی ہیں ۔ میں بھی اس کے خلاف سخت احتجاج کرتی ہوں کہ عورتوں کے متعلق یہاں نازیبا الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں ۔ یہ واپس لیے جائیں ۔

بلوچستان سے آنے والے پنجابی مددگار

*7918 ۔ **سید تابش الوری** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ تعلیم حکومت بلوچستان نے نومبر ۔ دسمبر 1972ء کے دوران کچھ ایسے مددگاروں (اسٹشس) کو جن کی سکوات صوبہ پنجاب کی تھی پنجاب میں واپس بھیج دیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے کتنے مددگار واپس بھیجے گئے ان کے نام کیا ہیں نیز انہوں نے کولسی تاریخ کو اپنی رپورٹ حاضری حکومت پنجاب کو دی اور ان میں سے کن مددگاروں کو محکمہ تعلیم میں کس کس تاریخ سے کھپایا گیا ۔

(ج) جن مددگاروں کو محکمہ تعلیم میں کھپایا گیا ان میں سے کتنے ایسے ہیں جن کے اس وقفہ کو جو حکومت پنجاب کے پاس حاضری رپورٹ دینے اور محکمہ تعلیم میں کھپانے کے درمیان آیا کو ابھی تک ریگولرائز نہیں کیا گیا اور نہ ہی انہیں اس درمیانی وقفہ کے بقایا جات ادا کیے گئے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو پر کیس میں اس کی وجوہ کیا ہیں نیز حکومت کب تک ان کے اس وقفہ کو ریگولرائز کرکے انہیں بقایا جات ادا کرنا چاہتی ہے اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ملک غلام نبی) ۔ مطلوبہ کوائف اکٹھے کیے جا رہے ہیں۔ یہ مکمل ہوں گے بتا دیے جائیں گے ۔

Mr. Speaker : The question will be repeated.

There is no other question. Now we take up leave applications.

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر عبدالقیوم بٹ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالقیوم بٹ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

گزارش ہے کہ میں P.M. صاحب کے دورہ کے سلسلہ میں یکم دسمبر سے لے کر 5 دسمبر 1975ء تک اسمبلی سیشن attend نہ کر سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

کنور محمد یسین خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست کنور محمد یاسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گزارش ہے کہ بندہ مورخہ 1-12-75 اور 2-12-75 کو بوجہ علالت اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ براہ کرم رخصت عنایت کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اختر عباس بھروانہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر اختر عباس بھروانہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly session on 11-12-75 due to illness. Leave may kindly be granted to me.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری محمد یعقوب اعوان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب چوھدری محمد یعقوب اعوان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Will you kindly put up my request for leave of absence from the Meeting of Standing Committee on Industries held on 19-12-75. I could not attend the said Meeting on account of extremely urgent business in connection with which I had to leave for Layllpur. I shall be grateful to the House, if leave applied for is granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں عبدالرؤف

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں عبدالرؤف صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

With respect I beg to state that I could not attend the Assembly Session on December, 17th 18th 1975 due to illness. Kindly grant me leave for these days.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly Session due to illness from 17th December to 19th December, 1675. Leave may kindly be granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک سرفراز احمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک سرفراز احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میرا بچہ برائے آپریشن گلا ہسپتال میں آج ہی داخل ہوا ہے ۔ اس لیے میں آج 23 دسمبر 1975 کے اجلاس اسمبلی میں شریک نہ ہو سکوں گا ۔ غیر حاضری معاف فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں غلام فرید چشتی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں 75-12-18 کو ایشورنس کمیٹی کی میٹنگ میں
حاضر نہیں ہو سکا۔ رخصت دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سردار محمد عاشق

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار محمد عاشق صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 75-12-17 کو سب کمیٹی ٹرانسپورٹ
کی میٹنگ میں شمولیت نہیں کر سکا تھا۔ رخصت
منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

صوفی نذر محمد۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن (امنڈمنٹ)
بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 1975ء)
پیش کردہ جناب محمد حنیف نارو۔ ایم۔ پی۔ اے،
سے متعلق مجلس قائمہ برائے صنعت، تجارت و معدنی
وسائل کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جنوری
1976ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن (امنڈمنٹ)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

بل 1975ء (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 1975ء) پیش کردہ جناب محمد حنیف لارو - ایم پی اے ، سے متعلق مجلس قائمہ برائے صنعت ، تجارت و معدنی وسائل کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جنوری 1976ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے سرکاری مواعید

مسٹر سپیکر - اب ہم تحاریک یقین دہانی لیتے ہیں - یہ تحریک شیخ عزیز احمد کی ہے ۔

نشان زدہ سوال نمبر 6971 کے بارے میں وزیر ٹرانسپورٹ کی شیخ عزیز احمد صاحب معزز رکن اسمبلی کو یقین دہانی کے بارے میں تحریک

مسٹر سپیکر شیخ عزیز احمد یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ صوبائی اسمبلی کے اجلاس منعقدہ 24 جنوری 1973ء کے نشان زدہ سوال نمبر 6971 کے جواب کے دوران میرے سامنے سوال کے جواب میں وزیر ٹرانسپورٹ نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ہائی کورٹ کے فیصلہ کی اطلاع جب ہمارے پاس پہنچ جائیں گی تو اس کے متعلق ہم فاضل ممبر کو مطلع کریں گے - لیکن تین سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود حکومت نے مجھے مطلع نہیں کیا ۔

لہذا اس مسئلہ کو مجلس مواعید کے سپرد کیا جائے ۔

I will keep it pending and send a notice to the department concerned. If the answer is in the affirmative, I will inform you but if the answer is in the negative, it will go to the Committee.

یہ تحریک بھی شیخ عزیز احمد کی ہے - یہ ٹائم ٹیبل کے متعلق ہے - اس میں وزیر ٹرانسپورٹ نہیں ہیں ۔

I will write him and on receipt of his answer I will decide it accordingly.

چوہدری امان اللہ لک - جناب سپیکر - اس ضمن میں میں ایک گزارش کروں گا کہ یقین دہانی سے متعلق تحریکوں کے سلسلے میں ہم جو رولس

بھیجتے ہیں اور طریقہ کار کے مطابق اس سیکرٹریٹ کی طرف سے محکمہ جات کو بے شمار خطوط اور اس کے بعد بے شمار یاد دھانی کے خطوط بھیجتے ہیں لیکن محکمہ ان کا جواب نہیں دیتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس اسمبلی اور اس سیکرٹریٹ کی توہین ہے ۔ اس لیے آپ اس سلسلہ میں پہلے نوٹس کے بعد یہ تصور کر لیا کریں کہ اس کا جواب نفی میں ہے ۔ ہم بار بار لکھتے رہتے ہیں اور وہ اس کا جواب ہی نہیں دیتے ۔ اس سے اس سیکرٹریٹ اور اسمبلی کا وقار مجروح ہوتا ہے ۔ ہم چار چار بار انہیں جواب کے لیے نوٹس بھیجتے رہے ہیں لیکن ان کا جواب نہیں آتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ بات میرے نوٹس میں لائیں جو آپ کو دو دو چار چار بار نوٹس بھیجنا پڑتا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں نے متعلقہ فائل کی پڑتال کی تھی ۔ اس میں بے شمار ایسے خطوط اور یاد دھانی کے خطوط ہیں جن کے جوابات نہیں دئے گئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں توقع رکھتا ہوں فاضل کیبنٹ کے ممبر سے کہ چوھدری امان اللہ لک نے جو شکایت پیش کی ہے کہ جب کسی ممبر کی طرف سے نوٹس ملتا ہے تو محکمہ متعلقہ کو لکھتے ہیں ، لیکن بار بار یقین دھانی کے خطوط لکھنے کے باوجود جواب نہیں ملتا اور اگر جواب ملتا ہے تو اتنا تشنہ ہوتا ہے کہ اس پر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ فاضل رکن اس خط کی ایک نقل وزیر متعلقہ کو براہ راست بھیج دیا کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو جب محکمہ کو لکھتے ہیں تو اس کی ایک نقل انہیں دی جاتی ہے ۔ جب ہمیں تحریک یقین دھانی کا کوئی نوٹس آتا ہے کہ فلاں کام اس طرح نہیں ہوا اور فاضل وزیر نے یقین دھانی کرائی تھی تو

Before taking a decision whether to refer it to the Committee on Assurance or not.

میں پتہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں کہ

What is the factual position, but proper assistance is not being rendered in this field.

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں انہیں تاکید کروں گا کہ تمام محکمے آپ کے احکام کی تعمیل کیا کریں ۔

Mr. Speaker. I am gratefull to Chaudhri Amanullah Lak that he has brought this important matter to my notice in this House.

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر۔ چونکہ کوئی تحریک استحقاق نہیں اس لئے اب ہم تحریک ہاے التوائے لیتے ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان کی تحریک نمبر 182 ہے ۔ حاجی صاحب اس میں حالیہ واقعہ کولسا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب ۔ مجھے کل ٹیلیگرام آئی ہے اور میں نے کل ہی یہ تحریک دی ہے ۔ اس میں حالیہ واقعہ یہ ہے کہ اس کی ابھی عمارت تعمیر ہوئی ہے ، منظوری ہو چکی ہے اور رقم بھیج دی جا چکی ہے لیکن محکمہ بلڈنگ نے پتہ نہیں کن وجوہ کی بنا پر انکار کر دیا ہے کہ اب یہ عمارت تعمیر نہ کریں حالانکہ یہ سکول واحد تعلیمی درسگاہ ہے ۔

فاضل ہائی سکول گہانی شریف ۔ تحصیل احمد پور شرقیہ کی عمارت کی از سر نو تعمیر کی بلا وجہ رکاوٹ

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ سے تعلق رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ فاضل ہائی سکول گہانی شریف ، تحصیل احمد پور شرقیہ ، کی عمارت 1972ء کے سیلاب میں گر گئی تھی جسے از سر نو تعمیر کیا جانا منظور ہوا ۔ ٹینڈر بھی طلب کر کے منظور کیے گئے ۔ موقع پر کچھ میٹیریل بھی فراہم ہوا مگر اب محکمہ بلڈنگ نے بلا وجہ اس منصوبہ کی تعمیر روک دی ہے جب کہ ٹینڈر بھی موجود ہیں ۔ یہ واحد سرکاری عظیم درس گاہ اس وقت بغیر کسی عمارت کے سخت سردی اور بارشوں میں کام کر رہی ہے جس سے طلباء اور اساتذہ سخت پریشان ہیں ۔ حکومت کی اس عظیم درسگاہ سے سرد مہری کی بنا

پر عوام میں سخت اضطراب ، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ حاجی صاحب ، ڈی۔ای جاول پور سے میں نے کہا ہے کہ اس معاملے میں وہ جہاں تک کرکے جو بھی جائز اقدام ہے وہ کرے ۔ یہی میں نے اس وقت کہا ہے ۔ اگر مجھے اس سے پہلے علم ہوتا تو میں یقیناً زیادہ توجہ دیتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جہاں تک میری گزارش ہے ، میں جناب ملک کے محکمے سے تو مطمئن ہوں ۔ لیکن ان کے محکمے نے مہربانی کی کہ اس سکول کو منظور کیا اور اس کے لئے امریکن امداد میں سے رقم فراہم بھی ہوئی ، سب کچھ منظور ہو گیا ۔ یہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے جنہوں نے بلا وجہ اس کی تعمیر روک دی ہے اور اس منصوبے کو ترک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اس کا جواب محکمہ تعمیرات کی طرف سے آنا چاہیے ۔ وہ بتائیں کہ جب محکمہ تعلیم نے سب کچھ دے دیا ، اجازت بھی دے دی تو وہ کیوں نہیں بنا رہے ؟

وزیر تعلیم ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ معاملہ میں اور آپ اپنے ہاتھ میں لے کر کریں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ٹھیک ہے ، میں اس یقین دہانی کے پیش نظر پریس نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس یقین دہانی کے پیش نظر آپ پریس نہیں کر رہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوا نمبر 183 بھی آپ کی ہے ۔ اس میں آپ کو اطلاع 22 دسمبر کو ملی ہے کہ آپ کے شہر میں تین مہینے سے تنخواہیں نہیں مل رہیں ۔ مگر تین مہینے سے تو آپ لاہور میں نہیں ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ہو سکتا تھا کہ جب میں یہاں اجلاس میں آیا ہوں تو اس دوران میں ادائیگی ہو جاتی کیونکہ یہ ایک انتظامی معاملہ تھا ۔ اب ملازمین اور لوگوں نے اس بارے میں توجہ دینی شروع کی ہے اور خوف و ہراس اور اضطراب پیدا ہونا شروع ہوا ہے تب ہمیں تحریک التوا دینے کی ضرورت لاحق ہوئی ۔

ٹاؤن کمیٹی الہ آباد کے ملازمین کو تنخواہ اور الاونسز کی عدم ادائیگی

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج مورخہ 22 دسمبر 1975ء کو ٹیلیفون پر موصول ہونے والی اطلاع کے مطابق ٹاؤن کمیٹی الہ آباد ضلع رحیم یار خان کے ملازمین کو گزشتہ چھ ماہ سے مہنگائی الاؤنس اور گزشتہ تین ماہ سے تنخواہات نہیں ملیں ۔ جس کی وجہ کمیٹی کی سخت کمزور مالی پوزیشن اور حکومت کی جانب سے گرانٹ کی عدم ادائیگی بتلائی جاتی ہے ۔ اس صورت حال سے ملازمین سخت پریشان اور فاقہ کشی میں مبتلا ہیں جس سے شہر کی صحت و صفائی کا انتظام بری طرح متاثر ہو رہا ہے ۔ اور عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

Minister for Law : Sir, I would like to give a detailed reply on this adjournment motion as follows :-

Normally the Municipal Committees are financially self-reliant institutions- Governmental assistance is, however, given for certain developmental activities such as water supply and drainage and other wo·ks. It is not a normal practice to finance the Municipal Committees for administrative expenditure. However, during the year, 1974-75 the administrative expenditure of the Municipal Committees increased abruptly due to the application of National Pay Scales and grant of dearness allowance and special dearness allowance. The Government, however, gave a grant of Rs.35,500 to the Municipal Committee Allahabad, District Rahimyarkhan for meeting the increased administrative costs. At the same time, the municipal Committees were instructed to increas their rates of taxes, tolls and fees so that increased expenditure du to escalation of prices, increase in pay scales and the grant of dearness and special dearness allowances could be met. Whereas all other Municipal Committees are paying dearness and special dearness allownces out ot of their own budgets during the year 1975-76, Municipal Committee, Allabad has not paid such allowances to its employees for about 6 months. Government cannot finance administrative ex-

penditure of the Municipal Committees indefinitely. Therefore, orders have been issued for investigation into the financial position of Municipal Committee Ailahbad so that after increase in taxes, fees, etc; and making necessary retenchment in staff, the administrative expenditure of the said Municipal Committee could be brought under control.

Now this is the situation. We have already financed this Committee. But since it has to be a completely independent and self-reliant intitution and it has to meet its own expenditure, the Government is taking necessary steps in this regard so that the necessary D.A, after the finances are raised by the Committee, is given to the employees.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ، حکومت کی یہ اپنی ذمہ داری ہے کہ ان کے تحت جتنے بھی ادارہ جات چل رہے ہیں جہاں تک ان کے ملازمین کا تعلق ہے ان کی تنخواہات کی ادائیگی ہر قیمت پر ہونی چاہیے اور کسی قیمت پر عذر قبول نہیں کیا جا سکتا کہ وہ غریب ملازمین جن کی بسر اوقات اور تمام تر گزر اوقات کا انحصار ملازمت پر ہے اور جو ملازمت صرف اسی لیے کرتے ہیں کہ وہ باعزت روٹی کھا سکیں ، انہیں چھ چھ ماہ سے الاؤنس نہ ملیں اور تین تین ماہ سے تنخواہیں نہ ملیں اور اس کی ذمہ داری حکومت قبول نہ کرے اور کہے اگر کمیٹی اس قابل نہ ہوئی تو اس کو ادائیگی کریں گے ۔ بلکہ ابھی بتا نہیں کہ جہاں بین میں کتنے مہینے لگ جائیں گے ۔ جہاں تک گرانٹ بند ہونے کا سوال ہے ، میں جناب وزیر قانون کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ادھر کمیٹی کی حالت یہ ہے کہ تنخواہیں نہیں دے رہی اور اس کی مالی حالت بالکل کمزور ہے اور حکومت کی جانب سے یہ عمل شروع ہو گیا ہے کہ الہ آباد کی کمیٹی کو گزشتہ صدی سے جو ایک میڈیکل گرانٹ تربیاً آٹھ ہزار روپے ہر سال ملا کرتی تھی وہ بھی سال گزشتہ سے بلا وجہ بند کر دی گئی ہے ۔ نہ اس سال دی گئی اور نہ سال گزشتہ دی گئی ۔ اور سب سے بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ حکومت کی طرف سے جو گرانٹیں مستقل جاری و ساری تھیں ، ان کے بند ہونے سے یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے ۔ اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی اور کوئی جواز نہیں دیا جا رہا ۔ اگر تو جناب وزیر قانون یہ یقین دہانی اس ایوان میں کرا دیں کہ وہ تنخواہات کی ادائیگی جس شکل میں بھی ہو سکتی ہے ، کرا دیں گے جس کے لیے خاص مدت متعین کر سکتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔

مقصد یہ ہے کہ جو ملازمین ان کے تحت ہیں ان کی تنخواہوں کی ادائیگی ان کا فرض بنتی ہے ۔

Minister for Law : I think the distinction I was trying to draw was in respect of the salaries. The Government will look into the matter and assure the hon'ble Member that it will see to it that the salaries are paid to the employees of the Municipal Committee. I was only pointing out in respect of the D.A. and Spl.D.A. that they have not been paid for the last six months and we are trying that the Municipal Committee is in a position to pay these allowances which have come on account of the increase in National Pay Scales. But in respect of the salaries, we will look into the matter and I assure the hon'ble member that if the salaries have not paid to the employees, I will see to it that they are paid immediately.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ مگر الاؤنسوں کے ادا کرنے کی ذمہ داری کس کی ہے ؟ وہ کوئی مشروط نہیں ہوتے ۔ حکومت نے منظور کیے ہیں کہ یہ الاؤنس تمام ملازمین کو دیے جائیں اور جب ایک سال آپ نے گرانٹ دی تو اس کے تحت وہ الاؤنس ادا ہو گئے ۔ اب یکم جولائی سے بند ہو گئے ہیں ۔ ان کا کیا قصور ہے ؟ ان کی ادائیگی کی ذمہ داری آپ کیوں قبول نہیں کرتے ؟ تنخواہوں کی ذمہ داری تو آپ قبول کر رہے ہیں اور یہ الاؤنس تنخواہوں میں شامل ہیں ۔ اس سے باہر نہیں ہیں ۔ مگر چونکہ وہ الاؤنس آپ نے بڑھائے تھے اور وعدہ کیا تھا کہ جو کمیٹیاں ادا نہیں کر سکیں گی ہم ذمہ داری قبول کرتے ہیں کہ ان کو امداد دیں گے ۔ پچھلے سال آپ نے امداد دی انہوں نے الاؤنس ادا کر دیے ۔ اس سال آپ نے امداد نہیں دی وہ بھی بند ہیں ۔ اور تنخواہیں بھی بند ہیں ۔ دونوں کی یقین دہانی کرائیں کہ ان کی ادائیگی انہیں کی جائے گی۔

Minister for Law : Once the allowances are given, the Government will see to it that they are paid to them. We are only trying that there is financial control by the Municipal Committees and there should not be a permanent hurdle but instead a permanent solution is found out.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : The hon'ble Minister should in all fairness to the employees of that institution,

give a clear understanding that these allowances should be paid forthwith be cause after-all the employees should not suffer. It is their right.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ غریب خاکروب اور غریب ملازمین کو چھ چھ ماہ تک الاؤنس نہ ملے اور وہ جیں تک لڑ سکے ۔ عید کے دنوں میں بھی انہیں تنخواہیں نہیں دی جا سکیں ۔ اس سے زیادہ ظلم کیا ہو سکتا ہے ؟

Minister for Law : No as far as the salaries are concerned I have already stated that the Government will see that they are paid.

Mr. Speaker : That an immediate relief is given, when the matter will be looked into. This is what he proposes to do.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, allowances are part of the salary. I think the whole House would agree with me that you canno't take away the allownce, which is sanctioned by the Government, on the excuse that we have no money. That excuse cannot be held out as an valid excuse by the Municipality concerned. Sir, my request is that the Hon'ble Minister should see that the salaries and allownces are paid to the employees. If we withhold your allownces in the legislative assembly, what will happen to you? We say we don't give you any D.A.-100 rupees which the members are drawing because there is no money. I think it is not a matter of Opposition or the Treasury Benches but a matter of fair justice to individuals.

Minister for Law : Khanzada Sahib, I think I tried to make my position very very clear that as far as the salaries and allowences are concerned, we stand committed to it and we are trying to held them. What we are doing is that we are investigating that it should not be a permanent problem.

Mr. Speaker : That it should not become a permanent feature of that Municipal Committee.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : That is true.

Minister for Law : That is what I am trying to do.

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ یہ بات نہیں ہے ۔ جس وقت صوبائی حکومت نے الاؤنس بڑھانے کا فیصلہ کیا تھا تو اس وقت یہ ذمہ داری قبول کی تھی کہ جو میونسپل کمیٹی یہ الاؤنس ادا نہیں کر سکتی حکومت ان کو گرانٹ دے گی اور اس صورت میں وہ الاؤنس ملازمین کو ادا کریں گے ۔ پچھلے سال انہوں نے وہ grants دیں جس سے allowances میونسپل کمیٹی نے اپنے ملازمین کو ادا کر دیے ۔ لیکن اس سال دانستہ طور پر اس ذمہ داری سے گریز کیا جا رہا ہے ۔ جب تک گورنمنٹ اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتی میونسپل کمیٹی اپنے ملازمین کو allowances ادا نہیں کر سکتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی ۔ اس کے بعد حاجی محمد سیف اللہ خان کی تحریک التوا نمبر 181 ہے ۔ حاجی صاحب۔ اس میں یہ کہاں سے recent occurrence ہو گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ شاید آپ نے پڑھی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے پڑھ لی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کہ 19 دسمبر 1975ء کے اخبار میں ایک دردناک درخواست پیش ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ اخبار میں اور کیا لکھا جا سکتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب اندازہ لگائیں کہ ایک استانی کو آٹھ مہینے سے تنخواہ نہیں ملی اور جب وہ مانگنے جائے تو اس کو کہا جائے کہ ایسی اور بھی بہت سی ہیں ۔ اور اس کو recent occurrence and matter of importance نہیں تسلیم کرتے جناب والا ؟

مسٹر سپیکر ۔ matter of importance تو ہے مگر recent occurence نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ درخواست حال ہی میں آئی ہے۔ جناب والا۔ اس کی درخواست آپ کے نام بھی آئی ہے ۔ اخبار میں بھی آئی ہے اور دیگر نمائندوں کے نام بھی آئی ہے کہ آٹھ آٹھ مہینے سے تنخواہ نہیں ملی ۔ مانگنے

جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اور بھی بہت سی ہیں ۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو اگر تنخواہ نہیں ملی تو ۔ اس سے بڑھ کر اور کیا recent occurrence ہو سکتی ہے ۔ یہ سنڈے ایڈیشن میں چھپا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کے محکمے کے متعلق ہے ملک صاحب ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ انہوں نے لکھا ہے کہ وہ واحد عورت ہے ۔ جس کو تنخواہ نہیں ملی ۔ اس نے اپنی آپ بیتی لکھی ہے کہ میں سارے خاندان کی کفیل اکیلی ہوں ۔ چھوٹے بہن بھائی ہیں ۔ ضعیف والدین ہیں اور میں صرف ملازمت اسی لیے کر رہی ہوں ۔

Mr. Speaker : I am not admitting it.

بہر حال اگر آپ اس کا جواب دینا چاہیں تو کوئی اعتراض نہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اگر اس بیچاری کے ساتھ ایسی بات ہے تو میں اس کا نوٹس لوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہ جناب اس کو admit نہ کرنے کی ذرا مجھے وجہ بتا دیں اس میں recent occurrence ہے کہ ابھی اخبار میں آیا ہے اور اس میں matter of importance ہے کہ آٹھ مہینوں سے تنخواہ نہیں ملی اور ان کے محکمے کے کہنے کے مطابق اور بھی بہت سی ہیں جن کو آٹھ ماہ سے تنخواہ نہیں ملی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو بڑا vague ہے ۔ ایک تو یہ ہے کہ ایک individual کا case ہے اور ایک یہ کہ اجتماعی صورت میں اس کی جو importance ہے That is not there.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس کا بیان جو ہے جب اس نے اپنا بیان دیا تو محکمے نے admit کیا کہ اور بھی بہت سی ایسی ہیں جن کو نہیں ملی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ٹھیک ہوگا ۔ مگر ابھی تو ہمارے سامنے یہی ایک کیس ہے ۔ اس لیے ایک تو یہ ایک individual کا کیس ہے اور ایک individual کا ایسا کیس اس sense میں public importance کا نہیں ہوگا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ تو ایک source of information ہے

جس نے بتایا کہ میرے ساتھ یہ ہوا اور مجھے یہ جواب دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کیٹیگری کے لوگوں کو نہیں مل رہی یا سکول کی استانیوں کو نہیں مل رہی تو وہ ایک specific بات ہوگی ۔

وزیر تعلیم ۔ سر ۔ اس individual case کے لیے میں نے ڈائریکٹر ایجوکیشن لاہور کو کہا ہے کہ جتنی جلد ہو سکے چند دن میں اس کو تنخواہ دلوائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اور باقی کے متعلق ۔

مسٹر سپیکر ۔ باقی کا بھی نوٹس لیں گے ۔ آپ ان کے نوٹس میں لے آئیں۔ He will look into the matter.

وزیر تعلیم ۔ سر ۔ ایسی داستانیں جو دلخراش ہوتی ہیں جن سے دکھ بھی ہوتا ہے آتی رہتی ہیں ۔ کبھی لاءاینڈ آرڈر کی ہوتی ہیں ۔ کبھی کوئی اور کیس ہو جاتا ہے ۔ کوئی اپنے کیس کے لیے آتا ہے ۔ کسی کی کوئی چوری کر کے لے جاتا ہے ۔ ہمارے ہی بھائی ہوتے ہیں جو ان کو دھوکا دیتے ہیں ۔ ایک تولے کے دس تولے بناتے ہیں اور ایک تولہ بھی غالب کر جاتے ہیں تو یہ بھی سب کچھ آپ کی تحریکوں کا باعث بن سکتا ہے یعنی ایک مصیبت ہو جس کا ذکر بھی کیا جائے ۔

راجن پور جیل میں پولیس اور جیل حکام کی فائرنگ

مسٹر سپیکر ۔ 185 مسٹر رؤف طاہر نہیں ہیں ۔ 186 چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مشرق مورخہ 22 دسمبر 1975ء کی اشاعت کے مطابق راجن پور جیل جو کہ ڈیرہ غازی خان میں واقع ہے پولیس اور جیل حکام نے 2 دسمبر 1975ء کو جیل میں گولی چلائی جس سے 5 قیدی مارے گئے اور بے شمار گولیاں لگنے سے زخمی ہو گئے ۔ اس واقعہ

نے پورے پنجاب میں شدید ہیجان اور اضطراب پیدا کر دیا ہے ۔ اس واقعہ پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے ۔
on the face of it یہ ایسی ہے کہ اسے admit ہو جانا چاہیے ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب سپیکر ۔ کل جس وقت میں نے اخبار میں یہ خبر پڑھی اسی وقت میں نے رابطہ قائم کیا ۔ یہ خبر مشرق میں اور امروز میں آئی ۔ ایک میں تو یہ تھی سٹاف رپورٹر کے توسط سے اور ایک میں تھی عبدالغفور نامہ نگار کے توسط سے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ وہی اخبار ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ کے ہیں ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جی سر ۔ اس کے بعد جب میں نے پتہ کیا تو پتہ چلا کہ نہ وہاں کوئی ہڑتال ہوئی ۔ نہ اسسٹنٹ کمشنر گیا ۔ نہ کوئی ڈپٹی کمشنر گیا ۔ نہ کوئی گولی چلی ۔ نہ کوئی مرا اور نہ کوئی زخمی ہوا ۔ تو اس قسم کی غلط خبریں دے کر خود بخود ہیجان برپا کرنے کی کوشش کرنا یہ پاکستان میں یا پنجاب میں کوئی پہلی دفعہ نہیں ہوا ۔ اس سے پیشتر بھی ہماری قومی سیاست میں اس قسم کی خبریں آتی رہی ہیں کہ جناب زمین بیٹھ گئی ۔ آسمان سر پر آن گرا ۔ پانی آ گیا ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : But there is nothing political.

وزیر جیل خانہ جات ۔ سر اس میں کوئی ایسی بات ہی نہیں ہوئی ۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی امان اللہ لک صاحب نے جنہوں نے یہ تحریک پیش کی ہے ان کو چاہیے تھا کہ پہلے ہم سے کنفرم کر لیتے ۔ یہی وجہ ہے کہ کل ہمیں تردید کروانا پڑی اور سب اخباروں نے اس تردید کو شائع کیا اور اس اخبار نے معذرت بھی کی ہے کہ یہ خبر غلط تھی ۔ تو میں اس لیے اپنے قومی اخباروں سے بھی اپیل کروں گا کہ آئندہ اس قسم کی خبریں شائع کرنے سے پہلے تصدیق کر لیا کریں کہ آیا خبر درست ہے یا غلط ہے ۔ اسی طرح ہمارے جو قومی نمائندے ہیں جو منتخب ہو کر آئے ہیں ان کا بھی فرض ہے کہ جب کوئی ایسی خبر دیکھیں تو سب سے پہلے متعلقہ محکمے سے کنفرم کریں کہ خبر سچی ہے یا جھوٹی کیونکہ خبر ہی کوئی نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔

ہی کوئی نہیں ہے ۔ تو اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی اور نہ اسے بننا چاہیے ۔ آئندہ ہر رکن اسمبلی کو یہ چاہیے کہ وہ تصدیق کے بعد کوئی اس قسم کی تحریک پیش کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ممبران کو sermon دینا کچھ اتنا مناسب نہیں ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ انہوں نے واقعہ کی تردید کر دی ہے اور آج صبح یہ خبر اخباروں میں بھی چھپی ہے لیکن اس ہاؤس میں وزیر موصوف نے لاابالغی کی صورت میں یہ جو بات کہی ہے کہ ممبران کنفرم کر لیا کریں تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ممبران کوئی انکوائری افسر نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ دونوں کی آپس کی بات ہے انہوں نے آپ کو وعظ کیا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں جناب وزیر موصوف کی تقریر کے اس حصے کا شدید نوٹس لیتا ہوں کہ انہوں نے ٹیلیفون کیا ۔ ان کے ذہن میں جو ہیجان پیدا ہوا اس کے وہ بھی مضطرب ہوئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو آپ کے کہنے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ sermon جو ہے ممبران کے لیے شاید اتنا مناسب نہیں ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میرے پاس کونسے وہ اختیارات ہیں کہ میں محکمے سے پہلے انکوائری کر سکوں کہ میں تحریک التوا دے رہا ہوں آپ میرے ساتھ پہلے بات کریں یا وزیر موصوف سے بات کریں ۔ وہ غسلخانوں میں ہوتے ہیں اور پتہ نہیں کیا کیا طریقہ واردات ہوتے ہیں جس کے پیش نظر ممبران ان سے مل نہیں سکتے ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ سر یہ بالکل بات درست نہیں ہے کہ کوئی غسلخانوں میں ہوتا ہے کوئی باتھ روموں میں ہوتا ہے جب چاہیں آپ مل سکتے ہیں بلکہ ہم آپ کے پاس جانے کے لیے تیار ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ بہرحال میں وزیر موصوف سے استدعا کروں گا

کہ اس ہاؤس میں انہوں نے جو الفاظ کہے ہیں ان کو واپس لیں کہ ممبران تحریک التوا دینے سے پہلے متعلقہ محکموں سے بات کریں ۔ باقی جہاں تک میری تحریک کا تعلق ہے میں وزیر موصوف کی یقین دہانی کے پیش نظر اسے پریس نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو وعظ کرنا مقصد نہیں تھا وہ ذرا emphasise کرنا چاہتے تھے ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ میرا اپنا خیال ہے کہ آپ دیانتداری سے اس تحریک التواء کے بارے میں غور فرمائیں جس میں ممبر موصوف نے یہ کہا ہے کہ اسے admit ہونا چاہیے ۔ کل اگر انہوں نے اخبار میں پڑھا اس سے ہیجان برپا ہوا اور انہوں نے تحریک التوا دی ۔ اب اگر خبر کے متعلق اخبار میں تردید ہوتی ہے تو ان کا بھی اخلاق فرض تھا کہ اس کی تردید ہو گئی ہے اب میں اس کو واپس لے لوں ۔ اب بھی انہوں نے وزیر موصوف کی تردید کے بعد کہا ہے کہ میں پریس نہیں کرتا حالانکہ اسی اخبار نے جس کی بنیاد پر یہ تحریک التوا دی گئی ہے اس نے تردید کی ہے اب ان کو بھی تحریک کو اخلاق طور پر واپس لے لینا چاہیے تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ

In view of the statement of the Minister he does not press it.

وزیر قانون ۔ نہیں وہ اسے واپس لیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میں واپس کیوں لوں ۔

Mr. Speaker : I agree with you. I actually made that observation earlier before you read it.

چوہدری امان اللہ لک ۔ میں تردید کی بنیاد پر کیوں واپس لوں ۔ وزیر موصوف کی یقین دہانی کے پیش نظر اسے میں پریس نہیں کرتا ۔

وزیر قانون ۔ جس اخبار نے خبر دی تھی اسی نے اس کی تردید کر دی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ آپ اگر اپنی تضحیک سمجھتے ہیں تو میں

واپس لیتا ہوں ۔

Mr. Speaker : It is withdrawn in view of the statement of the Minister that no such occurrence has taken place.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جی ہاں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ آپ نے کل دو تحاریک التواء ملتوی فرمائی تھیں جن کا نمبر 177 اور 180 تھا ۔

چوہدری طالب حسین ۔ 175 بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ 180 تو کل آئی نہیں تھی یا آ گئی تھی ؟

سید طاہر احمد شاہ ۔ کل 175 بھی آپ نے take up کی تھی تو غالباً آپ نے defer فرما دی تھی چونکہ میں ہاؤس میں موجود نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا نمبر ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ جناب والا ۔ میری ایک تحریک نمبر (175) defer ہو گئی تھی ۔ اسے پہلے take up کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیکھتا ہوں ۔ اس میں recent occurrence کیا ہے ۔ تین باتیں ہونی چاہئیں ۔ ایک تو یہ کہ واقعہ کیا رونما ہوا ہے ۔ دوسرا یہ کہ حالیہ ہونا چاہیے ۔ تیسرا یہ کہ عوامی اہمیت کا ہونا چاہیے ۔ یہ عوامی اہمیت کا تو ضرور ہے لیکن باقی شرائط اس میں مجھے نظر نہیں آتیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ مجھے جو حال ہی میں پمفلٹ ملا ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے میڈیکل اسسٹنٹ کورس کا اجرا کیا تھا اور یہ کہا گیا تھا کہ اس کورس کے پاس کرنے کے بعد اور دیہات میں 5 سال کام کرنے کے بعد ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس میں داخلہ دیا جائے گا ۔ حکومت اپنے وعدے سے منحرف ہو گئی ہے ۔ لوگوں نے ایف ۔ ایس ۔ سی بی ۔ ایس ۔ سی ۔ بی ۔ فارمیسی کرنے کے بعد اپنے بہتر مستقبل کے لیے یہاں داخلہ لیا تھا ۔ ان کے سرمایہ اور وقت کا ضیاع ہوا ہے ۔

میڈیکل اسسٹنٹس کو ایم - بی - بی - ایس میں داخلے کا وعدے سے حکومت پنجاب کا انحراف

مسٹر سپیکر - سید طاہر احمد شاہ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ ایک وصولہ مراسلہ کے مطابق حکومت پنجاب نے چھ ماہ قبل میڈیکل اسسٹنٹ کا دو سالہ کورس شروع کیا تھا جس کے لیے بنیادی تعلیم ایف - ایس - سی رکھی گئی تھی حکومت نے اس سلسلہ میں وعدہ کیا تھا کہ یہ کورس ایل - ایس - ایم - ایف کورس کے برابر ہوگا - حکومت کے اس وعدہ کی بناء پر کثیر تعداد میں طلباء نے بی - ایس - سی بی فارمیسی اور ایم - ایس - سی کو چھوڑ کر میڈیکل اسسٹنٹ کورس میں داخلہ لیا اور اس کورس کے حصول میں قیمتی وقت اور سرمایہ خرچ کیا لیکن اب حکومت اپنے اس وعدہ سے یکسر منحرف ہوگئی ہے اور ان کے روشن مستقبل کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے - حکومت کے اس غلط اقدام سے ان کے لواحقین میں شدید ذہنی پریشانی پائی جاتی ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - اس قسم کی ایک تحریک پہلے بھی آئی تھی غالباً 132 نمبر ہے - حکومت نے اس قسم کی کوئی یقین دہانی نہیں کروائی کہ ایم - بی - بی - ایس میں داخلہ دیا جائے گا - نہ ہی محکمہ صحت کی جانب سے اس قسم کی کوئی یقین دہانی کروائی گئی ہے - اس کے لیے بنیادی تعلیم ایف - ایس - سی رکھی گئی تھی -

مسٹر سپیکر - وہ کہہ رہے ہیں حکومت کی جانب سے اس قسم کی کوئی یقین دہانی نہیں کروائی گئی -

سید طاہر احمد شاہ - جناب والا - وزیر اعلیٰ پنجاب نے 18 اپریل 1975ء کو پریس کانفرنس میں یہ کہا ہے کہ حکومت ڈاکٹروں کی کمی کو دور کرنے کے لیے میڈیکل اسسٹنٹ کورس کا اجرا کر رہی ہے - روزنامہ مشرق میں 18 اپریل کو یہ خبر شائع ہوئی ہے -

مسٹر سپیکر - وہ کہہ رہے ہیں ایسی کوئی یقین دہانی نہیں ہے -

سید تابش الوری - جناب والا - وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک پریس کانفرنس

میں کہا ہے تمام اخباروں میں یہ خبر چھپی ہے کہ عوام کی سہولت کے لیے میڈیکل اسسٹنٹ کورس کا اجرا کیا جا رہا ہے ۔ پانچ سال میں کام کرنے کے بعد ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس میں داخلہ دیا جائے گا ۔ 27 جون کو اسی موضوع پر وفاقی وزیر صحت جناب حفیظ اللہ چیمہ نے یقین دہانی کروائی ہے اور 12 جولائی کو صوبائی وزیر صحت نے بھی اسمبلی میں تقریر کی ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان تین اہم منصبداروں کی یقین دہانی کے باوجود ایک وزیر صاحب یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس قسم کی کوئی یقین دہانی نہیں کروائی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا کہا گیا ہے کہ پانچ سال بعد ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس میں داخلہ دیا جائے گا ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہی کہا گیا تھا کہ کہ پانچ سال دیہات میں کام کرنے کے بعد ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس میں داخلہ دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک میں تو اس بات کا ذکر نہیں کیا گیا کہ ایم۔بی۔بی۔ ایس میں داخلہ دیا جائے گا یا ایل ۔ ایس ۔ ایم ۔ ایف کے مطابق consider کیا جائے گا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ایل۔ایس۔ایم ایف کو بھی condensed کورس کروایا جاتا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ وہ analogy تو پھر نہیں بنتی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ کہا گیا ہے کہ ایل۔ایس۔ایم۔ایف کے برابر ان کا مقام ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کہاں ہے ۔ یہ دیکھیں تو سہی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تو دھرا رہا ہوں یہ کہا گیا تھا کہ کہ ایل ۔ ایس ۔ ایم ۔ ایف کے برابر ان کا درجہ ہوگا ۔ 5 سال پہلے دیہات میں سروس کرنی پڑے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ پانچ سال سروس انہوں نے کر لی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ وہ تو کہہ رہے ہیں ایسی کوئی یقین دھانی نہیں کروائی گئی ۔ یا وہ یہ کہیں کہ ہم اس پر سنجیدگی سے غورکر رہے ہیں پھر تو بات اور ہے وہ تو انحراف کر رہے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسی میں وضاحت کر دوں ۔ اس مسئلہ کی ابتدا یہ ہے کہ پہلے پہلے بہاولپور اور سرگودھا میں میڈیکل سکول کھولے گئے تھے پھر ڈاکٹر جمال بھٹہ نے حکومت کو سفارش کی کہ یہ میڈیکل سکول اور کورس بندکر دیا جائے کیونکہ اس سے ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کے ساتھ زیادتی ہو گی ۔ انہوں نے کوئی دو تین سو صفحے کا نوٹ لکھ کر بھیجا تھا جس پر مرحوم سابق صدر ایوب خان نے سکول بند کرنے کی اجازت دے دی ۔ میں اس موقع پر سابق گورنر مرحوم امیر محمد خان سے ملا اور ساری پوزیشن بتائی تو انہوں نے مجھے یقین دھانی کروائی اور یہ بھی کہا کہ ہمارے ملک میں ڈاکٹروں کی پہلے ہی کمی موجود ہے اور پھر انگلینڈ میں ابھی تک میڈیکل سکول بند نہیں ہوئے ۔

دوسری اہم بات جو آپ نے پوچھی ہے وہ یہ ہے کہ حکومت نے جب یہ میڈیکل سکول قائم کیے تھے تو انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ان کو پانچ سال دیہات میں کام کرنے کے بعد ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس میں داخلہ دیا جائے گا ۔ اور جیسا کہ سید تابش الوری نے حوالے سے بھی بتایا ہے ۔ اس وقت بھی ایل۔ ایم ۔ ایس ۔ ایف کو condenced کورس کروایا جاتا تھا ۔ اور انہیں بھی یہی کہا تھا کہ داخلہ دیا جائے گا ۔ مطلب یہی ہوا کہ ان کا معیار بھی ایل ۔ ایس ایم ۔ ایف کے برابر ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل وزیر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ اس قسم کی کوئی یقین دھانی نہیں کروائی گئی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب وہ تاریخوں کے حوالے سے بتا رہے ہیں ۔ اس کے باوجود آپ نہیں مان رہے ۔ یہ نہایت بری روایت ہے جو ہاؤس میں قائم کی جا رہی ہے ۔ جناب وہ حوالے دے کر مختلف وزراً کے وزیر اعلیٰ کے بیانات کی تاریخیں بتا رہے ہیں ۔ آپ فاضل ممبر کی بات کو نہیں مان رہے اور ایک وزیر کی بات مان رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو مانتا ہوں ۔ یہ تو آپ خود کہیں کہ میں خود

موجود تھا ۔ پھر تو بات بنتی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ 23 جون کو جناب وزیر صحت نے اسی اسمبلی میں بیان دیا تھا ریکارڈ موجود ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اسے pending کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : I will not keep it pending. It is dispossed of.

اور رپورٹ منگواتا ہوں ۔ اس کے بعد جناب رؤف طاہر صاحب کی تحریک نمبر 185 ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں اسے واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے بعد تحریک التواء نمبر (187) ہے ۔

پنجاب کی انتظامیہ کا حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے بے شمار لوگوں کی گرفتاری

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ (تحریک التوائے کار نمبر 187)

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 21 دسمبر 1975ء اور 22 دسمبر 1975ء کی خبر کے مطابق حزب مخالف نے مورخہ 19 دسمبر 1975ء کو یوم سیاہ منانے کا فیصلہ کیا ۔ پنجاب کی انتظامیہ نے گھروں اور مسجدوں کے اندر جلسے کرنے والے کارکنوں کو گرفتار کر لیا ضلع لائلپور ۔ سرگودھا ۔ ملتان ۔ گوجرانوالہ ۔ لاہور میں بے شمار لوگوں کو گرفتار کیا گیا ۔ اور ایک روز بعد ان کارکنوں کو چھوڑ دیا گیا ۔ پورے پنجاب میں دفعہ 144 نافذ ہے ۔ چنانچہ حزب مخالف نے دفعہ 144 کے پیش نظر جلسے مکانوں اور مسجدوں کے اندر کیے ۔ لیکن انتظامیہ نے گھروں کے اندر گھس کر تشدد کیا ۔ اور کارکنوں کو گرفتار کیا ایسے گرفتار ہونے والوں کی تعداد سینکڑوں تک ہے ۔ اس واقعہ نے پورے پنجاب میں شدید ہیجان اور سراسیمگی پیدا کر دی ہے ۔ اس واقعہ پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے ۔

Mr. Speaker : Before I call upon the Hon'ble Minister, I would like to know

کہ کون کونسے گھروں میں علاقوں میں اور کون کونسے شہروں میں یہ لوگ گھس گئے ہیں ۔

so that I may get an answer from him.

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ شہر لکھ دیے گئے ہیں ۔

Mr. Speaker : I would like to know the details.

انہوں نے کہا ہے کہ گھروں میں اور مسجدوں میں گھس گئے ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ لائلپور میں ایک جگہ پر جلسہ کرنے کی کوشش کی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے جگہ بتائیں ۔ یعنی اس طرح کی vague بات تو زیادتی ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ 19 تاریخ کو حزب مخالف دفعہ 144 کا احترام کرتی ہے ۔ اور گھروں میں اور مسجدوں میں جلسے کرتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو یہی پوچھتا ہوں کہ کون سے گھر اور کون سی مسجد ہے I would like to know the details

چوھدری امان اللہ لک ۔ یہ تو ہم نے اخبارات میں پڑھا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح تو میں اس کو entertain نہیں کرتا ۔ Do not rely on the news and news only. جو کہ اتنی زیادہ vague اور ambiguous ہوں تو پھر

Do not make it a basis of your adjournment motion.

چوھدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ کیا مکانوں کے نمبر لکھے جاتے کہ ہر شہر میں فلاں فلاں مکان نمبر میں گھس گئے ۔ کیا یہ کرنا ضروری ہے؟

مسٹر سپیکر ۔ کم از کم 10 مکان یا 4 مکان یا کہ کس کا مکان تھا ۔ کس محلہ میں تھا ۔ کس محلہ کی مسجد تھی ۔

چوھدری طالب حسین ۔ ہر شہر کی ہر مسجد تھی ۔

Mr. Speaker : I am not going to entertain it like that.

چوہدری طالب حسین ۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ آپ اس کو entertain نہیں کرنا چاہتے ہیں کیونکہ گورنمنٹ کی embarrassment ہوتی ہے ۔

Mr. Speaker : It is not a question of embarrassment. It is 100 percent vague.

Chaudhry Talib Hussain : It is not vague.

Mr. Speaker : I have admitted two motions in one day dealing with the same subject.

آپ لائلپور کی یا سرگودھا کی کسی ایک مسجد کا نام لے لیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں پورے صوبہ پنجاب کی بات کر رہا ہوں ۔ تمام شہروں کی بات کر رہا ہوں ۔ پنجاب انتظامیہ کے تمام آدمی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ آپ ان کو defend کرتے ہیں ۔

Mr. Speaker : I do not entertain these motions for providing an occasion for speech.

چوہدری طالب حسین ۔ بالکل نہیں کرنا چاہیے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ جس انداز میں اس کو defend کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ میں اس کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ I have to decide on merits وہ آپ کریں ۔ اور آپ کو حق ہے اور میں آپ کو حق سے محروم نہیں کرنا چاہتا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ لیکن ان کو جواب دینے کا موقع نہ دیں گے ۔ وہ بیچارے کس سے بات سے انتظار کر رہے ہیں ۔ ان کو موقع تو دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جواب دینے کا موقع کیسے دوں ؟ اول تو میں نے اس کو admit کرنا ہے پھر

I will allow the Minister to answer you ... ges levelled in your adjournment motion. Either he w... admit them or he would not ad nit them, and unless yo... e some factual basis of your adjournment motion.

یہ کہ فلاں جامع ... میں ہوا ۔ فلاں شاہی مسجد میں ہوا ۔ فلاں شہر کے

فلاں دروازہ کی مسجد میں ہوا ۔ فلاں علاقے کی جامع مسجد میں ہوا ۔ اس کے بغیر میں اسے کیسے admit کر سکتا ہوں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ اس میں دو حصے ہیں جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر اس میں دو حصے ہیں تو پھر یہ admit نہیں ہوسکتی

I wanted to avoid that situation. If it deals with two different matters, then it is directly hit by by the Rules.

میں نے تو اس کو avoid کیا تھا to divide it into two parts اور آپ اس جگہ پر مجھے force کر رہے ہیں کہ میں اس کو technically rule out کروں

چوھدری طالب حسین ۔ آپ کو کون force کر سکتا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ آپ تو ان کو جواب دینے کا موقع ہی نہیں دینا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی بات کا بھی مجھے پتہ چلے تو پھر میں ان کہوں کہ وہ جواب دیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں تو کہتا ہوں جناب والا ۔ کہ 19 تاریخ کو انتظامیہ نے ظلم اور تشدد کیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ظلم و تشدد آپ کی تحریک التوائے کار کا basis نہیں ہے نہ آپ کی تحریک التوائے کار کا basis یہ ہے کہ وہ گھروں میں اور مسجدوں میں گھس گئے اور وہاں پر گھروں میں اور مسجدوں میں جلسہ نہ کرنے دیا ۔

Chaudhry Talib Hussain : It is a fact.

مسٹر سپیکر ۔ کوئی ایک fact تو آپ بیان کریں ۔ کون سی مسجد تھی کون سا گھر تھا ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں پورے پنجاب کے تمام اضلاع کی بات کرتا ہوں ۔ وہ محلے محلے کے وزیر ہیں اور پنجاب کے وزیر ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں جی ۔ یہ میں نہیں کر سکتا ۔ I am sorry ۔

I cannot admit this adjournment motion. Unless you give me one house or one mosque, I am not going to admit such a vague motion.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ پنجاب میں جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں ان کے پاس کوئی فہرست نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے پتہ نہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ یعنی آپ اتنا گھبرائے کیوں ہیں ۔ گھبراہٹ تو ان کو ہونی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں کوئی گھبرانے والی بات نہیں ہے ۔ اچھا جی ۔ خانزادہ تاج محمد خان ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : The hon'ble member while discussing his point has remarked that.

"آپ ان کو موقع ہی نہیں دیتے"

This is a direct aspersion on the Chair which should be withdrawn.

Mr. Speaker : I don't take notice of such remarks.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, it is not the question whether you tak notice or not. He can call you any name but anything that concerns the Speaker concerns the whole House which is against parliamentary decorum and practice and it should not be on the record of the House.

Mr. Speaker : Thank you .

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Is it withdrawn?

Mr. Speaker : Half an hour fixed for adjournment motion is over. We go on to the next item.

سید ناہش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک التوائے کار تھی ۔ اس کو لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو اس کو کال کرنا چاہتا تھا ۔ فاضل اراکین نے موقعہ نہیں دیا ۔

I would have just dealt with it, I left this purposely.

میرے لیے یہ آسان تھا ۔ کیونکہ اس وقت تین منٹ رہتے تھے ۔ اگر آپ نے ایک منٹ بھی لکھ دیا ہوتا ۔

I would have admitted it immediately but you did not oblige me.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ پہلا قدم تو بہت اچھا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات نہیں ہے ۔ نہ پہلا قدم اور نہ آخری قدم ۔

You did not oblige me.

یعنی یہ میں مان سکتا ہوں کہ جب آپ نے خبر پڑھی تو اس کے بعد آپ کو یہ احساس ہوا کہ ظلم ہوا ہے ۔ لیکن اس کے بعد 24 گھنٹے گزر گئے ۔

You could have enquired into and told me.

یعنی کل صبح آپ نے اخبار پڑھا ۔ آج صبح تک آپ نے کم از کم اتنا تو کیا ہوتا کہ کسی ممبر سے پوچھا ہوتا یا کسی کارکن سے پوچھا ہوتا ۔ کسی اپوزیشن کے لیڈر سے پوچھا ہوتا ۔

I cannot admit such vague adjournment motion. I am sorry.

سید تابش الوری نمبر 177 ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ پڑھ دیں ۔

بہاولپور کے کیمپوں میں مقیم بہاری خاندانوں کو گزارہ الاؤنس نہ دینے کا فیصلہ

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عاجلہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ پر زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہاولپور کے کیمپوں میں مقیم بہاری خاندانوں کے لیے حکومت کی جانب سے گزارہ الاؤنس اور دیگر مالی امداد کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے ۔ جس کے نتیجہ میں غیر آباد بہاری جن میں اپاہج اور ضعیف افراد اور بیوائیں شامل ہیں انتہائی معاشی پریشانی کا شکار ہو گئے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ بہاولپور میں مقیم بہاری خاندانوں کو صوبے میں آباد کیے گئے دیگر بہاری خاندانوں کی طرح مرکزی حکومت کی جانب سے گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ ابتداء میں مرکزی حکومت نے تمام بہاری خاندانوں کے لیے صرف 6 ماہ کا گزارہ الاؤنس منظور کیا ۔ ایسے گھرانوں کے لیے جو کہ

اس عرصہ میں روزگار نہ پا سکے۔ مرکزی حکومت نے صوبائی حکومت کی سفارش پر اس گزارہ الاؤنس میں تین مرتبہ تین تین ماہ کا اضافہ کیا ۔ اب گزارہ الاؤنس صرف ان افراد کا بند کیا گیا ہے جو کہ برسر روزگار ہو چکے ہیں ۔ یا کہ کسی طور پر بھی اقتصادی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو گئے ہیں۔ یا وہ لوگ جو مرکزی حکومت کی طرف سے منظور کردہ 15 ماہ کا گزارہ الاؤنس وصول کر چکے ہیں ۔ بہر حال صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت کو دوبارہ سفارش کی ہے کہ ایسے تمام مستحق افراد کو جنہیں ابھی تک روزگار میسر نہیں آیا ہے ۔ تین ماہ کا مزید گزارہ الاؤنس دیا جائے ۔ مرکزی حکومت نے ہم سے تفصیلات مانگی ہیں جو آج کل تمام اضلاع سے اکٹھی کی جا رہی ہیں مزید برآں بے روزگار بھاری خاندانوں کے روزگار کے لیے مکمل کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں ۔ کیمپ میں مکین تمام خاندانوں کے لیے مکانات تعمیر کیے جا رہے ہیں جس کے لیے زمین اور ترقیاتی اخراجات صوبائی حکومت فراہم کر رہی ہے اور نقد سرمایہ برائے تعمیر مکانات دو ہزار روپے عطیہ کے طور پر اور چار ہزار روپے قرضے کی صورت میں مہیا کیے جاتے ہیں یہ مسئلہ مرکزی حکومت سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے علاوہ جو صوبائی حکومت کے بس میں تھا ہم نے یہ تحریک مرکزی حکومت سے کی ہوئی ہے کہ وہ ہمیں مزید فنڈز دیں تاکہ ایسے جتنے لوگ ہیں اور ابھی تک بیروزگار ہیں ان کو ہم مزید امداد دے سکیں ۔

Mr. Speaker : However, it depends upon the money provided by the Central Government.

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ میں نے یہی عرض کیا ہے ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف کی یقین دہانی اور ہمدردی یقیناً اطمینان بخش ہے ۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ چونکہ ان کی حالت اس قدر خراب ہے کہ سردیوں میں ان کے پاس لحاف تک نہیں ہے اگر صوبائی حکومت اپنے سرشل ویلفیئر فنڈ ہی سے سہی ان کی یہ امداد کر سکے تو وہ سردیوں میں ٹھٹھرنے سے بچ جائیں ۔

Mr. Speaker : Please look into the matter.

وزیر مال ۔ جی ۔ جناب والا ۔ ہم اس پر بھی غور کریں گے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, it is not pressed.

سید ثابش الوری ۔ جی جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک تحریک التوائے کار Benevolent Fund کے متعلق تھی اور اس کا نمبر 180 تھا اس کو میں نے ملتوی کیا ہوا تھا تو اس کو کون ڈیل کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس سلسلہ میں جو انفارمیشنز جناب سید ثابش الوری صاحب نے دی ہیں وہ غلط ہیں ۔ اور ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یعنی ختم نہیں کیا گیا ۔

وزیر قانون ۔ جی ۔ جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک دفعہ کہہ دیں تاکہ میں پھر کہہ سکوں ۔ کہ آپ صحیح ہیں ۔

Minister for Law : Mr. Speaker, the adjournment motion is based on incorrect information. No such step has been taken in the meeting held on the 18th of December, 1975. The Provincial Board of Management of Benevolent Fund has decided that educational scholarships should be paid during the current financial year at the prescribed rates.

Mr. Speaker : Not pressed in view of the statement?

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ 18 تاریخ سے پہلے کیا یہ بند نہیں کر دیا تھا اور 18 تاریخ کو یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اب جاری ہونا چاہیے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں نے تو کہا ہے کہ کوئی ایسا فیصلہ نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایسا کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا بلکہ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ اس کو جاری کیا جائے ۔

وزیر قانون ۔ جی ۔ جناب والا ۔

سید تابش الوری ۔ ٹھیک ہے ۔ جناب والا ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, it is not pressed.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ایک بڑی پرانی تحریک التوائے کار ہے اور وہ قرآن پاک کے درس کے متعلق ہے اور آپ نے اسے ملتوی کیا تھا 147 نمبر حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کا ہے اور 156 میرا ہے اور اس میں ذکر کیا گیا تھا کہ تعلیم گاہوں میں قرآن پاک کا درس دینے والے قاریوں کی تنخواہیں بند کر دی گئی ہیں اور اس وجہ سے کلام پاک کا درس متاثر ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کا جواب انہوں نے دے دیا تھا ۔

سید تابش الوری ۔ نہیں جناب والا ۔ جواب نہیں دیا تھا بلکہ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں اس کی تحقیقات کروں گا اور حکومت چاہتی ہے کہ کلام پاک کے درس کو عام کیا جائے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ہم نے یہ تجویز مرکزی حکومت کو پیش کر دی ہے کہ ان کو permanentcadre میں لے لیا جائے اس کے لیے ہم نے کیس فینانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیا ہے اس کے بعد وہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے پاس آ کر نئے سال میں اس کے لیے فنڈز مہیا کر دیے جائیں گے اور انشاءاللہ وہ بھی اپنے permanent cadre میں آ جائیں گے جیسا کہ باقی سروسز والے ہیں اور اس کو بھی permanent service بنا دیا جائے گا ۔

Mr. Speaker : Not pressed, in view of the statement of the Minister?

سید تابش الوری ۔ غضب تو یہ ہے کہ ان کی پانچ ماہ سے تنخواہیں بند ہیں تو کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ان کی تنخواہوں کو جاری کر دیا جائے گا اور regularize کر دی جائیں گی ؟

وزیر تعلیم ۔ جی جناب والا ۔ ہم تو کسی کو نکالتے نہیں ہیں ۔ جو آپ ہم کو دے دیتے ہیں ہم اس کے ساتھ چلتے ہیں ۔ ان کو کیسے کوئی نکالے گا وہ کوئی نکلتے ہیں ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, both these adjournment motions are not pressed.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک التوائے کار ابھی رہتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی اور بھی آدمی باقی ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اس کو لے لیں تو سارا مسئلہ حل ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیکھیں گے ۔ اگر تو کچھ وقت نکل آیا ۔

مسودہ قانون

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

دی پنجاب ایگریکلچرل پروڈکشن (ریگولیشن آف کروپ گروئینگ بل 1975ء

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب ایگریکلچرل پروڈکشن (ریگولیشن آف کروپ گروئینگ) بل 1975ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب ایگریکلچرل پروڈکشن (ریگولیشن آف کروپ گروئینگ) بل 1975ء پیش کر دیا گیا ۔

It is referred to the Standing Committee, the report to come within a month.

حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ برائے تقویمی سال 1974

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں تقویمی سال 1974 کے لیے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تقویمی سال 1974ء کے لیے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میری تحریک استحقاق کے جواب میں وزیر موصوف نے یقین دہانی کرائی تھی کہ 1973ء سے متعلقہ حکمت عملی پر عمل درآمد کی رپورٹ پر اسی سیشن میں غور ہوگا اور آج جیسا کہ آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آخری اجلاس ہے اور یہ اجلاس آج ملتوی ہو رہا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس یقین دہانی کے مطابق اس حکمت عملی کی اہم ترین رپورٹ پر کب غور کیا جائے گا یہ 1974ء کی رپورٹ پیش کی جا رہی ہے اور 1973ء پر ابھی تک غور نہیں ہوا ۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ وہ اپنی یقین دہانی پر کیسے عمل درآمد کرنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک بجے تک تو قائم ہیں ایک بجے کے بعد میں نہیں کہہ سکتا ۔

(اسقبہ)

قرارداد

مختلف فصلوں کے لیے معیاری بیجوں کی اور مختلف پھلوں کے پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے قانون سازی سے متعلق

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاق مقننہ مختلف فصلوں کے معیاری بیجوں کی اور مختلف پھلوں کے پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے اور ان سے متعلقہ ضمنی امور کو مضبط کرنے کے لیے قانون وضع کرے" کو پیش کرنے کے بارے میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر (2) 104 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی مقننہ مختلف فصلوں کے لیے معیاری بیجوں کی اور مختلف پھلوں کے پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے اور ان سے متعلقہ ضمنی امور کو منضبط کرنے کے لیے قانون وضع کرنے " کو پیش کرنے کے بارے میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر (2) 104 کی مقتضیات کی معطل کر دیا جائے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan.	
Syed Tabish Alwari.	
Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud.	Opposed.
Mr. Nazar Hussain Mansoor.	
Mr. M. K. Khawani	
Mr. Rauf Tahir.	
Chaudhr Mohammad Ashraf.	

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ قواعد کی رو سے اس قسم کی تحریک اس وقت پیش کی جا سکتی ہے جب کوئی معاملہ اسمبلی کے رو برو ہو اور اس میں یہ دقت واقع ہو جائے کہ قواعد کے تحت یہ مسئلہ پیش نہیں ہو سکتا تو تب کوئی بھی ممبر اس قسم کی تحریک پیش کر سکتا ہے کہ یہ قواعد انضباط کار کی فلاں دفعہ معطل کر دی جائے ۔ ابھی تک یہ قرارداد اس ایوان کے سامنے ہی نہیں آئی اور یہ مسئلہ ایوان کے سامنے پیش ہی نہیں ہوا اور قواعد کے رو سے ایسی کوئی قرارداد ایجنڈے میں اس وقت شامل نہیں ہو سکتی جب تک اس کا سات دن کا نوٹس نہ دیا جائے ۔ تو اس بارے میں میں آپ کی رولنگ چاہوں گا پہلے یہ کہ کوئی مسئلہ جب تک ایوان کے روبرو نہ ہو اس کے بارے میں یہ suspension of rules کی تحریک پیش ہو سکتی ہے ۔ دوسرے یہ کہ جب تک یہ رول suspend نہ ہو اس سے پہلے آپ اس قاعدہ کو معطل تصور کرتے ہوئے اس تحریک کو business of the day میں شامل کر سکتے ہیں جس طرح آپ نے کیا ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب آپ کا اعتراض تو ہو گیا لیکن اس میں آپ نے جو اعتراض کیا ہے on the face of it تو اس میں کوئی نظر نہیں آتا ۔

Rule 202-says—

> Any member may, with the consent of the Speaker, move that any rule may be suspended and if the motion is carried the rule in question shall stand suspended.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پہلے وہ مسئلہ ایوان کے سامنے پیش ہو گا Then it can be moved جناب والا ۔ یہ کون سا رول آپ نے پڑھا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ یہ رول 202 ہے ۔

Mr. Speaker : The only thing required is the consent of the Speaker. There is no othere pre-condition.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے اسی لیے دونوں چیزیں آپ سے عرض کی تھیں ۔ ویسے انہوں نے یہ تبدیل کر دیا ہے ۔ پہلے میں یہ تھا جو میں نے عرض کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو آپ کی منظوری سے سب کچھ ہوا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں ۔

سید ناہض الوری ۔ جناب والا ۔ یہ گورنر صاحب کی منظووی سے ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے بعد تو کمیٹی بیٹھی تھی جس نے یہ amend کیا تھا اور اس میں حاجی محمد سیف اللہ خان اور ان کے ساتھ اور دوست بھی تھے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کمیٹی نہیں بیٹھی تھی ۔ بلکہ جب رولز بن گئے تھے تو اس وقت ہم نے اعتراض کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی un-official کمیٹی ہو گی ۔ ویسے اس وقت کچھ ہوا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس وقت ہم نے اعتراض کیا

تھا اور اس کے بعد یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اس قسم کی چیزوں کو ختم کریں گے ۔ اب اس میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے اور جناب والا ۔ آپ 104 (2) کو دیکھیں اس میں یہ ہے ۔

> After the expiry of seven days from the said notice, the Secretary shall cause the said motion to be entered in the List of Business.

اور یہ جو suspend ہوتا ہے اس کے بارے میں جب تک یہ رول suspend نہ ہو اس وقت تک آپ اس کو Business of the Day میں نہیں لا سکتے ۔ آج یہ ہو سکتا تھا کہ اس قاعدے تحت یہ suspension کی motion دیتے اس کے بعد اسمبلی اس کی منظوری دے دیتی پھر آپ اس کو Business of the dey میں لانے کے entitle تھے اور ہم اس کو مان لیتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ That has been entered subject to this case کہ اس کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ "subject to" نہیں ہے بلکہ اپنے اس matter کو آج کے business of the day میں درج کر دیا ہے ۔ لیکن وہ اس وقت تک درج نہیں ہو سکتا جب تک سات دن نوٹس کے نہ گزر جائیں ۔ اگر آپ سات دن سے پہلے درج کرنا چاہتے ہیں تو پہلے آپ اسے suspend کرائیں اور انہیں suspend کرانے کے بعد پھر آپ اسے Business of the Day میں درج کریں گے ۔ آپ نے تو اسے before suspension درج کر دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ آج آپ عجیب و غریب سی بات کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ہاں جناب ۔ میں اسے مانتا ہوں کہ یہ عجیب و غریب سی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی ۔ اب میں اس طرف آتا ہوں جنہوں نے اسے اپوز کیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ رولنگ چاہوں گا ۔ اگر

آپ اسی طرح دے دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن اسی طرح ہم بھی ہزاروں suspension کی motions دے دیں گے اور اپنی motions درج کرا لیں گے ۔ اس لیے آپ رولنگ دے دیں کہ آیا suspend کرانے سے پہلے Business of the Day میں motion درج کرا سکتے ہیں یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ انہوں نے اس میں بڑا زبردست لفظ لکھا ہوا ہے وہ ہے With the consent of the Speaker.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ وہ ٹھیک ہے کہ with the consent of the Speaker یہاں پر move ہو گی ۔ آپ consent نہ دیں تو وہ ہاؤس کے سامنے move نہیں ہو سکتی ۔ That is a separate thing

مسٹر سپیکر ۔ اس لیے آپ کو نوٹس دینے سے پہلے مجھ سے آ کر بات کرنی پڑے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اس کو نہیں لے رہا ۔ میں تو رول 104(2) کو لے رہا ہوں کہ آپ نے آج اصل موشن کو Business of the Day میں رکھا ہوا ہے ۔ اور جب تک یہ suspend نہ ہو آپ اسے نہیں لا سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب یہ دونوں اکٹھی آئیں گی ۔ یہ علیحدہ علیحدہ نہیں آئیں گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ دونوں اکٹھی آ سکتی ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ ہاں دونوں اکٹھی آئیں گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ٹھیک ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ تو اس طرح ہم بھی سینکڑوں motions دیتے جائیں گے ۔ لیکن ہمارے لیے تو یہ اعتراض ہو جاتا ہے کہ جب تک یہ رول ہے آپ کی موشن نہیں آ سکتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ آپ اس طرح نہ کہیں ۔ اس forum میں کتنے اعتراض ہوئے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, this Resolution that is supposed to be placed before the House is so vast and covers so many aspects of agriculture as well as horti-culture that it tantamounts to taking away the powers of the Provincial Government.

Mr. Speaker : You should talk about suspension.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I am saying that the rules should not be suspended because the House needs to consider this suddenly brought in Resolution which, probably, most of the members do not understand the emplication of. It is so vast in its whole meaning that it covers the entire field of agriculture and horti-culture. Therefore, I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ آپ اس ہاؤس کی روایات سے پوری طرح باخبر ہیں اور یا رہا ان کا اعادہ بھی فرماتے رہتے ہیں کہ عام طور پر جب بھی کوئی ایسی قرارداد اس ایوان میں پیش کی جاتی ہے جس کے متعلق پہلے سے ہاؤس کے دونوں طرف سے بیٹھنے والے اراکین کے درمیان کوئی مفاہمت کوئی مشورہ یا کوئی اصولی بات چیت نہ ہوگئی ہو ایسے ہاؤس میں پیش نہیں کیا جاتا ۔ یہ قرارداد جو ہمارے نقطہ نظر سے صوبوں کے اختیارات کے خاتمے اور ان کو صوبے سے مرکز کو منتقلی سے متعلق ہے اس بات کی ضرورت تھی کہ صوبے کی خود مختاری کو مرکز کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے کے لیے پہلے سے ہاؤس کے دونوں طرف بیٹھنے والے ارکان کے درمیان بات چیت ہونی چاہیے تھی اور آپ اگر اپنے حافظے پر زور دیں کہ حال ہی کا واقعہ ہے کہ آپ نے خود ایسی قرارداد یا ایسی کسی تجویز پر عملدرآمد کرنے سے معذوری کا اظہار کیا ہے ۔

Mr. Speaker : Let us not confuse the mgtter in this connection.

یہ وہ قراردادیں ہیں جو کسی کی وفات پر یا کسی ایسی خوشی پر منظور کی جاتی ہیں جن کے متعلق یہاں convention ہے کہ پہلے آپس میں فیصلہ کر لیا

جاتا ہے تاکہ یہ نہ ہو کہ کسی کی وفات پر قرارداد پیش ہو رہی ہو اور کوئی فاضل رکن اس پر کوئی بات کر دے جو کہ اس مرحوم کی شان کے شایان نہ ہو۔

سید ثابش الوری ۔ یہ جناب والا ۔ صوبے کی خود مختاری کا مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ فاضل اراکین کو حق حاصل ہے اور یہ مناسب ہوگا کہ وہ آزادی رائے کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کریں کہ وہ اس کے مخالف ہیں یا اس کی حمایت کرتے ہیں ۔ اس کے کیا نقصانات ہیں اور کیا فوائد ہیں ۔ اس لیے ان دونوں چیزوں کا کوئی تعلق نہیں ہے اس روایت کا اور اس روایت کا جو آپ چاہتے ہیں اس ہاؤس میں قائم کی جائے ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ صوبائی خود مختاری کے انتقال کا سوال صوبے کا مسئلہ ہے جس پر پورا ایوان اور پورا صوبہ ہیجان میں مبتلا ہو سکتا ہے ۔ جو اختیارات ہمیں خود حاصل ہیں اور جو اختیارات ہمیں دستور نے مہیا کیے ہیں ہم ان اختیارات کو سنٹر کو منتقل کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں بات یہ ہے کہ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہو رہا ۔ کئی مرتبہ ایسے ریزولیوشن آ چکے ہیں اور حاجی صاحب زندہ مثال بیٹھے ہوئے ہیں۔ اتنا excite ہو کر نہ کہیں ۔ میں روایت کا ذکر کر رہا ہوں کہ حاجی صاحب نے قراردادیں پیش کیں تھیں ۔ اس پر انہوں نے کسی سے مشورہ نہیں کیا تھا۔ آپ جو مرضی کہیں میں نے جس بات پر ٹوکا تھا وہ اس روایت کے حوالہ دینے پر ٹوکا تھا ۔ تقریر پر میں آپ کو نہیں ٹوکتا وہ اطمینان سے کریں ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ جس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت طلب کرنے کے لیے قاعدہ نمبر 104 کو معطل کرانے کی درخواست کی جا رہی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ وفاق مقننہ مختلف فصلوں کے لیے معیاری بیجوں کی اور مختلف پھلوں کے پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے اور ان سے متعلقہ ضمنی امور کو منضبط کرنے کے لیے قانون وضع کرے ۔ جناب والا ۔ میں قاعدے کو معطل کرنے کی اس درخواست کی اس لیے مخالفت کر رہا ہوں کہ یہ مسئلہ انتہائی اہم ہے اور پورے صوبے کی زرعی معیشت سے متعلق ہے ۔ اس

لیے اس بات کی ضرورت تھی کہ اس قرارداد کو اس ہاؤس کے ارکان کے پاس پہنچایا جاتا تاکہ مطلوبہ مہلت میں اس کے تمام پہلوؤں پر غور و خوض کرنے کے بعد اس پوزیشن میں ہوتے اس ہاؤس میں اپنے خیالات کا آزادانہ اور غیر جانبدارانہ اظہار و خیال کر سکتے ہیں لیکن جناب والا ۔ اس تحریک کے ذریعے اس ہاؤس کے ارکان کو اس حق سے محروم کیا جا رہا ہے ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ جب تک ارکان اسمبلی کو ایک خاص مہلت میں یا وقفہ میں کسی قرارداد کے ضروری عوامل پر غور کرنے کی اجازت نہ دی جائے اس وقت تک کسی طرح ممکن نہیں ہوتا کہ وہ فوری طور پر گہرے غور و فکر کے بغیر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں میں سمجھتا ہوں کہ مقتضیات قواعد و انضباط کار معطل کرنا اور اس کی معطلی کے نتیجے میں اس اہم ترین قرارداد کو haphazard way میں پاس کرنا کسی طرح بھی مناسب نہ ہوگا ۔ جناب والا۔ یہ قرارداد زراعت کے تمام شعبوں کو احاطہ کرتی ہے اور اس کی مقتضی ہے کہ ماہرین زراعت اور کاشت کے جدید طریقوں کے ماہرین افراد سے رابطہ قائم کرنے کے بعد قانون کے ماہرین سے رابطہ قائم کرنے کے بعد اس رائے پر پہنچیں کہ آیا صوبائی اختیارات مرکز کو منتقل ہونے چاہیں یا نہیں ۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ محض کثرت آرا کی بنیاد پر محض وزیر موصوف کی تحریک کو اہم جانتے ہوئے ہمیں عجلت اور جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے ۔ یہ قرارداد نہایت اہم ہے اور اس کے اثرات پورے صوبے پر مرتب ہوں گے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو قواعد کے مطابق اور تمام ارکان کو غور و فکر کا پورا موقع دینے کے بعد اس ایوان میں زیرغور لانا چاہیے ۔ اگر ہم نے انتہائی جلد بازی کے ساتھ اس پورے ایوان سے اس قرارداد کو منظور کرانے کی کوشش کی تو پورے صوبے کے عوام یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ یہ ایوان ہمارے صوبے کے اجتماعی حقوق کے لیے تو کسی جلد بازی کا مظاہرہ کرنے کے لیے اور کسی جرات کردار کا مظاہرہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے مگر مرکز کی طرف سے ایک اشارہ بھی ہو جائے تو یہ کسی بھی معاملے میں اپنی پوری صوبائی خود مختاری قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ معزز ایوان جو پورے صوبے کے حقوق و مفاد کا سب سے بڑا محافظ اور نگران ہے وہ اپنے اوپر طعنہ زنی اور

اس الزام کو گوارا کرے گا ۔ میں آپ سے پھر درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں قواعد و انضباط کار کو پورے طور پر بروئے کار لاتے ہوئے انہیں اس مرحلے پر معطل کر کے عجلت میں اس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب چائے کا وقفہ کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب کیا خیال ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ چائے کا وقفہ نہ کیا جائے بلکہ ایوان کو ایک ڈیڑھ بجے ختم کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک بجے ختم کریں گے ۔ علامہ صاحب ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس قرارداد میں دو قباحتیں محسوس کرتا ہوں ۔ پہلی بات تو اس میں یہ ہے کہ یہ قرارداد اپنے معنی اور اصولی اعتبار سے نہایت ہی ناقص ہے اس اعتبار سے کہ ہم نے اس میں کچھ حدود و قیود مقرر نہیں کی ہیں ۔ سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ صوبے کے اختیارات مرکز کو منتقل کیے جا رہے ہیں اور ان کی کوئی حدود و قیود نہیں قرارداد یہ ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاق متفقہ مختلف فصلوں کے لیے معیاری بیجوں کی اور مختلف پھلوں کے پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے اور ان سے متعلقہ ضمنی امور کو منضبط کرنے کے لیے قانون وضع کرے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک صوبے کے زراعت کے محکمے کا سوال ہے ہم نے اس قرارداد کے ذریعے یہ مرکز کی تحویل میں دے دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی تو قرارداد آئے گی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں اسی طرف آ رہا ہوں ۔ اس میں دو قباحتیں ہیں ۔ مختلف صوبوں کے زرعی تقاضے بالکل مختلف النوع ہیں ۔ مثلاً بلوچستان میں کپاس کی زراعت کا کوئی مسئلہ نہیں ۔ اسی طور پر خوبانی کی زراعت کا مسئلہ یہاں نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس وقت یہ مسئلہ نہیں ۔ یہاں تو آپ یہ کہیں کہ یہ

قرارداد منظور کی جائے یا نا منظور کی جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ قرارداد نا منظور کی جائے ۔ تو اس لحاظ سے میں کہتا ہوں کہ جیسے تابش الوری صاحب نے کہا ہے کہ یہ قرارداد بہت ہی وسیع ہے اور اس صوبے کے اختیارات بالکل مفلوج ہو جائیں گے اور صوبے کے عوام کو یہ کہنے کا حق ہوگا کہ جہاں تک صوبے کی خود مختاری کا سوال ہے یہ ایوان اس کی حفاظت نہیں کر سکتا ۔ اس لیے قاعدہ کو معطل نہ کریں ۔ آپ مہربانی کرکے تمام معزز ممبران کو غور کرنے کا موقع دیں تاکہ ایک صحیح رائے عوام کی رائے پیش کی جا سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ میں گزارش کروں گا کہ انضباط کار کو معطل نہ کیا جائے ۔ جمہوریت کی سب سے بڑی خدمت یہ بھی ہے کہ اسمبلی کی دیرینہ روایات اور سابقہ طریق کار کے مطابق کام کیا جائے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے قبل آپ نے اس طرح سے اسمبلی کے انضباط کار کو معطل کیا ہو ۔ یہ قرارداد صوبے کے زراعت کے شعبہ کو باقاعدہ طور پر متاثر کرے گی ۔ اس کے متعلق صوبے کے اختیارات زیر بحث آئیں گے اور اس کے نتیجے میں اس پر غور کرنے کے بعد جو نتیجہ بھی اخذ کیا جائے گا وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بڑا اہم ہوگا ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ فی الفور قواعد کی مقتضیات کو معطل نہ کیا جائے ۔ پہلے آپ سات دنوں کا نوٹس دیں اور اس کے بعد اسے زیر بحث لائیں ۔ ان گزارشات کے بعد میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان مقتضیات کو معطل نہ کیا جائے اور اس قرارداد کو فی الفور زیر بحث نہ لایا جائے ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ اس سلسلے میں کافی بحث ہو چکی ہے کہ اسے منظور کیا جائے یا نا منظور کیا جائے ۔ اب میں گزارش کروں گا کہ آپ سوال پیش کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ اب اسمبلی میں سوال پیش کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب یہ سوال اسمبلی میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں نے اعتراض کیا تھا لیکن مجھے تقریر کرنے کا موقع نہیں دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس وقت تک اس پر چار تقریریں ہو چکی ہیں اور چار تقریریں کافی ہوتی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جیسی روایات آپ چاہتے ہیں قائم کرتے جائیں ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I would like to see certain clarifications of this Bill. Several times.....

مسٹر سپیکر ۔ وہ قرارداد تو ابھی آپ کے سامنے آئے گی ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ جو قانون سازی آپ اس طرح سے کر رہے ہیں اس سے غلط روایت قائم ہوگی ۔ میں تو ابھی کھڑا ہوا تھا تو آپ نے یہ کیسے فرض کر لیا ہے کہ چار ممبران تقریریں کر چکے ہیں اور مزید تقریروں کی ضرورت نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے یہ تو نہیں کہا ۔ میں نے تو کہا تھا کہ ایک فاضل وزیر نے اس کا closure move کیا ہے کیا یہ درست ہے تو ایوان نے اسے منظور کیا ہے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ یہ آپ غلط روایت قائم کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جہاں تک تمام دنیا کی روایت کا تعلق ہے وہ تو یہی ہے۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ آپ تمام دنیا کی روایات کیا بتا رہے ہیں ، یہاں ایسی کوئی روایت نہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جہاں تک closure move کرنے کا سوال ہے اس میں فیصلہ کرنے کا تعلق خود صاحب سپیکر سے ہے ۔ اگر جناب کا اطمینان ہو چکا ہے کہ اس پر کافی بحث ہو گئی ہے اور مزید بحث کی گنجائش نہیں تو آپ closure move کر سکتے ہیں ۔ لیکن جب پانچ چھ ممبران

نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں تو آپ کم از کم انہیں بولنے کا موقع تو دیتے اور اس کے بعد فاضل وزیر اس کے متعلق closure move کر دیتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ closure تو پہلے move نہیں ہوتا ، وہ تو اس وقت ہوتا ہے جب وہ سمجھتے ہیں کہ مسئلہ کے پیش نظر مقررین کی تعداد زیادہ ہے اور ایوان کو اس کی اتنی سمجھ لگ گئی ہے کہ اب وہ اس کا فیصلہ کر سکتا ہے تو پھر وہ closure move کر دیتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ اعتراض کرتا ہوں کہ مجھے اس قرارداد کے مطلب کی سمجھ نہیں آئی اس لیے اس قرارداد کا closure move نہ کیا جائے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ ابھی تین چار مقررین نے مزید بولنا تھا تو اس قرارداد کی اہمیت کے پیش نظر آپ کو انہیں وقت ضرور دینا چاہیے تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو مقتضیات کو معطل کرنے کا مسئلہ تھا ۔ ابھی قرار داد تو پیش نہیں ہوئی ۔

وزیر آبپاشی و برق قوت ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاق مقننہ مختلف فصلوں کے لیے معیاری بیجوں کی اور پھلوں کے پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے اور ان سے متعلق ضمنی امور کو منضبط کرنے کے لیے قانون وضع کرنے "کو پیش کرنے کے بارے میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 104 (2) کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاق مقننہ مختلف فصلوں کے لیے معیاری بیجوں کی اور مختلف پھلوں کے پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے اور ان

سے متعلق ضمنی امور کو منضبط کرنے کے لیے قانون وضع کرنے کو پیش کرنے کے بارے میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 104 (2) کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ آپ نے مقررین کی فہرست میں سے میرا نام پہلے کیوں نہیں پکارا ؟

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ اس وقت ایوان میں تھے ؟ اگر آپ اس وقت ایوان میں موجود ہوتے تو میں ضرور آپ کو تقریر کے لیے بلاتا ۔ جب میں نے مسٹر نذر حسین منصور کو بلایا کیا اس وقت آپ موجود تھے ؟

مسٹر رؤف طاہر ۔ اس وقت میں ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ صبح سے یہ سلسلہ چل رہا ہے ۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ آپ کو اختیار ہے ۔ آپ ہر شخص پر پابندی لگا سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اگر آپ ایوان میں موجود ہوں تو آپ کا نام نہ پکارا جائے ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جب تابش صاحب اور علامہ صاحب نے تقاریر کیں تو اس وقت میں موجود تھا لیکن مسٹر نذر حسین منصور کو تو آپ نے موقع ہی نہیں دیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر نذر حسین منصور نے اپنی تقریر مکمل کی ہے تو اس کے بعد closure move ہوا ہے ۔ اب میرے لیے یہ بڑا مشکل ہے کہ

1.would permit the Hon'ble Members to inflict speeches on other Members of the House and not to hear the speeches of the other Members.

آپ کو پتہ ہی نہیں کہ کارروائی کہاں سے چلی اور کہاں ختم ہوئی ۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت ۔ جناب والا ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

> کہ یہ قرارداد کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی مقننہ مختلف فصلوں کے لیے معیاری بیجوں کی اور مختلف پھلوں کے پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے اور ان سے متعلق ضمنی امور کو منضبط کرنے کے لیے قانون وضع کرے پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

> کہ یہ قرارداد کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی مقننہ مختلف فصلوں کے لیے معیاری بیجوں کی اور مختلف پھلوں کے پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے اور ان سے متعلقہ ضمنی امور کو منضبط کرنے کے لیے قانون وضع کرے پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ، چوہدری امان اللہ لک ۔ نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔ مسٹر محمد اشرف ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔ اس تحریک کی مخالفت کی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس مرحلے پر تقریریں تو نہیں ہوتیں ۔ جو فاضل ممبران اس قرارداد کو پیش کرنے اجازت دینے کے حق میں ہیں وہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں ۔

(48 فاضل ممبران نے کھڑے ہو کر اس قرارداد کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی)

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم آئیٹم نمبر تین پر آتے ہیں ۔ چونکہ ممبران کی ضروری تعداد نے اسے پیش کرنے کی اجازت دے دی ہے ، اس لیے اس کو پیش کرنے کی اجازت دی جاتی ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں یہ قرارداد

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی مقننہ مختلف
فصلوں کے لیے معیاری بیجوں کی اور مختلف پھلوں
کے پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے اور ان
سے متعلقہ ضمنی امور کو منضبط کرنے کے لیے
قانون واضع کرے پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ قرارداد کہ اس قانون کی رائے ہے کہ
وفاقی مقننہ مختلف فصلوں کے لیے معیاری بیجوں کی
اور مختلف پھلوں کے پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے
لیے اور ان سے متعلقہ ضمنی امور کو منضبط کرنے
کے لیے قانون وضع کرے پیش کی گئی ہے ۔

(چوھدری طالب حسین ، علامہ رحمت اللہ ارشد ، مخدوم زادہ سید حسن محمود ، چوھدری امان اللہ لک ، نوابزادہ محمد خان خاکوانی ، مسٹر محمد اشرف ، مسٹر نذر حسین منصور اور مسٹر رؤف طاہر نے مخالفت کی)

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : For the information of the members, it would be better for the Minister to explain as to what is the purpose of the resolution.

مسٹر سپیکر ۔ اس میں حاجی محمد سیف اللہ خان کی ایک ترمیم ہے ۔ ۔ ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ مسٹر صاحب کو کہیں کہ وہ اس کی وضاحت کر دیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ وزیر صاحب اس پر کچھ ارشاد فرمائیں ۔ یہ طریقہ کار رہا ہے ۔ ہر قانون یا قرارداد جو بھی پیش کی جاتی ہے ، اس کے مصالح ، اس کے تقاضے کیا ہیں ؟ اس کی مصالحت کیا ہے ؟ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟ وزیر صاحب اس کے متعلق کوئی وضاحتی بیان دیں تاکہ اس ایوان کو پتہ چلے کہ آج یہ محکمہ زراعت کا جو مرکز کے حوالے کیا جا رہا ہے ، اس کی ضرورت کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب کی ترمیم پیش کرنے دیں گے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مذکورہ قرارداد میں وارد ہونے والے الفاظ اور
ان سے متعلقہ ضمنی امور کو منضبط کرنے کے لیے
حذف کر دیے جائیں ۔

سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ ترمیم پیش کرتے ہیں ۔

کہ مذکورہ قرارداد میں وارد ہونے والے الفاظ
"اور ان سے متعلقہ ضمنی امور کو منضبط کرنے
کے لیے" حذف کر دیے جائیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ میں مخالفت کرتا ہوں ۔

سپیکر ۔ اس پر سب سے پہلے وزیر متعلقہ بولیں گے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ یہ ایک بہت ہی سادہ بات ہے جس کو میرے معزز اراکین حزب اختلاف نے پوچھا ہے ۔ چونکہ انہیں اس کی تفصیل کا علم نہ تھا ، اس وجہ سے بڑی سختی سے انہوں نے اس کی مخالفت کی ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ، کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے ۔ ہمارے ملک کا تیل ، سونا اور سب کچھ اس کی کھیتی باڑی اور زراعت ہے ۔ حکومت کو اس بات کا پورا پورا احساس ہے کہ خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہونے کے لیے جتنی بھی زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے ، اسی میں ہمارے ملک کی سالمیت ہے ، اسی میں ہمارے ملک کی بقا ہے ، اور اسی میں ہمارے ملک کی آزادی بحال رہتی ہے ۔ جناب والا ۔ ورلڈ بنک کے ساتھ مرکزی حکومت نے مذاکرات کیے جس میں سارے صوبوں کے نمائندے بھی شریک ہوئے تھے ۔ ورلڈ بنک نے بیج کی processing, multiplication, certificaton سٹوریج اور مارکیٹنگ کے سلسلے میں مرکزی حکومت کو قرضہ دینے کا وعدہ کیا ہے جناب والا ، اس پر ہر بات پر اس چیز کو ہوا دینا کہ صوبائی خود مختاری خطرے میں پڑ گئی ہے تو اس ایوان سے درد مندانہ اپیل کرتا ہوں کہ جب بھی یہ مسئلہ اٹھایا جائے اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے ۔ اس کی implication کو میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ جب میں پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے ہسٹری کا طالب علم تھا تو ہمارے پولیٹکل سائنس کے ایک لیکچرار ہوتے تھے جن کا تعلق مشرقی پاکستان سے تھا ۔ خدا کی قسم مانگنے پر کرنسی اس کو سگریٹ نہ دیتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ ہماری صوبائی parity

خطرے میں پڑ گئی ہے ۔ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں سے parity کو خطرے میں ڈال کر ہمارے ملک کا جو حشر ہوا وہ ہم سب کے سامنے ہے ۔ مخالفت برائے مخالفت کا سلسلہ ختم ہونا چاہیے ۔ این ۔ ڈبلیو ۔ ایف ۔ پی ، بلوچستان اور اور سندھ کی حکومتوں نے یہ ریزولیوشن پاس کر دیا ہے ۔

جناب والا ۔ یہ مسئلہ ہماری فیڈرل لسٹ میں موجود نہیں ۔ concurrent لسٹ میں موجود نہیں ۔ آئین کی آرٹیکل نمبر 144 کے لیے اس میں یہ شق موجود ہے کہ اس قسم کے معاملے کے لیے مختلف اسمبلیاں ریزولیویشن بھیج سکتی ہیں ۔ جناب والا ۔ بیج کے بارے میں لیجسلیشن کے سلسلے میں مرکزی حکومت ایک یونیفارم پالیسی بنائے گی ۔ اس کے لیے یہ کر رہے ہیں ۔ جہاں تک سیڈ کارپوریشن کا تعلق ہے ' اس پر تو یہاں پنجاب اسمبلی میں جب وہ بل یا آرڈیننس کی صورت میں آئے گی ، باقاعدہ بحث ہوگی تو اس پر جب قانون بنے گا تو اس پر تفصیل کے ساتھ دل کھول کر بھائیوں کو تقریر کرنے کی اجازت ہوگی ۔ لیکن چونکہ قرضے کی تاریخ بہت قریب آ گئی ہے اور مرکزی حکومت کو وہ قرضہ ملنا ہے اور ورلڈ بنک نے وہ قرضہ دینا ہے ۔ اگر ہم نے اس الجھاؤ میں پڑ کر تاخیر کی تو شاید وہ قرضہ ۔ ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میرے خیال میں ان کے اس بیان سے غلط فہمی پیدا ہوگی ۔ جب ہم مرکز کو اس قانون کے بنانے کا اختیار دے دیں گے تو وہ قانون مرکز بنائے گا اور وہ اس صوبے پر لاگو ہوگا ۔ البتہ اس میں ترمیم کا حق ہمیں ہوگا جو ہم چاہیں ۔ وہ قانون یہاں زیر بحث نہیں آئے گا اور نہ یہاں اس کو منظوری کے لیے پیش کیا جائے گا ۔ اس کی وضاحت کر دیں ۔ وہ فرما رہے ہیں کہ جب قانون آئے گا تو اس وقت ہم دل کھول کر اس پر بحث کریں گے اور وہ یہاں پر پیش ہوگا وہ نہیں آئے گا ۔

وزیر آبپاشی ۔ نہیں میں نے تو کارپوریشن کی بات کی ہے کہ ایڈیپنڈنٹ خود مختار باڈی ہوگی ۔

Which would be headed by the Managing Director.

ایک سندھ سیڈ کارپوریشن بنے گی ' ایک پنجاب سیڈ کارپوریشن بنے گی اور ایک این ۔ ڈبلیو ۔ ایف ۔ پی سیڈ کارپوریشن بنے گی ۔ اس کارپوریشن کے دائرہ اختیار اور طریق کار کے بارے میں ہم یہاں پر بحث کریں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کب ؟ قانون تو بن جائے گا ۔ کارپوریشن قائم ہو جائے گی ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ جب میرے فاضل دوست تقریر کرلیں گے تو مزید گزارشات میں اس کے بعد کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ اپنی ترمیم پر بھی اور اس ساری قرارداد پر ایک ہی مرتبہ بول لیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں ایک انفارمیشن دے دوں شاید تقاریر کرنے والوں کے لیے مفید ہو کہ باقی تینوں صوبوں کی اسمبلیوں نے اس قسم کی قرارداد پاس کر دی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جہاں تک آئینی تقاضے کا تعلق ہے مجھے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ جس طرح جناب سپیکر نے فرمایا تھا کہ میں خود ہی اس ایوان میں اس قسم کی قراردادیں پیش کرتا رہا ہوں کہ اس صوبے کے لیے فلاں فلاں قوانین مرکز بنائے ۔ کیونکہ یہ قانون آئین کی پرویژن ہے اور اس پرویژن کا استعمال کس وقت کرنا چاہیے ۔ کس لیے کرنا چاہیے ۔ جب ہم کوئی چیز ملک گیر طور پر نافذ کرنا چاہتے ہوں ۔ موجودہ قرارداد آئینی تقاضے تو ضرور پورے کرتی ہے گو اس اسمبلی کے قواعد کے تقاضے پورے نہیں کرتی مگر آئین کے تقاضے ضرور پورے کرتی ہے اور یہ ہاؤس اس قسم کی قرارداد پاس کرنے کا مجاز ہے ۔ مگر دیکھنا ہمیں یہ ہے کہ یہ اس اہمیت کا حامل بھی ہے یا اس قسم کے اختیارات مرکز کو دینے سے ہم یہ تاثر دینے کی کوشش کریں کہ ہمارا صوبہ پنجاب جو زرعی لحاظ سے تمام ملک میں سب سے بڑا صوبہ ہے اور اس ملک کی تمام تر زراعت کا دارومدار جو ہے اس کا بیشتر حصہ اسی صوبے پر ہے ۔ وہ صوبہ اپنی نا اہلی کہ اپنے بیجوں کی preservation کے لیے اپنے پودوں کی preservation کے لیے آج تک کوئی قانون نہیں بنا سکا اور آئندہ کے لیے بھی اپنی نا اہلی کا اظہار کر رہا ہے کہ ہم اس مقصد کے لیے کوئی بھی کارروائی نہیں کر سکتے ۔ کوئی بھی قانون نہیں بنا سکتے اور یہ قانون ہمارا مرکز بنائے ۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ جو چیز نہیں کہنی چاہیے تھی وہ بھی محض اس غرض سے کہہ دی ہے کہ کسی طرح اس ایوان کے ممبران کو ہم قائل کر لیں کہ جناب یہ وجہ ہے کہ جس کی وجہ سے ہم یہ اختیار مرکز کو دے رہے ہیں اور وہ وجہ صرف یہی

بتلائی گئی کہ جناب باہر سے ہمیں قرض ملتا ہے ۔ یہ تاثیر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ قرضہ اسی شرط پر ہمیں ملے گا کہ اگر صوبوں کی حکومتیں اور یہ ایوان اپنے اس اختیار سے جو آئین نے ہمیں دیا ہوا ہے ۔ اس حیثیت سے جو آئین نے ہمیں بخشی ہوئی ہے وہ دستبردار ہوں گے وہ اپنی حیثیت وہ اختیار مرکز کے حوالے کر دیں تب ہم یہ قرض حاصل کر سکیں گے ۔ ورنہ نہیں ملے گا ۔ اس سے تو یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اول تو قرض ہے کوئی امداد نہیں ہے ۔ کوئی بخشیش نہیں ہے ۔ مع سود کے قرض ہے اور اس کے لیے ہم اس قسم کا عمل کرنے کے لیے باخوشی تیار اور راضی ہو گئے ہیں ۔ مجھے انتہائی حیرانی ہوتی ہے اور یہ مقام شکر ہے کہ ایک معمولی مطالبہ ان کی طرف سے ہوا ہے اگر وہ اس سے بڑھ کر کوئی چیز بھی آپ سے قرض کے عوض یا کسی لالچ کے عوض لینا چاہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو دینے میں بھی دریغ نہیں کریں گے ۔ ہم آزاد ہیں ۔ ہم ایک آئین یافتہ قوم ہیں ۔ بار بار صوبائی خود مختاری کا مطالبہ کیا جا رہا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ یہی وہ چیزیں ہوتی ہیں ۔ یہی وہ صورتیں ہوتی ہیں جب معمولی سی معمولی چیزوں پر بھی صوبائی خود مختاری کو قربان کر دینے کے لیے آپ تیار ہو جاتے ہیں تو پھر عوام میں شکوک و شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں کہ اگر کوئی بڑا مسئلہ آ جائے ۔ کوئی بڑی اہم چیز آ جائے تو یہ اسے بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے ۔ جناب والا ۔ اگر صوبائی خود مختاری اہمیت نہیں رکھتی ۔ اگر صوبائی خود مختاری اس ملک کے استحکام کا باعث نہ ہوتی ۔ اگر صوبائی خود مختاری اس ملک کی تقویت کا باعث نہ ہوتی تو ہمارے آئین میں اس کی گنجائش نہ رکھی جاتی ۔ میں کہتا ہوں آپ اس چیز کو جو آئین میں رکھی گئی ہے ۔ جو آئین کے تقاضے ہیں ۔ جو آئین کے مطابق اس کے مطالبات ہیں ان کو مانگنے سے آپ کہتے ہیں کہ ایک غلط نعرہ لگ رہا ہے ۔ اگر یہ غلط نعرہ ہے اور یہ بالکل ملک کے مفاد کے خلاف ہے تو مجھے بتائیں کہ آئین میں کیوں رکھی گئی ہے ۔ اور یہ آئین میں رکھا گیا ہے کہ اس قسم کا قانون بنانے کا حق صرف اور صرف صوبائی اسمبلی کو ہوگا ۔ کون سے ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ آپ اس قسم کے قوانین جس میں صرف پودوں کی افزائش اور بیجوں کی preservation کے لیے رکھا گیا ہے اس کے لیے قانون بنانا جو ہے جناب والا ۔ میری سمجھ میں تو نہیں آتا ۔ ٹھیک ہے اگر بلوچستان کی

اسمبلی نے پاس کر دیا ہے ۔ ٹھیک ہے اگر سرحد کی اسمبلی نے پاس کر دیا ہے ۔ ممکن ہے اور میں مانتا ہوں کہ سندھ کی اسمبلی نے بھی پاس کر دیا ہے ۔ تو پنجاب کا انگوٹھا لگوانا ضروری ہے ۔ جب آئین میں یہ ہے کہ دو صوبے اگر پاس کر دیں کہ مرکز کو ایسا قانون بنائے تو مرکز کو اختیارات منتقل ہو جاتے ہیں ۔ تو کیا اب آپ اس میں بڑی لے جانا چاہتے ہیں کہ جب انہوں نے پاس کیا ہے تو ہم پیچھے نہ رہ جائیں ۔ کم از کم آپ اس غیرت کا سودا نہ کریں ۔ آپ ہی غیرت کا ثبوت دیں یہ انتہائی معمولی معمولی چیزیں ہیں ۔ ان اسمبلیوں نے پاس کر دیا ہے تو مرکز کو حق ہے کہ وہ قانون بنائے اور ہم وہ بنا ہوا قانون دیکھیں گے اور جب ہم دیکھیں گے کہ وہ قانون بہتر ہے تو ممکن ہے اس ہاؤس میں اس کو ہم ویسے ہی پاس کرا لیں ۔ اس کی ضرورت کیا لاحق تھی ۔ کیوں اس کے لیے اس ایوان کا قیمتی وقت آپ خرچ کر رہے ہے اور یہ تاثر بھی دے رہے ہیں کہ یہ ایوان اس قابل نہیں ہے کہ وہ اس قسم کا قانون بنائے اور نافذ کرے ۔

اب اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور چیز بھی بتا دوں ۔ ہو سکتا ہے کہ بلوچستان والے بھی اس قسم کی قرارداد پاس کر دینے سے انکار کر دیتے ۔ ہو سکتا ہے سرحد والے بھی قرارداد پاس کر دینے سے انکار کر دیتے سندھ والے بھی انکار کر دیتے اگر ان کے پاس ہمارے جیسے اپنے بنے ہوئے قوانین ہوتے ۔ آپ نے اچھی طرح نہیں دیکھا کہ ہمارے پاس تو پہلے ہی قوانین موجود ہیں ۔ ہم تو قانون جناب والا ۔ بنا چکے ہیں ۔ یہ اور بات ہے کہ اس وقت یہ حکومت نہیں تھی ۔ ان میں سے چند میرے واجب الاحترام دوست اس وقت تھے مگر ان میں سے بیشتر نہیں تھے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے پیش کرنے والے بھی شاید اس وقت نہیں تھے جب ہم نے اس کے بارے میں قوانین وضع کیے تھے ۔ یہ واحد پنجاب ہی صوبہ تھا کہ جس نے ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ سپلائی کارپوریشن کو یہ اختیار تفویض کیا تھا جس کے لیے یہ قانون بنایا گیا تھا سندھ میں صرف ایگریکلچر سپلائی کارپوریشن ہے ۔ جس کے لیے صرف کپاس کا کام ہے اور کسی قسم کا کوئی کام اس کے ذمے نہیں ہے ۔ ڈیویلپمنٹ آف دی سیڈ ۔ پروکیورمنٹ آف دی سیڈ ، پریزرویشن آف دی سیڈ ، پریزرویشن آف دی پلانٹس یہ قطعاً ان کی کارپوریشن کے سپرد نہیں کیا گیا تھا اور ان کے قانون

میں یہ گنجائش نہیں رکھی گئی تھی ۔ میں یہ بات وثوق سے کہہ رہا ہوں اور نہ ہی اس قسم کا قانون بلوچستان یا سرحد میں پہلے سے موجود ہے ۔ ان کے اندر کوئی ایجنسی ہے جس کے ذمے یہ کاروبار رکھا گیا ہو یا جن کے سپرد اس قسم کا کام کیا گیا ہو ۔ یہ واحد اور واحد پنجاب کا صوبہ ہے جس نے اس وقت یہ مطالبہ کیا تھا اور مجھے اچھی طرح یاد ہے ہماری ترمیم پر یہ الفاظ رکھے گئے تھے ۔ آپ بھی اسی طرح چاہتے تھے کہ وہ ایگریکلچر سپلائی کارپوریشن صرف کھادوں کی تقسیم اور فراہمی تک ہی محدود رہے اور اس کے سپرد اور کوئی کام نہ ہو اور ہم نے کہا تھا کہ اتنے کروڑ روپے کے خرچ سے اتنے قیمتی سرمائے سے آپ اگر ایک ایجنسی قائم کر رہے ہیں اور اسے صرف دکان کی شکل دینا چاہتے ہیں تو اس کارپوریشن کو بنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور ہم نہیں بنانا چاہتے ۔ ہم نے اس وقت رضا مندی دی تھی اس وقت آپ کی اس کارپوریشن کو قبول کیا تھا جب آپ نے ہماری اس ترمیم کو مانا تھا ۔ بلکہ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ کے آرڈیننس کے تحت قائم کردہ اس کارپوریشن کے بورڈ تک بن چکے تھے ۔ ان کے لیٹر ہیڈ جاری ہو چکے تھے ۔ اس کا نام آپ نے ایگریکلچر سپلائی کارپوریشن رکھا تھا اور ہم نے محض یہی اختیارات دینے کے لیے محض یہی کام کرنے کے لیے جس کا اختیار قرارداد کے ذریعے قانون بنانے کے لیے آپ مرکز کو دے رہے ہیں ہم نے کہا تھا کہ اس کارپوریشن کو ڈویلپمنٹ کارپوریشن بنائیے تاکہ زرعی مقاصد کے لیے جس قسم کی بھی ضرورت لاحق ہو جس قسم کی بھی تحقیق کی ضرورت ہو ۔ جس قسم کی بھی ریسرچ کی ضرورت ہو وہ پوری ہو سکے جناب ڈاکٹر صاحب کو اچھی طرح یاد ہے وہ اس وقت موجود تھے اور انہی کے ساتھ افہام و تفہیم سے یہ لفظ ڈویلپمنٹ رکھا گیا تھا اور جب باہمی طور پر ہم نے بیٹھ کر اس کو قبول کیا تھا تو اس وقت ہمارا مدعا اور مقصد بھی یہی تھا کہ یہ کارپوریشن تحقیق کا کام بھی کرے گی اور زراعت کو فروغ دینے کے اسباب کے متعلق بھی کام کرے گی ۔ بیجوں کی preservation بھی کرے گی اور ان کے اسباب پر بھی غور کرے گی اور جس قسم کی بھی زراعت کی ترقی کے لیے ضرورت محسوس ہو اس کا نام ڈویلپمنٹ کارپوریشن ہم نے رکھا تھا ۔ اب مجھے بتائیں کہ جب یہ ہمارے پاس موجود ہے اور اگر یہ قرارداد آپ اسی لیے پاس کرانا چاہتے ہیں کہ اس مقصد کے لیے

قانون بنے کہ ہماری زراعت ترقی کرے ۔ ہمیں اچھے بیج ملیں ۔ ہمیں اچھے پودے ملیں ۔ افزائش زراعت ہو تو وہ تو بھائی پہلے ہی آپ کے پاس موجود ہے ۔ آج نہیں اس کو نافذ ہوئے دو سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے ۔ اس سے کام لیجیئے ۔ اس صوبے کا وقت ایسی قانون سازی میں صرف نہ کیجیئے ۔ صرف قانون بنانے کو اپنا کریڈٹ نہ سمجھیئے بلکہ اپنے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کر کے بھی دکھائیے ۔ آپ کے پاس قانون موجود ہے اور آپ نے اس وقت تک کچھ نہیں کیا اور آج آپ کہتے ہیں کہ جناب والا ۔ ہم نیا قانون بنوانا چاہتے ہیں ۔ بھئی اگر کوئی ضرورت محسوس ہوئی ہے ۔ اور آپ کو اس ایجنسی سے کوئی دقت لاحق ہوئی ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ بھکاریوں کی سی باتیں کرنے کا فائدہ کیا ہے ۔ محض اس لیے قانون بنا رہے ہیں ۔ محض اس لیے یہ قرارداد ہم پاس کر رہے ہیں کہ ہمیں باہر سے قرض مل جائے ۔ بھائی قرض کوئی اچھی چیز نہیں ہے ۔ میں خود اس کا ذاتی طور پر مخالف ہوں چاہے وہ اپنوں سے ملے چاہے وہ غیروں سے ملے ۔ قرضہ بہرحال بری چیز ہے ۔ قرض لے کر ہماری معیشت سدھر نہیں سکتی بلکہ مجھے تو یہ خدشہ ہے کہ اگر یہ قرارداد پنجاب نے پاس کر دی اور اس قسم کا قانون بنا دیا تو اس قرض کا بیشتر حصہ دوسرے مقاصد کے لیے استعمال ہوگا ۔ اور تمام تر بوجھ پنجاب کے کندھوں پر آ جائے گا ۔ ہمیں جناب والا ۔ ایسا قرضہ نہیں چاہیے ۔ ہم اپنی قوت محنت پر تکیہ کرنے والے لوگ ہیں ۔ پنجاب قطعاً بھکاری نہیں رہا ۔ جناب والا ۔ اس قسم کی قرارداد پاس کر کے پنجاب کا انگوٹھا نہ لگوائیں ۔ آئینی تقاضے تو پورے ہو چکے ہیں جیسا کہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے فرمایا ہے کہ تین صوبے پہلے ہی یہ قرارداد پاس کر چکے ہیں ۔ دو صوبوں کے پاس کر دینے سے آئینی تقاضے پورے ہو جاتے ہیں اور مرکز قانون سازی کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے ۔ جناب کسی وقت تو پنجاب کو بخش دیا کریں کسی وقت تو اس کی حالت پر رحم کھائیں ۔ اسے اس قابل رکھیں کہ وہ اپنوں میں بیٹھ کر برادری میں بیٹھ کر سر اونچا کر سکے جناب والا ۔ یہ تو پیسے کے ضیاع کے سوا کچھ بھی نہیں ہے پہلے ہی ایک ایجنسی بنی ہوئی ہے ۔ ایگریکلچر ڈیویلپمنٹ سپلائی کارپوریشن موجود ہے ۔ آپ اس کے ذمہ یہ کام کیوں نہیں لگاتے ۔ ہم تو صرف قرض حاصل کرنے کے لیے یہ قرارداد پاس کروا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ کے بنائے ہوئے قانون موجود ہیں لیکن آپ کو اپنے بنائے ہوئے قانون پر اطمینان نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے باہر سے بیج آتے رہے لیکن ان کی بروقت تقسیم نہ ہو سکی ۔ بیج ضائع ہو جاتے رہے ہیں ۔ اب بھی میں آپ کو یہ دعوے سے میں کہہ سکتا ہوں کہ ایسا ہی ہوگا ۔ ویسے میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت آپ کے پاس کتنے بیج موجود ہیں ۔ کیونکہ آپ کی حکمت عملی کچھ ایسی ہے جو چیز آپ کے پاس موجود ہے اس کو تو آپ صحیح طریقہ سے خرچ نہیں کر سکتے ۔ استعمال ہم کر نہیں سکتے ہیں ۔ میں اپنی تفصیل کی بات کرتا ہوں ۔ وہاں ہزاروں من بیج زبردستی کسانوں کو دیا گیا ۔ ادھار پر دینے کی کوشش کی گئی ۔ سو روپے کا تھیلا اور 80 روپے من کے حساب سے زبردستی بیج دیا گیا ۔ اس قسم کا قانون پاس کرنے سے آپ تابعداری کا ثبوت تو دے سکتے ہیں ۔ جب سرحد نے سندھ نے قانون پاس کر دیا ہے ۔ تو آپ یہ کہہ سکیں کہ پنجاب بھی پیچھے نہیں رہا ہے ہم بھی انگوٹھا لگانے والوں میں شامل ہو گئے ہیں ۔ ٹھیک ہے اکثریت کے بل پر تو آپ یہ قانون پاس کروا سکتے ہیں ۔ لیکن ہم نے اپنا فرض ضرور ادا کرنا ہے ۔ ورنہ مجھے یہ تو پتہ ہے کہ آپ یہ قانون پاس تو کروا لیں گے ۔ جس طرح سے ضابطے معطل کروا لیتے ہیں۔ سیدھی بات ہے ایمرجینسی تو لیشنل اسمبلی کی ہے ۔ اجلاس ان کا نہیں ہو رہا ہے ۔ پارلیمنٹ in session نہیں ہے ۔ یہاں پر آپ ضابطے معطل کروا رہے ہیں کہ شاید وہ پیش نہ ہو جائے ۔ اگر لیشنل اسمبلی نے نہ کیا تو وہاں اسمبلی prorogue ہو جائے گی ۔ اس قسم کا مذاق آپ کیوں کرتے ہیں ۔ کرتے ہیں تو کریں ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ آپ اکثریت کے بل پر سب کچھ کر رہے ہیں ۔ اگر کرنا ہی ہے تو پھر یہ میری چھوٹی سی ترمیم موجود ہے اسے آپ سامنے رکھیں ۔ اگر آپ انہیں اختیار دینا بھی چاہتے ہیں تو اس حد تک دیجیے کہ مختلف فصلوں کے معیاری بیجوں اور مختلف پھلوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے قانون بنائیں ۔ اس کے بعد ہم اپنی ضرورت کو دیکھیں گے کہ قانون کے بن جانے کے بعد اس کے کیا ضمنی امور پیدا ہوتے ہیں ۔ ہمارے حالات کے مطابق ہے یا نہیں ۔ کس چیز کی ضرورت ہے کس کی نہیں ہے ۔ آپ نے اپنی وفاداری کا ثبوت تو دے دیا ۔ ٹھیک ہے قانون بنانے کا اختیار دیں ۔ اتنی نااہلی کا ثبوت کہ ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں ۔ جتنے بھی امور ہیں ۔ سب وہ بنا کر دیں ۔ ہم اتنے مفلوج ہو چکے ہیں ۔ اتنے تابعدار ہو چکے ہیں کہ وہ نہ صرف قانون بنائیں ۔ بلکہ ان سے متعلقہ ضمنی امور کو بھی منضبط کرکے دیں ۔ یعنی

ریگولیشنز بھی بنا کر دیں ۔ بائی لاز بھی بنا کر دیں ۔ ہر چیز جامع کر کے ہمیں دیں ۔ پکی پکائی ہمیں دے دیں ۔ اور ہم صرف ہڑپ کر جائیں ۔ جناب والا ۔ ہم سب کچھ جانتے ہیں ۔ یہ صوبہ بڑا اہل ہے ۔ قانون سازی کو بھی جانتا ہے میری اس میں مخالفت کو قطعاً نہ دیکھیں ۔ آپ اپنے عمل کو دیکھیں ۔ اور اکثریت کو دیکھتے ہوئے میں یہی عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ نے قانون سازی کا اختیار دینا ہے ۔ تو باقی ضمنی امور خود طے کریں ۔ اور حالات اور واقعات کے مطابق بنائیں ۔ باقی اگر آپ نیک نیتی سے قرارداد کو پاس کروانا چاہتے ہیں تو جس طرح آپ نے کہا ہے ۔ ہر معاملے میں صوبائی خود مختاری کا ذکر نہ کریں ۔ ارے بھائی آپ اتنی وفاداری نہ کریں ۔ کہ لوگ سمجھنے لگ جائیں کہ ان کے اختیار میں بھی کچھ نہیں ہے ۔ اور پھر اس حد تک کہ وہ قانون بھی بنائیں اور ضمنی امور بھی بنائیں ۔ اور ہمیں یہ سب کچھ قابل قبول ہوگا ۔ یہ تو اس طرح ہے جیسے لکھ کر دیا جاتا ہے کہ بوقت ضرورت کام آئے اور سند رہے میں گزارش کروں گا کہ وہ ترمیم جو کہ میں نے عرض کی ہے ۔ اسے قبول کر لیں ۔ ورنہ میں اس بل کے سرے سے حق ہی میں نہیں ہوں۔ اگر بادل ناخواستہ آپ اسے اپنی اکثریت کے بل بوتے پر کرنا ہی چاہتے ہیں ۔ تو کم از کم یہ ترمیم منظور فرمائیں ۔

اول تو میں سرے سے ہی اس کا مخالف ہوں ۔ کیونکہ یہ صوبائی معاملہ ہے اور اسے صوبائی کی حد تک ہی رہنے دیجیے ۔ ہمیں قرض نہیں چاہیے ۔ نہیں چاہیے ۔ نہیں چاہیے ۔ اس صوبے کا ایک ایک بچہ کئی ہزار روپے تک مقروض ہو کر پیدا ہوتا ہے ۔ آپ ان پر مزید بوجھ ڈال رہے ہیں ۔ قرض بہت بری چیز ہے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر کوئی شخص جنازہ کے لیے آتا تھا کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے جنازہ پڑھا دیں ۔ تو ان کا پہلا سوال یہ ہوتا تھا کہ مقروض تو نہیں ہے ۔ اگر وہ مقروض ہوتا تبھی تو پوچھتے تھے کہ اس کی جائداد ہے جس سے قرضہ اتر جائے گا ۔ اور اگر یہ باور ہو جاتا ہے کہ وہ مقروض ہے اور جائداد بھی نہیں ہے ۔ تو آپ اس کا جنازہ پڑھانے کے لیے کسی صحابی کو کہتے تھے ۔ یعنی آپ مقروض کے جنازے تک سے اجتناب کرتے تھے ۔ اور آپ ہیں کہ قرض کے لیے قانون بنائے جا رہے ہیں ۔ اور دلیل ملاحظہ فرمائیں ۔ کہ اس سے صوبہ کا بھلا ہوگا ۔ میں تو یہ کہوں گا کہ صوبہ

کے ایک ایک بچہ کو یہ حکومت اور زیادہ مقروض کر دے گی ۔ میں وثوق سے کہتا ہوں ۔ عوام کی آواز پیش کرتا ہوں کہ وہ قرضہ کے بوجھ تلے پہلے ہی دبے ہوئے ہیں ۔ ان کی ہڈی پسلی ایک ہو چکی ہے ۔ چیخیں نکل رہی ہیں ۔ مزید بوجھ ڈالا گیا تو ہو سکتا ہے ۔ اس کے بعد ساری معیشت ہی تباہ ہو کر رہ جائے گی ۔ خدا کے لیے اس قسم کے قانون نہ بنائیں ۔ اس قسم کے اختیارات نہ حاصل کریں ۔ اور نہ کسی کو دیں ۔ کہ وہ قرضہ کا بوجھ آپ پر ڈال دیں ۔ It will be the last straw on the camel's back.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں مسئلہ زیر بحث صوبائی خود مختاری بلکہ قومی آزادی کی تذلیل کا ہے ۔ یہ عجیب افسوس ناک بات ہے کہ جو پارٹی اپنے آپ کو انقلابی پارٹی کہتی تھی ، اپنے آپ کو سوشلسٹ پارٹی کہتی تھی آج وہ بین الاقوامی ادارے سے اس قسم کے قرضے لے کر مرکز کو قانون سازی کا اختیار دے رہی ہے ۔ یہ بین الاقوامی ادارہ neo colonialism کا نشان ہے ۔ اور اس ادارے کے دباؤ کے تحت قرضے کی پیش کش کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ بل جو قرضے کے لیے پیش کیا گیا ہے ہم اس بات کی مرکزی حکومت کو اجازت دے رہے ہیں کہ وہ قانون سازی کر سکے ۔ اور وہ neo-colonialism کی خواہشات کے مطابق ہو ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری قومی آزادی میں مداخلت کے مترادف ہے ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں پچھلے 28 سال سے مختلف امداد کے نام پر ملک کی معیشت کو قرضے لے کر اس حد تک تباہ کیا گیا کہ آج یہ پارٹی کہہ رہی ہے کہ ہماری پارٹی کی سیاست آزاد اور غیر جانبدار ہے ۔ جناب والا ۔ اور پھر ہم قرضہ بھی ایک ایسے سامراجی ادارے سے لے رہے ہیں جو پورے یورپ لاطینی امریکہ ۔ اور عوام دشمن عناصر کا ساتھ دیتا رہا ہے آزادی کا دعویٰ کرنے والے آج سامراجوں کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ neo-colonialism نے تمام دنیا میں ایک ایسا جال بچھا رکھا ہے اور ایسے ادارے کو صوبہ میں پنپنے کا موقع دیا جا رہا ہے ۔

چوہدری محمد انور سمہ ۔ جناب والا ۔ انہیں یہ بھی پتہ ہے کہ لاطینی امریکہ کہاں واقع ہے ؟

مسٹر رؤف طاہر ۔ مجھے تو معلوم ہے ۔ مجھے پتہ ہے آپ لاڑکانہ سے ہو کر آئے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ انہیں لاطینی امریکہ کا پتہ ہے ؟

مسٹر رؤف طاہر ۔ انہیں تو لاڑکانہ کا پتہ ہے ۔ بس اور کسی چیز کا نہیں ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ پاکستان کی مختلف اسمبلیوں نے مختلف اوقات میں اس قسم کی قراردادیں پاس کیں ۔ بلکہ ان سے حقیقت میں یہ قرارداد زبردستی پاس کروائی گئیں ۔ اور جس کا نتیجہ آپ دیکھ رہے ہیں ۔ اس میں ان کی اپنی رائے شامل نہیں تھی بلکہ مرکز کے دباؤ کے تحت انہوں نے یہ قراردادیں پاس کیں ۔ بالاخر اس قسم کی قراردادوں نے پاکستان کے دو ٹکڑے کرکے رکھ دیا ۔ یعنی میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب کسی صوبہ کو آزادی سے کام کرنے کا موقع نہیں دیا جائے گا تو اس کا نتیجہ غلط ہی نکلے گا ۔ اور آج پھر ہمارے صوبہ میں بھی اس قسم کے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

جناب والا ۔ ہمارے آئین میں بھی اس قسم کی بات موجود ہے کہ ہر صوبہ کو مکمل خود مختاری ہوگی ۔ میں اس آئین کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں تو اس آئین کی بات کر رہا ہوں جو مشترکہ آئین تھا جس میں تمام پارٹیوں کے دستخط تھے ۔ جس میں تمام سربراہان نے کوشش کی تھی ۔ میں اس آئین کی بات نہیں کر رہا جس میں اب چوتھی ترمیم کر دی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ اگر پاکستان کو بچانا مقصود ہے ۔ اس ملک کو ہم نے پھلتا پھولتا دیکھنا ہے تو اس متفقہ آئین پر پوری طرح سے عمل درآمد ہونا چاہیے ۔ لیکن آج اس قسم کے بل ایوان میں لائے جا رہے ہیں کہ مرکز کو قانون سازی اور ضمنی امور سے متعلق تمام اختیار دے دیا جائے ۔ اور جناب والا ۔ اس قسم کا بل پاس کرکے ہمیں سامراج کے پنجے میں جکڑا جا رہا ہے ۔ سامراج کے چنگل میں پھنسانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ یہ جناب والا ۔ پنجاب سے غداری نہیں تو اور کیا ہے ۔ جناب یہ پنجاب کے ساتھ زیادتی ہے ۔

جناب والا ۔ میں آپ سے گزارش کروں گا اور اس ایوان سے بھی استدعا کروں گا کہ اس قسم کے بل کو پاس نہ ہونے دیں ۔ یہ پارٹی جو اپنے آپ کو

سوشلسٹ پارٹی کہتی تھی ۔ غریب عوام کی پارٹی کہتی تھی ۔ جناب والا ۔ میں اس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پوری دنیا میں کہیں بھی پھلوں بیجوں کے لیے قرض لیا جاتا ہے ؟ سوشلزم کا نام لینے سے آدمی سوشلسٹ نہیں ہو جاتا اس طرح تو ہٹلر بھی سوشلزم کا نام لیتا تھا ۔ وہ بھی سوشلزم کا نام لے کر برسر اقتدار آیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ موجودہ بل پر بحث کریں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ تمام اشتراکی ملکوں میں خود کفالت کے اصولوں پر عمل ہوتا ہے ۔ اور یہ کہتے ہیں کہ پچھلے چار سالوں میں یہ ترقی ہو گئی ۔ وہ ترقی ہو گئی ہے ۔ اور آج بیجوں اور پھلوں کے لیے یہ دوسرے ممالک سے سامراجیوں کی ایجنسیوں کے قرضے لے رہے ہیں ۔ یہ حکومت جو ملک کو پھلوں اور بیجوں کے بارے میں خودکفیل نہیں کر سکتی اور باقی معاملات میں یہ کیا کرے گی ۔ بس صبح و شام ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر یہ پراپگنڈہ کیا جاتا ہے کہ ہم بہت ترقی کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ اب ہم مزید پاکستان کے عوام کو بے وقوف نہیں بنا سکتے ۔ کہاں ہے وہ ترقی اور کہاں ہے وہ جمہوریت کہ پنجاب کی اسمبلی کو اور برسراقتدار پارٹی کو یہ ڈائرکٹیو دیا جائے کہ ورلڈ بینک اس وجہ سے قرضہ دے گا کہ مرکزی حکومت میں کوئی قانون ہو ۔

آخر میں میں پھر عرض کروں گا کہ کل کوئی بین الاقوامی ادارہ یا کوئی ملک یہ شرط لگا دیتا ہے کہ تم پاکستان میں اس قسم کی حکومت قائم کرو پاکستان میں اس قسم کا ظلم کرو اور پاکستان کے عوام کا جینا دوبھر کر دو پھر ہم تمہیں امداد دیں گے تو یہ حکومت اس ملک سے امداد ضرور لے گی کیونکہ اس حکومت کا مقصد محض اپنے اقتدار کو قائم رکھنا ہے عوام کی بھلائی نہیں ہے اس حکومت کے پیش نظر پاکستان کی آزادی نہیں ہے اپنا اقتدار ہے اور جناب والا ۔ جو اقتدار جنون کی حد تک پہنچ جائے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ 72-71ء میں اقتدار کا جنون یحییٰ خان کے دور میں بھی تھا جس کا انجام پاکستان کے دو ٹکڑے ہو ہوا ۔

Mr. Speaker. Please come to the present resolution.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں میں آپ کو

ذاتی طور پر جانتا ہوں آپ ہمیشہ neo-colonialism کے خلاف جدوجہد کرتے رہے ہیں ۔ آپ نے ہمیشہ یہ سمجھا ہے کہ یہ پاکستان کی آزادی کو بیچنے کے مترادف ہے اگر ہم بین الاقوامی اداروں کے اس قسم کے دباؤ کے تحت آ جائیں ۔ اگر کل کو کوئی بین الاقوامی ادارہ یہ کہے کہ تم اس قسم کی قانون سازی کرو تو پھر تمہیں امداد ملے گی تو جناب والا یہ ہمارے لئے سیاہ قرین دور ہوگا ۔

Mr. Speaker. Please deal with the present resolution.

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب والا ۔ present resolution یہی ہے کہ ہم ایک دباؤ کے تحت ۔ ایک جبر کے تحت ایک بین الاقوامی ادارے کے اس انداز کی پیشکش کے بعد ضرورت محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارا مرکز یہ قانون وضع کرے جو برسر اقتدار پارٹی سمجھتی ہے کہ اس کی ضرورت ہے تو اس ضمن میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور اصولی طور پر اس کی مخالفت کر رہا ہوں کہ کوئی بھی حکومت ۔ آج کی حکومت یا کل آنے والی حکومت ۔ بھی یہ کرے گی تو ہم اس کے دشمن ہوں گے اس کے مخالف ہوں گے ۔ جناب والا ۔ انہوں نے آج جو راستہ اختیار کیا ہے یہ پاکستان کو تباہ کرنے کے مترادف ہے اور پاکستان کی آزادی بیچنے کے مترادف ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔

نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا جناب ڈریشک صاحب نے بیان کرنے کی کوشش کی ہے جناب والا ۔ اس کے تو بڑے ہی گہرے اثرات ہوں گے ایک تو یہ کہ صوبائی خود مختاری کے مسئلے کے متعلق پہلے بھی عام شکایت یہی ہے کہ مرکز کو مضبوط کرنے کے بہانے پر آئین پر صوبائی خود مختاری جو صوبوں کو دی گئی ہے وہ سلب کی جا رہی ہے اور حضور والا ۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ورلڈ بنک نے جو سیڈز کارپوریشنز بنائی ہیں یہ دو صوبوں میں ہیں صرف پنجاب اور سندھ میں ہیں اور نہ سرحد میں ہے اور نہ بلوچستان میں ہے تو جناب والا ۔ اگر multiplic-ation وہاں ہو اور سیڈز کی procurement بھی وہیں ہو اور کارخانے بھی صوبوں میں لگیں تو پھر یہ کیا وجہ ہے کہ یہ اختیارات مرکز کو دے

دیے جائیں جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ غلط بات ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے بارے میں تو میری موجودگی میں بات ہوئی تھی ورلڈ بنک نے یہ نہیں کہا تھا ۔ یہ تو حد سے بھی باہر چلے گئے ہیں کہ distribution اور procurement بھی ان کے ذمہ ہو ۔ ہرگز نہیں ۔ ہم نے پی ۔ اے ۔ ڈی سی ۔ کو بتایا ہے اس کو تمام اختیارات دے دیں کہ سیڈز کی procurement سیڈز کی ڈسٹریبیوشن سب کچھ اس صوبے میں ہو ۔ ورلڈ بنک نے صرف یہ کہا تھا کہ سیڈز سرٹیفیکیشن ایک ایسے ادارے میں ہو جو اس میں نہ ہو یعنی یہ خود سیڈز بنانے والے اور خود ہی سرٹیفائی کرنے والے نہ ہوں ۔ کوئی ایک علیحدہ ادارہ ہو تو ٹھیک ہے پنجاب میں بھی ہو سکتا ہے مرکز میں کیوں ہو ۔ حضور والا ۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں ۔ پچھلی جنوری میں محکمہ زراعت نے مرکز کو لکھا کہ ہمارے صوبہ میں 18 ہزار ٹن آلو فالتو ہیں اور ایوان 5 ہزار ٹن مانگ رہا ہے آپ یہ ان کو دے دیں حضور والا ۔ مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت منظوری جون کو آئی ۔ جب ہم نے لکھا تھا اس وقت آلو بیس روپے من تھے ہم نے کہا کہ بھاؤ گرتے جا رہے ہیں اور جب جون میں انہوں نے کہا کہ ہاں آپ اجازت ہے ۔ اس وقت تین روپے من آلو ہو گئے تھے ۔ تو جناب والا ۔ یہ کوئی منصوبہ نہیں ۔ تو کیا اب یہ کام مرکز کو دے رہے ہیں ۔ تو جناب والا ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ صوبہ کی خود مختاری کے خلاف ہے ۔ میں مخالفت برائے مخالفت نہیں کر رہا ہوں ۔ میں نے آپ کو اس بات کی مثال دی ہے ۔ آپ یاد رکھیں ۔ اور پھر آپ کا جو وفاقی آئین ہے اس کا کیا پرنسپل ہے ؟ جناب والا ۔ پرنسپل یہ ہے کہ گو پالیسی معاملات ان کے ہاتھ میں ہوتے ہیں مگر implementation ہماری ہوتی ہے ۔ تو کیا اب یہ اختیار بھی اور یہ آئین کی روح بھی آپ ہم سے چھین رہے ہیں اچھا ٹھیک ہے آپ اپنا کام جاری رکھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید قابش الوری ۔

(اس مرحلہ پر علامہ رحمت اللہ ارشد کھڑے ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جی جناب والا ۔

جناب صدر گرامی قدر ۔ پہلی بات جو میں نہایت وضاحت سے عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جناب دریشک صاحب خواہ مخواہ allergic ہو گئے ہیں ۔ میں نے صوبائی خود مختاری کا نام لیا تھا ۔ میں نے کسی سیاسی مفاد کے کے لیے اور سیاسی نعرہ بازی کے لیے اس کا نام نہیں لیا تھا بلکہ میرا مقصد صرف آئین کے بنیادی تقاضوں کو پورا کرنے کے متعلق تھا کہ جو آئین نے اختیارات اس صوبہ کو دیے ہوئے ہیں وہ صوبے کے پاس رہنے چاہیں اور جو اختیارات مرکز کو دیے ہوئے ہیں وہ مرکز کے پاس رہنے چاہیں اس طرح سے پھر چاروں صوبوں کا انتظام صحیح طور پر اچھے خطوط پر نہایت ہی اچھے اسلوب میں اور خوش اسلوبی کے ساتھ چل سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ دوسری بات جیسا کہ میرے دوست نے کہی ہے کہ اس قرارداد میں ایک ایسا لفظ سمو دیا گیا ہے اور وہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا قانونی استحصال ہے اس کے اختیارات کا استحصال ہے کہ نیشنل اسمبلی اور مرکزی حکومت اس قسم کا قانون بھی بنائے اور ضمنی قواعد بھی وہی مرتب کرے تو جناب والا ۔ یہ نہایت ہی خطرناک قدم ہے اور اپنے اختیارات سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے ۔

تیسری بات جناب جیسے تھوڑا سا اشارہ میں نے پہلے بھی کیا تھا کہ اس صوبے کی زرعی مقتضیات اور ان کے زرعی تقاضے مختلف ہیں تو یہ قانون صوبہ کو بنانا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ صوبہ کی ضروریات کیا ہیں ۔ ایک دفعہ ہم سٹڈی تو کریں اور قانون مرتب کریں پھر ان قواعد پر عمل درآمد ہو ۔ ان کی ترامیم ہم کر سکیں تو کر سکیں ورنہ اس کو ختم نہ کر سکیں تو یہ میرا خیال ہے کہ خاصی الجھن کا باعث ہوگا ۔

آخر میں میں اتنی بات ضرور کہنی چاہتا ہوں کہ یہ جو ہماری حکومت نے اور ارباب اقتدار نے وطیرہ اختیار کر رکھا ہے یہ اس لحاظ سے یحییٰ خان کے اور ایوب خان کے پکے مقلد ہیں کہ قرضے لیتے جاؤ ۔ قرضے لیتے جاؤ ۔ ملک میں بانٹتے جاؤ ۔ عمارتیں بنتی جائیں اور جو باہر سے آئے وہ دیکھے کہ جناب پاکستان تو بڑا خوشحال ہے ۔ اس میں تو بڑی فلک شگاف عمارتیں

موجود ہیں ۔ امر میں لوگ چل رہے ۔ کاریں پھر رہی ہیں ۔ سب کچھ ہو ۔ نہ آپ ان کو دیہات میں لے جاتے ہیں ۔ نہ ان کو دیہات میں لے جاتے ہیں ۔ نہ ان کو کہیں باہر لے جاتے ہیں ۔ ایک ایک آدمی ہزاروں ہزاروں روپے کا مقروض ہے ۔ اب پھر یہ قرضے حاصل کر رہے ہیں تاکہ پودوں اور بیجوں کے معاملے میں خود کفیل ہو جائیں ۔ اگر پودے اور بیج بھی پاکستان میں آ جائیں تو پھر بھی ہم خود کفیل نہیں ہو سکتے ۔ جناب والا ۔ اور کون سا موضوع رہ جاتا ہے ۔ کون سی بات فن کی رہ جاتی ہے کہ جس کے متعلق پاکستان فخر کے ساتھ یہ کہہ سکے کہ جناب ہم نے تو یہ کام کیا ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب میں اس کو پنجاب کی تذلیل اس لیے کہوں گا کہ جو اختیارات مرکز کو منتقل ہونے تھے اور آپ کو معلوم ہے میں اشارتاً ہی کہوں گا

بر رمز نکتہ ادائے کنم کہ خلوتیان
مر صبو مے کشادند کہ در فرو بستم

آپ کو معلوم ہے کہ آئین میں یہ کہوں، لکھا گیا تھا کہ اگر دو صوبے منظوری دے دیں تو سنٹر کی منظوری حاصل ہو سکتی ہے جناب والا ۔ یہ اس لیے رکھا گیا تھا کہ اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت صوبہ سرحد کے اندر موجود نہیں تھی پیپلز پارٹی کی حکومت بلوچستان میں موجود نہیں تھی یہ اس لیے رکھا گیا تھا کہ اگر دو صوبے کی منظوری دے دیں تو سنٹر کو یہ اختیار حاصل ہوگا اب یہ تین صوبے منظوری دے چکے ہیں ۔ سنٹر کو یہ اختیار حاصل ہو چکا ہے اب اس بات کی کیا ضرورت ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس سلسلے میں وزیر قانون سے یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر تین صوبے منظوری دے دیں تو چاروں صوبوں میں لاگو ہو سکتا ہے یا پھر ان تین صوبوں میں ہی ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ صرف ان صوبوں میں ہی لگ سکتا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جس وقت اختیار سنٹر کو منتقل ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ سوال اس میں قانون بنانے کا ہے اختیار بھی ہو گا یا لاگو ان تمام صوبوں میں ہو سکے گا ۔

I have put him a very different question.

آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں اور میری گذارش یہ ہے کہ جب یہ اختیار مرکز کو منتقل ہو جائے گا تو پھر مرکز کو یہ اختیار بھی منتقل ہو جائے گا کہ وہ دو صوبوں پر لگائے یا پھر چاروں صوبوں پر ۔ جس طرح میں نے پہلے کہا تھا کہ آپ نے اس کی حدود اور قیود متعین نہیں کیں ۔ کوئی حد آپ متعین کرتے یا کوئی قید متعین کرتے تب تو کوئی بات تھی ۔ کوئی limitation تو اس میں ہے نہیں ۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ جب یہ کام پورا ہو چکا ہے اور یہ ضرورت رولنگ پارٹی کی پوری ہو چکی ہے اور ان تینوں قراردادوں کے بعد یہ اختیارات سنٹر کو منتقل ہو چکے ہیں ۔ وہ اس میں اب قانون سازی کر سکتے ہیں اور قرض لے کر اس ملک کی رسوائی کا اہتمام کر سکتے ہیں ۔ تو پھر آخر اس پنجاب کو involve کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اس ایوان کو بے اختیار بنانے کی کیا ضرورت ہے ؟ یہ ہمارے اختیارات کا استحصال ہے اور میں اس کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ میرے بہت سے دوستوں نے وضاحت سے اس قرارداد کے pros and cons discuss کئے ہیں ۔ تو میں بھی مختصر الفاظ میں چند صورتیں پیش نظر رکھتے ہوئے ایوان سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس قرارداد کو پاس نہ کرے اور وہ واپس لیں ۔

جناب والا ۔ صوبہ پنجاب کا زراعت سے تعلق ہے اور اس کے اسی فیصد لوگ زراعت پر انحصار کرتے ہیں ۔ جناب سردار نصراللہ خان دریشک صاحب بھی زراعت کے پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اس معزز ایوان کے ممبران کی اکثریت بھی اس زراعت پیشے سے تعلق رکھتی ہے ۔ جناب والا ۔ تین چار چیزوں سے زراعت متاثر ہوتی ہے ۔ ٹریکٹروں کی خرید و فروخت کے سلسلے میں آج صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ جتنی مجبور ہے اور جتنے کاشتکار مجبور ہیں یہ کسی سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے اور یہ دشواری سنٹرل حکومت کی وجہ سے

پیش آ رہی ہیں ۔ صوبائی حکومت بے انتہا کوشش کر رہی ہے ۔ جناب بریگیڈیر صاحب داد خان صاحب کو یاد ہے کہ انہوں نے شدید احتجاج کیا تھا اور دوسرے پانی کے سلسلے میں پانی کو سپلیمنٹ کرنے کے لئے سرکاری ٹیوب ویل لگائے تھے ۔ واپڈا سنٹر کے ماتحت ہے اس میں صوبائی منسٹر صاحبان ۔ صوبائی اسمبلی کے اراکین بے بس اور مجبور ہیں ۔ واپڈا نے ہوی پہلے بہت حد تک مجبور کیا اور کتنے connections نہ مل سکے ۔ اور کتنے ٹیوب ویل ہیں جن کے بور بیٹھ چکے ہیں ۔ اب صوبائی حکومت اس طرف سے بے بس ہے ۔ جناب والا ۔ گورنمنٹ کے پاس ایکسپورٹ اور امپورٹ کی پالیسی ہے جس کی بنا پر جناب محمد خان خاکوانی صاحب نے فرمایا تھا کہ کروڑوں روپے کے آلو سنٹر کی مداخلت کی وجہ سے بے کار اور ضائع ہوئے ۔ زرمبادلہ ضائع ہوا ۔ اس کے لئے پنجاب کی حکومت چیختی رہی لیکن کچھ نہ ہوا اس کے بعد بیج کے لئے لوگوں نے قرضے لئے ۔ لیکن اس تباہی سے آلو کی production اگلے سال کے لئے بہت کم ہو گئی ۔ جناب والا ۔ اس طریقے سے گنے کا سلسلہ ہے ۔ گنے کی قیمت کے سلسلے میں صوبائی حکومت نے کوشش کی کہ قیمت بڑھائی جائے تاکہ اس میں production زیادہ ہو ۔ لیکن وہ بے بسی اور بے کسی کا شکار ہے کیونکہ وہ سنٹر کی حکومت کی تحویل میں ہے ۔ اس لئے اب پنجاب کی حکومت گنا زیادہ کاشت کیسے کرائے کیونکہ اس پر اس کا اختیار ہی نہیں ہے بلکہ سنٹر کو اختیار حاصل ہے ۔

تو میں سمجھتا ہوں پہلے ہی سنٹر حکومت زراعت پر over all کنٹرول کر رہی ہے ۔ اب ان حالات کے پیش نظر صوبائی حکومت جتنی بے بس ہے اگر اب آئینی اختیارات ان کو دے دیے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ قطعی نا انصافی ہوگی اور ان بینچوں پر بیٹھنے والے وزراء ہوں یا باقی اراکین یہ اس کی تلافی کبھی بھی نہیں کر سکیں گے اور عوام کو کبھی معاف نہیں کریں گے اور کسی قیمت پر ان کو معاف نہیں مل سکے گی ۔ میں ان گذارشات کے ساتھ ان کی ضمیروں کو اپیل کرتا ہوں کہ کم از کم ہمارے ممبران کی اکثریت کا تعلق زراعت پیشہ سے ہے ۔ کتنی مشکلات سے ہم گزر چکے ہیں اور ہم لوگ کتنے بے بس ہیں ۔ صوبائی حکومت اور ممبران اسمبلی بھی ان تمام شقوں میں بے بس ہیں اور زرعی ترقی میں ہم خود کفیل ہونے کی بجائے پیچھے کی طرف گئے اس لیے کہ سنٹرل حکومت

کی ہدایت جاری و ساری تھی اور جگہ جگہ پر صوبائی حکومت کے وہ محکمے جو زراعت سے متعلقہ تھے وہ بے بس تھے ۔ اس کے پیش نظر اب آج ہم ہمیشہ کے لیے surrender کر رہے ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ممبران جن کا زراعت پیشہ سے تعلق ہے وہ ان مشکلات سے آگاہ ہیں ۔ وہ کم از کم اس قرارداد میں اور اختیارات میں ذاتی اور وقتی پسندیدگی کے لیے ووٹ ہرگز نہ دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود (موجود نہیں تھے) لیڈر آف دی اپوزیشن ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ میرا نام بھی لکھا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کبھی کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ نام لکھا جاتا ہے لیکن پکارا نہیں جاتا ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ نے میرا نام پکارا بھی تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ آپ کو غلط فہمی ہو گئی ہے ۔ آپ کا نام تو لسٹ پر ہے ہی نہیں ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ نے میرا نام پکارا تو علامہ صاحب کھڑے ہو گئے اور میں بیٹھ گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے آپ سے کوئی اور بات پوچھنی تھی آپ نے مجھے ایک چٹ بھیجی اور میں آپ کو بھی کہنے والا تھا کہ آپ کا نام نہیں ہے ۔

(قطع کلامیاں)

The House is called to order please.

چوہدری طالب حسین صاحب آپ تقریر کریں ۔ آپ کے لیے تو ہاؤس کو آرڈر کے لیے کہا ہے ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ کی حاضر جوابی کا تو جواب نہیں ہے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب سپیکر ۔ یہ قرارداد بڑی معمولی نوعیت کی معلوم ہوتی ہے مگر اس پر اگر گہری نظر سے غور کیا جائے تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ یہ بہت دوررس نتائج کی حامل ہے ۔ جناب والا ۔ اس قرارداد میں دو چیزیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ایک یہ کہ اس قرارداد کو لانے کی ضرورت کس لیے پیدا ہوئی اور دوسری یہ کہ کیا اس ضرورت کے پیش نظر ہم اپنے اس آئینی حق سے دستبردار ہو جائیں کہ بجائے ہماری صوبائی مقننہ کے مرکزی مقننہ اس شعبہ میں قانون سازی کرے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس قرارداد کے لانے کا تعلق ہے اس کے متعلق وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ عالمی بینک سے سنٹرل گورنمنٹ کی negotiations ہوئی ہیں اور وہ بیجوں کی حفاظت کے لیے اور بیجوں کی سپلائی کے لیے مرکزی حکومت کو قرضہ دینے کے لیے تیار ہے بشرطیکہ مرکز میں ایسا جامع قانون اس شعبہ کے متعلق موجود ہو ۔

جناب والا ۔ جہاں تک اس World Bank کے قرضے کا تعلق ہے مجھ سے پہلے میرے دو کو دوست حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب اور جناب رؤف طاہر صاحب اس کا تفصیلاً ذکر کر چکے ہیں مجھے اس کو دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ اس World Body سے قرضہ جات لے کر ان امور پر یا ان شعبوں میں اخراجات کے کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں میں صرف اس سلسلے میں ایک گزارش کروں گا کہ وزیر موصوف اس بات سے آگاہ نہیں ہیں کہ اس کے کتنے سنگین نتائج ہیں اور میں اس سلسلے میں زرعی شعبے کی مثال دوں گا ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ آپ کو یاد ہے چند روز پیشتر چوہدری امان اللہ لک صاحب کی ایک تحریک التوا کھاد کے سلسلے میں آئی تھی اور اس کے جواب میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا تھا کہ کبھی بھی صوبائی گورنمنٹ نے کھاد کی سپلائی کو سو فیصد اپنے قبضے میں نہیں لیا تھا ۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے مثال یہ دی تھی کہ ہرکولیس کی کھاد کی پچاس فیصد distribution پہلے ہی ان کے ہاتھوں میں تھی ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف اس بات سے آگاہ نہیں ہیں لیکن مجھے اچھی طرح سے علم ہے کہ جس وقت کھاد کی distribution کو اپنے ہاتھوں میں لینے کا فیصلہ کیا تھا ۔ تو اس وقت پنجاب کی حکومت زرعی شعبہ کو سب سے زیادہ اہمیت دیتی تھی

اور زراعت پیشہ لوگوں کی طرف سے اور کسانوں کی طرف سے مستقل کھاد کی distribution کے متعلق دھاندلی کی شکایات موصول ہو رہی تھیں۔ تو زرعی شعبہ میں اس دھاندلی کو ختم کرنے کے لیے اور پیداوار بڑھانے کی غرض سے صوبائی گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کھاد کی سپلائی پرائیویٹ ہاتھوں سے لے کر حکومت کے level پر کی جائے اور اسی لیے یہ کارپوریشن کا قیام بھی عمل میں لایا گیا تھا لیکن جناب والا۔ میں اس دباؤ کا صرف اشارتاً ذکر کروں گا جس کے تحت اس فیصلے کو واپس لینا پڑا۔ جس کے تحت داؤد پرکولیس کو اس بات کی اجازت دینی پڑی کہ اپنی کھاد کی پروڈکشن کی پچاس فیصد distribution ان کے ہاتھوں میں رہے اور سوائے پنجاب کے کوئی صوبائی حکومت کھاد کی distribution اپنے ہاتھوں میں نہ لے سکی۔ جناب والا۔ اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ اس میں انٹرنیشنل دباؤ موجود تھا میں دعوے سے کہتا ہوں اور مجھے اس کا اچھی طرح علم ہے کہ وہ کھاد کی distribution اس وقت صوبائی حکومت اپنے ہاتھوں میں کیوں نہ لے سکی۔ اس لیے کہ اس میں کچھ بین الاقوامی powers involved تھے۔ جناب والا۔ آپ اس کے نتائج پر غور فرمائیں کہ جس شعبہ میں کسی چیز کی سپلائی کے لیے کوئی گورنمنٹ اس بات کے لیے مجبور ہو اور اس کو انٹرنیشنل دباؤ کو منظور کرنا پڑے تو اس پر وہ خود فیصلہ نہیں کر سکتی کہ اس کو کون سے طریقے سے اس شعبے میں ترقی کے لیے کون سے اقدامات کرنے چاہئیں۔ تو وہ اور کیا کر سکتی ہے۔ جناب والا۔ یہ ایک حقیقت ہے اور یہی وجہ تھی کہ اسی روز میں نے تحریک التوا کے ذریعے دریافت کیا تھا کہ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کیا پرائیویٹ ہاتھوں میں کھاد کے لئے ڈپو کھولے جا رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پالیسی کا reversal ہو گیا۔ اس کا جواب نہیں دیتے۔ لیکن اس کے خلاف مجھے یقین ہے کہ ان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ حکومت پر کس قدر دباؤ ڈالا تھا اور مرکزی حکومت کو بذات خود اس بات کا علم ہے کہ ان قرضہ جات کے کتنے گہرے اور سنگین نتائج ہیں۔ بیج کی preservation کے لیے اور بیج کی سپلائی کے لیے ورلڈ بنک سے قرضہ جات لے جا رہے ہیں۔ اس کے نتائج سے آگاہ نہیں ہیں اور میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ اگر وہ ان نتائج سے آگاہ بھی ہوتے تو مجھے یقین ہے پھر بھی یہ

حکومت یہ قرارداد لاتی کیونکہ یہ حکومت اپنے آپ کو کسی کو جواب دہ نہیں سمجھتی ۔ اگر یہ حکومت کسی کو جواب دہ سمجھتی تو اس قسم کی قرارداد نہ لاتی ۔ جناب والا ۔ جو اس کی اہمیت اور وجہ اس ایوان کو اس قرارداد کے ذریعے بتائی گئی ہے کہ ہم مرکز کو اس سلسلے میں مقننہ کے اختیارات دے رہے ہیں کہ وہ اس سلسلے میں قانون منظور کرائے ۔ اس کی اہمیت اس قدر نہیں ہے ۔ ہم اس سے آئینی حقوق سے اور آئینی اختیارات سے اپنے آپ کو محروم کر رہے ہیں ۔ اس کو مرکز کے سپرد کر رہے ہیں ۔ جہاں تک اس کی حمایت کا تعلق ہے اس کے متعلق اظہار خیال ہو چکا ہے ۔

جناب والا ۔ دوسری بات میں یہ کہا گیا ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر شور و غل کیا جاتا ہے کہ صوبائی خود مختاری میں مداخلت کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ایسا موضوع ہے اور ایسا نازک مسئلہ ہے جو معمولی نوعیت کا نہیں ہے ۔ جہاں تک آئین میں مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت کے اختیارات کا سوال ہے اس کو کوئی بھی ممبر کوئی بھی رکن اسمبلی معمولی طور پر نہ لے ۔ اس پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا کہ ہم ان آئینی اختیارات سے محروم ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ کوئی ایسی بات نہ تھی کہ اس بات کا طعنہ دیا جائے ۔ کیا یہ معمولی بات ہے ؟ کیا یہ صوبائی خود مختاری میں مداخلت نہیں ہے ؟ ہم سے یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم خوشی سے ان اختیارات سے محروم ہو جائیں ۔ اس کی اہمیت تو دیکھیں ۔ کیا اس کی یہ اہمیت ہے کہ ہم ان اختیارات سے محروم ہو جائیں ؟ جناب والا ۔ یہ اکثر کہا جا رہا ہے کہ اس حکومت کو مرکز سے ہدایات موصول نہیں ہو رہی ہیں ۔ کیا ہم اپنے آئینی اختیارات کو استعمال کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ؟ جناب والا ۔ یہ قرارداد اس ایوان میں لا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ حکومت اپنے آئینی اختیارات کو استعمال کرنے میں نا اہل ہے ۔ اس میں اتنی قابلیت نہیں ہے ۔ ان آئینی اختیارات کو جو آئین کے تحت دیے گئے ہیں ان کو استعمال کرتے ہوئے اور اس شعبہ میں جس کا پنجاب کی معیشت کے ساتھ سب سے بڑا تعلق ہے کوئی شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ زراعت کے شعبے میں اس ملک اور اس صوبے کو سب سے زیادہ اہمیت ہے ۔ جس صوبے میں اس شعبے کے اختیارات چاہئیں وہی صوبہ اس شعبے میں اپنے

اختیارات مرکز کو منتقل کر رہا ہے ۔ یہ کس cost پر یہ کس price پر کس اہمیت کے پیش نظر ؟

جناب والا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ایک دفعہ پھر عرض کروں گا کہ اس شعبے میں اسقدر اہمیت نہیں ہے کہ اس کو حاصل کرنے کے لیے اپنے آئینی اختیارات کو مرکز کو منتقل کرنے کے لیے یہ قرارداد اس ایوان سے پاس کرائیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ میرے معزز فاضل قائد حزب اختلاف نے بار بار اپنی تقریر میں فرمایا ہے انہیں یاد ہے جب یہ کارپوریشن (ایگریکلچر سپلائی کارپوریشن) بنی تھی وہ کیا عوامل تھے جس کی وجہ سے 50 فیصد داؤد ہرکولیس کو سپلائی کی اجازت دینا پڑی ۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ توفیق نہ دی کیونکہ ہم کابینہ انڈر اوتھ ہوتے ہیں اور آفیشل سیکرٹ ایکٹ کے تحت بارے خلاف کارروائی بھی ہو سکتی ہے لیکن میں ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس وقت تو اس قسم کی بات کا ذکر نہ کیا آج انہیں یہ بات کرنے کی توفیق ہو گئی ہے ۔ جناب والا ۔ بہت سی مجبوریاں اور عوامل ایک غیر ترقی یافتہ ملک کو درپیش ہوتے ہیں ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ پوائینٹ آف آرڈر ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس وقت کھاد کی سپلائی کے سلسلے میں مرکزی حکومت نے کیا فیصلہ کیا تھا اور صوبائی حکومت کا کیا نظریہ تھا میرا خیال ہے کہ وہ اس مسئلے کو نہ چھیڑیں تو زیادہ بہتر ہوگا ورنہ وہ اس کا جواب نہ دے سکیں گے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں نے تو اللہ کا شکر ادا کیا ہے میں نے ان کے خلاف کوئی بات نہیں کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیڈر آف اپوزیشن کا ذکر ہے یا خاکوانی صاحب کا ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ انہی کا ہے ۔ ہم مرکز کو seeds certificat on کے لئے قانونی اختیارات دینا چاہتے ہیں ۔ اور جہاں تک بیج

کی خرید اور فروخت کا کام ہے وہ صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہوگا ۔ اس سلسلے میں مرکزی حکومت کوئی قانون سازی نہیں کرے گی ۔ جہاں تک جناب والا قرارداد میں تقسیم کے لفظ کا ذکر کیا گیا ہے تو مرکزی حکومت seeds certification کرے گی اور اس کے بعد کاشتکاروں میں یہ بیج تقسیم کے قابل قرار دیا جائے گا ۔ جہاں تک بیج کی خرید و فروخت کا کام ہے وہ صوبے کے پاس رہے گا ۔ میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ یہ جو قرضہ ملے گا یہ سارے کا سارا دوسرے صوبوں پر خرچ ہوگا ۔ میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں جو 23 کروڑ روپے کا قرضہ ملے گا اس میں سے 16 کروڑ روپے پنجاب کے حصے میں آئیں گے ۔ اور اس کے تمام ملک میں 5 سنٹر ہوں گے ۔ جن میں سے پنجاب میں تین ہوں گے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ میرے دوست نے یہ فرمایا ہے کہ سامراج دشمن عناصر کے ہاتھوں ہم کھیل رہے ہیں سامراج کا سب سے بڑا دشمن تو آج ہمارا مہمان ہے اور وہ ہے ارنس سہانوک ۔ جناب والا اس کے علاوہ ویٹ نام کو سب سے پہلے کس ملک نے تسلیم کیا اس سے بڑا اس بات کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے ۔ باتیں کرنے کو تو بہت ہوتی ہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ عمل اس کا سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے ۔

جناب والا مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ میرے چند دوستوں نے خود اپنے سوالات اٹھائے اور جوابات دیئے گئے ۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ یہ صوبہ بیج کے معاملے میں خود کفیل نہیں ہو سکتا ۔ اسی لئے تو یہ قانون بنا رہے ہیں ۔ اس سال 18 ہزار ٹن بیج پر کروڑوں روپے خرچ کرنا پڑے ۔ اس سے نہ صرف بیج کی خرید میں ہم خود کفیل ہو جائیں گے بلکہ ہم اتنے سٹینڈرڈ کا بیج بنائیں گے کہ ہم اس کو ایکسپورٹ بھی کر سکیں گے ۔ اس لئے یہ کارپوریشن بنائی گئی ہے اور ہماری یہ تجویز ہے اور انشاءاللہ 5 سال میں مکمل طور پر یہ کارپوریشن کام شروع کر دے گی ۔ اس وقت کم از کم ایک لاکھ تین ہزار ٹن بیج اپنے ملک میں certified اور best قسم کا بیج جو انٹرنیشنل لیول پر پورا اترے گا ہم پیدا کریں گے ۔ جس میں 60700 ٹن گندم کا ہوگا ، 36000 ہزار کاٹن کا ہوگا ، 26000 ہزار ٹن مکئی کا ہوگا ، 25000 ٹن چاول کا ہوگا اور دوسرے بیج ،مثلاً آلو وغیرہ کے 700 ٹن کے قریب ہوں گے ۔ اسی لیے تو ہم کر رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ ایک چھوٹی سی بستی بسائے جانے میں کتنا

وقت صرف ہوتا ہے ، ایک گاؤں کو بجلی مہیا کرنے کے لیے کتنے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے ۔ تو ہم رات کو سوئیں اور صبح کو اٹھیں اور کہیں کہ بڑی ترقی ہوئی ہے اور ہم خود کفیل ہو گئے ہیں اس طرح تو کچھ نہیں ہو سکتا ہم خود کفیل ہونے کے لیے جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے ہمیں ان کے تعاون کی ضرورت ہے ۔ اسی ضرورت کو محسوس کر کے حکومت نے یہ کارپوریشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ میرے بزرگ جناب علامہ صاحب نے خود مختاری کے بارے میں فرمایا تھا لیکن میں نے ان کی بات پر اعتراض نہیں کیا ، وہ تو قابض الوری کو قربان گاہ کی بھینٹ چڑھا رہے تھے تو اس کے بارے میں میں نے یہ عرض کی تھی ۔ جناب والا ۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت یہ بات ہمارے لیے شرم کا باعث ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ علامہ صاحب سے بڑا ڈرتے ہیں ۔

سید قابض الوری ۔ اس لیے کہ یہ دونوں بلوچ ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ نسبتیں ہو گئیں مشخص چار ۔ جناب والا ۔ وہ بھی بلوچ ہیں اور میں بھی بلوچ ہوں ۔ وہ میرے پیر بھائی ہیں اور میں ان کا پیر بھائی ہوں ۔ ان کے والد بزرگوار میرے colleague رہ چکے ہیں اور چوتھے یہ کہ وہ بھی ڈیرہ غازی خان کے ہیں اور میرے آبؤ اجداد بھی ڈیرہ غازی خان کے تھے ۔ اسی لیے میں نے کہا ہے کہ نسبتیں ہو گئیں مشخص چار ۔

وزیر آبپاشی و برقی قوت ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ یہ بات ہمارے لیے باعث شرم ہے کہ امریکہ میں صرف پانچ فیصد لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں ۔ اور وہ تمام دنیا کو اناج فراہم کرتا ہے اور ہمارے 80 فیصد لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں ۔ اس کے باوجود ہمیں دس لاکھ ٹن گندم درآمد کرنی پڑتی ہے ۔ جناب والا ۔ ہم اس ملک کو خوراک کے بارے میں خود کفیل بنانا چاہتے ہیں ۔ اس کے لیے ہم قدم بقدم آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ خوراک کے بارے میں خود کفیل ہونے میں سب سے بڑا اور اہم ترین component یہ ہے ۔ ہمارا ہمسایہ صوبہ مشرقی پنجاب ہے جہاں فی ایکڑ اوسط پیداوار 50 ٹن سے بھی زیادہ ہے اور

ہمارے ہاں فی ایکڑ اوسط پیداوار 14.1 من ہے ۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ یہ جو درآمد کی لعنت ہے جس سے ہمارے سر ندامت سے جھک جاتے ہیں اس سے ہم چھٹکارا حاصل کریں اور خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہوں ۔ تو اس سلسلے میں یہ ایک بہت بڑا قدم ہوگا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ قرارداد بغیر کسی ترمیم کے اسی حالت میں پاس کر دی جائے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں اس بات کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت بیرونی قرضہ جات پر زیادہ انحصار نہیں کر رہی بلکہ بتدریج اسے کم کر رہی ہے ۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ 75-1974 کی 60 فیصد financing اے ڈی پی کی بیرونی قرضہ جات کی تھی اور 76-1975 میں وہ 50 فیصد رہ گئی ہے ۔ گویا کہ بیرونی قرضہ جات پر انحصار کم ہو رہا ہے ۔

سید نایش الوری ۔ اب تو بیرونی ممالک بھی خط غلامی پر دستخط کرائے بغیر قرضے نہیں دیتے ۔

چوہدری طالب حسین ۔ جناب والا ۔ میرا خیال تھا کہ اس بحث کے بعد حکومت اس قرارداد کو واپس لے لے گی لیکن اگر وہ اس پر بضد ہے تو کم از کم ہم پنجاب سے غداری نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس سلسلے میں حکومتی پارٹی کا حصہ بن سکتے ہیں اس لیے ہم بطور احتجاج واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

سید نایش الوری ۔ ہم اس قومی جرم میں شریک نہیں ۔

(حزب اختلاف نے واک آؤٹ کیا)

مسٹر سپیکر ۔ اب یہ سوال ہے :

کہ مذکورہ قرارداد میں وارد ہونے والے الفاظ
"اور ان سے متعلقہ ضمنی امور کو منضبط کرنے
کے لیے" حذف کر دیے جائیں ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے : ۔

کہ یہ قرارداد " کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ

وفاقی مقننہ مختلف فصلوں کے لیے معیاری بیجوں کی اور مختلف پھلوں کے پودوں کی پیداوار اور تقسیم کے لیے اور ان سے متعلق ضمنی امور کو منضبط کرنے کے لیے قانون وضع کرے" منظور کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ ایک تحریک التوائے کار صبح میڈیکل اسسٹنٹس کے بارے میں آئی تھی ۔ اس سلسلے میں کچھ وضاحت ایوان کے سامنے پیش کرنی چاہتا ہوں ۔ صوبائی وزیر صحت کا ایک بیان اس ایوان میں پڑھا گیا تھا ۔ جون کے مہینے میں انہوں نے جو کہا تھا اس سے ایسے لگتا ہے کہ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : In view of that the Government will consider the matter.

وزیر قانون ۔ جی ہاں ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I could not attend the Session on 1st, 2nd and 17th December 1975. Leave may kindly be granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف علامتی واک آؤٹ سے واپس آئی)

سید نابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ نے اس تحریک التوائے کار کا کیا فیصلہ کیا ہے ۔ کیا وزیر صحت نے یقین دہانی کرائی تھی یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کے الفاظ کی نوعیت ایسی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاثر دیا گیا تھا کہ حکومت اس کے متعلق غور کرے گی ۔

سید نایش الوری ۔ تو انہوں نے اپنی تصحیح کر لی ہے ۔

وزیر قانون ۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں پڑھ کر سنا دوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ بس ٹھیک ہے ۔ سب سے پہلے تو مجھے فاضل اراکین اسمبلی کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے میرے فرائض کی انجام دہی میں میرے ساتھ پورا تعاون کیا اور اس حقیقت کے باوجود کہ میری آواز کچھ بلند ہے اور کچھ یہ آلہ جو میرے سامنے ہے اسے اور بھی بلند کر دیتا ہے ، فاضل ارکان نے اس حقیقت کو پالیا ہے کہ میں ان کا بے حد احترام کرتا ہوں اور ان کی عزت کرتا ہوں اور آواز کی بلندی کے باوجود جس فاضل رکن سے میں خطاب کر رہا ہوتا ہوں اس کا احترام اور عزت میرے دل میں کتنا ہے ۔ ایک مرتبہ پھر میں تمام فاضل ارکان کا ۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے فاضل ارکان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے موجودہ اجلاس کے دوران مجھ سے پورا پورا تعاون کیا ۔

دوسری بات یہ ہے کہ کل میں نے اعلان کیا تھا کہ میں تمام فاضل ارکان اسمبلی کو 24 تاریخ شام کے ساڑھے سات بجے اسمبلی کے لان میں ڈنر دے رہا ہوں ۔ تو تمام دوستوں سے استدعا ہے کہ اس میں شریک ہوں اور میری عزت افزائی کریں ۔

The House is adjourned sine die.

(The House then adjourned sine die)